

حکماء عالم

چار سو گیارہ اسلامی و یونانی فلاسفہ و حکماء مثلاً
سقراط، ارسطو، بقراط، جالینوس، رازی، سینا،
عمر خیام اور ابن رشد وغیرہ کے حالات کا
شان دار مرقع اور ہماری شان دار ثقافت و
تہذیب کا آئینہ

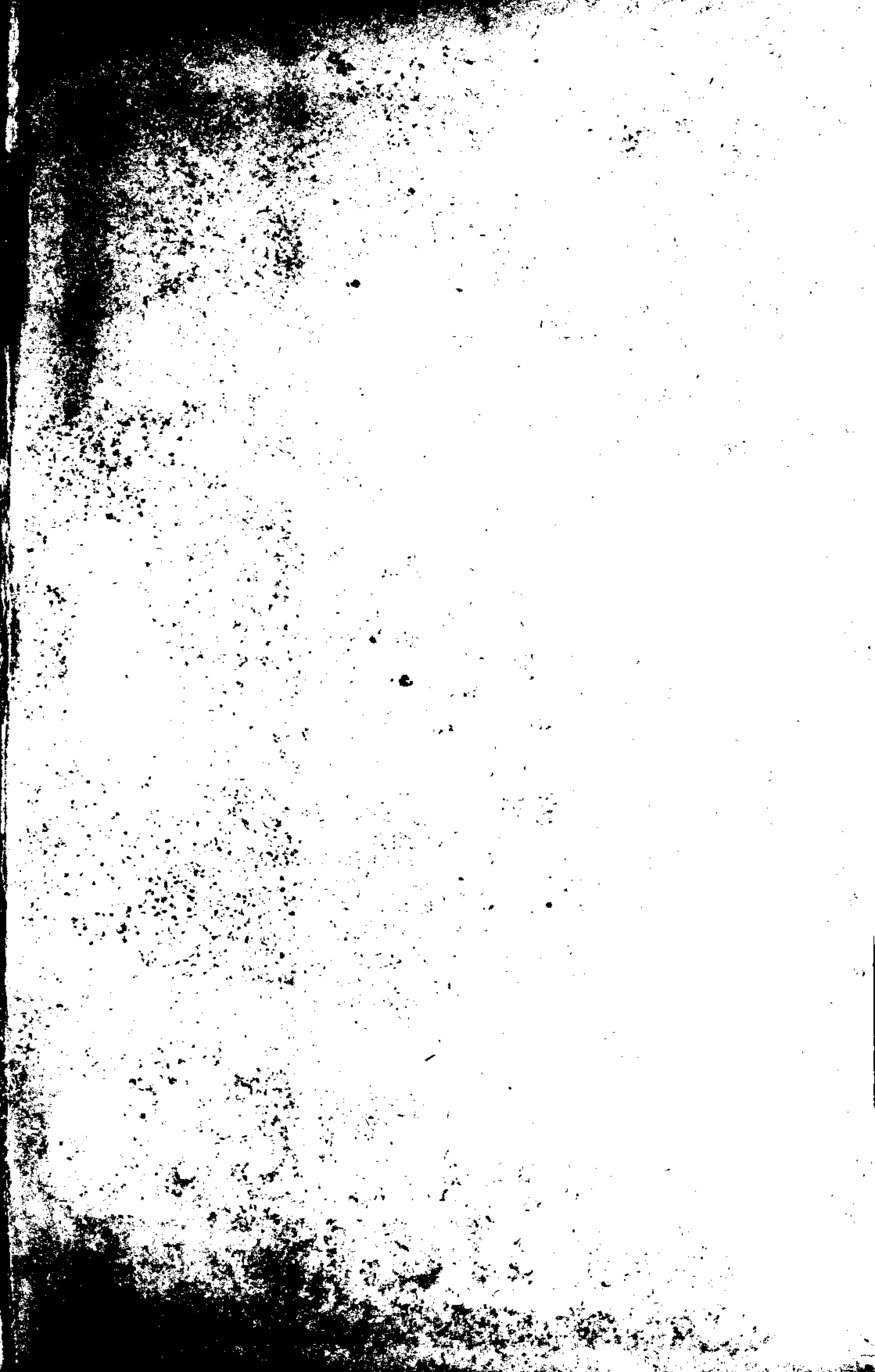
مصنف: جمال الدین ابوالحسن علی بن یوسف قفطی

ترجمہ: ڈاکٹر غلام جیلانی برقی ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی

**Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.**

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ





حکماء کا عالم

یعنی

چار سو گیارہ اسلامی و یونانی فلاسفہ و حکماء
مثلاً سقراط، ارسطو، بقراط، جالی نوس،
رازی، سینا، عمر خیّام اور ابن رشد،
وغیرہ کے حالات کا شاندار مکمل مرقع اور
ہماری شاندار ثقافت و تہذیب کا آئینہ

تصنیف

جمال الدین ابوالحسن علی بن یوسف لقفطی

ترجمہ

ڈاکٹر غلام جبیلانی برق

ناشرین

شیخ غلام علی ایڈیٹرز پریسز پبلسٹیز کتب خانہ لاہور



135094

(جملہ حقوق محفوظ)

سلسلہ مطبوعات نمبر ۲۵۷

e

تصنیف..... جمال الدین ابوالحسن علی بن یوسف القفندہ
ترجمہ ڈاکٹر غلام جیلانی برق
طابع شیخ نیاز احمد
مطبع علمی پرنٹنگ پریس - لاہور
مقام اشاعت..... کتاب منزل - لاہور
سال اشاعت ۱۹۶۰ء



شکرہ

دیباچے کے چند ابتدائی صفحات اُس مقدمے سے ماخوذ ہیں، جو
ڈاکٹر جو لیس لپرٹ نے تاریخ الحکما مطبوعہ جرمنی کے لیے سپرد قلم فرمایا
تھا۔ میں جرمنی زبان سے تابلہ ہوں۔ میری التماس پر ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ
صاحب پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور (اب پنجاب یونیورسٹی) نے اس
مقدمے کا اردو زبان میں ترجمہ فرما کر مجھے اس قابل بنایا کہ القفطی کے
تفصیلی حالات دنیا کے سامنے پیش کر سکوں۔ اس نوازش کے لیے میں
ڈاکٹر صاحب کا شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ نیز اپنے برادر حقیقی پروفیسر
محمد نور الحق صاحب مرحوم کا شکر یہ ادا کرتا ہوں، جنہوں نے اس سادہ حال
کی تحقیق میں میری مدد فرمائی +

برقی۔ کیمیا پور
۸۔ مئی ۱۹۵۹ء

ہے افسوس اب وہ دوسری دنیا میں ہیں اللہ تعالیٰ غریق رحمت فرمائے

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	دیباچہ	۱۹	۱۸	اقرب	۱۰۹
۲	حمد و ثنا	۳۶	۱۹	ابراہیم بن حبیب الفزاری	۱۰۹
۳	پہلا حکیم	۳۶	۲۰	ابو اسحاق ابراہیم بن یحییٰ التفاش	۱۱۰
	الف			المعروف بہ ولد الزرقانی الاندلسی	
۴	ادریس علیہ السلام	۳۶	۲۱	ابراہیم بن سنان بن ثابت	۱۱۱
۵	امون	۴۵		بن قرة	
۶	اسقل بیوس	۴۶	۲۲	ابراہیم و محمد حسن ابنا الصباح	۱۱۲
۷	ایزد قلیس	۵۵	۲۳	آنا فرود لیس	۱۱۲
۸	افلاطون اول	۵۸	۲۴	ارسطو	۱۱۲
۹	ارسطو	۷۵	۲۵	اودیس	۱۱۲
۱۰	اسکندر افروڈیسی	۱۰۵	۲۶	ارمیس	۱۱۳
۱۱	افلاطون دوم	۱۰۶	۲۷	ایمانی خس	۱۱۳
۱۲	اقریطون	۱۰۷	۲۸	اراسیس	۱۱۳
۱۳	الاسکندر روس	۱۰۷	۲۹	انکساخوس	۱۱۳
۱۴	اولی طراؤس الطرسوی	۱۰۸	۳۰	افلی مولی	۱۱۳
۱۵	اریباسیوس اول	۱۰۸	۳۱	المہونیوس النجار	۱۱۳
۱۶	اصطفی	۱۰۸	۳۲	آھیدیس المہندس النجار الصوی	۱۱۴
۱۷	اریباسیوس دوم	۱۰۹	۳۳	الیانوس الرومانی	۱۲۱

صفحہ	مضمون	نمبر شمار	صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۱۳۲	ادریاسیوس	۵۴	۱۲۲	ارشمیدس	۳۴
۱۳۲	ابراہیم بن قزاون	۵۵	۱۲۳	ادمیرس الشاعر اليونانی	۳۵
۱۳۳	ابراہیم بن ہلال بن ابراہیم	۵۶	۱۲۴	اصطقن البابی	۳۶
۱۳۳	بن زہرون الصابی ابواسحاق	۵۷	۱۲۴	اختری میدس	۳۷
۱۳۷	ابراہیم بن زہرون ابواسحاق	۵۷	۱۲۵	ایوسندنیوس	۳۸
۱۳۷	ابراہیم قویری ابواسحاق	۵۸	۱۲۵	قلمین	۳۹
۱۳۸	احمد بن محمد بن مردان	۵۹	۱۲۵	المی خون	۴۰
۱۳۸	بن الطیب السرخسی	۶۰	۱۲۴	ایرخس یا ایبرخس	۴۱
۱۴۲	احمد بن محمد بن کثیر القرغانی	۶۰	۱۲۴	ایرخس (شاعر)	۴۲
۱۴۲	احمد بن یوسف المنعم	۶۱	۱۲۷	ارسطیفس یا ارسطی قوس	۴۳
۱۴۲	احمد بن محمد الصانغانی	۶۲	۱۲۸	ارسطرخس یا ارسطوخس	۴۴
۱۴۲	الوحامد الاصرطلابی	۶۳	۱۲۸	انیون البیترق	۴۵
۱۴۳	احمد بن عمر الکرابی	۶۳	۱۲۸	انقیلاؤس	۴۶
۱۴۳	اسحاق بن حنین بن اسحاق	۶۴	۱۲۹	ابٹن	۴۷
۱۴۳	الویعقوب بن ابی زید العبادی	۶۵	۱۳۰	اندوماخس	۴۸
۱۴۳	النصرانی	۶۵	۱۳۰	السیقلاؤس	۴۹
۱۴۳	اہرن القس	۶۵	۱۳۰	ادطوقیوس	۵۰
۱۴۳	امیر بن عبد الصریز بن ابی الصلت	۶۶	۱۳۱	ادطولوقس	۵۱
۱۴۳	الحکیم المغربي	۶۶	۱۳۱	ایرن	۵۲
۱۴۶	اخوان الصفا	۶۷	۱۳۱	ارستجانس	۵۳

صفحہ	مضمون	نمبر شمار	صفحہ	مضمون	نمبر شمار
	حرف التنا			حرف الباء	
۱۷۹	تین کلوش	۸۴	۱۵۶	یرقلس دیدوخس الافلاطونی	۶۸
۱۸۰	تیا ذوق	۸۵	۱۵۸	یطلی موس العربیہ	۶۹
۱۸۱	توفیق بن محمد بن الحسن	۸۶	۱۵۸	برانیوس	۷۰
۱۸۱	بن عبداللہ بن محمد ابو محمد	۸۶	۱۵۸	بقراط بن ایراقلس	۷۱
۱۸۲	التمیمی المقدسی الطیب	۸۷	۱۶۵	بولس	۷۲
	حرف الثا		۱۶۵	یطلی موس القلوذی	۷۳
۱۸۳	ثاؤ فرسطس الحکیم	۸۸	۱۶۱	یرقطرس	۷۴
۱۸۳	ثالیس الملطی	۸۹	۱۶۱	یطلی موس بدلس	۷۵
۱۸۳	ثامس لمیوس	۹۰	۱۶۲	یادی نوس	۷۶
۱۸۴	ثاؤ سیوس	۹۱	۱۶۲	بنس	۷۷
۱۸۵	ثاؤون	۹۲	۱۶۲	یاخو وغوغیا السدی الودی المحلی	۷۸
۱۸۵	ثیوڈوفرس	۹۳	۱۶۲	البقراطون	۷۹
۱۸۵	ثاؤون الطیب	۹۴		بختی شوع بن جورسین بن ا	۸۰
۱۸۶	ثیمناس	۹۵	۱۶۳	بختی شوع الجندیسا پوری	
۱۸۶	ثوسیوس	۹۶		بختی شوع بن جبرئیل بن ا	۸۱
۱۸۷	ثوفیل بن ثاالنصرانی المتعمم الرادی	۹۷	۱۶۵	بختی شوع ا	
۱۸۷	ثابت بن سنان بن ثابت بن قرة	۹۸	۱۶۹	بختی شوع	۸۲
۱۹۰	ثامنت بن ابراهیم بن زبرون الحکمی الصابی الیومانی	۹۹	۱۷۹	بختی شوع بن یحییٰ	۸۳

صفحہ	مضمون	نمبر شمارہ	صفحہ	مضمون	نمبر شمارہ
۲۵۳	الحسن بن احمد بن یعقوب	۱۱۳	۱۹۴	ثابت بن قرة	۱۰۰
۲۵۵	ابو محمد الہمدانی	۱۱۴	۲۰۳	حرف الجیم	۱۰۱
۲۵۵	الحسن بن مصباح المنجم	۱۱۵	۲۱۶	جال نوس	۱۰۲
۲۵۵	الحسن بن عبید اللہ بن سلیمان بن وہب	۱۱۶		جبرئیل بن یحییٰ شوع بن جلیس بن یحییٰ شوع	۱۰۲
۲۵۵	الحسن بن سوار بن بابا بن ہرام	۱۱۶		الجندیسا پوری	۱۰۳
۲۵۵	ابو الخیر المعروف بن الخمار البغدادی	۱۱۶		جبرئیل بن عبید اللہ بن یحییٰ شوع	۱۰۳
۲۵۶	الحسن بن الخصب (الخصیب)	۱۱۶	۲۳۳	بن جبرئیل	۱۰۴
۲۵۶	یا الخطیب	۱۱۶	۲۴۰	جبرئیل اللحال	۱۰۴
۲۵۶	الحسن ابن الحسن بن البشم الوطی	۱۱۸	۲۴۱	جعفر بن محمد بن عمر ابو معشر البلیخی	۱۰۵
۲۵۶	المهندس البصری تریل مصر	۱۱۸	۲۴۲	جعفر بن المکتفی باللہ ابو الفضل	۱۰۶
۲۶۰	الحسن ابن الامیر ابو علی بن نظام الملک	۱۱۹		جمع القطاع المعروف	۱۰۷
۲۶۰	الحسن بن محمد بن ابی نعیم الوطی	۱۲۰	۲۴۵	بالسید البغدادی	۱۰۷
۲۶۱	الحسین بن اسحاق بن ابراہیم بن یزید انکاتب ابو الحسن بن ابی الحسن	۱۲۱	۲۴۶	جبرئیل	۱۰۸
۲۶۲	ابو احمد المعروف بہ ابن کرئیب	۱۲۲	۲۴۹	جورئیس بن یحییٰ شوع	۱۰۹
۲۶۲	الحمویوس (الحمویوس)	۱۲۲	۲۴۶	الجندیسا پوری ابو یحییٰ شوع	۱۰۹
۲۶۲	حبش الحاسب المروزی الاصل	۱۲۳		جابر بن حیان الصوفی	۱۱۰
۲۶۳	حسین بن اسحاق الطیب	۱۲۴	۲۵	حرف الحاء	۱۱۱
۲۶۳	النضرائی ابو زید العبادی	۱۲۴	۲۵۳	الحارث بن کلدہ بن عمرو بن علاج الشقیفی	۱۱۱
				الحارث	۱۱۲

نمبر شمار	مضمون	صفحة	نمبر شمار	مضمون	صفحة
١٢٥	جيش ابن الحسن الاعظم النهراني	٢٤٣		حرف الراء	
١٢٦	حسنون النهراني الراوي الطبيب	٢٤٣	١٢٠	روفس	٢٨٥
١٢٧	المحير النافع	٢٤٤	١٢١	روشم (روشم) المصري	٢٨٦
١٢٨	الحكم بن ابي الحكم الدمشقي	٢٤٤	١٢٢	نذق اللذ المتجم النحاس المصري	٢٨٦
١٢٩	حرف الخا		١٢٣	ربن	٢٨٤
	الخاقاني المتجم	٢٨٠		حرف الراء	
	حرف الدال		١٢٤	زكريا الطيفوري	٢٨٨
١٣٠	ديا قرطيس	٢٨٠		حرف السين	
١٣١	ديمقراطيس	٢٨١	١٢٥	سليمان بن حسان الاندلسي	٢٩١
١٣٢	داود المتجم	٢٨١		المعروف به ابن جمل	
	حرف الذال		١٢٦	سنان بن الفتح الحراني	٢٩١
١٣٣	ذو مقراطيس	٢٨٢	١٢٧	سنان بن ثابت بن قرة الحراني	٢٩٢
١٣٤	ذيو جانس الكلابي (ذيو جانس)	٢٨٢		الوسعيد	
١٣٥	ذيو ستوريدوس العين الزبدي	٢٨٣	١٢٨	سهل بن بشر بن صبيب بن	٢٩٨
١٣٦	ذيو ثيوس	٢٨٣		ذاني (ذاني)، الاسريري المتجم بو عثمان	
١٣٧	ذيو قنطس	٢٨٣	١٢٩	سهل بن سالود بن سهل	٢٩٨
١٣٨	ذيو ستوريدوس	٢٨٣		المعروف به الكعج	
١٣٩	ذو التول بن ابراهيم الانجمي		١٥٠	سليس	٣٠٠
	المصري	٢٨٥	١٥١	سوديانوس	٣٠٠
			١٥٢	سقراط	٣٠٠

صفحہ	مضمون	نمبر شمار	صفحہ	مضمون	نمبر شمار
	حرف العين		۳۰۹	شدیلی قیوس	۱۵۳
۳۲۲	عبداللہ الطی فوری	۱۶۷	۳۰۹	شدین علی المتعم المامونی	۱۵۴
۳۲۳	عباس بن سعید الجوهری المتعم	۱۶۸	۳۱۰	سایور بن سهل	۱۵۵
۳۲۴	عبداللہ بن المقفع	۱۶۹	۳۱۰	سلمویہ ابن بنانی	۱۵۶
۳۲۵	عبداللہ بن مسعود النصرانی	۱۷۰	۳۱۲	السمولی بن یحییٰ المغربي الیہودی	۱۵۷
۳۲۶	عبداللہ بن ماجور الوالقاسم الیہودی	۱۷۱	۳۱۳	سلامتہ بن رحمون ابو الخیر	۱۵۸
۳۲۶	عبداللہ بن الحسن الصیدبانی المتعم	۱۷۲		حرف الشین	
۳۲۶	عبداللہ بن علی النصرانی	۱۷۳		شجاع بن اسلم بن محمد بن شجاع	۱۵۹
۳۲۷	عبداللہ بن سهل بن زوسبت المتعم	۱۷۴	۳۱۴	الحاسب المصری ابو کامل	
۳۲۹	عبداللہ بن الطیب ابو الفرج	۱۷۵	۳۱۴	فکح المتعم الاعلیٰ البغدادی	۱۶۰
	القیسوف			حرف الصاد	
۳۲۹	عبداللہ بن شاکر بن ابی المطہر	۱۷۶		صاعد بن کئی بن سببۃ اللہ بن	۱۶۱
	المعدنی الملقب بشمس الدین		۳۱۶	توما النصرانی ابو الکریم البغدادی	
۳۳۰	عبداللہ بن الحسن الوالقاسم	۱۷۷	۳۱۸	صاعد بن بیتہ اللہ بن الموصل	۱۶۲
	المعروف بہ قلام زحل		۳۱۸	ابو الحسین النصرانی الخطیری الطیب	
۳۳۱	عبدالرحمان بن اسماعیل بن بدر	۱۷۸	۳۱۸	صالح بن بہلۃ الہندی	۱۶۳
	المعروف بالاقلیدس الثانی			حرف الطاء	
۳۳۱	عبدالرحمان بن محمد بن عبدالکریم	۱۷۹	۳۲۱	طوریس	۱۶۴
	بن کئی بن واقد اللغنی الاندلسی		۳۲۲	طیمو خارس	۱۶۵
۳۳۲	عبدالرحمان بن عمر بن محمد بن سهل	۱۸۰	۳۲۲	طینقروس	۱۶۶
	الصولی ابو الحسن الرازی				

صفحہ	مضمون	نمبر شمار	صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۳۲۲	علی المرتقی	۱۹۲	۳۳۳	عبدالرحمان بن عبدالکریم الشری	۱۸۱
۳۲۲	علی بن الحسن ابوالقاسم العلوی	۱۹۵	۳۳۲	عبدالوہود الاندلسی	۱۸۲
۳۲۲	المعروف بہ ابن الاعلم			عبدالسلام بن عبدالقادر بن	۱۸۳
۳۲۳	علی بن الراہبہ	۱۹۶	۳۲۵	ابی صالح بن جتکی دوستدار	
۳۲۳	علی بن ابراہیم بن مکش (کس)	۱۹۷		ابوعبدالغنی البغدادی	
۳۲۳	ابوالحسن			عبدالرحیم بن علی بن المرزبان	۱۸۴
	علی بن اسماعیل ابوالحسن	۱۹۸	۳۳۶	ابوالاحمد الطیب المرزبانی	
۳۲۳	الجوسری علم الدین بغدادی			عبدالحمید بن اسحاق ابوالفضل	۱۸۵
	المعروف بہ رباب سالار		۳۲۶	عرف ابن ترک کفیت ابو محمد	
۳۲۳	علی الافریقی	۱۹۹		علی بن عبدالرحمان بن یونس	۱۸۶
۳۲۵	علی بن النضر المعروف بالادیب	۲۰۰	۳۳۷	بن عبدالاعلیٰ المصری المنعم	
۳۲۶	علی بن احمد بن علی ابوالحسن	۲۰۱	۳۳۷	علی بن ماجور (ماجور)	۱۸۷
۳۲۶	يعرف بہ ابن سهل الطیب		۳۳۷	علی بن ابن الطبری ابوالحسن الطیب	۱۸۸
۳۲۷	علی بن یقظان السبئی	۲۰۲	۳۳۸	علی بن العباس الجوسی	۱۸۹
۳۲۸	علی بن احمد بن علی بن محمد بن	۲۰۳		علی بن احمد بن سعید بن حزم	۱۹۰
	وقاس القتالہا سلی ابوالحسن		۳۳۹	بن غالب بن صالح الاندلسی ابو محمد	
۳۲۹	علی بن علی بن ابی علی السیف الادی	۲۰۴	۳۴۰	علی بن احمد العمرانی الموصلی	۱۹۱
۳۵۰	عمر بن الفرغانی ابو حفص الطبری	۲۰۵	۳۴۱	علی بن عبدالقدیر ماجور	۱۹۲
۳۵۱	عمر بن محمد بن خالد بن عبد الملك المرزبان	۲۰۶		علی بن احمد الانطاکی ابوالقاسم	۱۹۳
۳۵۱	عمر بن عبدالرحمان بن احمد بن علی	۲۰۷	۳۴۱	المجتبی	
۳۵۱	الکلیانی القرطبی الاندلسی ابوالحکم				

صفحہ	مضمون	نمبر شمار	صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۳۴۰	عیسیٰ القفیس الطیب	۲۲۳		عمر بن احمد بن خالد بن ابوسلم	۲۰۸
۳۴۰	عطار بن محمد المحاسب	۲۲۲	۳۵۲	الحضری الاشمی الاندلسی	
۳۴۱	عبدوس بن زید	۲۲۵	۳۵۲	عمر الخیام	۲۰۹
۳۴۱	کلوی الدیری	۲۲۶		عیسیٰ بن علی بن عیسیٰ بن داؤد	۲۱۰
	حرف العین		۳۵۳	بن الجراح ابوالقاسم	
۳۴۳	غراب الخطیب العقلم	۲۲۷		عیسیٰ بن زرعہ بن اسحاق بن	۲۱۱
	حرف الف		۳۵۴	زرعہ بن مرقس بن زرعہ بن یوحنا	
۳۴۴	العقل بن حاتم النیریزی	۲۲۸		ابو علی النصرانی المتطقی	
	العقل بن محمد بن عبد المجید بن	۲۲۹	۳۵۵	عیسیٰ بن اسید النصرانی العراقی	۲۱۲
۳۴۴	فاسح ابویرزة الحلی		۳۵۶	عیسیٰ بن ماسہ	۲۱۳
۳۴۵	العقل بن نوحیت ابوسهل	۲۳۰	۳۵۶	عیسیٰ بن قسطنطین الیونانی الطیب	۲۱۴
۳۴۵	قرات (قرطاب) بن شحناہ الیہوی	۲۳۱	۳۵۶	عیسیٰ بن ماسر بن حسین الطیب	۲۱۵
۳۴۶	القح بن نجیبہ (نجیبہ) الاصلی	۲۳۲	۳۵۶	عیسیٰ بن علی	۲۱۶
	فرخان شاہ بن نصیر بن	۲۳۳	۳۵۷	عیسیٰ بن یحییٰ بن ابراهیم	۲۱۷
۳۴۶	فرخان شاہ المنجم		۳۵۷	عیسیٰ بن عہار بن سجت	۲۱۸
۳۴۷	فرغدیوس الصوری	۲۳۴	۳۵۷	عیسیٰ بن شہلاقا الجندیسیا یوزی	۲۱۹
۳۴۷	فلوٹر خس	۲۳۵	۳۵۸	عیسیٰ الطیب البغدادی المعروف بوس	۲۲۰
۳۴۸	فلوٹر خس	۲۳۶	۳۵۹	عیسیٰ بن الحکم	۲۲۱
۳۴۸	خلوی بن (خلوی طیب) بن	۲۳۷		عیسیٰ بن یوسف المعروف ب	۲۲۲
۳۴۸	فتیاح بن	۲۳۸	۳۶۰	ابن العطار (العطار)	

تبر شماره	مضمون	صفحہ	تبر شماره	مضمون	صفحہ
۲۳۹	فطون (قطون) الحدوی	۳۶۹		حرف اللام	
۲۴۰	فردون اللدی	۳۷۱	۲۵۵	لیبلون (لیتلون) المعتصم	۳۸۲
۲۴۱	فنون الاسکندری	۳۷۱	۲۵۶	لوقیس	۳۸۳
۲۴۲	فالیس المصری (والیس)	۳۷۲		حرف المیم	
۲۴۳	فلی غریوس	۳۷۳	۲۵۷	مُبشّرین فاتک ابو الوفا	۳۸۳
۲۴۴	فولیس الاجانیطی عرف القوالی	۳۷۳	۲۵۸	مُبشّرین احمد بن علی بن احمد	۳۸۳
۲۴۵	فالیس	۳۷۴		بن عمرو الرازی ابو الرشید المحاسب	۳۸۳
	حرف الصاد		۲۵۹	محمد بن ابراهیم القزازی	۳۸۴
۲۴۶	قسطابن لوقا البعلبکی التمرانی	۳۷۴	۲۶۰	محمد بن زکریا ابو مکر الرازی	۳۸۶
۲۴۷	قینون ابو نصر الطیب	۳۷۶	۲۶۱	محمد بن محمد بن طرخان ابو نصر الفارابی	۳۹۳
۲۴۸	قطلان الیابی	۳۷۷	۲۶۲	محمد بن جابر بن شان ابو عبد اللہ	۳۹۷
۲۴۹	القصرانی	۳۷۷		المحرانی المعروف بالبتانی ابو جعفر	۳۹۷
	حرف الکاف		۲۶۳	محمد بن اسماعیل التنوخی المتعم	۳۹۸
۲۵۰	کرستس	۳۷۸	۲۶۴	محمد بن خالد بن عبد الملک المتعم	۳۹۸
۲۵۱	ککة (کبکة) الہندی	۳۷۸		المرو الروزی	۳۹۸
۲۵۲	کتیفات الطیب التمرانی البغدادی	۳۸۱	۲۶۵	محمد بن الحسن بن حمید المعروف بـ	۳۹۹
۲۵۳	کعب العمل الحاسب البغدادی	۳۸۱		ابن الادی	۳۹۹
۲۵۴	کیسان بن عثمان بن کیسان		۲۶۶	محمد بن طاہر بن بہرام البوسلانی	۳۹۹
	ابو سهل الطیب التمرانی المصری	۳۸۲		السبتانی المنطقی نزل بغداد	۳۹۹
			۲۶۷	محمد بن الجیم	۴۰۱

صفحہ	مضمون	نمبر شمار	صفحہ	مضمون	نمبر شمار
	محمد بن بشر بن ابی الفتوح نصر	۲۸۳	۲۰۱	محمد بن عیسیٰ ابو عبد اللہ المالک بنی	۲۶۸
۲۰۷	بن ابی یعلیٰ بن ابی البشار بن ابی یعلیٰ بن بشر وکیل الیاء العدی بغدادی		۲۰۲	محمد بن عمر بن الفرخان ابو بکر	۲۶۹
	محمد بن عبد السلام بن عبد الرحمن	۲۸۴	۲۰۲	محمد بن موسیٰ المنعم المجلسی	۲۷۰
۲۰۸	بن عبد الساتر المقدسی ثم الماردی		۲۰۲	محمد بن عبد اللہ بن محمد ابو عبد الرحمن	۲۷۱
	محمد بن عمر بن الحسین ابو الفضل	۲۸۵		الغنی المنعم القیرانی الاقرنی	
۲۰۹	الغزالی المعروف بابن الخطیب			نزہت مصر	
	محمد بن علی بن الطیب (الطیب)	۲۸۶	۲۰۳	محمد بن موسیٰ الخوارزمی	۲۷۲
۲۱۳	المتکلم البصری		۲۰۴	محمد بن عبد اللہ بن عمر بن الیازیا	۲۷۳
	المختار بن الحسن بن عبدون	۲۸۷	۲۰۴	محمد بن عبد اللہ بن سمعان	۲۷۴
۲۱۴	ابو الحسن البغدادی المعروف بابن یطلان		۲۰۴	محمد بن کثیر الفرغانی	۲۷۵
	موسیٰ بن شاکر	۲۸۸	۲۰۵	محمد بن عیسیٰ بن ابی عیاد ابو المحس	۲۷۶
۲۲۷	موسیٰ بن اسرائیل الکوفی	۲۸۹	۲۰۵	محمد بن ناحیة اذکاتب	۲۷۷
۲۲۸	موسیٰ بن سیار ابو عمران	۲۹۰	۲۰۵	محمد بن اشم بن یحییٰ بن اشم القاضی	۲۷۸
۲۲۹	موسیٰ بن میمون الاسرائیلی	۲۹۱	۲۰۵	محمد بن لڑة (کرّة) الاصفهانی	۲۷۹
	الاندلسی		۲۰۶	محمد بن محمد بن یحییٰ بن اسماعیل	۲۸۰
۲۲۹	موسیٰ بن العیزاز	۲۹۲		بن العیاس ابو الوفا البوزجانی	
۲۳۳	مقطر طیس	۲۹۳	۲۰۷	محمد بن عبد اللہ الوتصر الکلوازی	۲۸۱
				بغدادی	
۲۳۳			۲۰۷	محمد بن عیسیٰ بن المنعم	۲۸۲
				ابو عبد اللہ العتقی	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۹۲	ماکسیمس	۲۳۲	۳۱۰	المبارک بن شمرۃ ابو الخیر	۲۴۶
۲۹۵	میلادوس	۲۳۵		الطیب، الکاتب الحلی	
۲۹۶	میطن الاسکندی	۲۳۵	۳۱۱	المنجم الخارجی المصری	۲۴۷
۲۹۷	مثالادوس	۲۳۵	۳۱۲	مسکویه بوعلی الخازن	۲۴۸
۲۹۸	مورطس (مورسطس)	۲۳۶	۳۱۳	مسحی بن ابی البقار بن ابراهیم	
۲۹۹	مرايا البایلی	۲۳۶		النضرائی القلی نزیل بغداد	۲۴۹
۳۰۰	مغفس	۲۳۶		ابو الخیر یعرف به ابن العطار	
۳۰۱	مغفس	۲۳۶	۳۱۴	مسعود بن ابی محمد ابو الفتوح	
۳۰۲	مشی بن یونس النضرائی ابو بشر نزیل بغداد	۲۳۷		المعروف به ابن الغضائری و یعرف	۲۵۱
۳۰۳	مشرودیطوس	۲۳۸		ایضاً به ابن الجویان	
۳۰۴	ماسروجیه (ماسرجیس البصری)	۲۳۹	۳۱۵	المکفوف الملامی المصری	۲۵۱
۳۰۵	مشکمه بن احمد ابو القاسم المعروف		۳۱۶	منصور بن مقشّر المصری	
	المربطی الاندلسی	۲۴۱		ابو الفتح النضرائی	۲۵۳
۳۰۶	مناشا اللہ	۲۴۲	۳۱۷	مخرج الضمیر	۲۵۳
۳۰۷	محفوظ بن عیسیٰ بن عیسیٰ المسبی الحکیم			حرف المتون	
	ابو العلاء الطیب النضرائی	۲۴۳	۳۱۸	نیقولادوس	۲۵۴
	القلی نزیل واسط		۳۱۹	نیقوماخس بن ماخاؤن	۲۵۵
۳۰۸	المظفر بن احمد ابو الفضل الاصغرانی		۳۲۰	نسطاس النضرائی	۲۵۵
	المعروف بالیزدی	۲۴۳	۳۲۱	نظیف النفس رومی	۲۵۶
۳۰۹	میخائیل بن ماسویہ	۲۴۳			

صفحہ	مضمون	نمبر شمارہ	صفحہ	مضمون	نمبر شمارہ
	حرف الواو			حرف الہا	
۲۷۳	دیحین بن رستم الیوسہیل الکوسی المنجم	۳۳۲	۲۵۶	دارون بن علی بن دارون بن یحییٰ بن ابی منصور المنجم	۳۲۲
۲۷۵	حرف الیا		۲۵۷	دارون بن صاعد بن دارون الصائبی الیونصر	۳۲۳
۲۸۳	یحییٰ الخوی المصری	۳۳۳	۲۵۸	ہبتہ اللہ بن الحسین الیدیح ابو القاسم البغدادی الاصلطلابی	۳۲۲
۲۸۵	یحییٰ بن ابی منصور	۳۳۴	۲۵۹	ہبتہ اللہ بن صاعد بن التلمیذ النصرانی	۳۲۵
۲۸۵	یحییٰ بن اسحاق الطیب اللاندسی	۳۳۵	۲۶۰	ہبتہ اللہ بن الحسین بن علی الحکیم ابو القاسم الطیب الاصفہانی	۳۲۶
۲۸۷	یحییٰ بن سعید بن ماری	۳۳۶	۲۶۱	ہبتہ اللہ بن مکا ابو البرکات الیهودی	۳۲۷
۲۸۷	ابو العباس النصرانی المعروف بالمسی		۲۶۲	ہرس اثناثی	۳۲۸
۲۸۸	یحییٰ بن عدی بن حمید بن زکریا المنطقی ابو زکریا نزیل بغداد	۳۳۷	۲۶۳	ہرس اثناث المصری	۳۲۹
۲۹۱	یحییٰ بن علی بن یحییٰ المنجم	۳۳۸	۲۶۴	ہلال بن ابراہیم بن زہرون ابو الحسین الصائبی الحرانی الطیب نزیل بغداد	۳۳۰
۲۹۱	یحییٰ بن التلمیذ حکیم معتد الملک النصرانی	۳۳۹	۲۶۵	ہرقل النجار	۳۳۱
۲۹۱	یحییٰ بن سہیل (سہیل) السدید ابو البشر	۳۴۰			
۲۹۲	المنجم التکریتی				

تیمبر شمار	مضمون	صفحہ	تیمبر شمار	مضمون	صفحہ
۳۲۱	یحییٰ بن عیسیٰ بن جزلة الوصلی	۳۲۶	۳۲۶	یعقوب بن عقیلان النصرانی	۵۰۶
۳۲۲	الطیب البغدادی النصرانی	۳۲۷	۳۲۷	المشرقی الملکی	۵۰۶
۳۲۲	یعقوب بن اسحاق بن الصباح	۳۲۷	۳۲۷	یوحنا بن البطریق الترمذی	۵۰۷
	بن عمران بن اسماعیل بن	۳۲۸	۳۲۸	یوحنا بن یوسف بن عارث	۵۰۷
	محمد بن الأشعث بن قیس	۳۲۹	۳۲۹	بن البطریق القس	۵۰۷
	بن سعدی کریم بن معاویہ	۳۳۰	۳۳۰	یوحنا بن سرفانیون	۵۰۸
	بن جبلة بن عدی بن ربیعہ	۳۳۱	۳۳۱	یوحنا بن ماسویہ نصرانی و سمرقانی	۵۰۸
	بن معاویہ الاکبر بن الحارث	۳۳۱	۳۳۱	یوسف الہروی	۵۲۱
	الاعقر بن معاویہ بن الحارث	۳۳۲	۳۳۲	یوسف التاہر الطیب	۵۲۱
	الاکبر بن معاویہ بن ثور بن	۳۳۳	۳۳۳	یوسف بن یحییٰ بن اسحاق	۵۲۲
	مرقش بن کندہ بن حفیر بن	۳۳۳	۳۳۳	السنی المرزبی ابو الحاج	۵۲۲
	عدی بن الحارث بن مرّة	۳۳۴	۳۳۴	نزلی حلب	۵۲۲
	بن ادریس زید بن شیب	۳۳۴	۳۳۴	یونیوس الکویم	۵۲۵
	بن عرب بن زید بن کبالا	۳۳۵	۳۳۵	یونس المرزانی الطیب	۵۲۵
	بن سبا بن شیب بن لیرب	۳۳۶	۳۳۶	یزید بن ابی یزید بن یوحنا بن	۵۲۶
	بن قحطان ابو یوسف الکتدی	۳۳۶	۳۳۶	خالد طیرت بن یزید بود (یور)	۵۲۶
۳۲۳	یعقوب بن طارق	۳۳۷	۳۳۷	الکتبی فی الامار الحکماء	۵۲۶
۳۲۳	یعقوب بن محمد الحاسب	۳۳۷	۳۳۷	ابو جعفر بن احمد (محمد)	۵۲۶
	المسیعی ابو یوسف	۳۳۷	۳۳۷	بن عبد اللہ بن حبش	۵۲۶
۳۲۵	یعقوب بن ابان السیرانی	۳۳۷	۳۳۷		

مفرد	مضمون	نمبر شمار	مفرد	مضمون	نمبر شمار
	ابو الخير بن ابي الفرج بن	٣٤٣	٥٢٤	ابو جعفر الخازن	٣٥٨
٥٢٢	ابو الخير الطيب النعماني		٥٢٨	ابو الحسن بن سنان الطيب	٣٥٩
٥٢٢	ابو الخير الجراحي	٣٤٢		ابو الحسن بن ابي الفرج بن	٣٦٠
٥٢٢	ابو داود اليهودي المنجم العراقي	٣٤٥	٥٢٨	ابو الحسن بن سنان طيب	
٥٢٣	ابو سعيد اليماني (اليماني)	٣٤٦	٥٢٨	ابو الحسن تلميذ سنان	٣٦١
٥٢٣	ابو سعيد الارباعي الطيب	٣٤٤	٥٢٩	ابو الحسن بن سنان الصائغي	٣٦٢
٥٢٣	ابو سعيد عم ابي الوفا البيروني	٣٤٨		ابو الحسن (الحسين) بن عثمان	٣٦٣
٥٢٤	ابو سهل الارباعي الطيب	٣٤٩	٥٣٥	الطبيب البصري	
٥٢٤	ابو سهل المسيط الطيب	٣٨٠	٥٣١	ابو الحسن بن دحا الطيب الكاتب	٣٦٣
٥٢٤	ابو سهل بن نوح بنت	٣٨١	٥٣٦	ابو الحسين البصري الكحال	٣٦٥
٥٢٥	ابو عثمان بن يعقوب الدمشقي	٣٨٢		ابو الحسين بن كشكرايا المعروف	٣٦٦
٥٢٥	ابو علي بن ابي قرة	٣٨٣	٥٣٤	به تلميذ سنان	
٥٢٥	ابو الحسن الصيري	٣٨٤	٥٣٤	ابو الحسين بن تغايع الجراحي	٣٦٤
٥٢٦	ابو عبد الله بن القلاسي المنجم	٣٨٥	٥٣٤	ابو حرب الطيب (ابو حارث)	٣٦٨
٥٢٦	ابو علي المهندس المصري	٣٨٦	٥٣٨	ابو الحكم الطيب الدمشقي	٣٦٩
٥٢٤	ابو العلا الطيب	٣٨٤		ابو الحكم المغربي الاندلسي	٣٤٠
٥٢٤	ابو علي بن السبع المتطفي العراقي	٣٨٨	٥٣٩	المصري نزيل دمشق	
٥٢٨	ابو علي بن السمل (سمل) الطيب	٣٨٩	٥٣١	ابو برزة الحاسب	٣٤١
٥٢٨	ابو علي بن ابي الخير مسي بن الخطاب	٣٩٠		ابو بكر بن الصائغ المعروف	٣٤٢
	الشراقي القليل الاصل البغدادي المولد		٥٣١	ابن ماجه	

صفحہ	مضمون	نمبر شمارہ	صفحہ	مضمون	نمبر شمارہ
۵۸۱	ابن سیمویہ (سیموس)	۴۰۴	۵۴۹	ابو علی بن سینا شیخ الرئيس	۳۹۱
۵۸۱	ابن ابی رافع	۴۰۵		ابو الفضل بن یامی الیهودی	۳۹۲
۵۸۱	ابن ابی حنیہ المنجم البغدادی	۴۰۶	۵۴۸	المحلبي المعروف بالشريطي	
	ابن مندویہ الاصفهانی (احمد)	۴۰۷	۵۴۹	ابو الفضل الخارزمي المنجم تزيل بغداد	۳۹۳
۵۸۲	ابن عبد الرحمن بن مندویہ ابو علی		۵۵۰	ابو الفرج بن ابی الحسن بن ستانی	۳۹۴
۵۸۲	ابن مقشّر المصری	۴۰۸		ابو الفتوح نجم الدین ابن السری	۳۹۵
۵۸۳	ابن الجلاج	۴۰۹	۵۵۱	المعروف بابن علاج سمي على لائل	
۵۸۳	ابن ديلم القراني الطبيب البغدادی	۴۱۰	۵۵۱	ابو القاسم القمري المنجم	۳۹۶
۵۸۴	ابن قلیندی المنجم الصابی البعلبکی	۴۱۱	۵۵۲	ابو قریش المعروفي عيسى الصيدلاني	۳۹۷
۵۸۴	ابن ابی طاہر (طاہر)	۴۱۲		ابو محمد بن یحیی شوح الطیب	۳۹۸
۵۸۴	ابن العمیم	۴۱۳	۵۵۸	القراني	
۵۸۴	ابن السقیدی (الیندی الشدیدی)	۴۱۴	۵۵۹	ابو یحیی المراد الروزی الطیب	۳۹۹
۵۸۵	بنو موسی بن شاکر	۴۱۵	۵۶۰	ابو یحیی المرودی المهندس	۴۰۰
۵۸۵	ابن رضوان المصری	۴۱۶	۵۶۱	ابو یعقوب الالبوازی	۴۰۱
				الابن باد فی اسما الحكماء	
			۵۶۹	ابن ابی ریشہ (دئمہ و دئمہ)	۴۰۲
			۵۸۰	ابن دعین	۴۰۳

ویساچہ

(مترجم)

اس کتاب کا اصلی نام "تاریخ الحکما" ہے۔ اور اس کا مصنف جمال الدین ابوالحسن علی بن یوسف القفطی ہے۔ محمد بن علی بن محمد الخطیبی النزدنی نے اس کتاب کا ایک اختصار تیار کیا تھا جو "المنتخبات الملتقطات من تاریخ الحکما" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ اختصار ۱۳۲۰ھ = ۱۹۰۳ء کو لیبیک (جرمنی) میں چھپا۔ اور برلن یونیورسٹی کے ایک پروفیسر ڈاکٹر جولیس لپرٹ (DR. GULVIS LIPPERT) نے اسے ایڈٹ (EDIT) کیا۔ ڈاکٹر جولیس نے حواشی میں مختلف نسخوں کے اختلافات کا تذکرہ کیا ہے۔ لیکن رجال و اماکن کو قطعاً نظر انداز کر دیا ہے۔ مترجم نے اس پہلو کی طرف بھی توجہ دی ہے لیکن اسے اعتراف ہے کہ قلت و مسائل کی وجہ سے اسما کی ایک کافی تعداد بلا حواشی رہ گئی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض ہم نام ہستیوں کے تشریحی نوٹ ایک دوسرے سے بدل گئے ہوں۔ بہر حال اسے اپنی کوتاہیوں کا احساس اور اپنی بیچ مدانی کا اعتراف ہے۔

جمال الدین ابوالحسن علی بن یوسف بن ابراہیم بن عبد الواحد الشیبانی القفطی ایک ممتاز خاندان کا رکن

تھا جو کولے سے مصر سعید مسلح مرفح میں آکر آباد ہو گیا تھا۔ اس کے آبا و اجداد اچھے اچھے ہنر پرورہ چکے تھے۔ چنانچہ اس کا دادا ابراہیم، جو القاضی الاوحد کے نام سے مشہور ہے، اھاس کا والد یوسف جو القاضی الاشراف کہلاتا تھا، ہرود حکومت کے بلند مناصب پر فائز ہے۔

علی ۵۶۵ھ = ۱۱۶۲ء میں بمقام قفط پیدا ہوا۔ ان دنوں علی کا والد یوسف

دستوفی ۶۲۲ھ) بھی یہیں کسی عہدے پر مامور تھا۔ علی کی والدہ بیرووں کے ایک قبیلے
 قضاہ سے تعلق رکھتی تھی۔ اُس کے لہجے سے بعد میں ایک اور لڑکا بھی پیدا ہوا جس کا
 نام دادا کے نام پر ابراہیم رکھا گیا۔ علی کی پیدائش سے چار برس بعد صلاح الدین کی
 حکومت کے خلاف ایک فاطمی دعوے دار پیدا ہو گیا جس نے ہر طرف کشت و خون کا
 بازار گرم کر دیا۔ اس ہنگامے سے گھبرا کر یوسف قفط کو خیر باد کہنے پر مجبور ہو گیا۔ لیکن
 جب کچھ عرصے بعد الملک العادل (صلاح الدین کا بھائی) آتشِ فتنہ کو فرو کرنے میں
 کامیاب ہو گیا تو یوسف واپس آ گیا۔

تعلیم آغاز میں علی، قاہرہ کے مدرسۃ العلوم میں داخل ہوا۔ اس مدرسے کا نصاب
 مختلف علوم مروجہ مثلاً تفسیر، حدیث، فقہ، ہیئت، ادب، ہندسہ، منطق

اور تاریخ وغیرہ پر مشتمل تھا۔ اس کے اہل تہذیب میں القاضی الاثیر محمد بن بنان الانباری اور
 صالح بن عادی بن عبدانی الانطاہی جیسے فضلا کے اسمائے گرامی ملتے ہیں۔ موخر الذکر سے
 قفطی نے نحوی تعلیموں اور الفاظ ادیبہ کے بارے میں استفادہ کیا تھا۔ جب علی پندرہ
 برس کا ہوا تو اس کا والد یوسف بیت المقدس میں القاضی الفاضل کا معاون مقرر ہوا۔

علی بھی ساتھ چلا گیا اور وہاں نہ صرف مختلف علوم حاصل کیے بلکہ بعض تصانیف
 کے لیے مواد بھی فراہم کر لیا۔ اس کی بعض تصانیف سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ۵۹۵ھ
 ۱۱۹۸ھ میں بیت المقدس میں تھا۔ لیکن جب صلاح الدین کی وفات کے بعد اس

شہر پر الملک العادل نے قبضہ جما کر اپنے بھتیجے الملک الافضل کو بھاگنے پر مجبور
 کر دیا تو العادل کے وزیر ابن شکر اور القاضی الفاضل کے درمیان کچھ اختلافات
 پیدا ہو گئے۔ جن کی بنا پر یوسف وہاں سے (۵۹۸ھ - ۶۱۲ھ) حران کی طرف چل دیا۔

یہاں العادل کا بیٹا الملک الاشراف حکم ران تھا، اُس نے یوسف کو وزیر بنا لیا۔
 لیکن اس نے بہت جلد بدول ہو کر حج کے لیے اجازت مانگ لی۔ حج سے فارغ

ہو کر میں نہیں پہنچا۔ اور یہاں وہ اتالیگ سنقر کا وزیر مقرر ہوا۔ کچھ عرصے کے بعد یہاں سے بھی اجازت مانگی اور گھر کو چل دیا۔ لیکن جیب تک زندہ رہا اسے اتالیگ کی طرف سے معقول پیشنہی تھی رہی۔

۵ اُن دنوں حلب پر ظاہر غازی (الملک العادل کا بھتیجا) کی حکومت تھی اور وہاں میمون القصری (سنہ ۶۱۱ھ) بھی بہ حیثیت سپہ سالار مقیم تھا۔ علی وہاں چلا گیا چونکہ میمون یوسف کا دوست تھا، اس لیے علی پر خاں نوازش کرنے لگا۔ علی سال بھر نہایت اطمینان سے علی مشاغل میں مصروف رہا۔ اس کے بعد ظاہر نے اسے صیغہ مالیات کا مہتمم بنا کر قاضی الاکرم کا خطاب دے دیا۔ جب ۶۱۳ھ = ۱۲۱۶ھ میں ظاہر کی وفات ہو گئی، تو علی نے استفادے دیا اور ظاہر کے نابالغ بیٹے کے اتالیق اتالیگ شہاب الدین طغرل نے اس کی پیشنہ مقرر کر دی۔ ۶۱۶ھ = ۱۲۱۹ھ میں علی دوبارہ اسی اسامی پر سرفراز کر دیا گیا۔ اور بارہ برس یعنی ۶۲۸ھ = ۱۲۳۱ھ تک اس منصب پر فائز رہا۔

۱۰ ظاہر ہے کہ اس بارہ سال کے عرصے میں علی نے سرکاری فرائض کے علاوہ کچھ علی خدمات بھی انجام دی ہوں گی۔ چنانچہ یا قوت کے حالات زندگی سے پتہ چلتا ہے کہ جب یا قوت تاتاریوں سے بھاگ کر حلب میں آیا تو علی نے معجم البلدان کی تالیف میں اسے ہر قسم کی مدد دی۔ یہی وجہ ہے کہ یا قوت اپنی تصنیف میں جاہ جاعلیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

۱۵ علی اہتمام مالیات سے ۶۲۸ھ = ۱۲۳۱ھ میں سبکدوش ہوا اور مسلسل پانچ برس تک تالیف و تصنیف میں مصروف رہا۔ "تاریخ الحکما" کی تصنیف کا زمانہ بھی یہی ہے۔

۲۰ علی کے نصیب میں فراغت نہ تھی۔ چنانچہ ۲۵ رذی القعدہ ۶۳۳ھ = ۱۲۳۶ھ کو الملک العزیز نے اسے اپنا وزیر بنا لیا۔ بارہ برس تک فرائض وزارت سرانجام

دیے۔ پھر بیمار ہو گیا۔ اور ۱۳۔ رمضان ۶۴۶ھ - ۱۲۴۸ء کو عمر صرف ۶۵ سال میں مصر کا یہ روشن چراغ ہمیشہ کے لیے بجھا دیا۔

یا قوت نے اپنی تالیف میں الفقہی کی بہت تعریف کی ہے چونکہ

علی کی تصویر

یا قوت و علی کے مراسم از بس دوستانہ تھے۔ اس لیے ہم اس

شائش کو غیر جانب دارانہ نہیں کہہ سکتے۔ تاریخ الحکماء کے مطالعے سے علی کا تصور یوں قائم ہوتا ہے کہ وہ ایک اُن تھک محقق ہے، جو ہر واقعے کی تفصیل نہایت ویاقتاری سے بیان کرتا ہے۔ ماخذ کا حوالہ دیتا ہے۔ اپنی کوتاہیوں کا جاہ جہ اعتراف کرتا ہے۔ اس کی بے لاگ تنقید اور غیر مبالغہ آمیز تصریحات سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ عہد حاضر کا کوئی محقق ہے۔

علی مورخانہ تنگ نظری و تعصب سے بہت بلند تھا۔ اگر اُسے کسی نے بتلایا کہ

حضرت عمرؓ نے اسکندریہ کا کتب خانہ جلا ڈالا تھا، تو اس نے بلا خوف ملامت اس واقعے کا ذکر کر دیا۔ ہر چند کہ علی ایک دین دار مسلم تھا لیکن غیر مسلم حکماء کا ذکر بھی اسی خلوص و گرم جوشی سے کرتا ہے۔ جس طرح کہ مسلم علما کا۔ اس کتاب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حلب کا مشہور یہودی طبیب یوسف بن یحییٰ علی کا گرا دوست تھا۔

سیرت نگاروں نے علی کی ایک نمایاں خصوصیت یعنی فراہمی کتب کے شوق کا

خاص طور پر ذکر کیا ہے اور اس خوبی کا ثبوت اس کتاب سے بھی ملتا ہے۔ تقریباً تیرہ

مقامات پر علی فخرًا ذکر کرتا ہے، کہ فلاں کتاب میرے پاس بھی موجود ہے۔ الفقہی نظر

بھی تھا۔ اس سلسلے میں ملاحظہ ہوں وہ اشعار جو اس نے اہالیان دیر الیلاس کی نامہمان

نوازی کے متعلق کہے تھے۔ (اصل کتاب صفحہ ۲۵۲)

مختصر یہ کہ علی ایک بلند پایہ محقق و ناقد ہونے کے علاوہ اعلیٰ درجے کا سیاسی

مدبر، وسیع النظر مورخ اور بے تعصب عالم بھی تھا۔

تصانیف علی

کتبی، ہندی اور حاجی خلیفہ (مصنف کشف الطنون) نے
القسطی کی تقریباً بیس تصانیف کا ذکر کیا ہے اور ان سب کا

ماخذ یا قوت کی معجم اہل الادب ہے۔ چوں کہ یا قوت حلب میں ۶۱۹ھ - ۶۲۲ھ سے اپنی
وفات یعنی ۶۲۶ھ - ۱۲۲۹ء تک رہا تھا۔ اور معجم اہل الادب "اسی زمانے کی تصنیف ہے۔

۵ اس لیے ظاہر ہے کہ علی نے جو کتابیں یا قوت کی وفات اور اپنی وفات (۶۲۶ھ) کے
درمیانی وقفے میں لکھی ہوں گی۔ معجم ان کے ذکر سے خالی ہوگی۔

قسطی کی بعض تاریخی مولفیات کے نام یہ ہیں۔

(۱) کتاب اخبار مصر من ابتدا ثمالی ایام صلاح الدین یوسف۔

(۲) کتاب اخبار المغرب ومن توالیہ من بنی تو مرث۔

(۳) کتاب تاریخ المین۔

(۴) تاریخ محمود بن سبکتگین وغیرہ۔

(۵) کتاب تاریخ السلجوقیہ منذ ابتدا امریم الی انتہایہ۔

(۶) کتاب الاستثناس فی اخبار آل مرداس۔

۱۵ علی نے حدیث اور چند دیگر علوم پر بھی کتابیں لکھی تھیں۔ لیکن تاریخ کی طرف اس کا
توجہ زیادہ تھا۔ اسی لیے اس کی تاریخی مولفیات کی تعداد دیگر تصانیف سے زیادہ ہے۔

یا قوت نے علی کی مولفیات کے سلسلے میں "کتاب الکلام علی مہج البخاری" اور

"کتاب الکلام علی الموطا" کے متعلق لکھا تھا کہ لم یتیم الی الان۔ یعنی یہ کتابیں

ابھی تک مکمل نہیں ہوئیں۔ اور باقی اٹھارہ کتابیں مکمل ہو چکی تھیں۔ لیکن افسوس کہ آج

قسطی کی کوئی کتاب دنیا میں موجود نہیں۔

۲۰ میٹرکسٹریٹر AUGUST MÜLLER کی رائے یہ ہے کہ ۶۵۸ھ =

۶۵۸ھ میں کتابیں مکمل ہو گئیں۔ اور اس سے پہلے ہی میں علی کا کتب خانہ بھی

برباد ہو گیا تھا۔ بلکہ کی یہ رائے قریب صحت معلوم ہوتی ہے ورنہ ان تصانیف کے اچانک مفقود ہوجانے کی کوئی اور وجہ نظر نہیں آتی۔

گو اس طوفانِ تاخت و تاراج میں علی کا ذاتی کتب خانہ برباد ہو گیا تھا لیکن اس کی چند تصانیف کے نسخے بعض لوگوں کے پاس موجود تھے۔ مثلاً ابن خلکان کے پاس علی کی دو کتابیں تھیں۔ یعنی تاریخ المغرب و کتاب النخاۃ۔ موخر الذکر کتاب کا ایک نسخہ علامہ ذہبی کے پاس بھی موجود تھا۔ اور تاج الدین احمد بن عبدالقادر بن مکتوم نے وفات قفطی سے ایک سو برس بعد یعنی ۱۰۵۵ھ کے قریب "تاریخ الحکماء" کا خلاصہ تیار کیا تھا۔

۵

مقام افسوس ہے کہ یہ چند بچے کچھے اور اچھی آج ناپید ہو چکے ہیں۔ کتاب النخاۃ کی تخیص (مرتبہ ذہبی) ملتی ہے لیکن اصل کتاب گم ہے۔ یہی حال تاریخ المغرب اور تاریخ الحکماء کا ہے۔ اول الذکر کا تو صرف نام ہی نام باقی رہ گیا ہے۔ البتہ موخر الذکر کے چند نامکمل مخطوطات اور ایک خلاصہ موجود ہے۔ یہ خلاصہ علی کی وفات سے صرف ایک برس بعد محمد بن علی بن محمد بن الخطیبی الزوزنی نے تیار کیا تھا۔ جس کا ترجمہ آج آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ حاجی خلیفہ (جلد چہارم ص ۱۳۵) نے اس کتاب کے ایک اور خلاصے کا بھی ذکر کیا ہے۔ جو ابن ابی یجرہ عبداللہ بن اسعد الازدی نے تیار کیا تھا۔ لیکن یہ خلاصہ کہیں موجود نہیں۔

۱۵

الزوزنی کے اس مخطوطے سے جو پیرس میں محفوظ ہے، ثابت ہوتا ہے کہ یہ کتاب تاریخ الحکماء کا خلاصہ ہے اور قفطی کی اصل تصنیف نہیں۔ اس حقیقت پر اندنی شہادت بھی موجود ہے۔ مثلاً ابن ابی اصبیحہ نے عمول الانباء فی تاریخ الاطیام میں دس مقامات پر قفطی سے اقتباس کیا ہے۔ جن میں سے سات حوالے اس کتاب میں بھی موجود ہیں۔ ان کے مقابلے سے پتا چلتا ہے کہ ابن ابی اصبیحہ والے اقتباسات یہ لحاظ الفاظ و معنیات زیادہ سے

۲۰

و بسط ہیں، اس لیے ہم اس نتیجے پر پہنچنے کے لیے مجبور ہیں کہ یہ کتاب اصل نہیں بلکہ اصل کا تلخیص ہے۔

الزوزنی نے نہ صرف تراجم (سوانح حیات) کا اختصار کیا ہے بلکہ بعض تراجم کو حذف بھی کر دیا ہے۔ مثلاً ابن ابی اصبیحہ نے رحبی کی جو تحریر غذا پر نقل کی ہے، وہ غالباً الفقہی سے لی تھی۔ لیکن اس تلخیص میں اس کا کہیں نام و نشان نہیں ملتا۔ اسی طرح ۵ عیون الانبا کی جلد دوم صفحہ ۳۸ پر ابن حنبلہ کی ایک تصنیف کا ذکر ملتا ہے جس کا ماخذ بھی الفقہی ہے لیکن اس کتاب میں اس کا کہیں تذکرہ موجود نہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ الزوزنی نے ابن حنبلہ اور رحبی کے تراجم حذف کر دیے ہیں۔ اس خیال کی تائید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ ابو الفرج (صفحہ ۴۴) بھی رحبی کا ذکر الفقہی کے طرز بیان میں کرتا ہے مثلاً حسن المعالجات لطیف المباشرة وغیرہ جو فقہی کا مخصوص انداز بیان ہے۔ ۱۰

یہ کتاب مختلف ناموں سے مشہور ہے۔ مثلاً:-
تاریخ الحکما کے مختلف نام

- (۱) تاریخ الحکما (مطابق مخطوطات پیرس۔
- فائنا، برلن، لندن اور قاہرہ) (۲) طبقات الحکما و اصحاب النجوم والاطباء۔
- ڈسٹراس برگ۔ میونخ یا مینشن۔ حاجی خلیفہ جلد چہارم صفحہ ۱۳۱۔ (۳) کتاب تراجم الحکما
- (مینشن قاہرہ، ۵۰) (۴) کتاب اچبار العلماء باخبار الحکما (ابن ابی اصبیحہ جلد دوم
- صفحہ ۵۰)۔ (۵) کتاب تذکرۃ الحکما۔

ان مختلف عنوانات کے پیش نظر یہ فیصلہ کرنا کہ خود مصنف نے کتاب کا نام کیا رکھا تھا، قدرے مشکل ہے۔ لیکن جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ الزوزنی نے اپنا تلخیص مصنف کی وفات کے ایک سال بعد تیار کیا تھا اور اس کا نام المنتہیات الملتقطات من تاریخ الحکما رکھا تھا۔ یعنی تاریخ الحکما کا خلاصہ (نیز ملاحظہ ہوں مخطوطات برلن۔ لیڈن ۲۰

ملاحظہ ہو عیون الانبا فی تاریخ الاطباء جلد دوم صفحہ ۱۹۵

اور حاجی حنیفہ جلد چہارم ص ۱۶۶) تو اس قدیم ترین شہادت کی موجودگی میں ہمیں کسی اور ثبوت کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ اور ہم وثوق سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ مصنف نے کتاب کا نام تاریخ المحکمات رکھا تھا اور دیگر تمام عنوانات نامحکمات و کاتبین کے تجویز کردہ ہیں۔

۵

اس کتاب میں ۱۱ فلسفیوں، طبیبیوں، ریاضی دانوں اور مضامین کتاب منجموں وغیرہ کے سوانح حیات ملتے ہیں۔ جن میں سے بعض مفصل اور بعض مختصر ہیں۔ ان حکما کا زمانہ حضرت ادریس علیہ السلام سے لے کر مصنف کے اپنے عہد تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ کتاب کئی لحاظ سے اہم ہے۔ اول، اس سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ عربوں نے یونانی علوم و فنون سے کہاں تک فائدہ اٹھایا تھا۔ دوم، اس میں یونان قدیم کے متعلق بعض ایسی معلومات درج ہیں جو خود یونانیوں کی تصانیف میں محفوظ نہیں ہیں۔ مثلاً ارسطو کی فہرست مصنفات، جو اس کتاب میں بروایت بطلی موس دی گئی ہوئی ہے۔

۱۰

الزوزنی کی تلخیص کے متعلق ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ اس نے الزوزنی کا خلاصہ یعنی تراجم کو نہ صرف حذف کر دیا ہے بلکہ بعض مقامات پر کچھ اضافہ سے بھی کام لیا ہے۔ بعض عبارات کا ابہام اور خصوصاً جدالی مسائل کی مغلط بحث الزوزنی کے طریق کار کا نتیجہ ہے۔ کہیں کہیں غیر مانوس الفاظ کی تشریح بھی ملتی ہے۔ جسے تلخیص نگار کی طرف منسوب کرنا زیادہ قرین محنت ہوگا۔

۱۵

تاریخ المحکمات اور اس کے انتخاب کو علمی دنیا میں بہت قدر و منزلت حاصل ہے۔ اس کا ثبوت اس امر سے بھی ملتا ہے کہ اس کے بعد اس موضوع پر جس قدر کتابیں لکھی گئیں، ان میں القفطی کو بطور سند پیش کیا گیا ہے۔ مثلاً ابن ابی اصیبعہ نے اصل کتاب کو طبقات الاطباء کے دوسرے ایڈیشن کے لیے استعمال

۲۰

یا۔ ابن العبری (م ۱۲۸۹ء) نے جو بارہ برس تک حلب کا بشپ رہا۔ مختصر الدول کے لیے اطیبا وغیرہ کے حالات اسی کتاب سے لیے۔ اسی طرح ابوالفدا نے اپنی کتاب مختصر فی اخبار البشر میں یونانیوں کے حالات یہیں سے حاصل کیے تھے۔ ابوالفدا نے اسی کتاب کو "تاریخ فی اخبار الحکما" کے نام سے یاد کیا ہے۔ اگر "مختصر" اور "تاریخ الحکما" کا مقابلہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ابوالفدا نے کہیں کہیں اصل الفاظ حذف کر دیے ہیں اور بعض مقامات پر طرز بیان کو بھی آسان بنا دیا ہے۔

بعض جدید مؤلفات میں بھی اس کتاب سے استفادہ کیا گیا ہے۔ مثلاً

1 — BIBLIOTHECA — ARABICO — HISPANA

ESCURIALENSIS — OPERA BY N. CASIRI

اس کتاب میں ۳۳ یونانی اور عرب حکما کے تراجم شامل ہیں جو قسطنطنیہ سے ماخوذ ہیں۔

۱۰ 2 — PROLEGOMENES DES TABLES ASTRONOMIQUES

D, OLOUG BEG BY SEDILLOT. (PARIS. 1847)

اس کتاب میں بھی چند حکما کے حالات درج ہیں۔ جن کا ماخذ القسطنطنیہ ہے۔

3 — KITAB — UL — FIHRIST EDITED BY FLUGEL

LEIPZIG

۱۵ اس کتاب کی دوسری جلد میں جسے آگسٹ بلرنے ایڈٹ کیا تھا۔ چند مشہور حکما کے

حالات درج ہیں جن کا مصدر القسطنطنیہ ہے۔

اس کتاب کا یہ ترجمہ پہلی مرتبہ اردو دان حضرات کی خدمت میں

پیش ہو رہا ہے۔ یہاں یہ عرض کر دینا نامناسب نہ ہو گا کہ یہ ہر فقرے

۲۰ کا ترجمہ نہیں۔ بلکہ سلیس اردو میں مطلب خیر ترجمہ ہے۔ بعض غیر ضروری

تعمیرات حاصل کردہ معلومات یہاں ختم ہوتے ہیں۔ بقیہ مترجم کی تلاش کا نتیجہ ہے۔ (مترجم)

علم الاعتقاد پر چند نہایت اچھی کتابیں لکھی تھیں جن سے بعد میں ابو علی بن سینا اور دیگر اطباء نے ایران و عرب نے فائدہ اٹھایا۔ دنیا میں سب سے پہلی مرتبہ بقراط ہی نے یہ کہا تھا کہ ہوا میں ایک ایسی چیز موجود ہے جو پھپھڑوں کے راستے خون میں جاتی اور اسے صاف کرتی ہے۔ آج حکمائے مغرب نے اس چیز کا نام آکسیجن رکھا ہے۔

۵ موسیقی کا آغاز کب ہوا اور کن منازل ارتقا سے گزر کر موجودہ صورت اختیار کی؟ کوئی نہیں جانتا۔ ہاں اتنا معلوم ہوا ہے کہ فیتا غورث (۵۰۰-۵۸۲ ق م) پہلا حکیم ہے جس نے فن موسیقی پر ایک کتاب لکھی تھی۔ اس کے بعد ارسطو (۳۸۴ ق م) پھر بطلموس (۱۳۰ ق م) اور پھر امبروز (AMBROSE) (۳۸۴ ق م) نے چند رسائل پیر و قلم کیے۔

۱۰ اسی طرح علم نباتات کا آغاز محقق حاضر کی نظروں سے پہنچا ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ نباتات کے خواص و الوان وغیرہ کی طرف پہلی مرتبہ کس نے توجہ دلائی تھی۔ ہاں کتاب السلاطین باب ۴ آیات ۳۱-۳۳ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے:-

”سلیمان کی دانش اہل مشرق و اہل مغرب سے بہت زیادہ تھی..... اس نے تین ہزار مثال لکھیں۔ اس کے گیت ۱۰۰۵ تھے۔ اور اس نے درختوں کی کیفیت بیان کی۔ سرو کے درخت سے لے کر جو لہنان میں تھا اُس زوقد تک جو دیوار پر اُگتا ہے۔ نیز چار پالیوں، پرندوں، رینگنے والے جانوروں اور مچھلیوں کا حال بیان کیا۔ تمام لوگ اور بادشاہ جو اُس کی دانش کا شہرہ سن چکے تھے، سلیمان کی حکمت سُننے آتے تھے۔“

۲۰ ارسطو (۳۸۴-۳۲۲ ق م) پہلا حکیم ہے جس کی تحریریں میں نباتات کا کچھ نہ کچھ ذکر ملتا ہے۔ تھیوفراستس (THEOPHRASTUS) (۲۸۶-۳۷۰ ق م) نے بھی

اور حاجی حنیفہ جلد چہارم ص ۱۶۶) تو اس قدیم ترین شہادت کی موجودگی میں ہمیں کسی اور ثبوت کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ اور ہم وثوق سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ مصنف نے کتاب کا نام تاریخ المحکمہ رکھا تھا اور دیگر تمام عنوانات نامسخرین و کاتبین کے تجویز کردہ ہیں۔

اس کتاب میں ۱۱ فلسفیوں، طبیبوں، ریاضی دانوں اور

مضامین کتاب متجموں وغیرہ کے سوانح حیات ملتے ہیں جن میں سے بعض مفصل اور بعض مجمل ہیں۔ ان حکما کا زمانہ حضرت ادریس علیہ السلام سے لے کر مصنف کے اپنے عہد تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ کتاب کئی لحاظ سے اہم ہے۔ اول، اس سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ عربوں نے یونانی علوم و فنون سے کہاں تک فائدہ اٹھایا تھا۔ دوم، اس میں یونان قدیم کے متعلق بعض ایسی معلومات درج ہیں جو خود یونانیوں کی تصانیف میں محفوظ نہیں رہیں۔ مثلاً ارسطو کی فہرست مصنفات، جو اس کتاب میں بروایت یطی موس دکا ہوئی ہے۔

الزوزنی کی تلخیص کے متعلق ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ اس نے

الزوزنی کا خلاصہ یعنی تراجم کو نہ صرف حذف کر دیا ہے بلکہ بعض مقامات پر کچھ اضافہ سے بھی کام لیا ہے۔ بعض عبارات گلابہام اور خصوصاً تبدالی مسائل کی مغلط بحث الزوزنی کے طریق کار کا نتیجہ ہے۔ کہیں کہیں غیر مانوس الفاظ کی تشریح بھی ملتی ہے۔ جسے تلخیص نگار کی طرف منسوب کرنا زیادہ قرین عقلت ہوگا۔

تاریخ المحکمہ اور اس کے انتخاب کو علمی دنیا میں بہت قدر و منزلت حاصل

استفادہ ہے۔ اس کا ثبوت اس امر سے بھی ملتا ہے کہ اس کے بعد اس موضوع پر جس قدر کتابیں لکھی گئیں، ان میں القفطی کو بطور سند پیش کیا گیا ہے۔ مثلاً ابن ابی اصیبعہ نے اصل کتاب کو طبقات الاطبا کے دوسرے ایڈیشن کے لیے استعمال

کیا۔ ابن العبری (م ۱۲۸۹ء) نے جو بارہ برس تک حلب کا بشپ رہا۔ مختصر الدول کے لیے اطیاد وغیرہ کے حالات اسی کتاب سے لیے۔ اسی طرح ابوالفدائے اپنی کتاب مختصر فی اخبار البشر میں یونانیوں کے حالات یہیں سے حاصل کیے تھے۔ ابوالفدائے اسی کتاب کو "تاریخ فی اخبار الحکما" کے نام سے یاد کیا ہے۔ اگر "مختصر" اور "تاریخ الحکما" کا مقابلہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ابوالفدائے نے کہیں کہیں اصل الفاظ حذف کر دیے ہیں اور بعض مقامات پر طرز بیان کو بھی آسان بنا دیا ہے۔

بعض جدید مؤلفات میں بھی اس کتاب سے استفادہ کیا گیا ہے۔ مثلاً

1 — BIBLIOTHECA - ARABICO - HISPANA

ESCURIALENSIS - OPERA BY N. CASIRI

اس کتاب میں ۳۳ یونانی اور عرب حکما کے تراجم شامل ہیں جو قسطنطنیہ سے ماخوذ ہیں۔

۱۰ 2 — PROLEGOMENES DES TABLES ASTRONOMIQUES

D, OLOUG BEG BY SEDILLOT. (PARIS. 1847)

اس کتاب میں بھی چند حکما کے حالات درج ہیں۔ جن کا ماخذ القسطنطنیہ ہے۔

3 — KITAB-UL-FIHRIST EDITED BY FLUGEL

LEIPZIG

۱۵ اس کتاب کی دوسری جلد میں جسے آگسٹ بلرنے ایڈٹ کیا تھا۔ چند مشہور حکما کے

حالات درج ہیں جن کا مصدر القسطنطنیہ ہے۔

اس کتاب کا یہ ترجمہ پہلی مرتبہ اردو دان حضرات کی خدمت میں

پیش ہو رہا ہے۔ یہاں یہ عرض کر دینا نامناسب نہ ہو گا کہ یہ ہر فقرے

میں ترجمہ نہیں۔ بلکہ سلیس اردو میں مطلب خیر ترجمہ ہے۔ بعض غیر ضروری

جزئیات سے حاصل کردہ معلومات یہاں ختم ہوتے ہیں۔ بقیہ مترجم کی تلاش کا نتیجہ ہے۔ (مترجم)

مکرمات کو ترجمے میں حذف کر دیا گیا ہے۔ چند مقامات پر بعض فقرات کو جو میری ناقص سمجھ سے بالا ترقی تھے، بلا ترجمہ چھوڑ دیا ہے اور جگہ خالی رہنے دی ہے۔ اپنی وسعت کے مطابق ترجمے میں روانی و سلاست پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں کہاں تک کامیاب ہوا، مجھے معلوم نہیں۔ بہر حال اگر یہ حقیر سی کوشش پسند آجائے تو احقر کو دعائے خیر سے یاد فرمایا جائے۔

۵

عربوں کے ہاں حکمت ہر اس فن کا نام ہے جس کی اختراع **ابتدائے حکمت** انسانی عقل و دانش کی رہن منت ہو۔ مثلاً طب۔ کیمیا۔

علم نجوم۔ فلسفہ وغیرہ۔ یہ علوم کوئی آج کی ایجاد نہیں بلکہ ان کا سراغ ہزاروں برس پہلے تک چلتا ہے۔ مثلاً محققین کا خیال یہ ہے کہ علم ہیئت کے موجد اہل بابل تھے جو آسمان کے نقشہ میں آسمان کو ماپنے اور تعیین بروج کے متعلق کوششیں پوری تھیں۔

۱۰

ہومو سنٹرک (HOMOCENTRIC) کا نظریہ نظام فلکی جس پر آج تک بحث جاری ہے، دراصل یوڈوکس (EUDOXUS) کا نظریہ ہے۔ ۳-۵-۴ ق م کے قائم کیا تھا، جسے بعد میں ارسطو نے زیادہ شرح و بسط سے پیش کیا۔ علمائے نجوم کا باقاعدہ سلسلہ

ہیوڈوکس (۳-۵-۴ ق م) سے چلتا ہے۔ اس نے مشاہدات فلکی کو اس وضاحت سے بیان کیا کہ تین سو برس بعد لٹلی مونس نے اپنے نظام شمسی کی بنیاد انہی مشاہدات پر ڈالی۔ کیمیا کی ابتدائی صورت تو غالباً حضرت آدم کے زمانے میں بھی موجود ہوگی۔ وہ

۱۵

لوگ بھی چند سادہ اجزاء کے ملاپ سے کوئی نہ کوئی کارآمد مرکب بنا لیتے ہوں گے لیکن اس کی ترقی یافتہ صورت کا پہلا سراغ مصر میں ملتا ہے۔ جہاں سے یہ یونان میں پہنچی اور وہاں سے اطراف عالم میں پھیل گئی۔

۲۰

علم الاغصا کے متعلق ہم حتماً نہیں کہہ سکتے کہ اس کے موجد کون تھے۔ اتنا ہم ضرور جانتے ہیں کہ اس فن کی تدوین کا سہرا یونانیوں کے سر ہے۔ بقراط و خیالی ٹوس نے

علم الاخصا پر چند نہایت اچھی کتابیں لکھی تھیں جن سے بعد میں ابو علی بن سینا اور دیگر اطباء نے ایران و عرب نے فائدہ اٹھایا۔ دنیا میں سب سے پہلی مرتبہ بقراط ہی نے یہ کہا تھا۔ کہ ہوا میں ایک ایسی چیز موجود ہے جو پھپھڑوں کے راستے خون میں جاتی اور اسے صاف کرتی ہے۔ آج حکمائے مغرب نے اس چیز کا نام آکسیجن رکھا ہے۔

۵ موسیقی کا آغاز کب ہوا اور کن منازل ارتقا سے گزر کر موجودہ صورت اختیار کی؟ کوئی نہیں جانتا۔ ہاں اتنا معلوم ہوا ہے کہ فیتا غورث (۵۸۲ء - ۵۸۲ء) پہلا حکیم ہے جس نے فن موسیقی پر ایک کتاب لکھی تھی۔ اس کے بعد ارسطو (۳۸۴ء - ۳۲۲ء) پھر بطلموس (۱۳۰ء - ۱۳۰ء) اور پھر امبروز (AMBROSE) (۳۸۴ء - ۳۸۴ء) نے چند رسائل پر قلم کیے۔

۱۰ اسی طرح علم نباتات کا آغاز محقق حاضر کی نظروں سے پنہاں ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ نباتات کے خواص و الوان وغیرہ کی طرف پہلی مرتبہ کس نے توجہ دلائی تھی۔ ہاں کتاب السلاطین باب ۴ آیات ۳۱ - ۳۳ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے:-

”سلیمان کی دانش اہل مشرق و اہل مصر سے بہت زیادہ تھی.....“

۱۵ اس نے تین ہزار مثال لکھیں۔ اس کے گیت ۱۰۰۵ تھے۔ اور اس نے درختوں کی کیفیت بیان کی۔ سرو کے درخت سے لے کر جو لہذاں میں تھا اُس زود تک بود یوار پر اگتا ہے۔ نیز چار پالیوں، پرندوں، رینگنے والے جانوروں اور مچھلیوں کا حال بیان کیا۔ تمام لوگ اور بادشاہ جو اُس کی دانش کا شہرہ سن چکے تھے، سلیمان کی حکمت سُننے آتے تھے۔“

۲۰ ارسطو (۳۸۴ - ۳۲۲ء) پہلا حکیم ہے جس کی تحریریں میں نباتات کا کچھ نہ کچھ ذکر ملتا ہے۔ تھیوفراستس (THEOPHRASTUS) (۳۸۹ - ۳۴۰ء) نے بھی

اس فن پر چند رسا کی سپرد قلم کیے تھے، جن کا ماخذ ارسطو ہی معلوم ہوتا ہے۔ پہلی صدی عیسوی میں یونان کے ایک ماہر نباتات نے ایک اہم کتاب لکھی تھی جس کا نام (MATERIA MEDICA) تھا۔ اور یہی وہ کتاب ہے جو بعد میں آنے والے علم کے لیے چراغِ راہ بنی۔

لبقراط، اسقل بیوس (اس کا زمانہ قبل از طوفانِ نوح ہے) کے متعلق لکھتا ہے کہ اس کی لاکھی خطمی کے درخت کی تھی۔ اور یہ اس لیے کہ خطمی کی تاثیر معتدل ہوتی ہے۔ اس توجیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسقل بیوس نباتات کی تاثیر سے آگاہ تھا۔

ارسطو نے جہاں نباتات پر ایک رسالہ لکھا وہیں چند دیگر فنون پر بھی اس کی کتابیں

موجود تھیں۔ مثلاً :-

قاری طوفیل (دریائے نیل پر)۔ فی طول اعمار الحیوانات۔ فی مسائل طبیعتہ۔

قاری طوفولین (حیوانات کی پناہ گاہیں)۔ فی السماء والعالم۔ فی الکون والفساد۔ تاسیس

فوسیتا (طبیعیات پر)۔ باریدیا قاطس (غذا پر)۔ کتاب فی الفلاحۃ۔ وغیرہ۔

اسکندر افروڈیسی نظر جیسے مشکل مسئلے پر ایک کتاب لکھ گیا ہے۔ عنوان ہے :-

الرد علی من یقول ان الالبصار لا تکون الا بشعاعات تنبت من العین۔

الاسکندروس نے جو جالینوس سے پہلے گورا تھا، امراضِ چشم پر ایک کتاب لکھی تھی جس

کا نام تھا علل العین و علاجها۔ اسی حکیم نے ایک اور کتاب پیٹ کے کیروں پر لکھی یعنی

کتاب الحیات والدیوان التي تتولد فی البطن۔ اٹا فروڈیسی نے فی الآثار العسلویۃ

تصنیف کی۔ ارسطو کی کتاب النفس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکیم طبیعیات کا فاضل

تھا۔ ایلوینیوس النجار نے خطوطِ متعنیہ پر کتاب الخروطات لکھی، جس کا نامون نے

عربی میں ترجمہ کرایا۔ یہی وہ کتاب ہے جس سے حکیم اقلیدس نے فائدہ

لے کتابوں کے عربی نام عرب مترجمین کے تجویز کردہ ہیں۔

اٹھا کر اپنی شہرہ آفاق تصنیف مرتب کی تھی۔ اقلیدس علم ہندسہ کا امام سمجھا جاتا ہے اور اس کی کتاب آج بھی بہ طور سند استعمال ہوتی ہے۔ اس کی چند دیگر تصانیف کے نام

کتاب الارکان۔ کتاب المناظر اور کتاب تالیف اللہون ہیں

ارشمی دس (۲۱۳ء) علم ریاضی کا فاضل سمجھا جاتا ہے۔ اس نے دائرہ

کرہ، خطوط متوازیہ، اشکال مثلثہ، اصول ہندسہ اور زوایا پر کئی کتابیں لکھیں جن میں سے دس کا ذکر اصل کتاب میں ملے گا۔

اقلین، بطلموس سے ۱۵۰ برس پہلے گزرا تھا لیکن اس کے مشاہدات فلکی

بطلموس کے حد تک قابل اعتماد ہے۔ اسی زمانے میں کالڈیہ کا ایک حکیم ابرخس نامی

اس پائے کا منجم تھا۔ کہ جب بطلموس نے اس کی تصنیف کتاب اسرار النجوم پرھی

۱۰ تو تعظیماً سجدے میں گر پڑا۔ ارسطی فس کی کتاب الجبر اور قسمۃ الاعداد سے صدیوں

تک دنیا مستفید ہوتی رہی۔ اریسٹرخس کی کتاب الشمس والقمر۔ ایسکراؤس کی کتاب

المطالع۔ اوٹولوقس کی کتاب الطلوع والغروب اور استجانس کی طبیعت الانسا

علمی دنیا میں ہمیش بہا اضافہ تھیں۔

گقراط (۲۱۳ء) صرف علم طب کا امام سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اس کی ایک تصنیف

۱۱ ہوا اور پانی پر بھی ملتی ہے۔ عنوان ہے کتاب الماء والهوا۔ بطلموس منجم تھا لیکن جغرافیہ

عالم پر بھی ایک کتاب لکھ گیا، جس کا یعقوب نے عربی میں ترجمہ کیا۔ یا ذی نوس نے

طوفان نیز دم دار ستاروں پر کتابیں لکھیں۔ پشداری خاندان کے فرماں روا ضحاک کے

زمانے میں بابل کے ایک حکیم تینیکلوش نے کتاب "الوجہ والحدود" سپرد قسم کی۔

۱۲ ماڈوسیس کی تصنیف "کتاب الاکر" کو اس قدر اہمیت حاصل تھی کہ اسے الجملی

۱۳ نے کم اور اقلیدس سے بلند درجے کی کتاب سمجھا جاتا تھا۔ تیموذوفروس نے کتاب اللیل

۱۴ اور تھارسیس سفید کتاب سپرد قسم کی۔ جالی نوس کی ۶ تصانیف کا ذکر اصل

کتاب میں دیکھیے۔ ذیاستور ریڈوس نے "کتاب الحشائش" تصنیف کی۔ طور یوس نے "کتاب الردیا" لکھ کر خواب کی حقیقت سے پردہ اٹھانے کی کوشش کی۔ قلو طرخس نے مسائل طبیعیہ پر تمام علمائے طبیعی کی آراء جمع کر کے مجموعے کا نام "کتاب الآراء الطبیعیہ" رکھا۔ فالیس المصری نے بارش اور موالیہ پر گیارہ کتابیں لکھیں۔ مورطس کی تصنیف کتاب "فی الآلات المصوتہ" اور نیقوماخس کی کتاب "کتاب النغم" اور باب موسیقی کے ہاں مدتوں بہ طور سند استعمال ہوتی رہی۔

عہد امیہ (۶۶۱-۷۵۰ء) میں سلطنت اسلامی کی سرحدیں مغرب میں ساحل اوقیانوس، مشرق میں ہند، جنوب

حکمت اسلام میں

میں بحر ہند اور شمال میں قفقاز تک پھیلی ہوئی تھیں۔ مختلف اقوام باہم مل رہی تھیں بصرہ دکوہ کی یونانی دکانوں میں عرب، ایرانی، عیسائی، یہودی اور مجوسی تحصیل علوم کے لیے جمع ہو رہے تھے۔ ایک ملک کے تاجر اپنے تمدن کا پیغام لے کر دوسرے ممالک میں جا رہے تھے۔ ایرانی تاجر وسیع ایک طرف ہندو چین تک آتے تھے اور دوسری طرف یونان و روم تک جاتے تھے۔ بدیگر الفاظ یہ قاعدان حکمت تھے جو ہندوستان سے ایشیا و حکایات، جوتش اور سحر لے جاتے تھے اور روم و یونان سے طب اور دیگر علوم طبیعیہ لایا کرتے تھے۔ اہل شام مغرب کی ہر گلی کوچے سے آگاہ تھے۔ یہ تجارت کے لیے فرانس کے مغربی سواحل تک جاتے تھے۔ وہاں شراب و ابریشم بیچ کر بڑی بڑی رقموں کے علاوہ مغربی تاثرات بھی لے آتے تھے شام ایک ایسا ملک ہے جہاں اہل ایران و روم صدیوں تک ایک دوسرے سے ملتے رہے مختلف تہذیبوں کے آثار آج بھی قدم قدم پر بیاں ملتے ہیں۔ ان دنوں شام کے مدارس میں یونانی علوم فنون کا خاصہ چرچا تھا اور بعض علمایونانی کتابوں کو شامی زبان میں منتقل کر رہے تھے۔

انوشیرواں (۵۲۱-۶۵۰ء) نے جنہی شاپور میں فلسفہ و طب کی ایک درس گاہ

کھول رکھی تھی۔ جس میں شام کے چند عیسائی عالم تدریس پر مامور تھے۔ ۵۲۹ء میں افلاطونی اسکول کے سات حکیم ایتھنز سے نکال دیے گئے، جنہیں اوشیرواں نے اپنے ہاں پناہ دی۔ گو ان کا عرصہ قیام مختصر تھا۔ لیکن ایرانی حکما پر ان کے افکار کا کچھ نہ کچھ اثر ضرور پڑا ہوگا۔

۵ سیاحوں تاجروں اور خود اہل علم کی آمد و رفت کا نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ مسلمانوں میں بھی ان علوم کا شوق پیدا ہو گیا۔ خود ان کے ہاں تو یہ علوم موجود نہ تھے اس لیے ہندو یونان اور مصر و بابل کے کتب خانوں کو عربی میں ڈھالنا شروع کر دیا۔ اور رفتہ رفتہ عربی زبان کا دامن ان گراں بہا جواہرات سے بھر گیا۔

۱۰ **تراجم** شامی زبان میں چوتھی صدی عیسوی سے تراجم کا کام شروع ہو گیا تھا میرے علم کے مطابق شام کا پہلا مترجم انطاکیہ کا ایک پادری طبیب پروبوس (PROBUS) تھا۔ جس نے پانچویں صدی کے نصف اول میں ارسطو کی بعض منطقی تحریروں کو شامی زبان میں منتقل کیا تھا۔ اس کی وفات ۵۳۶ء کو قسطنطنیہ میں ہوئی تھی۔

۱۵ اسلامی فتوحات کے بعد ہی شامی جو پہلے اپنی زبان میں تراجم کیا کرتے تھے اب عربی زبان کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔ ان لوگوں نے کہیں یونانی کتب کے تراجم کیے اور بعض صورتوں میں شامی تراجم کو عربی میں بدل ڈالا۔ امیہ خاندان کے ایک خلیفہ خالد بن یزید (م ۷۲۰ء) کو جہلم کیمیا سے خاص دل چسپی تھی۔ اور اس مقصد کے لیے ایک پادری کو بہ طور اتالیق رکھا تھا۔ خالد نے کیمیا کی چند یونانی کتابوں کو عربی میں منتقل کرایا۔ بعض دیگر خلفاء و امرا نے بھی اس طرف توجہ دی۔ اور اس طرح چند دیگر یونانی رسائل کا بھی عربی میں ترجمہ ہو گیا۔ جب امیہ کے بعد عباسی سربراہ آئے خلافت ہوئے تو منصور (۷۵۴-۷۷۵ء) نے تراجم پر کافی توجہ دی۔ یونانی طبیعات ۲۰ طب و ادب منطق کی چند کتابوں کا ترجمہ کرایا۔ بعض پہلوی اور سنسکرت کی کتابوں کو بھی

عربی میں منتقل کرایا۔ الفزاری نے اسی خلیفہ کے حکم سے سنسکرت کی ایک کتاب سنہ ۸۰۰ء (جوئش کی کتاب) کو عربی لباس پہنایا۔ تراجم میں ابن المقفع نے منصور کی کافی مدد کی۔ طبعیات کی عربی اصطلاحیں اسی فاعل کی وضع کردہ ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ اس کا کوئی ترجمہ آج باقی نہیں رہا۔

۵
نویں صدی کے مترجمین میں سے یحییٰ بن الیطریق، عبدالمسیح بن عبداللہ نعیم الحمصی اور قسطنطین لوقا بعلبکی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ بیسیوں دیگر علماء شاہی درباروں میں اس خدمت پر مامور تھے۔ حنین بن اسحاق (۸۰۹-۶۸۷ء) اس کا لڑکا اسحاق بن حنین (۶۹۱ء) اور اس کا بھتیجا حبیش بن حسن مشہور مترجموں میں سے ہیں۔ اٹھنوں نے چند نئے تراجم کے علاوہ بعض پرانے تراجم کی اصلاح بھی کی تھی۔ اسی طرح ابوالشرمتی بن یونس (۶۹۴ء) ابو ذکریا یحییٰ بن عدی المنطقی (۶۹۴ء) ابو علی عیسیٰ بن اسحاق بن زہرہ (۶۹۵ء) ابو الخیر الحسن بن الخمار (پ ۹۲۲ء) ثابت بن قرۃ۔ حجاج بن یوسف بن مطر الکوفی ابو الوفا محمد بن محمد الحاسب۔ عیسیٰ بن یحییٰ۔ ابراہیم بن عدلت۔ عمر بن الفرخان اور یحییٰ بن ہارون کے تراجم، حواشی اور دیگر تحریریں علمی دنیا میں کافی شہرت حاصل کر چکی ہیں۔

۱۵
ان مترجمین کی توجہ زیادہ تر طب، منطق اور مواظط و حکم پر مرکوز رہی۔ اور یونان کی بہترین میراث یعنی شاعری، تاریخ، موسیقی اور نقاشی وغیرہ کو نظر انداز کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عربی تذکروں اور تاریخوں میں یونانی سلاطین و طبیبین کے نام تو ملتے ہیں لیکن یونانی مستوروں، شاعروں اور ناول نگاروں کا ذکر کہیں نہیں ملتا۔ یہ تذکرے یونانی زبان و تمدن کے ذکر سے بھی خالی ہیں۔ اور آج ان اشیاء کے متلاشی کو دیگر مصادر کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔

۲۰
۱۵۵ء میں جب امیہ کو شام میں زوال آیا تو اس خانہ کا ایک فرد عبدالرحمان بن معادیہ بحیرہ روم کو جو جو کر کے

اندلس میں جا پہنچا اور وہاں ایک ایسی سلطنت کی بنیاد ڈالی جو تقریباً آٹھ سو برس تک قائم رہی۔ عبدالرحمن سوم (۹۱۲-۹۶۱) کے زمانے میں یہ سلطنت پورے عروج پر تھی۔ اور نویں صدی میں علوم و فنون کا جو آفتاب مشرق (بغداد) سے طلوع ہوا تھا۔ اب سویں صدی میں اس کی تجلیاں سبز میں اندلس تک جا پہنچی تھیں۔ ہر طرف علم و حکمت کی ٹرپ پیدا ہو گئی تھی اور اندلس کی یونیورسٹیوں میں مشرق و مغرب سے طلباء آنے لگے تھے۔

خلیفۃ المحکم (۹۱۸-۹۶۷) علوم و فنون کا آتنا بڑا مڑتی تھا کہ اس کے دارالکتب میں کم از کم چار لاکھ کتابیں موجود تھیں۔ گویا ۱۰۱۳ء کے بربری حملوں سے یہ عظیم الشان سلطنت چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹ گئی تھی۔ تاہم یہاں سے بدلوں بڑے بڑے حکما اٹھتے رہے۔ مثلاً ابوبکر محمد بن یحییٰ بن الصالح المعروف بہ ابن باجر (م ۱۱۳۸ء) ابوبکر محمد بن عبدالملک بن طفیل القاسمی (م ۱۱۸۵ء) ابوالولید محمد بن احمد بن محمد بن رشد قرطبی (۱۱۲۶-۱۱۹۸) اور فلسفہ تاریخ کا موجد ابن خلدون (۱۳۳۲-۱۴۰۶) وغیرہ۔

خاتمہ | ہمارے یہ اسلاف بڑے باہمت لوگ تھے۔ ان کی زندگیاں خدمتِ علم میں گھٹ گئیں اور دنیا سے رخصت ہوتے وقت یہ لوگ تصانیف کا بیش بہا ذخیرہ پیچھے چھوڑ گئے۔ وہ زمانہ نسبتاً تاریکی کا زمانہ تھا۔ ایجاد و تحقیق کے جو مسائل آج موجود ہیں، ان کا تصور تک بھی اس زمانے میں نہیں کیا جاسکتا تھا۔ لیکن مقامِ مدحیرت ہے کہ اُس "تاریخ" نے اُس کے "علم" لوگوں نے تو کتابیں لکھ لکھ کر لائبریریاں بھر ڈالیں اور دوسری طرف ہماری یہ حالت ہے کہ کتابیں لکھنا تو رہا ایک طرف، ان کتابوں کے سمجھنے تک کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

ضرورت ہے کہ اہل پاکستان اپنے فرائض کو پہچانیں اور اس مفلس زبان (اردو) کا وہ امنی راجم اوّل طبع زاد تصانیف سے بھر دیں کہ زبانیں اس طرح بستی ہیں اور ہر قوم کی تعمیر تہذیب اُس کے ادب پر اٹھائی جاتی ہے۔ والسلام

برق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

حَدِثْنَا قابل ستائش ہے وہ اللہ جس نے تمام کائنات کو پیدا کیا۔ جس کے ہمہ گیر علم سے کوئی چیز، خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی، باہر نہیں جس نے ہمیں عقل کی نعمت بخشی اور جو کل قیامت کے دن ہمیں پھر زندہ کرے گا۔ خداوند تبارک و تعالیٰ اپنی رحمتوں کی بارش انبیائے کرام پر برساتے اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی خاص برکات کے لیے انتخاب فرمائے۔

پہلا حکیم یہ امر ہمیشہ زیر بحث رہا ہے کہ پہلا حکیم (جس نے حکمت و ارکان حکمت مثلاً منطوق، طبعیات الہیات وغیرہ پر کچھ ارشاد فرمایا ہو) کون تھا؟ کسی نے زید کو حکیم اول کہا اور کسی نے بکر کو۔ کافی فکر و تلاش کے بعد اہل نظر اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ حکمت اس نبوت کا دوسرا نام ہے، جو حضرت ادریس علیہ السلام کو دی گئی تھی۔ اور جن حکما کو مختلف علمائے اوائل المحکمات قرار دیا ہے، وہ یا تو حضرت ادریس علیہ السلام کے شاگرد تھے اور یا شاگردوں کے شاگرد۔

میرا ارادہ یہ ہے کہ اس کتاب میں ہر قوم و ملت کے ان تمام قدیم و جدید حکما کا ذکر کروں جو ہمارے عہد تک ہوئے ہیں اور جنہوں نے یا تو چند مفید اقوال بہ طور یادگار چھپے چھوڑے، یا کوئی کتاب لکھ گئے اور یا کسی صنفِ حکمت کے مخترع ہوئے۔ ان حکما کا ذکر بہ ترتیب حروفِ ابجد ہوگا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب طلبہ تاریخ و حکمت کے لیے مفید ثابت ہوگی۔

(الف)

ادریس علیہ السلام

ادریس کے متعلق جو کچھ مفسرین، مؤرخین اور افسانہ سراؤں نے کہا ہے، اسے

یہاں دُہرانے کی ضرورت نہیں۔ یہاں صرف وہ تفصیل پیش کی جائیں گی۔ جو حکما کے قلم سے نکلی ہیں۔ ادیس کی جائے ولادت اور (توت سے پہلے) تحصیلِ علم کے متعلق حکما میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ آپ مصر کے ایک موضعِ منف میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کا نام ہرمس الہرامسہ تھا۔

۵ ہرمس ایک یونانی کلمہ ارمیس (حس کے معنی عطار دہیں) کا معرب ہے۔ ایک اور گروہ کا خیال یہ ہے کہ ادیس کا یونانی نام طرمیس تھا۔ عبرانیوں کے ہاں آپ، خنوخ اور عربوں میں اخنوخ کہلاتے تھے۔ اور اللہ سبحانہ نے قرآن حکیم میں آپ کو ادیس کے نام سے یاد فرمایا ہے۔

آپ کے استاد کا نام خوتنا ڈیمون اور ایک روایت کے مطابق اعتادی مون (مصری) تھا۔ اس کے حالات زندگی کہیں نہیں ملتے۔ اگر کہیں سے کوئی بات ملی بھی ہے تو صرف اس قدر کہ یہ یونانی و مصری انبیاء میں سے ایک تھا۔ اس کو اورین دوم بھی کہتے تھے۔ اور ادیس اورین سوم کہلاتا تھا۔ اورین کے لفظی معنی ہیں نیک بخت اور بہت خوش قسمت۔

مشہور ہے کہ ہرمس مصر سے نکل کھڑے ہوئے۔ تمام زمین کی سیاحت کیے بعد باسی سال کی عمر میں واپس آئے۔ اور یہیں آپ کا رُفیع جسمانی یادفات ہوئی۔

۱۵ لے منف مصر کا قدیم دارالخلافہ تھا۔ کبلی زبان میں اسے ما فکتے تھے۔ یہ نسطاط سے بارہ میل دور تھا۔ جب اسکندر اعظم نے اسکندریہ تعمیر کیا تو حکومت وہاں منتقل ہو گئی۔ اور جب عمرو بن ماس نے مصر کو فتح کیا تو دیانے نیل کے کنارے پر ایک شہر کی بنیاد ڈالی جسے نسطاط کہتے ہیں۔ یہ شہر دارالخلافہ بن گیا اور صدیوں تک مقام حکومت رہا۔ آج کل منف قاہرہ سے تقریباً پچاس میل شمال مغرب میں ایک اہم ریگسٹیشن ہے۔ تاریخ الحکماء القطنی، ص ۳۲۹ مطبوعہ جرمنی، لکھ ایک نسخے میں لہریا اور ایک میں لودین بھی دیا ہوا ہے۔ لکھ اصل کتاب کے الفاظ یہ ہیں، و من فعه ادلہ الیہ بھا لفظی معنی ہوں گے۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۰ پر)

ایک اور گروہ کا خیال ہے کہ ادریس بابل میں پیدا ہوئے تھے اور وہیں پڑھے ہوئے
 اوائل عمر میں شیث بن آدم کا ایجاد کردہ علم حاصل کیا۔ شیث ادریس کے اجداد کرام میں سے
 ایک بزرگ تھے۔ ملاحظہ ہو سلسلہ نسب :-

ادریس بن یارون ہلاییل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم۔ علامہ شہرستانی
 فرماتے ہیں کہ اغناذی مون، شیث کا دوسرا نام تھا۔ جب ادریس کئی مراحل زندگی طے کر چکے
 تو انھیں نبوت دی گئی۔ ادریس نے ابتداءً آدم کو آدم و شیث کی شریعت کی طرف دعوت دی
 اور سرکشی کے نتائج سے آگاہ کیا۔ چند ایک نے تو سر جھکا دیا لیکن اکثریت باغی ہو گئی۔
 ان حالات میں آپ نے اس سرزمین کو چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا اور تبعین کو بھی ہمراہ چلنے
 کا حکم دیا لیکن ان لوگوں کو ترک وطن گوارا نہ تھا۔ کہنے لگے، دنیا میں بابل جیسا خوبصورت
 ملک کہاں ملے گا (سریانی زبان میں نہر کو بابل کہتے ہیں۔ اور غالباً ان کی مراد و جلد
 فرات تھے) ادریس نے فرمایا کہ میں اللہ کے لیے ہم ہجرت کر رہے ہیں، وہی ہمارے
 رزق کا بھی کفیل ہوگا۔ چنانچہ چل پڑے اور اُس خطے میں جا پہنچے، جو بعد میں
 بابلون کے نام سے مشہور ہوا۔ اُس خطے کے بیچوں بیچ دریائے نیل بہ رہا تھا اور
 یہ تمام سرسبز وادی غیر آباد پڑی تھی۔ یہ نیل کے کنارے اتر پڑے اور اللہ کے
 دربار میں چند سجدہ ہائے تشکر پیش کیے۔ حضرت ادریس نے اپنی جماعت کا نام بابلون رکھا۔

۱۰
 ۱۵
 ۱۹ (کا بقیہ نوٹ) :- "اور اللہ نے مصر میں ہی ادریس کو اپنی طرف اُٹھایا۔" یہ الفاظ رفیع جسمانی
 اور رفیع روحانی ہر دو کے متحمل ہیں۔

۱۰
 ۱۵
 ۱۹ (کا بقیہ نوٹ) :- "اور اللہ نے مصر میں ہی ادریس کو اپنی طرف اُٹھایا۔" یہ الفاظ رفیع جسمانی
 اور رفیع روحانی ہر دو کے متحمل ہیں۔

لفظ بابلیوں کی تفسیر میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض کے ہاں اس کے معنی ہیں "نہر حبشی نہر"۔ بعض کے نزدیک "تمھاری نہر کی طرح ایک نہر"۔ ایک گروہ کے خیال میں اس کے معنی ہیں "نہر مبارک"۔ ایک اور گروہ کے ہاں "یوں"۔ سریانی زبان میں علامت مینا لکھی ہے اور اس کے معنی ہیں "بہت بڑی نہر"۔

۵ عربوں کے سوا باقی تمام اقوام و اہم میں یہ داری بابلیوں کے نام سے مشہور ہو گئی اور عرب اسے اقلیم مصر کہتے رہے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ طوفانِ نوح کے بعد حضرت نوح کا ایک پوتا مصر بن حام بن نوح یہاں آباد ہو گیا تھا جس کی وجہ سے یہ تمام خطہ مصر کہلانے لگا۔ واللہ اعلم

۱۰ مصر میں حضرت ادریسؑ نیکی کی تبلیغ کرتے، بڑائی سے روکتے اور اللہ کی عبادت کی طرف دعوت دیا کرتے تھے۔ ان دنوں دنیا میں صرف بہتر زبانیں بولی جاتی تھیں۔ اللہ نے آپ کو یہ تمام زبانیں سکھلا دی تھیں۔ تاکہ ہر فرقے کو اُس کی اپنی زبان میں درس ہدایت دیے سکیں۔ آپ ہر شہر میں جاتے، وہاں ہونہار طلبا کی ایک جماعت جمع ہو جاتی جسے آپ سیاستِ مدنی کا درس دیتے۔ اس تعلیم کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر قوم نے سیاستِ مدنی سے آگاہی حاصل کرنے کے بعد اپنی زمینوں میں شہر بنائے۔ کہتے ہیں کہ ان شہروں کی تعداد ۱۸۸ تھی، جن میں سب سے چھوٹا مدینہ تھا۔

۱۵ ادریسؑ حکمت و ہدایت کے بانی تھے۔ آپ پر اللہ نے آسمان کے تمام راز کھول دیے تھے۔ مثلاً آسمان کی ساخت کس مادے سے ہوئی، ستارے کہاں سے آگئے، سال و ماہ کی تعیین کیوں کر کی جائے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اگر یہ علوم ادریسؑ کو الہاماً نہ سکھائے جاتے، تو دنیا محض اپنی کوششوں سے انھیں حاصل نہ کر سکتی۔

۱۶ الجزیرہ کا ایک شہر میں بڑے بڑے نضلا پیدا ہوئے۔ مثلاً یزید بن سنان رُروی و حافظ عبد القادر۔ الجزیرہ مصر دیا رکھ ہے۔ (القاموس)

ادریس نے ہر قوم و ملک کی عتر و ریاست کا خیال رکھتے ہوئے اُن کے لیے قوانین وضع کیے۔ تمام زمین کو چار حصوں میں تقسیم کر کے ہر حصے کا ایک امیر تجویز کیا۔ جس کا فرض یہ تھا کہ عوام کو شریعت کا متبع بنائے۔ ان چار بادشاہوں کے نام یہ تھے (۱) ایلاوس (رحیم)۔ (۲) زوس (۳) اسٹیلیوس (۴) زوس امون (ایک روایت کے مطابق

ایلاوس امون، ایک اور روایت کے مطابق بسیلونس) ۵

شریعت اور لیس

شریعت اور لیس کے بڑے بڑے اصول یہ تھے: خدائے واحد کا اقرار و عبادت، عذابِ آخرت سے بچنے کے لیے دنیا میں عملِ صالح، ذمیوی دل چسپیوں سے اعراض، انصاف، نماز، روزہ، دشمنانِ مذہب سے جہاد، غربا کی امداد کے لیے زکوٰۃ، غلامت مثلاً جنابت، کتے اور گدھے سے بچنا اور مسکرات سے مکمل اجتناب۔ ۱۰

آپ نے اُن لوگوں کے لیے چند عیدیں بھی مقرر کر دی تھیں۔ مثلاً جب سورج کسی برج میں داخل ہوتا تھا یا ہلال نظر آتا تھا۔ یا گردش کے بعد کوئی ستیارہ اپنے گھر میں واپس آتا تھا، تو وہ لوگ عید منایا کرتے تھے۔

نیز حکم دیا کہ اللہ کے سامنے مندرجہ ذیل اشیاء بہ طور نذر و نیاز پیش کی جائیں:- ۱۵

لوبان (کی دھونی)، ذبح کردہ حیوانات۔ شراب اور دیگر خوب صورت و قیمتی اشیاء مثلاً پھولوں میں سے گلاب۔ فلوں میں سے گندم اور میووں میں سے انگور۔ نیز فرمایا کہ میرے بعد تمہارے پاس کئی اور نبی آئیں گے جن کی اطاعت تم پر فرض ہوگی۔ نبی ان علامات سے پہچانا جاسکتا ہے کہ وہ تمام عیوب سے پاک اور تمام اعلیٰ اوصاف سے مستحکم ہوتا ہے۔ زمین و آسمان کا کوئی مسئلہ اُس سے پوچھو، وہ اطمینان بخش جواب دیتا ہے۔ اُس کی ہر ہدایت امراض و آلام سے بچاتی ہے۔ وہ مستجاب

الدعوات ہوتا ہے۔ اور اس کا پیغام اصلاحِ عالم کا کفیل۔ ۱۳۵۰۹۶ ۲۰

طبقاتِ انسانی اور اسی کے تمام زمین پر قبضہ جمانے کے بعد انسانوں کی تین جماعتیں کر دیں۔ کاہن۔ بادشاہ اور عوام۔ کاہنوں کا درجہ بادشاہوں سے بلند کر دیا۔ کاہن نہ صرف اپنے لیے بلکہ بادشاہ اور عوام کے لیے بھی دعا کر سکتے تھے۔ بادشاہ صرف اپنی رعیت اور اپنی جان کی خیر مانگ سکتا تھا اور عوام کو اجازت نہ تھی کہ وہ بادشاہ یا کاہن کے حق میں دعائے خیر مانگیں۔ یہ اس لیے کہ کاہن اللہ کے بہت قریب تھا۔ اُسے دوسروں کی دعا کی حاجت نہ تھی۔ اس کے بعد بادشاہ اور پھر رعیت کا درجہ تھا۔

الغرض یہ تھے وہ اصول و قواعد جن پر ادریس کے متبع سختی سے عمل کرتے رہے یہاں تک کہ ادریس کو اللہ نے اپنے ہاں بلا لیا یا اٹھا لیا۔ اور ان کے اصحاب ان کے جانشین ہوئے۔ مذکورۃ الصدر چار بادشاہوں میں سے مستقل بیوس بہت بلند عزم انسان تھا۔ اس نے ادریسی شریعت کی پوری پوری محافظت کی۔ ادریس کے فراق کا اسے اس قدر صدمہ ہوا کہ اس نے عبادت کدوں میں ادریس اور اُس کے رفیع جسمانی کی تصویریں بنوا ڈالیں۔ جب یونانیوں نے ان شہروں پر قبضہ کیا اور ادریس کی یہ تصاویر ان عبادت کدوں میں (جو طوفانِ نوح سے تباہ نہ ہوئے تھے) دکھیں تو وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ خود مستقل بیوس آسمان کی طرف اٹھایا گیا تھا، حالانکہ یہ قیاس ہر لحاظ سے غلط ہے۔ (مزید تفصیل حالاتِ مستقل بیوس میں دیکھیے)

صائبینی کا فرقہ شریعتِ ادریسی کو "قیمۃ" (محکم۔ استواء۔ پابندہ) کے نام سے

لے کر ان کے کلام سے پتا چلتا ہے کہ یہاں کاہن سے مراد مذہبی پیشوا، عالم شریعت اور شیخ الملت ہے یہ کاہن مراد نہیں ہیں کی زنت قرآن مجید اور تورات میں باریا کی گئی ہے۔ ادریسی کاہن اور موسیٰ کاہن میں وہی فرق ہے جو آج کل کے نام علماء اور گوشہ نشینوں کے فرقے اسلام میں پایا جاتا ہے۔ سلفہ تفسیر حلالین کے حاشیے مطبوعہ نوکشمورہ ۱۹۰۹ء میں صائبینی کاہن ایک ایسا فرقہ ہے (بقیہ حاشیہ ص ۱۴ پر)

یاد کرتا ہے۔ یہ شریعت زمین کے تمام آباد طبقوں پر چھا گئی اور اس کا قبلہ خط نصف النہار پر سیدھا جنوب کی طرف تھا۔

آپ کا قد اونچا، ماتھا چوڑا، چہرہ خوب صورت، داڑھی گھنی، نود و **ادیس کا حلیہ** خال بلج، سینہ چوڑا، کندھے فراخ، ہڈیاں موٹی، گوشت کم،

اور آنکھیں سیاہ و روشن تھیں۔ کلام متین، سکوت پسند اور حوصلہ مند تھے۔ چلتے وقت آنکھیں عموماً زمین پر مرکوز ہوا کرتی تھیں۔ بہت زیادہ سوچتے اور اس لیے کچھ ترش رو نظر آتے تھے (غلاف حق بات پر) غصہ جلد آجاتا۔ دوران گفتگو میں انگشت شہادت کو ہلاتے رہتے تھے۔ زمین پر آپ کا عرصہ قیام بیاسی برس تھا۔

ادیس کے نگین خاتم پر یہ الفاظ کندہ تھے :-

”ایمان و عہد کا لازمی نتیجہ ظفر ہے۔“

آپ کے مکر بند پر جو عہد کے موقع پر پابند تھے، یہ الفاظ مرقوم تھے :-

”فرائض شرعی کی بجا آوری سے مذہبی زندگی کی تکمیل ہوتی ہے اور

مذہبی زندگی کی تکمیل جواں مردی کی انتہا ہے۔“

جناذوں میں شمولیت کے وقت جو مکر بند استعمال فرماتے، اس پر لکھا تھا :-

”سعادت مند وہ ہے جو نفس کا محاسبہ کرے۔ اللہ کے ہاں سب سے

بڑی سفارش نیک اعمال ہیں۔“

حضرت ادیس کے بعض اقوال ہر جگہ بہ طور امثال و رموز رائج **مواعظ و حکم** ہیں اور دنیا کی مختلف زبانوں میں ان کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ چند

ایک نسخہ ذیل ہیں :-

دعوت کا لہجہ حاشیہ)۔ جو فرشتوں کی عبادت اور زبور کی تلاوت کرتا ہے۔ بعض دیگر کے ہاں یہ یہود کا

کوئی فرقہ ہے۔ ایک مفسر نے انہیں نجوم پرست قرار دیا ہے۔“

(الف) اللہ کی نعمتوں کا شکر یہ آسان اور نعمتِ خلق کا شکر یہ ادا کرنا مشکل ہے۔
 (ب) جو شخص علم میں کمال اور اعمال میں صلاحیت چاہتا ہے، اسے چاہیے کہ
 جمالت و بدکاری سے بچے۔ فرض کیجیے کہ ایک کاریگر مختلف صنعتوں میں باہر ہے۔
 ظاہر ہے کہ جب وہ کپڑے سینے سے تراخت پا کر لکڑی کا کام شروع کرے گا،
 تو خیاطی کے تمام آلات الگ رکھ دے گا اور نجاری کے اوزار کام میں لائے گا۔
 دنیا و آخرت دو الگ الگ دنیا میں ہیں، جن کی محبت بہ یک وقت ایک دل میں
 جمع نہیں ہو سکتی۔

(ج) دنیوی بہبودی کا نتیجہ حسرت اور ناکامی کا نتیجہ ندامت ہے۔
 (د) صیام و عبادات اور عبادات میں خلوص نیت ضروری ہے۔
 (ه) جھوٹی قسمیں مت کھاؤ، سچی قسموں سے بھی پرہیز اولیٰ ہے۔ جھوٹے کو قسم مت دو
 ورنہ بیاہر کے گنہگار بن جاؤ گے۔
 (و) گھڈیا پیشوں سے بچو۔

(ز) بادشاہوں کی اطاعت کرو۔ بڑوں کے ساتھ انکسار سے پیش آؤ، اور اللہ کی
 تعریف ہر وقت تمہارے لبوں پر رہے۔
 (ح) دل کی زندگی علم و حکمت ہے۔
 (ط) کسی شخص سے اس لیے حسد نہ کرو کہ وہ دولت مند ہے، کیوں کہ دولت کی
 لذتیں فانی و عارضی ہیں۔

(ی) جس شخص نے قناعت کو چھوڑ دیا، وہ پھر کبھی دولت مند نہ بن سکا۔
 سلیمان بن حسان المعروف بہ ابن جابل فرماتے ہیں :-
 "ہر مس میں تھے۔ پہلا طوفان نوح سے پہلے تھا۔ (ہر مس قبیر و کسریٰ کی طرح

۲۰
 نے اندلس کا مشہور طبیب نیز ایک چھوٹی سی کتاب تاریخ الحکما کا معنی جس کے حالات حرف السین
 میں آئیں گے

ایک لقب تھا) جسے اہل ایران ایمل (انصاف پسند) اور عبرانی خنوخ (نیرادرین) کہتے تھے۔ ایرانیوں کے ہاں اس کے دادا کا نام کیومرث تھا۔ ابو معشر بیان کرتا ہے کہ ادریس پہلے منجم تھے۔ عبادت گاہیں سب سے پہلے آپ ہی نے بنوائی تھیں۔ علم الطب کے اختراع کا فخر بھی آپ ہی کو حاصل ہے۔ آپ نے ارض و سما کے بعض مناظر پر چند نظمیں بھی کہی تھیں طوفان نوح کی خبر سب سے پہلے آپ ہی نے دی تھی۔

ادریس نے اپنی سکونت کے لیے مصر کی سطح مرتفع کو پسند فرمایا وہاں شان دار معابد بنوائے۔ نیز ایسے نقاش خانے تعمیر کرائے جن میں تمام عنعنوں کو بہ صورت نقادیر واضح کیا گیا تھا اور تمام آلات صنعت و حرفت کی نقادیر بنیادی گئی تھیں تاکہ طوفان نوح سے یہ علوم مٹ نہ

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

۳۱

۳۲

۳۳

۳۴

۳۵

۳۶

۳۷

۳۸

۳۹

۴۰

۴۱

۴۲

۴۳

۴۴

۴۵

۴۶

۴۷

۴۸

۴۹

۵۰

۵۱

۵۲

۵۳

۵۴

۵۵

۵۶

۵۷

۵۸

۵۹

۶۰

۶۱

۶۲

۶۳

۶۴

۶۵

۶۶

۶۷

۶۸

۶۹

۷۰

۷۱

۷۲

۷۳

۷۴

۷۵

۷۶

۷۷

۷۸

۷۹

۸۰

۸۱

۸۲

۸۳

۸۴

۸۵

۸۶

۸۷

۸۸

۸۹

۹۰

۹۱

۹۲

۹۳

۹۴

۹۵

۹۶

۹۷

۹۸

۹۹

۱۰۰

۱۰۱

۱۰۲

۱۰۳

۱۰۴

۱۰۵

۱۰۶

۱۰۷

۱۰۸

۱۰۹

۱۱۰

۱۱۱

۱۱۲

۱۱۳

۱۱۴

۱۱۵

۱۱۶

۱۱۷

۱۱۸

۱۱۹

۱۲۰

۱۲۱

۱۲۲

۱۲۳

۱۲۴

۱۲۵

۱۲۶

۱۲۷

۱۲۸

۱۲۹

۱۳۰

۱۳۱

۱۳۲

۱۳۳

۱۳۴

۱۳۵

۱۳۶

۱۳۷

۱۳۸

۱۳۹

۱۴۰

۱۴۱

۱۴۲

۱۴۳

۱۴۴

۱۴۵

۱۴۶

۱۴۷

۱۴۸

۱۴۹

۱۵۰

۱۵۱

۱۵۲

۱۵۳

۱۵۴

۱۵۵

۱۵۶

۱۵۷

۱۵۸

۱۵۹

۱۶۰

۱۶۱

۱۶۲

۱۶۳

۱۶۴

۱۶۵

۱۶۶

۱۶۷

۱۶۸

۱۶۹

۱۷۰

۱۷۱

۱۷۲

۱۷۳

۱۷۴

۱۷۵

۱۷۶

۱۷۷

۱۷۸

۱۷۹

۱۸۰

۱۸۱

۱۸۲

۱۸۳

۱۸۴

۱۸۵

۱۸۶

۱۸۷

۱۸۸

۱۸۹

۱۹۰

۱۹۱

۱۹۲

۱۹۳

۱۹۴

۱۹۵

۱۹۶

۱۹۷

۱۹۸

۱۹۹

۲۰۰

۲۰۱

۲۰۲

۲۰۳

۲۰۴

۲۰۵

۲۰۶

۲۰۷

۲۰۸

۲۰۹

۲۱۰

۲۱۱

۲۱۲

۲۱۳

۲۱۴

۲۱۵

۲۱۶

۲۱۷

۲۱۸

۲۱۹

۲۲۰

۲۲۱

۲۲۲

۲۲۳

۲۲۴

۲۲۵

۲۲۶

۲۲۷

۲۲۸

۲۲۹

۲۳۰

۲۳۱

۲۳۲

۲۳۳

۲۳۴

۲۳۵

۲۳۶

۲۳۷

۲۳۸

۲۳۹

۲۴۰

۲۴۱

۲۴۲

۲۴۳

۲۴۴

۲۴۵

۲۴۶

۲۴۷

۲۴۸

۲۴۹

۲۵۰

۲۵۱

۲۵۲

۲۵۳

۲۵۴

۲۵۵

۲۵۶

۲۵۷

۲۵۸

۲۵۹

۲۶۰

۲۶۱

۲۶۲

۲۶۳

۲۶۴

۲۶۵

۲۶۶

۲۶۷

۲۶۸

۲۶۹

۲۷۰

۲۷۱

۲۷۲

۲۷۳

۲۷۴

۲۷۵

۲۷۶

۲۷۷

۲۷۸

۲۷۹

۲۸۰

۲۸۱

۲۸۲

۲۸۳

۲۸۴

۲۸۵

۲۸۶

۲۸۷

۲۸۸

۲۸۹

۲۹۰

۲۹۱

۲۹۲

۲۹۳

۲۹۴

۲۹۵

۲۹۶

۲۹۷

۲۹۸

۲۹۹

۳۰۰

۳۰۱

۳۰۲

۳۰۳

۳۰۴

۳۰۵

۳۰۶

۳۰۷

۳۰۸

۳۰۹

۳۱۰

۳۱۱

۳۱۲

۳۱۳

۳۱۴

۳۱۵

۳۱۶

۳۱۷

۳۱۸

۳۱۹

۳۲۰

۳۲۱

۳۲۲

۳۲۳

۳۲۴

۳۲۵

۳۲۶

۳۲۷

۳۲۸

۳۲۹

۳۳۰

۳۳۱

۳۳۲

۳۳۳

۳۳۴

۳۳۵

۳۳۶

۳۳۷

۳۳۸

۳۳۹

۳۴۰

۳۴۱

۳۴۲

۳۴۳

۳۴۴

۳۴۵

۳۴۶

۳۴۷

۳۴۸

۳۴۹

۳۵۰

۳۵۱

۳۵۲

۳۵۳

۳۵۴

۳۵۵

۳۵۶

۳۵۷

۳۵۸

۳۵۹

۳۶۰

۳۶۱

۳۶۲

۳۶۳

۳۶۴

۳۶۵

۳۶۶

۳۶۷

۳۶۸

۳۶۹

۳۷۰

۳۷۱

۳۷۲

۳۷۳

۳۷۴

۳۷۵

۳۷۶

۳۷۷

۳۷۸

۳۷۹

۳۸۰

۳۸۱

۳۸۲

۳۸۳

۳۸۴

۳۸۵

۳۸۶

۳۸۷

۳۸۸

۳۸۹

۳۹۰

۳۹۱

۳۹۲

۳۹۳

۳۹۴

۳۹۵

۳۹۶

۳۹۷

۳۹۸

۳۹۹

۴۰۰

۴۰۱

۴۰۲

۴۰۳

۴۰۴

۴۰۵

۴۰۶

۴۰۷

۴۰۸

۴۰۹

۴۱۰

۴۱۱

۴۱۲

۴۱۳

۴۱۴

۴۱۵

۴۱۶

۴۱۷

۴۱۸

۴۱۹

۴۲۰

۴۲۱

۴۲۲

۴۲۳

۴۲۴

۴۲۵

۴۲۶

۴۲۷

۴۲۸

۴۲۹

۴۳۰

۴۳۱

۴۳۲

۴۳۳

۴۳۴

۴۳۵

۴۳۶

۴۳۷

۴۳۸

۴۳۹

۴۴۰

۴۴۱

۴۴۲

۴۴۳

۴۴۴

۴۴۵

۴۴۶

۴۴۷

۴۴۸

۴۴۹

۴۵۰

۴۵۱

۴۵۲

۴۵۳

۴۵۴

۴۵۵

۴۵۶

۴۵۷

۴۵۸

۴۵۹

۴۶۰

۴۶۱

۴۶۲

۴۶۳

۴۶۴

۴۶۵

۴۶۶

۴۶۷

۴۶۸

۴۶۹

۴۷۰

۴۷۱

۴۷۲

۴۷۳

۴۷۴

۴۷۵

۴۷۶

۴۷۷

۴۷۸

۴۷۹

۴۸۰

۴۸۱

۴۸۲

۴۸۳

۴۸۴

۴۸۵

۴۸۶

۴۸۷

۴۸۸

۴۸۹

۴۹۰

۴۹۱

۴۹۲

۴۹۳

۴۹۴

۴۹۵

۴۹۶

۴۹۷

۴۹۸

۴۹۹

۵۰۰

۵۰۱

۵۰۲

۵۰۳

۵۰۴

۵۰۵

۵۰۶

۵۰۷

۵۰۸

۵۰۹

۵۱۰

۵۱۱

۵۱۲

۵۱۳

۵۱۴

۵۱۵

۵۱۶

۵۱۷

۵۱۸

۵۱۹

۵۲۰

۵۲۱

۵۲۲

۵۲۳

۵۲۴

۵۲۵

۵۲۶

۵۲۷

۵۲۸

۵۲۹

۵۳۰

۵۳۱

۵۳۲

۵۳۳

۵۳۴

۵۳۵

۵۳۶

۵۳۷

۵۳۸

۵۳۹

۵۴۰

۵۴۱

۵۴۲

۵۴۳

۵۴۴

۵۴۵

۵۴۶

۵۴۷

۵۴۸

۵۴۹

۵۵۰

۵۵۱

۵۵۲

۵۵۳

۵۵۴

۵۵۵

۵۵۶

۵۵۷

۵۵۸

۵۵۹

۵۶۰

۵۶۱

۵۶۲

۵۶۳

۵۶۴

۵۶۵

۵۶۶

۵۶۷

۵۶۸

۵۶۹

۵۷۰

۵۷۱

۵۷۲

۵۷۳

۵۷۴

۵۷۵

۵۷۶

۵۷۷

۵۷۸

۵۷۹

۵۸۰

۵۸۱

۵۸۲

۵۸۳

۵۸۴

۵۸۵

۵۸۶

۵۸۷

۵۸۸

۵۸۹

۵۹۰

۵۹۱

۵۹۲

۵۹۳

۵۹۴

۵۹۵

۵۹۶

۵۹۷

۵۹۸

۵۹۹

۶۰۰

۶۰۱

۶۰۲

۶۰۳

۶۰۴

۶۰۵

۶۰۶

۶۰۷

۶۰۸

۶۰۹

۶۱۰

۶۱۱

۶۱۲

۶۱۳

۶۱۴

۶۱۵

۶۱۶

۶۱۷

۶۱۸

۶۱۹

۶۲۰

۶۲۱

۶۲۲

۶۲۳

۶۲۴

۶۲۵

۶۲۶

۶۲۷

۶۲۸

۶۲۹

۶۳۰

۶۳۱

۶۳۲

۶۳۳

۶۳۴

۶۳۵

۶۳۶

۶۳۷

۶۳۸

۶۳۹

۶۴۰

۶۴۱

۶۴۲

۶۴۳

۶۴۴

۶۴۵

۶۴۶

۶۴۷

۶۴۸

۶۴۹

۶۵۰

۶۵۱

۶۵۲

۶۵۳

۶۵۴

۶۵۵

۶۵۶

۶۵۷

۶۵۸

۶۵۹

۶۶۰

۶۶۱

۶۶۲

۶۶۳

۶۶۴

۶۶۵

۶۶۶

۶۶۷

۶۶۸

۶۶۹

۶۷۰

۶۷۱

۶۷۲

۶۷۳

۶۷۴

۶۷۵

۶۷۶

۶۷۷

۶۷۸

۶۷۹

۶۸۰

۶۸۱

۶۸۲

۶۸۳

۶۸۴

۶۸۵

۶۸۶

۶۸۷

۶۸۸

۶۸۹

۶۹۰

۶۹۱

۶۹۲

۶۹۳

۶۹۴

۶۹۵

۶۹۶

۶۹۷

۶۹۸

۶۹۹

۷۰۰

۷۰۱

۷۰۲

۷۰۳

۷۰۴

۷۰۵

۷۰۶

۷۰۷

۷۰۸

۷۰۹

۷۱۰

۷۱۱

۷۱۲

۷۱۳

۷۱۴

۷۱۵

۷۱۶

۷۱۷

۷۱۸

۷۱۹

۷۲۰

۷۲۱

۷۲۲

۷۲۳

۷۲۴

۷۲۵

۷۲۶

۷۲۷

۷۲۸

۷۲۹

۷۳۰

۷۳۱

۷۳۲

۷۳۳

۷۳۴

۷۳۵

۷۳۶

۷۳۷

۷۳۸

۷۳۹

۷۴۰

۷۴۱

۷۴۲

۷۴۳

۷۴۴

۷۴۵

۷۴۶

۷۴۷

۷۴۸

۷۴۹

۷۵۰

۷۵۱

۷۵۲

۷۵۳

۷۵۴

۷۵۵

۷۵۶

۷۵۷

۷۵۸

۷۵۹

۷۶۰

۷۶۱

۷۶۲

۷۶۳

۷۶۴

۷۶۵

۷۶۶

۷۶۷

۷۶۸

۷۶۹

۷۷۰

۷۷۱

۷۷۲

۷۷۳

۷۷۴

۷۷۵

۷۷۶

۷۷۷

۷۷۸

۷۷۹

۷۸۰

۷۸۱

۷۸۲

۷۸۳

۷۸۴

۷۸۵

۷۸۶

۷۸۷

۷۸۸

۷۸۹

۷۹۰

۷۹۱

۷۹۲

۷۹۳

۷۹۴

۷۹۵

۷۹۶

۷۹۷

۷۹۸

۷۹۹

۸۰۰

۸۰۱

۸۰۲

۸۰۳

۸۰۴

۸۰۵

۸۰۶

۸۰۷

۸۰۸

۸۰۹

۸۱۰

۸۱۱

۸۱۲

۸۱۳

۸۱۴

۸۱۵

۸۱۶

۸۱۷

۸۱۸

۸۱۹

۸۲۰

۸۲۱

۸۲۲

۸۲۳

۸۲۴

۸۲۵

۸۲۶

۸۲۷

۸۲۸

۸۲۹

۸۳۰

۸۳۱

۸۳۲

۸۳۳

۸۳۴

۸۳۵

۸۳۶

۸۳۷

۸۳۸

۸۳۹

۸۴۰

۸۴۱

۸۴۲

۸۴۳

۸۴۴

۸۴۵

۸۴۶

۸۴۷

۸۴۸

۸۴۹

۸۵۰

۸۵۱

۸۵۲

۸۵۳

۸۵۴

۸۵۵

۸۵۶

۸۵۷

۸۵۸

۸۵۹

۸۶۰

۸۶۱

۸۶۲

۸۶۳

۸۶۴

۸۶۵

۸۶۶

۸۶۷

۸۶۸

۸۶۹

۸۷۰

۸۷۱

۸۷۲

۸۷۳

۸۷۴

۸۷۵

۸۷۶

۸۷۷

۸۷۸

۸۷۹

۸۸۰

۸۸۱

۸۸۲

۸۸۳

۸۸۴

۸۸۵

۸۸۶

۸۸۷

۸۸۸

۸۸۹

۸۹۰

۸۹۱

۸۹۲

۸۹۳

۸۹۴

۸۹۵

۸۹۶

۸۹۷

۸۹۸

۸۹۹

۹۰۰

۹۰۱

۹۰۲

۹۰۳

۹۰۴

۹۰۵

۹۰۶

۹۰۷

۹۰۸

۹۰۹

۹۱۰

۹۱۱

۹۱۲

۹۱۳

۹۱۴

۹۱۵

۹۱۶

۹۱۷

۹۱۸

۹۱۹

۹۲۰

۹۲۱

۹۲۲

۹۲۳

۹۲۴

۹۲۵

۹۲۶

۹۲۷

۹۲۸

۹۲۹

۹۳۰

۹۳۱

۹۳۲

۹۳۳

۹۳۴

۹۳۵

۹۳۶

۹۳۷

۹۳۸

۹۳۹

۹۴۰

۹۴۱

۹۴۲

۹۴۳

۹۴۴

۹۴۵

۹۴۶

۹۴۷

۹۴۸

۹۴۹

۹۵۰

۹۵۱

۹۵۲

۹۵۳

۹۵۴

۹۵۵

۹۵۶

۹۵۷

۹۵۸

۹۵۹

۹۶۰

۹۶۱

۹۶۲

۹۶۳

۹۶۴

۹۶۵

۹۶۶

۹۶۷

۹۶۸

۹۶۹

۹۷۰

۹۷۱

۹۷۲

۹۷۳

۹۷۴

۹۷۵

۹۷۶

۹۷۷

۹۷۸

۹۷۹

۹۸۰

۹۸۱

۹۸۲

۹۸۳

۹۸۴

۹۸۵

۹۸۶

۹۸۷

۹۸۸

۹۸۹

۹۹۰

۹۹۱

۹۹۲

۹۹۳

۹۹۴

۹۹۵

۹۹۶

۹۹۷

۹۹۸

۹۹۹

۱۰۰۰

حاشیہ

بزرگوں سے مروی ہے کہ ادریس پہلے انسان تھے جنہوں نے لوگوں کو کتابوں کے ذریعے علم پڑھایا۔ آپ کا مطالعہ بہت وسیع تھا اور آپ پر تیس اہامی کتابیں نازل ہوئی تھیں۔ آپ پہلے انسان تھے، جنہوں نے کپڑے پہنے اور پہنے۔

۵ آپ کے متعلق ابو معشر نے چند ایسی حکایات درج کی ہیں، جن سے گستاخی اور بے ادبی ٹپکتی ہے۔ اس لیے وہ بیان نہیں ہوں گی۔

امون (بادشاہ و حکیم)

امون لقب اور اعلیٰ نام بیلو خوش تھا۔ یہ اُن چار افراد میں سے ایک ہے جنہیں ہرمس نے بادشاہ مقرر کیا تھا۔ امون نے ادریس سے حکمت سیکھی تھی لیکن مقام افسوس ہے کہ اس کی حکمت عربی زبان میں منتقل نہ ہوئی۔ عربی میں اگر کچھ امون کے متعلق ملتا ہے تو صرف وہ ہدایات ہیں جو ہرمس اول نے اسے بادشاہ مقرر کرتے وقت دی تھیں۔ جن میں سے چند یہاں درج کی جاتی ہیں :-

۱۰ (الف) میری پہلی ہدایت یہ ہے کہ تم اللہ سے ڈرو اور ہرزنگ میں اس کی تابع داری کرو۔
 (ب) ہر حاکم کو تین باتیں یاد رکھنی چاہئیں۔ اول، وہ قوم پر حکومت کر رہا ہے جس کے آرام کا خیال رکھنا اس کے فرائض میں شامل ہے۔ دوم، یہ لوگ بادشاہ کے غلام نہیں بلکہ آزاد ہیں (اور بادشاہ ان کی خدمت کے لیے ہے)۔ سوم، سلطنت دُعلت چھاؤں ہے۔

۱۵ (ج) ہر ایسے شخص کے ساتھ جہاد کرو جو اللہ پر ایمان نہ رکھتا ہو اور میری شریعت پر عامل نہ ہو۔

علمائے عالم

(د) رعیت اس بادشاہ سے محبت کرتی ہے جو اس پر رحم کھائے اور بد طبیعت لئے دور بھاگتی ہے۔ ایک بادشاہ کی بادشاہی رعیت کے دم مٹنے ہوتی ہے، اگر رعیت بھاگ جائے تو سلطان کی سلطنت صرف اپنے آپ تک محدود رہ جاتی ہے۔

(ذ) تم آخرت کو سنوارو اور تمہاری دنیا خود بہ خود ستور جائے گی۔

(و) راز کو چھپا، معاملات میں ہوشیار رہ، تلاش و جستجو جاری رکھ اور ارادوں کو پورا کر۔

(ز) کسانوں کا خاص خیال رکھ کہ سب سے بڑے ارباب کیسیا ہی ہیں۔ خزانہ حکومت انہی سے بھرتا ہے اور فوج کی طاقت انہی کے دم سے قائم ہوتی ہے۔

(ح) علم کی عزت کر، تمہاری عزت افزائی سے حوام میں بھی ان کا دقار بڑھ جائے گا۔ طلبائے علم کی مدد کر، تاکہ یہ لوگ دنیوی پریشانیوں سے آزاد رہ کر تلاشِ علم جاری رکھیں۔

(ط) اگر کوئی امیر تباہی سلطنت کی کوشش کرے، تو اس کی گردن اڑا دے، تاکہ دوسروں کو عبرت حاصل ہو۔ اگر امیر بگڑ جائے تو ساری رعیت بگڑ جاتی ہے۔

(ی) چور کا ہاتھ کاٹ ڈال، رہ زن کا سر اڑا دے اور لوطی کو آگ میں جھونک دے۔

(ک) جینے میں ایک بار قیدیوں کا معائنہ کر اور کسی بے گناہ کو جیل میں ڈالنے سے بچ۔

(ل) داناؤں سے مشورہ کر، کہ خود راہی سے انتظام سلطنت بگڑ جاتا ہے۔

(م) چھوٹے گتہ گاروں کو سزا دینے میں حجت نہ کر کہ شاید گتہ گار میں اپنی غلطی کا احساس

پیدا ہو جائے اور وہ معافی مانگ لے۔

جب امون ہر مس سے علیحدہ ہونے لگا تو ہر مس نے آخری نصیحت یہ کی :-

”سلطنت کی ابتدا اپنے نفس سے کر، کہ جو شخص اپنے نفس پر سلطنت

تہیں کر سکتا، وہ دوسروں پر کیا حکومت کرے گا۔“

استقل بیوس

بعض کتب میں استقل بیوس اور بعض میں استقل بیاذس درج ہے۔ یہ اُن چار بادشاہوں میں سے ایک ہے جنہیں ہرمس اول نے رُبع زمین کا بادشاہ مقرر کیا تھا۔ استقل بیوس نے سب سے زیادہ حکمت سکیمی اور پھیلائی۔ یہ اُس رُبع کا بادشاہ تھا جس پر طوفانِ نوح کے بعد یونانی قابض ہو گئے تھے۔

۵ جب ہرمس کے رفح جسمانی (یا وفات) کی خبر استقل بیوس کو پہنچی تو اس کو بہت عدمہ ہوا۔ کہ دنیا ہرمس کے علم و حکمت سے محروم ہو گئی۔ اس نے ایک معبد میں ہرمس کی ایک یادگار و پُر عظمت تصویر بنائی۔ ایک اور تصویر میں اسے آسمان کی طرف جو پرواز دکھایا گیا۔ استقل بیوس اس تصویر کے سامنے یوں پُر ادب ہو کر بیٹھا گویا کہ خود ہرمس کے سامنے بیٹھا ہوا ہے۔ مرتے دم تک وہ ان تصاویر کی تعظیم کرتا رہا۔

۱۰ کہتے ہیں کہ بت پرستی کی ابتدا استقل بیوس کی اس تصویر پرستی سے ہوئی۔ ادیس کے بیٹے جہاب اور بہ قول بعض ایک شہزادے نے بتوں کو محض اس لیے خدائیِ کدبہ دے دیا تھا کہ استقل بیوس اُن کی تعظیم کرتا تھا۔

۱۵ جب طوفانِ نوح کے بعد یونانیوں نے اُس خطے پر قبضہ جمایا، جہاں استقل بیوس حکومت کیا کرتا تھا اور اُن لوگوں نے شاہی معبد میں دو تصویریں دیکھیں۔ جن میں سے ایک بکری پر مشتمل ہوئی تھی اور دوسری آسمان کی طرف جارہی تھی تو انہوں نے ان کو استقل بیوس کی تصاویر قرار دے دیا اور اسے پہلا حکیم سمجھنے لگے اور اس امر کو بھول گئے کہ بے شک پہلا حکیم تو یہ پہلا حکیم تھا لیکن تمام دنیا کا پہلا حکیم نہ تھا۔

اس حکیم کے ذکر میں جالی نوس لکھتا ہے کہ مستقدین استقل بیوس کا ذکر نہایت تعظیم

سے جالی نوس کے مفصل حالات حرف الجیم میں دیکھیے۔

سے کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ اپنے تلامذہ کو اس کے نام کی قسم دیا کرتے تھے۔ حکیم بقراط اپنے
دعا یا میں لکھتا ہے: "اے میرے بچو! میں تمہیں خالق حیات و موت یعنی اللہ اور اپنے

محترم باپ اسقل بیوس کی قسم دے کر کہتا ہوں....."

جو کتاب حالات اسقل بیوس کے متعلق ہم تک پہنچی ہے، اس کی تفسیر میں جالبینوس
سے دو قول منقول ہیں۔ ایک تو معتمہ سا ہے، اور دوسرا سیدھا سادا۔ اس سے
میں بتلاتا ہے، کہ "اسقل بیوس" ایک خدائی طاقت ہے، اور اس حکیم کا نام جس کے
معنی ہیں پڑمردگی سے روکنا، اس طاقت کے عمل سے بیا گیا ہے۔ (خدائی طاقت کا
عمل غم و رنج سے محفوظ رکھنا ہے۔ مترجم)

ابن حیحیل کی روایت کے مطابق یہ حکیم ہر مس مصری کا شاگرد اور مرزین شام کا
باشندہ تھا۔ جالی نوس نے اس کتاب ٹھہری جس میں علم و طب حاصل کرنے پر زور دیا ہے
ذکر کیا ہے۔ کہ اللہ نے اسقل بیوس کو کہا تھا: تمہیں انسان کہہ کر پکارتے سے اچھا یہ ہے
کہ تمہیں فرشتہ کہوں۔

بقراط اپنے دعا یا میں لکھتا ہے کہ یہ نام یعنی اسقل بیوس یونانی زبان کا لفظ ہے
جو نور و زینت سے مشتق ہے۔ فن طب اسقل بیوس کا خاص علم تھا، جس کے حصول کی
اجازت صرف ایسے لوگوں کو تھی جن میں اسقل بیوس کی پاکیزگی، بصیرت و پرمیرگاری
پائی جاتی تھی۔ بد طبیعت و بد اعمال نفوس کو اس کے سیکھنے کی اجازت نہ تھی۔

بقراط اپنی کتاب العہود والایمان میں بتلاتا ہے کہ اسقل بیوس نور کے ایک نمود
پہ بیٹھ کر آسمان کی طرف اڑ گیا تھا۔ جالی نوس اپنے مقالہ ادالی میں یہ بتاتا ہے کہ
کاش میں اسقل بیوس بن سکتا۔ جالی نوس اپنی کتاب حیلۃ البرد کے آغاز میں لکھتا

اے بقراط کے حالات حرف البایں ملاحظہ فرمائیے۔
۲ کتاب کا نام کتاب الحث علی تعلیم الطب ہے جس میں نے اس کا ترجمہ عربی میں کیا تھا۔

ہے کہ عوام کو علم طب کی طرف اُٹل کرنے کا بہترین طریقہ طب الہی یا روحانی ہے جو ہیکل اسقل بیوس سے متعلق ہے۔ ہر ویس (عناحب القصص) بیان کرتا ہے کہ شہر رومیہ کے ایک گھر میں ایک تصویر تھی جو سوالوں کا جواب دیتی تھی۔ قدیم علما کا خیال یہی ہے کہ وہ اسقل بیوس کی تصویر تھی۔ رومیہ کے مجوسیوں کا خیال یہ تھا کہ یہ تصویر ستاروں کی حرکات کے حساب سے نصب کی گئی تھی۔ اور اس میں کو ایک سبتہ میں سے کسی ایک کو کب کی روح داخل تھی۔ عیسائیت سے پہلے اہل رومیہ کا مذہب کو ایک پرستی تھا۔

اسقل بیوس کے متعلق کئی بیودہ قہقہے مشہور ہیں۔ جن میں سے ہم آپ کو معرفت وہ سنا لے ہیں جنہیں عقل تسلیم کرتی ہو۔ افلاطون اپنی کتاب ٹوائس میں لکھتا ہے کہ ایک دفعہ اسقل بیوس معبد میں موجود تھا کہ ایک مرد اور عورت اس بچے کے

لے رومیہ دو شہروں کا نام رہا ہے۔ ایک رومیہ برائن کے پاس تھا جو مدت سے تباہ ہو چکا ہے، اور دوسرا رومیہ روم میں ہے (القاموس) القبطی قدیم مملکت یونان کی حدود اربعہ کی تفصیل دیتے ہوئے لکھتا ہے:-
ومن جہت المغرب نحو ما بلاد المانیہ التي قاعدتھا سردمیه تاریخ الحکماء ۱۳ پر مزوم ہے "جالی زوس رومہ کے چھٹے قیصر نیرن کے عہد میں تھا تاریخ الحکماء ۲۴ سطر ۱۲ اس حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ رومیہ رومہ کا بگاڑ ہے۔ اس کی تائید تاریخ التلکاس سے بھی ہوتی ہے۔

"شاہ شارلمان یعنی چارلس اعظم جو جرمنی و فرانس کا بادشاہ تھا کے دادا کاربوس نے ہشام (خلیفہ اُمیہ ۱۳۰-۱۳۵) کے سپہ سالار عبدالرحمان کو شکست دی تھی۔ اور اسی کے پوپ نے اسے شاہ مغربی رومیہ کا خطاب دیا تھا۔"

آخر میں رومیہ کی سلطنت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی تھی مشرقی و مغربی رومہ۔ مشرقی رومہ کا دار الخلافہ قسطنطنیہ تھا اور مغربی کا رومہ جو آج کل اٹلی کا دار الخلافہ ہے۔ فریبہا آندراج میں درج ہے:- رومیہ رومہ کا دوسرا نام ہے جو اٹلی کا دار الخلافہ ہے۔ نیز زہمت القلوب بطورہ بالینڈ ۱۹۱۳ء کے صفحہ ۲۹۳ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ رومیہ سے مراد رومہ ہے اس کتاب کی دیگر تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ مصنف کے اہل رومیہ سے مراد رومہ امپائر کا دار الخلافہ ہے۔ خواہ یہ امپائر مشرقی ہو جس کا دار الخلافہ قسطنطنیہ تھا۔ یا مغربی جس کا دار الخلافہ رومہ تھا۔

متعلق جو ابھی عورت کے رحم میں تھا، جھگڑالے کر آئے۔ اسقل بیوس نے اس عورت سے کہا کہ تمہارا خاوند آفتاب پرستوں کے معبد میں تمہاری سلامتی دینا کی دعائیں مانگ رہا تھا اور تو فلاں قبیلے کے ایک غلام سے ناجائز تعلقات قائم کر رہی تھی۔ یہ سچے اسی غلام کا ہے اور تو چار ماہ کے بعد ایک بد شکل بچہ جنے گی۔ چنانچہ جب وہ بچہ پیدا ہوا تو اس کے ہاتھ سینے کے اندر تھے۔ اس کے بعد مرد سے کہا کہ تجھے ایسی عورت سے شادی نہیں کرنی چاہیے تھی۔ تو نے بیج کم پو یا اور فصل زیادہ اٹھائی۔

افلاطون نے اسی کتاب میں ایک اور چھوٹی سی حکایت درج کی ہے کہ ایک آدمی اپنا مال ادھر ادھر چھپا کر اسقل بیوس کے پاس آیا اور شکایت کی، کہ میرا مال ضائع ہو گیا ہے، داد رسی فرمائیے۔ اسقل بیوس اس کے ہمراہ ہولیا اور جہاں مال چھپا ہوا تھا، وہاں پہنچ کر کہنے لگا۔ تمہارا مال یہ ہے اور باور رکھو کہ جو شخص اللہ کی نعمتوں کے متعلق تسخر کرتا ہے اس سے اللہ وہ نعمتیں چھین لیتا ہے۔ مجھے خطرہ ہے کہ تم سے یہ سب مال چھین لیا جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

بقراط کہتا ہے کہ اسقل بیوس کی لاکھی خطمی پودے کی تھی۔ اور اس پر سانپ کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ جالی نوس لکھتا ہے کہ خطمی کی تاثیر سراوگر یا ہر دو میں معتدل رہتی ہے چونکہ اسقل بیوس رنج و راحت ہر دو میں اعتدال کو ہاتھ سے نہیں دیتا تھا اس لیے خطمی کی لاکھی اُسے زیب دیتی تھی۔ سانپ کی تصویر اس لیے کہ سانپ کی عمر باقی تمام حیوانات سے لمبی ہوتی ہے۔ یہ اشارہ تھا اس حقیقت کی طرف کہ علم دولت غیر فانی ہے، جو نہ ضائع ہو سکتی ہے اور نہ مٹ سکتی ہے۔

عیسائیوں کی تصانیف میں اسقل بیوس کی چند اور حکایات بھی ملتی ہیں لیکن وہ

اس قدر بعید از عقل ہیں کہ ان کا اندراج یہاں مناسب نہیں معلوم ہوتا۔

۱۰۔ ایک جھاڑی جو دلدل کے قریب اُگتی ہے اس کی جڑ سے مٹھائی بنتی ہے۔

پہلا طبیب

- پہلا طبیب کون تھا، اور یہ فن کس زمانے میں ایجاد ہوا؟ ان سوالات کا جواب مشکل ہے۔ جو لوگ قدم عالم کے قائل ہیں، وہ طب کو بھی قدیم سمجھتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ طب انسانی زندگی کے لوازمات میں سے ہے۔ چونکہ انسان قدیم ہے، اس لیے طب بھی قدیم ہے۔ جو حضرات اجسام کو حادث خیال کرتے ہیں، وہ طب کو بھی حادث قرار دیتے ہیں۔ قائلینِ حدوث کے دو گروہ ہیں، ایک وہ جن کے ہاں طب اور خلق انسان کا زمانہ ایک ہی ہے۔ اس لیے کہ اجسام انسانی کا اعتدال طب کے بغیر مشکل تھا۔ دوسرے گروہ کے ہاں ایجادِ طب خلق انسان سے بعد کا واقعہ ہے اور ان کے خیال میں استقلالِ بیوس کی طرف جس قدر حکایات (متعلقِ طب) منسوب ہیں، وہ محض فرعی ہیں۔ حالانکہ قدیم طبیوں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ ایجادِ طب کا سہرا استقلالِ بیوس کے سر ہے اور اسے یہ فن بذریعہ وحی سکھلایا گیا تھا۔ اس حکیم اور جالی نوس کے درمیان پانچ ہزار سال سے بھی کچھ زیادہ کا عرصہ گزر چکا تھا۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ یہ حکیم طوفان سے پہلے گزرا تھا۔ چوں کہ واقعات قبل الطوفان کا ہمیں یقینی علم حاصل نہیں، اس لیے استقلالِ بیوس کے متعلق جو کچھ آپ کہا گیا ہے، وہ غیر یقینی ہے۔ جن علما نے بقراط کو اس حکیم کی نسل سے قرار دیا ہے، وہ غلطی پر ہیں۔ اس لیے کہ جمہور کا اس امر پر اتفاق ہے کہ طوفان کے بعد عرف نوح علیہ السلام کے بیٹے یعنی سام۔ عام اور یافث باقی رہ گئے تھے۔ اور باقی نسل انسانی منقطع ہو گئی تھی۔ ان تفصیل کی روشنی میں بقراط کو استقلالِ بیوس کی نسل سے قرار دینا درست نہیں۔

۱۰۔ قرآن حکیم میں بھی اس نظریے کو تسلیم کیا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:-

وَسَلَامٌ عَلَىٰ نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ

۱۵۔ نوح پر سلام ہو۔ (طوفان کے بعد) ہم نے صرف اولادِ نوح کو دنیا میں باقی رکھا۔

تھی۔ پچاس سال کی عمر میں اس پر علم و عرفان کے دروازے کھلے اور باقی چالیس سال
تعلیم و تدریس میں گزارے۔ غورس سینتالیس سال زندہ رہا۔ سترہ سال تک تعلیم حاصل
کی اور باقی چالیس سال تدریس میں بسر کیے۔ بیس چوراسی سال جیا۔ چونسٹھ برس کی عمر
تک متعلم رہا اور پھر معلم۔ برائیدس کا عرصہ حیات چالیس سال تھا۔ پچیس سال تک پڑھتا
رہا اور پھر پڑھانا شروع کر دیا۔ افلاطون کا زمانہ حیات ساٹھ برس تھا۔ چالیس سال
طلب علم اور بیس سال نشر علم میں بسر کیے۔ اسقل بیوس ثانی ایک سو دس سال تک
نعمائے زندگی سے متمتع رہا۔ ابتدائی پندرہ سال طفولیت و طلب علم میں اور باقی نوٹھے
سال اشاعت علم میں گزارے۔ بقرآن نے پچانوے برس کی عمر میں داعی اجل کو لبیک
کہی۔ سولہ برس سیکھنے اور اُناسی برس سکھلانے میں بسر کیے۔ جالی نوس کا عرصہ زندگی
تساہی برس تھا۔ سولہ برس تک تلاش علم اور اکھتر برس نشر علم میں گزارے۔
۱۰ ان اطباء نے حصول طب پر کچھ پابندیاں عاید کی ہوئی تھیں۔ اور کچھ اصول
وضع کر رکھے تھے، جو لوگ اُن اصول کے تحت آجاتے تھے، صرف انہیں یہ فن
سکھایا جاتا تھا۔ یہ فضلا بقلئے نام کے لیے احباب و اقارب میں سے چند مفید و شگما
منتخب کر کے انہیں یہ فن سکھاتے تھے۔ چنانچہ ان میں سے ہر طبیب کے چند شاگردوں
کے نام کتب میں ملتے ہیں۔ اسقل بیوس اول نے اپنے عزیز و اقارب میں سے جن بزرگوں کو
۱۵ تعلیم طب دی تھی، اُن کے اسماء یہ ہیں۔

(۱) ماخی نوس (۲) سقراطون (۳) اخرو سیوس طبیب (۴) مہراریس (جس کے متعلق
بعض مورخین نے لکھا ہے کہ اس نے حضرت سلیمان بن داؤد سے ملاقات کی تھی۔ حالانکہ

دھرتی کا بقیہ نوٹ) ۱۰۱۱ سال ہے۔ اس میں اگر اطباء کا عرصہ حیات یعنی ۶۱۳ سال شامل
کئے جائیں، تو سال ۵۶۲۴ سال بنتی ہے۔

۱۱۔ یہاں پھر حساب کی ایک فطری موجود ہے۔ ۹۰ اور ۱۵ کا مجموعہ ۱۰۵ بنتا ہے نہ کہ ۱۱۰

ان ہر دو کے درمیان ہزار ہا سال کا عرصہ حائل تھا (۵) سویرینڈوس (۶) میساوس۔
یہ تمام شاگرد طبی مسائل میں اپنے استاد اسقلیوس کی رائے نقل کیا کرتے تھے اس سے
صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس فن کی ایجاد حکیم اول کے تجربے کا نتیجہ تھی۔ اس لیے کہ
الہام میں رائے کو دخل نہیں ہوتا، اور رائے تجربے سے بنتی ہے۔

جالی نوس نے اسقلیوس کی تصویر (جوان کے معاہدہ
اسقلیوس کی تصویر) میں موجود تھی) کا علیہ یوں دیا ہے :-

ایک مرد اڑھی رکھی ہوئی، گھٹنے اور لمبے بال، آستین چڑھائی ہوئی (یہ
اشارہ تھا اس امر کی طرف کہ طبی فلسفہ سمجھنے کے لیے ہر وقت تیار رہیں) کچھ اعضا
ایسے ہیں جن کی عربانی اسے گوارا نہیں۔ اور جن اعضا کو طب میں استعمال کرنا پڑتا ہے، وہ
عربان میں ہاتھ میں خطمی کی ٹیڑھی اور گریہ دار لٹھی ہے۔ یہ اشارہ ہے، اس حقیقت کی
طرف کہ طب کے صحیح استعمال سے ایک انسان لمبی عمر پاتا ہے یہاں تک کہ عرصا کا محتاج
ہو جاتا ہے نیز عرصا سے اہل غفلت کو ہوشیار کرنا بھی مطلوب ہے۔ خطمی کا انتخاب اس لیے
کیا گیا کہ خطمی تقریباً ہر مرض کا علاج ہے۔

سُنین بن اسحاق ^{۱۰}کتاب ہے کہ خطمی کی تاثیر گرم معتدل ہوتی ہے۔ اسے تنہا استعمال کر
یا کسی گرم و سرد دوا کے ساتھ ملا دو، ہر رنگ میں بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔ یونانی زبان
میں خطمی کے لیے جو نام تجویز کیا گیا ہے، وہ علاج کے کلمہ سے مشتق ہے۔ جس سے صاف
ثابت ہوتا ہے کہ یونانیوں کے ہاں اسے ایک کثیر المنافع دوا خیال کیا جاتا تھا۔
لاٹھی کا ٹیڑھین اور گرہ دار ہونا اس حقیقت کا اعلان تھا کہ فن طب کے بے شمار

۱۱ برلن کے دو نسخوں میں جیساوس دیا ہوا ہے (برلن نمبر ۵۳۔۔۔ ۱۰۰ و مخطوطہ نمبر ۷۸۶)

۱۲ سُنین بن اسحاق البوزید العیادی الطیب النصرانی۔ یوحنا بن ماسویہ کا شاگرد اور خلیفہ متوکل کا
طیب خاص تھا۔ تفصیل حرف الحامی ملاحظہ ہو۔

شعبے ہیں۔ اس لائٹھی پر ایک سانپ کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ سانپ کی نظر بہت تیز ہوتی ہے، اور ہمیشہ جاگتا رہتا ہے۔ یعنی طلبہ طب کے لیے ذکی الحس اور شب بیدار ہونا ضروری ہے۔ ذکی الحس اس لیے کہ نہ صرف امراض حاضرہ کی تشخیص کر سکیں بلکہ جن امراض کے پیدا ہونے کا احتمال ہے ان سے بھی متنبہ کر سکیں۔ نیز سانپ کی عمر بہت لمبی ہوتی ہے (یہ قول بعض پورا زمانہ) مطلب یہ کہ فن طب کو صحیح استعمال کرنے والے ذریعہ زندہ رہتے ہیں۔ ۵

استقل بیوس کے سر پر غار کی مٹیوں کا تاج تھا۔ درخت غار کی تاثیر یہ ہے کہ غم کو دور کر دیتا ہے۔ آپ نے ہرس کی تصویر میں دیکھا ہوگا کہ جب اس کے سر پر غار کی مٹیوں کا تاج ہو تو اسے "ہیب ہرس" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

طلبہ طب کا فرض ہے کہ وہ غم کو پاس نہ بٹھکنے دیں۔ کیونکہ استقل بیوس کے سر پر ایک ایسا تاج ہے جو غم کو قریب نہیں آنے دیتا۔ درخت غار کی امراض کا علاج بھی ہے۔ ۱۰ اور جس جنگل میں یہ درخت موجود ہو وہاں سے زہریلے جانور (سانپ وغیرہ) بھاگ جاتے ہیں۔

ایڈقلیس

ایڈقلیس یونان کا بہت بڑا فلسفی تھا اور پانچ مشہور حکما (جنہیں اساطین الحکمہ کہا جاتا ہے) میں سے بہ لحاظ زمانہ پہلا تھا۔ وہ پانچ حکما یہ ہیں :-

۱۵ (۱) ایڈقلیس (۲) فیثاغورس (۳) سقراط (۴) افلاطون (۵) ارسطوین
نیقواخس الفیثاغوری۔ الجھراسنی۔ علمائے یونان نے بالاتفاق ان پانچ بزرگوں کو حکیم کے بلند لقب سے نوازا ہے۔ یونان کی زبان کو افریقیہ کہا جاتا تھا۔ یہ دنیا کی وسیع ترین اور اہم ترین

لے غار کو انگریزی میں لادل (LAUREL) کہتے ہیں۔ اس کی پتیوں چمک دار ہوتی ہیں۔ ان کا لٹ
تھا حروں یا دد زشی کھیلوں میں جیتنے والوں کے سر پر بہ طور ہرہ امتیاز رکھا جاتا تھا۔

زبان تھی۔ عوام یونان کو اکب پرست و بت پرست تھے اور ان کے علما فلاسفہ کہلاتے تھے۔ جس کا واحد فیلسوف ہے۔ یعنی حکمت سے محبت کرنے والا۔

یونان کے فلسفی بہت بلند طبقے کے لوگ تھے۔ ان حضرات نے تمام فنون حکمت یعنی ریاضی، منطق، طبیعیات، الہیات، سیاست منزل و سیاست مدنی میں کمال پیدا کیا تھا۔

ابنِ قلیس کے متعلق علمائے تاریخ ام میں یوں بیان کیا ہے کہ یہ فلسفی حضرت داؤد علیہ السلام کا ہم عصر تھا۔ شام میں لعمان حکیم سے حکمت سیکھی۔ پھر بلاد یونان میں چلا گیا، جہاں خلق عالم پر کچھ ایسے خیالات کا اظہار کیا جن سے انکارِ آخرت ٹپکتا تھا۔ نتیجتاً بعض لوگ اس سے منحرف ہو گئے۔ ابنِ قلیس نے چند کتابیں بھی لکھی تھیں۔ جب ان میں بیت المقدس میں پہنچا اور ان کتابوں پر نظر ڈالی جو شیخ ابو الفتح نصر بن ابراہیم المقدسی نے دفت کر کے مسجد اقصیٰ میں رکھوا دی تھیں، تو اس حکیم کی چند تصانیف بھی دیکھنے میں آئیں۔ ارسطو نے اس حکیم کے بعض خیالات پر رد و قدح کی ہے۔

فرقہ باطنیہ کے بعض لوگ اس حکیم کو اپنا پیشوا خیال کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں، کہ

حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد کے متعلق روایات قدسے مختلف ہیں ایک گروہ کا خیال ہے کہ آپ ۱۰۵۵ ق م میں پیدا ہوئے تھے اور دوسرے گروہ کی رائے یہ ہے کہ آپ کی پیدائش ۱۰۵۵ ق م میں ہوئی تھی انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں آپ کا زمانہ ۱۰۱۵ - ۱۰۵۵ ق م دیا ہوا ہے جس کا مطلب غالباً یہ ہے، کہ آپ کی ولادت یا وفات اس عرصے میں ہوئی تھی۔ ان آرا کی موجودگی میں کوئی خاص تاریخ معین کرنا مشکل ہے۔ یہ مسجد حضرت سلیمان بن داؤد نے تعمیر کرائی تھی۔

فرقہ باطنیہ عراق میں قرامطہ اور خراسان میں لمحہ و تعلیمیہ کہلاتا تھا۔ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ ہر ظاہر کا ایک باطن ہوتا ہے اور اسی لیے قرآن کی ہر آیت کی حسب خواہش تاویل کر کے بہ زعم خود اس کا باطن دنیا کے سامنے پیش کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ایک عارف باللہ کے (بقیہ نوٹ صفحہ ۳۹ پر)

ایزید فلسفہ چن دیا تیس۔ مزدکنائے میں کہہ گیا ہے، جن کا علم آج تک کسی کو حاصل نہیں ہوا لیکن میں نے اس حکیم کی تصانیف دیکھی ہیں، ان میں کوئی ایسی بات نہیں ملی۔

اسلام میں اس فلسفی کا مشہور پیرو محمد بن عبداللہ الجلی الیاطنی القربلی ہے۔ جو

اپنے مرشد کے فلسفے کا بہت بڑا شیدائی تھا اور زندگی بھر اس کی اشاعت کرتا رہا۔

اس کا پورا نام محمد بن عبداللہ بن مسرہ بن نجیح القربلی ہے۔ اپنے والد اور ابن عثمان الحسینی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ جب اپنے پیشوا کے فلسفے کا پرچار شروع کیا تو لوگ متنفر

ہو گئے۔ علمائے کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ چنانچہ یہ مشرق کی طرف بھاگ نکلا۔ ترقوں ممالک

مشرقی میں گھومتا رہا۔ وہاں اہل اعتزال و کلام اور ارباب جہل (مناظرہ) کی صحبتوں

میں شامل رہا۔ پھر اندلس چلا گیا، جہاں زہد و تقویٰ کا خرقہ اور طہ کر اپنے فلسفہ کی

اشاعت میں محو ہو گیا۔ کچھ لوگ عورت سے دھوکا کھا کر اس کے جال میں پھنس گئے۔

اور کچھ متنفر ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ یہ اپنی چرب زبانی سے بڑی بڑی مشکلوں کو سر کر لیتا تھا

اس کی پیدائش منگل وار کی رات ۷ شعبان ۲۶۹ھ کو اور وفات بدھ وار کے

(۳۸ کا بقیہ نوٹ)۔ کے لیے عبادت ضروری نہیں۔ ان لوگوں نے بہنوں اور بیٹیوں کے ساتھ بھی

نکاح جائز قرار دیا تھا اور بادہ نوشی کو مباح سمجھتے تھے۔ باطنیہ کا نام اور امول کے عہد میں ہوا۔ میمون بن

دیمان المعروف بالقدرح ابوہازی امام حنفی صادق کا دوست تھا۔ شام و روم کے گرد و دل میں اپنی

دعوت کا آغاز کیا۔ اور اپنے آپ کو عقل بن ابی طالب کی اولاد سے مشہور کیا۔ کچھ عرصے کے بعد محمد

بن اسماعیل بن جعفر صادق کا بیٹا بن گیا۔ اس کی حمایت عراق کے ایک آدمی ہمدانی قرمطی نے کی

(۲۶۴ھ) اور یہی وجہ ہے کہ عراق میں یہ فرقہ قرمطی کے نام سے مشہور ہے۔ المعتصم نے اپنے

عہد میں الافقیس۔ اس کے بعد عبداللہ بن طاہر اور جعفر القاسم بن عیسیٰ بن ادریس الجلی (۲۲۶ھ)

کو اس فرقے کے استیصال پر مقرر کیا۔ مصر کے اخشیدی بھی ان کے پیچھے پڑ گئے لیکن اس

وقتے کا استیصال نہ ہو سکا۔

دن ۴ شوال ۳۱۹ھ کو ہوئی۔ وقتِ رحلت اس کی عمر پچاس سال تین ماہ تھی۔
 ایزد قلیس پہلا حکیم ہے جس نے صفاتِ الہیہ کے معانی میں اتحاد پیدا کیا
 وہ کہا کرتا تھا کہ قدرت جو اور علم (صفاتِ الہیہ) کے معانی میں مکمل اتحاد ہے اور کسی
 طرح کا اختلاف موجود نہیں۔ کائنات کی کسی منفرد چیز کو لو، اس میں یہ لحاظ اجزا و معانی
 وہ یہ لحاظ نظر کثرت پائی جائے گی۔ لیکن اللہ سبحانہ کی ذات ہر قسم کی کثرت سے مبرا ہے۔
 ابو الہذیل محمد بن الہذیل العلاف البصری بھی صفاتِ باری کے متعلق یہی عقیدہ
 رکھتا تھا۔

افلاطون

افلاطون بن ارسطون یونان کے پانچ مشہور اساطین المحکمہ میں سے ایک تھا۔
 ۱۰ ملک بھر میں اس کی قدر کی جاتی اور اس کے اقوال کو پسند کیا جاتا تھا۔ جس پہلو سے نگاہ
 ڈالو، ایک کامیاب الشان تھا۔ سقراط کا ہم درس اور فیثاغورس کا شاگرد تھا۔ عمائے
 یونان میں موت کے بعد مشہور ہوا۔ نسب کے لحاظ سے شریف اور ایک علمی خالوادے سے
 تعلق رکھتا تھا۔ تمام فنونِ طبیعی میں ماہر اور کثیر التعداد کتب کا مصنف تھا۔ یہ کتب بہت
 مشکل زبان میں لکھیں۔ اس کے شاگردوں کی ایک جماعت، جس نے استاد کے علم سے
 ۱۵ بہت فیض حاصل کیا، دنیا میں کافی مشہور ہے۔ یہ لوگ اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ وہ افلاطون کے
 شاگرد ہیں۔ اس حکیم کی یہ عادت تھی کہ طلبہ کو فلسفہ پڑھانے کے دوران میں ہلکتا رہتا تھا۔
 اور تلذذہ ساتھ ساتھ چلتے رہتے تھے۔ چنانچہ اس جماعت کا نام ہی مشائخ (چلتے والے)

ابو الہذیل العلاف البصری معتزلوں کا ایک امام تھا جسے دیگر معتزلوں کی بیات۔ تعدیر اور اخلاق کے

دس مسائل میں اختلاف تھا۔ اس کی پیدائش ۱۳۵ھ میں اور وفات ۲۳۵ھ میں ہوئی۔

(دائرة المعارف الاسلامیہ پر لفظ ابو)

پڑ گیا۔

افلاطون نے زندگی کے آخری ایام میں تعلیم و تدریس کا فرض اپنے بہترین تلامذہ کے سپرد کر دیا اور خود گوشہ عبادت میں جا بیٹھا۔ اسی برس کی عمر پائی۔ آغاز میں افلاطون شعر بھی کہا کرتا، اور اونچے درجے کے شاعروں میں شمار ہوتا تھا۔ ایک دن سقراط کی مجلس میں گیا، تو کیا دیکھا کہ سقراط شاعری کی مذمت کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ شاعری حقائق سے کوئی واسطہ نہیں رکھتی۔ انسان کو چاہیے کہ وہ حقائق کی تلاش کرے۔ افلاطون اس تقریر سے اس قدر متاثر ہوا کہ شاعری چھوڑ کر فیتا غوری فلسفے کے مطالعے میں منہمک ہو گیا۔ بعض علما کا خیال یہ ہے کہ افلاطون کی عمر اکیاسی برس تھی۔ ارسطو اس کا نہ صرف شاگرد تھا بلکہ بعد میں استاد کا علمی حلیف بھی قرار پایا۔ افلاطون کی وفات اس سال ہوئی جس میں اسکندر اعظم کی ولادت ہوئی تھی، اور یہ ملک ادخس کا تیرھواں سال جلوس تھا۔ اس وقت مقدونیہ کا بادشاہ فیلیس (ہمارے ہاں فیلیوس و فیلیقوس مشہور ہے۔ مترجم) تھا۔ یعنی اسکندر اعظم کا والد۔

ثاؤن نے تصانیف افلاطون کی ایک فہرست مرتب کی ہے جسے ہم یہاں نقل کرتے ہیں:-

۱۵ (۱) کتاب السیاست۔ جس کی تفسیر حنین بن اسحاق نے لکھی۔
 (۲) کتاب التوامس۔ جسے حنین اور کھچی بن عدی نے نقل کیا۔

۱۶ اسکندر اعظم کی ولادت ۳۵۵ ق م اور وفات ۳۲۳ ق م میں ہوئی تھی (تاریخ ایران از سائیکس)۔
 (۳) پیمیاں باب، ۱۶ تاؤن نام کے دو حکیم گزرے ہیں۔ اول ثاؤن یونانی میں نے افلاطون کی تصانیف کے متعلق ایک کتاب لکھی تھی، جس کا نام ہے کتاب مراتب کتب افلاطون۔ یہ حکیم لیلیون کے نام سے مشہور تھا۔ تاریخ الحکا ۲۶۸۔ دوم ثاؤن مصری۔ یہاں اول الذکر مراد ہے (تاریخ الحکا ۱۶۸)۔
 (۴) ثاؤن کھچی بن عدی بن عمید بن ذکریا المنطقی نزل بغداد متوفی ۳۱۶ھ کے مفصل حالات حرف الیاء میں دیئے۔

افلاطون کی یہ عادت تھی کہ وہ بعض اوقات اپنی تصانیف کے نام ان طلبہ کے نام پر رکھ دیتا جو ان کتابوں کو پڑھتے تھے۔ مثلاً

(۳) کتاب بالجنس (برلن کے مخطوطہ نمبر ۷۸۶ میں اس کتاب کا نام کتاب تالجنس درج ہے۔ تالجنس کسی شاگرد کا نام معلوم ہوتا ہے۔ مترجم) یہ فلسفے کی ایک کتاب ہے۔

(۴) کتاب لائس۔ شجاعت پر۔

(۵) کتاب ارسطو طالیس۔ فلسفے پر۔

(۶) کتاب خرمیڈس۔ عفت پر۔

(۷) الفیناڈس۔ جمیل کی حقیقت پر دو کتابیں ہیں۔

(۸) کتاب اوتوڈیس۔ حکمت پر۔

(۹) آقناہ۔ اس نام کی دو کتابیں ہیں۔

(۱۰) کتاب غورجیاس۔

(۱۱) کتاب اوٹو قرن۔

(۱۲) کتاب اسپن۔

(۱۳) کتاب فاؤن۔

(۱۴) کتاب قریطن۔

(۱۵) کتاب تالطلطس۔

(۱۶) کتاب قیلو طون۔

(۱۷) کتاب قراطولس۔

(۱۸) کتاب سوفسطس۔

۲۰۔ لے النیادس (نسخہ برلن ۵۸-۱۰۰) الفیناڈس (نسخہ میونخ ۴۴۰)

۲۱۔ ایک نسخے میں اوتوڈیس دیا ہوا ہے۔

(۱۹) کتاب طیمائوس۔ اس کتاب کی اصلاح یحییٰ بن عدی نے کی۔

(۲۰) کتاب فرمائیدس

(۲۱) کتاب قدرس

(۲۲) کتاب ماتن

(۲۳) کتاب میفس

(۲۴) کتاب ابرخیس

(۲۵) کتاب مانکسانس

(۲۶) کتاب اظلی طفرس

(۲۷) کتاب طیمائوس۔ اس میں معرفت تین مقالے ہیں۔

(۲۸) کتاب المناسبات

(۲۹) کتاب فی التوحید

(۳۰) کتاب فی العقل والنفس والجوہر والعرض

(۳۱) کتاب المحس واللذۃ

(۳۲) کتاب مسطس

(۳۳) کتاب تادیب الاحداث

(۳۵) چند رسائل

(۳۴) کتاب اصول ہندسہ

تألف کرتا ہے کہ افلاطون بولتا یا تا تھا، اور شاگرد لکھتے جاتے تھے، بس

یوں اس کی کتابیں تیار ہوتی تھیں۔ جب چار کتابیں تیار ہو جاتی تھیں تو ان کا نام

رابع (چار) رکھ دیتا تھا۔

۲۔ افلاطون، اسطخ شناسٹ^۱ (شاہ ایمان) کے زمانے میں زیادہ مشہور ہوا۔ یہ بادشاہ

۱۔ ایلیان کا ایک بادشاہ جسے ایک نسخے (برلن ۱۰۰۵) میں طحاشب اور (بقیہ نوٹ صفحہ ۴۴ پر)

طول البید (بے ہمتوں والی) کہلاتا تھا۔ اسے بشتاسف بھی کہتے تھے۔ اسی کے دربار میں زردشت آیا تھا۔

تاؤن کہتا ہے، کہ افلاطون بن ارسطون بن ارسطو تلیس اٹینس کا باشندہ تھا۔ اس کی والدہ کا نام قاریقٹیونی بنتہ علوقون تھا، جو ایک خاندانی خاتون تھی۔ گویا افلاطون نجیب الطرفین تھا۔ اس کی والدہ اس سولن کی نسل سے تھی جس نے اہل اٹینس کے لیے

ضابطہ قوانین بنایا تھا۔ اور ایک موقع پر جب اہل ماغار نے سلمییا پر قبضہ کر لیا تھا، تو سولن نے یہ شہر اہل اٹینس کو واپس دلایا تھا۔ سولن کے بھائی کا نام ذرونیدس تھا جس کا ذکر افلاطون نے کئی بار اپنے اشعار میں کیا ہے۔ ذرونیدس کے بیٹے کا نام اقرطیس تھا۔

جس کا ذکر افلاطون کی کتاب تیمائوس میں موجود ہے۔ افلاطون کی والدہ کو بعض قاریقٹیونی اور بعض دیگر قیقٹیونی کہتے ہیں۔ یہ حرمیہس کی بہن علوقن کی بیٹی فلسخوس کی پوتی اور اقرطیس کی پڑپوتی تھی۔ افلاطون سولن کی چھٹی پشت میں سے تھا۔ افلاطون کا شجرہ نسب والدہ کی طرف سے تو درس (ایک نسخے میں فاڈون مترجم) بن المنتوس

(صفحہ ۳۳۳ کا لقیہ نوٹ)؛ دوسرے میں ارتھشتا (WIEN ۱۰۶۲) درج کیا گیا ہے۔ اس کا مشہور نام گشتاسپ ہے، جو کیانی خاندان کا پانچواں بادشاہ تھا۔ پہلا کینباد۔ دوسرا کیگاؤس۔ تیسرا کینخرو۔ چوتھا لہراسپ اور پانچواں گشتاسپ تھا۔ اس نے ۱۲۰ برس حکومت کی۔

لے زردشت (۴۴۰-۵۸۳ ق م) آذربائیجان میں پیدا ہوا تھا۔ یہ سب پہلے گشتاسپ کے دربار میں گیا وہاں وزیر کے دو بیٹوں، ملکہ اور پھر بادشاہ کو زردشتی مذہب کی طرف مائل کیا۔ اس کی مشہور الہامی کتاب کا نام اوستا ہے۔ اس کی پہلی شرح ژند کہلاتی ہے، اور اگر ژند کو اوستا کے حروف میں لکھا جائے تو وہ پاژند کہلاتی ہے۔ زردشت کے والد کا نام پورشسپ۔ دادے کا نام پتیرسپ۔ ماں کا نام قروید اور نانے کا نام میرا تھا، اور فریدوں کی نسل سے تسلیم کیا جاتا ہے۔

۱۲۔ اٹینس یونان میں فلسفیل کا مشہور شہر۔

تک پہنچتا ہے۔ جو فیسزوں کی طرف منسوب تھا۔ بالنتو اس ایک بہادر اور شجاع انسان تھا لیکن گاہے گاہے مکر و فریب سے بھی کام لے لیتا تھا۔ مشہور ہے کہ جب اہل بواطیا اور اہل اٹینس میں ایک لمبی جنگ چھڑ گئی۔ اور طرفین لڑ لڑ کر تھک گئے تو ملک بواطیا کے بادشاہ اقسائس نے اٹینس کے فرماں روا اوموٹی کو مکیکی (نو آدمیوں کی لڑائی انگریزی میں DUEL) مترحم کی دعوت دی۔ وہ ڈر گیا اور میدان میں اترنے سے انکار کر دیا۔ بالنتو اس کو غیرت آئی میدان میں آ کر کہنے لگا کہ میں لڑنے کے لیے تیار ہوں۔ لیکن اس شرط پر کہ اگر میں جیت گیا تو اٹینس کی سلطنت میرے حوالے کر دی جائے گی۔ اوموٹی اس شرط پر راضی ہو گیا۔ جب ہر دو اکھاڑے میں اترے تو بالنتو اس نے اقسائس کو کہا کہ خدا ایک آدھ منٹ جل پھر لیجیے، اس کے بعد دست و بازو کا امتحان ہو گا۔ جوں ہی اقسائس نے پیٹھ پھیری۔ بالنتو اس نے اس پر بزدلانہ حملہ کر کے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس وقت سے اہل اٹینس اس یوم کو بہ طور عید منانے لگے اور اسے عید النجدہ (دعوے کی عید) کے نام سے یاد کرنے لگے۔ یونانی زبان میں اس وقت اس عید کو ایاطینوریا اور آرج کل ایا طوریا کہتے ہیں بالنتو اس کے بیٹے قودس نے ایک موقع پر اپنے آپ کو اس لیے دشمن کے حوالے کر دیا تھا کہ شہر محفوظ رہے۔ اس غریب کی تمام زندگی نکبت میں گوری۔ چھٹیڑے پہنے اور غریب الوطنی میں موت گوارا کی۔ تاکہ ہم وطنوں کی شان میں فرق نہ آنے پائے۔

اہل یونان افلاطون کی بے حد تعظیم کرتے ہیں، اور یہاں تک کہ گزرتے ہیں، کہ اس کی ولادت اللہ کے نور سے ہوئی تھی۔ اور اس کا ستارہ بہترین ستارہ تھا۔ یونانیوں نے اس حکیم کے متعلق بے شمار خلاف عقل افسانے مشہور کر رکھے تھے، جن کا ذکر یہاں مناسب نہیں۔

کہتے ہیں کہ جب سقراط کی تقریریں کر افلاطون نے شعر گوئی ترک کر دی تو ساتھ ہی ارادہ کر لیا کہ اب وہ زندگی کے باقی دن سقراط کی صحبت میں فیثاقدی فلسفہ

سیکھنے پر صرف کرے گا۔ عتقوان شباب میں سقراط و افلاطون ہم درس تھے اور فیتا غورس سے درس فلسفہ لیا کرتے تھے، لیکن افلاطون کو شعر گوئی کا چسکا پڑ گیا تھا اس لیے استاد کے علم سے فائدہ نہ اٹھا سکا۔

ایک رات سقراط نے خواب میں دیکھا کہ اس کے حجرے پر ایک

سقراط کا خواب

سارس نے ایک بیچ نکالا ہے۔ دیکھتے دیکھتے بچے کے جسم سے

پرتکلے اور بڑے ہو گئے۔ یہاں تک کہ وہ آسمان کی طرف اڑ گیا۔ دوران پرواز میں اس کی متقار سے وہ خدائی تغے برسے کہ تمام خدائی مجبوم اٹھی۔ جب صبح ہوئی اور افلاطون وارد ہوا، تو سقراط جھٹ بول اٹھا، وہ پندرہ ہی ہے اور قریب ہے کہ دنیا اس کے پیٹھے بول سُن کر سرد ہونا کرے گی۔

کہتے ہیں کہ آغاز جوانی میں افلاطون نے شعر گوئی میں کمال پیدا کر لیا تھا۔ بیس سال

کی عمر سے پہلے ہی فیتا غورس سے بہت کچھ سیکھ لیا تھا اور موسیقی پر بھی چند کتب لکھ چکا

تھا۔ اس کے بعد حصول فلسفہ کا خیال پیدا ہوا، اس ارادے سے اراقلی طوس کے تلامذہ

کے پاس پہنچا۔ اصحاب اراقلی طوس ایک خاص قسم کا فلسفہ نشر کیا کرتے تھے جس سے

دنیا آج قطعاً نا آشنا ہے) اس نے کچھ سیکھا تو سہی، لیکن مطمئن نہ ہوا، اس لیے وہاں سے

چل کھڑا ہوا، اور سقراط کے ہاں پہنچا (فیتا غورس کی موت کے بعد سقراط اپنے زمانے کا

سب سے بڑا فلسفی سمجھا جاتا تھا) اس وقت سقراط ایک ایسی جماعت کے سامنے تقریر کر رہا

تھا۔ جو ڈیونوسیوس کی بھیجی ہوئی تھی۔ سقراط کی تقریریں کہ افلاطون کے دل میں فلسفہ

فیتا غوری سیکھنے کا زبردست شوق پیدا ہو گیا۔ شعر و حکایات کی تمام کتابیں نذر

آتش کر ڈالیں۔ کتابیں جل رہی تھیں اور حکیم ایک شعر گنگنا رہا تھا۔ جس کا ترجمہ ہے :-

”اے آگ میرے پاس آ۔ کہ تجھ سے کچھ کام لینا ہے۔“

اس وقت حکیم کی عمر بیس سال تھی۔ سقراط کے ہاں پندرہ سال تک تعلیم حاصل کی اور

- وہ کمال پیدا کیا کہ فلسفے میں فیثاغورس اور سیاست مدنی میں سقراط کا ہم پایہ تصور ہونے لگا۔ ہمارے پاس اس کی منزلتِ علمی پر ہم عصر یونانیوں کی شہادت بھی موجود ہے۔
- حکیم کو تحصیلِ علم کا اس قدر شوق تھا کہ شب و روز ہم درسوں اور استادوں سے علمی مسائل پر بحث کرتا رہتا اور کتب ڈھونڈتا رہتا۔ اُسے جب معلوم ہوا کہ قیلولادس کے پاس چند قیمتی کتب موجود ہیں تو ذیون کی معرفت صرف تین کتابیں سو دینا میں خریدیں۔
- ۵ تین دفعہ تلاش کتب میں عتلیہ (سلسلی) تک نکل گیا۔ عتلیہ کا پہلا سفر اس ارادے سے کیا تھا کہ وہاں اُس آگ کا تماشا کرے، جو قدرتا ایک حصہ زمین سے ہر وقت نکلتی رہتی تھی۔ یہ آگ گرمیوں میں نرم پڑ جاتی اور سردیوں میں زیادہ بھڑک اُٹھتی تھی۔ اُس وقت عتلیہ کا قریب روادیونوسیون یونانی تھا، جس نے محض تلوار کے زور سے اس ملک پر قبضہ جبار کھا تھا، ورنہ حق دار کوئی اور تھا۔ جب افلاطون کی آمد کی خیر اس کے کانوں تک پہنچی تو دربار میں طلب کیا۔ وہاں پہنچ کر کیا دیکھا کہ سقراط اس جزیرے کے علما کے سامنے ایک تقریر کر رہا ہے۔ تھوڑی دیر بعد ذیونوسیوس نے افلاطون سے کچھ سُنے (اشعار یا کلامِ فشو) کی تمنا ظاہر کی۔ افلاطون نے اندازہ تعبیل دیتے تقریر کی۔ مختلف مسائل پر فصیح و بلیغ الفاظ میں روشنی ڈالی، اور ہر دعوے کو محکم دلائل سے ثابت کیا۔ دورانِ تقریر میں فرمایا کہ بہترین لوگ وہ ہیں جو توامیس و توامین کی متابعت کر کے عظمت حاصل کریں
- ۱۵ چوں کہ ذیونوسیوس اس ملک کے تمام توامین کو توڑ کر بلا استحقاق ملک بنا بیٹھا تھا اس نے اس فقرے کو ایک چوٹ سمجھا لیکن پی گیا۔ امیر عتلیہ خود بھی شاعر و فلسفی تھا لیکن اس کا فلسفہ حقیقت سے بیگانہ تھا۔ اس نے کچھ شاگرد بھی پیدا کر لیے تھے جو اس فلسفے کی تبلیغ کیا کرتے تھے۔ امیر جب کہیں سن پاتا، کہ جزیرے میں کوئی عالم وارد ہوا ہے، تو جھٹ اُسے طلب کرتا اور بحث و تمحیص نیز عقلی مادہ بیچ سے اپنے تاجاد تسلط
- ۲۰

۱۷ سلسلی کے بادشاہ ذیونوسیوس کا سالہ۔

اور افلاطونی سیرت اپنے اندر پیدا کرنے کی بہت کوشش کیا کرتا تھا۔ اس نے تیس سیرچانڈی دے کر افلاطون کو خرید لیا۔

- امیر سسلی کے سارے کا نام ذیون تھا۔ جن دنوں افلاطون سسلی میں تھا اور علی محتسب جیسا کرتی تھیں، ایک دن ذیون کو بھی حکیم کی صحبت میں جانے کا اتفاق ہوا اس کا کلام سن کر ہزار جان سے قدام ہو گیا۔ جب ذیون کو افلاطون کے یک جانے کا علم ہوا تو ۵ چھدی سے ایک قاعد کو تیس سیرچانڈی دے کر اس نہروانی کے ہاں بھیجا کہ ذری خرید لے کر افلاطون کو میرے جوالے کرور نہروانی تے جواب میں کہلا بھیجا کہ حکیم میرا غلام نہیں بلکہ آزاد ہے۔ وہ تیس سیرچانڈی اس غرض کے لیے دی گئی تھی، تاکہ حکیم قید سے آزاد ہو جائے۔ اب عنقریب حکیم اپنے وطن کو روانہ ہو جائے گا۔ جب ذیون کو یہ جواب پہنچا تو اس نے فوراً اقا ذامیا میں کچھ باغات خرید کر افلاطون کو بخش دیے تاکہ حکیم فکر معاش سے آزاد ہو جائے۔ ۱۰

- جب ذیونوسیوس کو معلوم ہوا، کہ افلاطون زندہ ہے تو اپنے کیے پر پشیمان ہوا تلافی کی کوشش کی اور ایک خط حکیم کی طرف اس معنوں کا لکھا کہ میں اپنے کیے پر ازسین تادم ہوں، اور التجا کرتا ہوں، کہ اشعار و خطب میں میری مذمت نہ کی جائے۔ افلاطون نے جواب میں لکھا کہ میں بے حد مصروف انسان ہوں، تمھاری ہجو کی مجھے ۱۵ قطعاً فرصت نہیں۔

- ذیونوسیوس نے افلاطون کو ایک کتاب (قانون پر) دینے کا وعدہ کیا تھا جو ابھی تک شرمندہ وقانہ ہوا تھا۔ حکیم اخلاق و سیر پر ایک کتاب لکھ رہا تھا جس کے متعلق کچھ مواد اس کتاب میں موجود تھا۔ اس مقصد کے لیے حکیم دوبارہ سسلی گیا۔ وہاں کیا دیکھتا ہے۔ کہ امیر کاتی پریشیان حال ہے، اور لوگ باغی ہو چکے ہیں حکیم نے کتاب مانگنا مناسب نہ سمجھا اور واپس چلا گیا۔ تیسری بار پھر سسلی پہنچا، اس ۲۰

دفعہ مقصد سفر یہ تھا کہ امیر کا سالہ ذیوں علم بجاوت بلند کرنے کے بعد اکثر بلاد پر قابض ہو چکا تھا اور قریب تھا کہ ذیوں نوسیوس حکومت سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ حکیم یہ چاہتا تھا کہ ہردو کے درمیان صلح کر لے۔ اس لیے کہ بادشاہوں کی جنگ عوام پر تباہی لاتی ہے اور ایک فلسفی کا فرض ہے کہ وہ عوام کو ہر تباہی سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرے۔ حکیم کی مساعی کام یاب ہوئیں اور دونوں میں صلح ہو گئی۔ ہردو کو حفظ مراتب کا درس دیا اور پھر وطن کو روانہ ہو گیا۔

حکیم اپنے اہل وطن کی سیرت و سیاست سے ناخوش تھا۔ ایک دفعہ کسی شخص نے پوچھا "اگر آپ اہل وطن کی سیرت و سیاست کو پسند نہیں کرتے تو پھر اسے بدلنے کے لیے ہاتھ پاؤں کیوں نہیں ہلاتے؟" کہا: "میرے اہل وطن کی سیاست از بس قدیم ہے جس سے ان لوگوں کو شدید دل بستگی پیدا ہو چکی ہے۔ اب اس کو مٹانا اہل وطن کے جذبات کو بھیس لگانا ہے۔ بعض اوقات میرا جی تو چاہتا ہے کہ کسی بیرونی قوم سے مل کر اپنی قوم کو درست کر دوں، لیکن اس کا نتیجہ اپنوں کی تباہی ہو گا۔ ایک دفعہ افلاطون نے قوم کی سیاست پر حملہ کر دیا۔ قوم نے سخت انتقام لیا۔ چنانچہ حکیم اس ارادے سے ہمیشہ کے لیے دست بردار ہو گیا۔ اور قوم کو تسلی دلانے کے بعد اپنے حال پر چھوڑ دیا۔"

افلاطون ذیوں کے خرید کردہ باغات میں سے رزق حاصل کرتا، اور دن بھر مدرسے میں فرائض تدریس سرانجام دیتا تھا۔ اس نے دو بیویاں کر رکھی تھیں ایک کا نام استانیا (ایک نسخے میں الشایا درج ہے) اور فلاویا (ایک نسخے میں رقادیا) کی رہنے والی۔ اور دوسری کا نام اقسوتیا (برس کے ایک نسخے میں اموسیا) تھا جو فلیوس کی رہنے والی تھی۔

افلاطون بہ حیثیت معلم نہایت خوش نفس ثابت ہوا۔ اس نے تلامذہ کی ایک

شہرہ آفاق جماعت پیدا کی۔ جن میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں۔

۱	اسیوسیتوس	مقیم	آئیس	افلاطون کا بچا نجلہ
۲	اقنوقراطیس	"	خلقیڈونا	
۳	ارسطوطالیس	"	اسطاغیر	
۴	برقلوس	"	نیطس (حالات حرف البی میں ملاحظہ ہوں۔ مترجم)	۵
۵	اسطیاؤس	"	بارنتوس	
۶	ارخوٹس	"	طارظینی (اس پر ارسطو نے ایک کتاب لکھی تھی۔ کتاب کا نام یہ ہے۔ کتاب ارخوٹس۔ مترجم)	
۷	ذیون	"	سورا قوسا	
۸	امتلاس	"	اصطناوس	۱۰
۹	ارسطوس	"	اسکبیس	
۱۰	تورسفس	"	"	
۱۱	طیمالادوس	"	توزلیقوس	
۱۲	اواڈن	"	لمسا قوس	
۱۳	متادی موس	"	ارائٹرس	۱۵
۱۴	اراقلیدس	"	ایوس	
۱۵	تیاٹالس	"	آئیس	
۱۶	قالبوس	"	"	
۱۷	دیپٹریوس	"	انفیبولیس وغیرہ وغیرہ۔	

۲۰ اس حکیم کی یہ عادت تھی کہ جب اس کے پاس جماعت سبق لینے آتی تو یہ فوراً اگڑکھاپے باغات میں (جو ذیلیوں نے اسے عطیہ کیے تھے) ٹہلنے لگ جاتا، اور درس

بھی دیے جاتا۔ اسی وجہ سے اس کے شاگرد مشائخ کہلانے لگے۔ افلاطون کی وفات
 کیا اسی برس کی عمر میں یہ مقام آقا ذامیا ہوئی اور اپنے باغ میں مدفون ہوا۔ اس کے
 جنازے میں اثنیس کا ہر متنفس شامل ہوا۔ افلاطون نے جو جاہد باقی چھوڑی اس
 کی تفصیل یہ ہے:۔ باغات، غلام، سونے کے پیالے اور سونے کے کانٹے جو وہ بچپن
 میں پہنا کرتا تھا اور آج کل امرائے یونان کے ہاں جزو لباس بن چکے ہیں۔

افلاطون نے تمام وہ رقم جو امیر صقلیہ یا دیگر احباب نے اسے وقتاً فوقتاً دی تھی
 اپنی بھانجیوں کی شادی اور دیگر احباب کی بہتری پر صرف کر دی۔ حکیم ادیب سجاد تقویٰ
 میں ایک ممتاز حیثیت رکھتا تھا۔ جب دوسروں کو بہترین سیاست کی تعلیم دیتا تھا
 تو خود کیوں نہ عمل کرتا۔

حکیم کی قبر پر ایک طرف رومی زبان میں لکھا تھا:۔ "یہ ارستو قلیس الہی کی آرام گاہ
 ہے جو عفت و دیگر اخلاق عالیہ کی وجہ سے اکرم الناس خیال کیا جاتا تھا۔ جو لوگ
 حکمت کے مداح ہیں، وہ اس کی بھی تعظیم کریں گے۔ اس لیے کہ اس میں حکمت کا
 ایک خزانہ مدفون ہے، جو حسد کے عیب سے قطعاً مبرا تھا۔"
 قبر کی دوسری طرف درج تھا:۔

" افلاطون کا جسم بے شک زمین میں مستور ہے، لیکن اس کی روح

اُن بندگیوں پر پہنچ چکی ہے، جہاں موت کی رسائی نہیں ہو سکتی۔"

حنین بن اسحاق الترمذی، ابونصر محمد بن محمد الغاربی المنطقی

فلسفیوں کے فرقے

اور چند دیگر فلسفیوں نے بیان کیا ہے کہ فلسفیان یونان

اے محمد بن محمد بن طرخان ابونصر الغاربی۔ ماورالنہر کے ایک شہر فاراب کا رہنے والا تھا۔ بعد میں بغداد
 کو اپنا وطن بنا لیا۔ یوحنا بن جبلاؤ کا شاگرد اور اسلام کا بہت بڑا فاضل تھا۔ دمشق میں ۳۳۹ھ
 کو فوت ہوا۔ تصانیف و دیگر حالات کے لیے حرف الفا ملاحظہ فرمائیے۔

سات فرقوں میں منقسم ہیں، جن کے نام سات چیزوں سے لیے گئے ہیں۔ ایک فرقہ اپنے استاد کے نام کی طرف منسوب ہے۔ دوسرا اس شہر کی طرف جو فلسفے کا مرکز تھا۔ تیسرا اس مقام کی طرف جہاں فلسفہ پڑھایا جاتا تھا۔ چوتھا ان اخلاق و تدابیر کی طرف جن کا یہ فرقہ متاثر تھا۔ پانچواں ان خیالات و آرا کی طرف جو یہ علم فلسفہ کے متعلق رکھتا تھا۔ چھٹا ان اغراض کی طرف جو فلسفے کا مقصد ہیں۔ ساتواں ان افعال کی طرف جو تعلیم فلسفہ کے دوران میں اس سے سرزد ہوتے تھے۔

- پہلا فرقہ جو استاد کے نام کی طرف منسوب ہے، گروہ فیثاغورس کہلاتا ہے۔ دوسرا گروہ جو شہر کے نام سے مشہور ہے، فرقہ ارسطیس (تورنیا کے رہنے والے) کہلاتا ہے۔ تیسرا گروہ جو مقام کے نام سے معروف ہے، فرقہ کرٹس ہے۔ یہ فرقہ "سایہ نشین" کے نام سے بھی مشہور ہے۔ وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ لوگ شراشینیہ کے ایک معبد میں دراندھے کے سائے میں بیٹھ کر فلسفہ پڑھا کرتے تھے۔ چوتھا فرقہ جو گروہ ذلیو جانس کہلاتا ہے، اپنے اخلاق و تدابیر کی بنا پر فرقہ کلابیہ کے نام سے مشہور ہو گیا ہے۔ یہ بزرگ تمام فرقوں میں مذہب کے خلاف پرچار کرنے کے علاوہ عرف اقرار سے محبت اور باقی تمام مسائل سے نفرت کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ اخلاق انساؤل میں نہیں ہو سکتے بلکہ کتوں میں ہوا کرتے ہیں۔ پانچواں فرقہ جو ان آراء و خیالات کی طرف منسوب ہے جو وہ علم فلسفہ کے متعلق رکھتا تھا۔ کا گروہ ہے۔ (۱) اصل کتاب میں بھی صرف نقطے

۱۴ ارسطیس کا عرف ارسطیس تھا۔ قدیمہ کارہنہ والا جو اپنے عہد میں امام القسٹ تھا۔ اس کی دو کتابیں کافی مشہور ہیں۔ اول کتاب البحر جسے ابو الوفا محمد بن محمد الحارثی نے عربی میں منتقل کیا تھا۔ دوم کتاب قسمۃ الاعداد۔ (تاریخ الحکما ص ۱۰)

۱۵ تورنیا قدیم زمانے میں رقیہ کہلاتا تھا۔ شام میں عس کر یا اس ایک شہر ہے۔ ذلیو جانس کلابی کے حالات عرف الذال میں دیکھیے۔

دیے ہوئے ہیں۔ مترجم)..... چھٹا فرقہ جو مقصد فلسفہ کی طرف فسوف کے افیتاغورس کا گروہ ہے۔ یہ اعجاب اللذت کے نام سے مشہور ہو گیا ہے۔ ان کے ہاں فلسفہ پڑھنے کا مقصد عرف و داعی لذت تھی اور بس، اور ساتواں گروہ جو افعال کی طرف فسوف ہے، پیروان افلاطون و ارسطو پر مشتمل ہے۔ یہ لوگ مشائخ کہلاتے تھے۔ اس لیے کہ تیس فلسفہ کے دوران میں یہ ٹہکتے رہتے تھے۔ تاکہ داعی و ذرش کے ساتھ ساتھ جسمانی و ذرش بھی ہوتی رہے۔ بس یہ ہیں یونانی فلسفیوں کے فرقے۔

یونانی فلسفیوں کے بڑے بڑے گروہ دو ہیں۔ (۱) فرقہ فیثاغورس (۲) گروہ افلاطون و ارسطو۔ یہ فلسفے کے عمود سمجھے جاتے ہیں۔ ابتدا میں حکمائے یونان، فیثاغورس شامل ہیں الملطی اور دیگر یونانی و مصری صاحبین (کو ایک پرست۔ مترجم) کے فلسفہ طبیعیہ کی طرف مائل تھے۔ لیکن متاخرین سقراطی، افلاطون، ارسطو وغیرہ کے فلسفہ مدنیہ کے قائل ہو گئے۔ ارسطو اپنی کتاب "فی الحيوان" میں کہتا ہے :-

"آج سے سو سال پہلے یعنی سقراط کے زمانے میں حکما فلسفہ طبیعیہ کو چھوڑ کر فلسفہ مدنیہ کی طرف مائل ہو گئے۔ اور افلاطون علوم یونانی کا بادشاہ سمجھا جانے لگا۔"

۱۵ **عظمت یونان** | یونان کی قوم ایک بلند پایہ اور شہرہ آفاق قوم ہے۔ جس کی آغوش میں بڑے بڑے شہنشاہ پلے۔ ان میں سے ایک

اسکندر ذوالقرنین بن فیلیس الماقدونی (مقدونی کا بگاڑ مترجم) ہے۔ اس نے ایران کے بادشاہ دارا بن دارا سے اس کے گھر میں جا کر جنگ کی اور اسے ہلاک کرنے کے بعد تمام ایران پر قابض ہو گیا۔ پھر ہندوستان و چین کی طرف بڑھا اور

۱۶ فائنل مصنف نے یہاں غلطی کھائی ہے۔ اسکندر اعظم پورس سے جنگ کرنے کے بعد دریائے جہلم کے کنارے ہی سے واپس چلا گیا تھا۔ چین کی سرزمین میں اس نے قدم نہیں رکھا۔

ان ممالک میں اُسے جو کام یا بیاں حاصل ہوئیں، اُن سے اوراق تاریخ لبریز ہیں۔ اسکندر کے بعد بطالمہ یا بطالسہ کا دور حکومت آیا۔ ان لوگوں نے مدت تک دھڑلے سے حکومت

لے لی۔ بطالمہ یا بطالسہ یہ خاندان اسکندر اعظم کی وفات کے بعد مصر پر حکم راں رہا۔ بطلمی موس لاناخوس اسکندر کا ایک قابلِ اعتماد جرنیل تھا۔ جو ہندوستان تک اُس کے ہمراہ آیا۔ اسکندر کی وفات کے بعد حکومت مقدونیہ نے اسے مصر کا گورنر بنا کر بھیجا۔ اور یہ خود مختار بن بیٹھا۔ تمام بادشاہوں کے نام یہ قیدِ زمانہ سلطنت درج ذیل ہیں :-

نمبر شمار	نام	عہد حکومت
۱-	بطلمی موس بن لاناخوس	۳۲۳ - ۳۰۹ ق م
۲-	بطلمی موس فیلاڈلفوس	۳۰۹ - ۲۴۶ (PHILADELPHUS)
۳-	بطلمی موس پورچیس اول	۲۴۶ - ۲۲۱ (EUERGETES)
۴-	بطلمی موس فیلاپٹر	۲۲۱ - ۲۰۴ (PHILOPATOR)
۵-	بطلمی موس اپیفانیس	۲۰۴ - ۱۸۱ (EPIPHANES)
۶-	بطلمی موس فیلو میٹر	۱۸۱ - ۱۴۵ (PHILOMETOR)
۷-	بطلمی موس پورچیس دوم	۱۴۵ - ۱۱۶
۸-	بطلمی موس سوٹر دوم	۱۱۶ - ۸۰ (SOTER)
۹-	بطلمی موس الیکزینڈر اول	۹۶ - ۸۹

نوٹ :- سوٹر یونانی جزائر پر حکم راں تھا اور الیکزینڈر مصر پر۔ ۸۹ میں الیکزینڈر کو لوگوں نے معزول کر دیا اور سوٹر جزائر اور مصر دونوں پر حکومت کرنے لگا۔

۱- بطلمی موس الیکزینڈر دوم نے مرن میں یوم حکومت کی اور ششہ قم میں قتل ہو گیا۔

۱۱- بطلمی موس فیلو پٹر فیلاڈل (PHILOPATOR PHILADEL) ۸۰ - ۵۱ ق م

۱۲- بطلمی موس فیلو پٹر دوم ۵۱ - ۴۶ ق م

(بقیہ نوٹ ص ۵۶ پر)

کی اور کئی گردن کشتوں کا سر غرور تم کیا۔ آخر کار اہل روم نے ان کی سلطنت کا خاتمہ کر دیا۔ اور یونان سلطنت بابل و ایران کی طرح سلطنت رومہ کا ایک حصہ بن کر رہ گیا۔

یونان کی سرحدیں

یونان زمین کے شمال مغربی رُبع (چوتھائی) میں واقع ہے اس کے جنوب میں بحیرہ روم۔ حدودِ شام و حدودِ جزری واقع ہیں۔ شمال میں بلادِ ایلان و دیگر ممالک۔ مغرب میں بلادِ المانیہ (جن کا دار الخلافہ رومیہ تھا) مشرق ارمینیہ کی سرحدیں۔ باب الالباب اور وہ خلیج جو بحیرہ روم

(صفحہ ۵۵ کا بقیہ نوٹ ملاحظہ ہو) :-

۱۳۔ بطلی موس فلیو پٹر سوم ۲۴ - ۲۲ تم
۱۴۔ قلو پٹرہ ۲۴ - ۳۰ تم

قلو پٹرہ کے بعد مصر سلطنت رومہ کا ایک صوبہ بن گیا۔ (انسائیکلو پیڈیا برطانیکا)

۱۵ بحیرہ خزر کے مغرب اور گرختان کے شمال میں ایک علاقہ جس کا ایک شہر اللان بھی ہے اسے فیروز بن قباد ساسانی نے بنایا تھا (ترتیب صفحہ ۴۳)

۱۶ یونان کے مغرب میں کوئی المانیہ آج موجود نہیں۔ البتہ المانیہ موجود ہے۔ اگر یونان کی سرحد کو رومانیہ سے گزار کر لینن گراؤ تک پہنچا دیا جائے اور پولینڈ کا کچھ حصہ یونان میں شامل کر دیا جائے تو پھر ایک المانیہ مغرب کی طرف ملتا ہے جسے آج کل جرمنی کہتے ہیں۔ میرا ناقص خیال یہ ہے کہ اس زمانے میں کچھ مغربی بلقان و وسطی یورپ کو بھی المانیہ کہتے تھے۔

۱۷ ارمینیہ تیریز کے شمال اور طغلس کے جنوب میں موجودہ سلطنت ترک (۱۹۲۲ء) کی مشرقی سرحد پر ایک علاقہ۔ ۱۸ باب الالباب۔ قفقاز میں ایک قلعہ یا شہر جسے اہل ایران درند، ترک و مور کا پی اور عرب باب الالباب کہتے ہیں۔ یہ قلعہ کوہ قاز۔ و بحیرہ خزر سے درمیان تھا۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں اس قلعے کو عبدالرحمن بن ربیع نے فتح کیا تھا (تاریخ خلفائے عرب میلہ رقمہ نول کشور۔ مصنفہ ابوالعلا شاہ محمد کبیر ص ۲۱۶) فہمی الارب بوب کے ذیل میں درج ہے۔ باب الالباب درندے است بخرز۔

دیگر نیٹس شمالی کے درمیان ہے، بلاؤ یونان کے عین وسط میں واقع ہے۔

یونان کی زبان انگریزی کہلاتی ہے اور یہ دنیا کی وسیع ترین اہم ترین زبان ہے

اہل یونان مذہباً کواکب پرست دیت پرست تھے۔ ان کے علما فلاسفہ (فلسفی کی

جمع یعنی محب الحکمتہ) کہلاتے تھے۔ اہل یونان ان آٹھ اقوام میں سے ہیں جن کی علمی خدمات

کو زمانہ فراموش نہیں کر سکتا۔ وہ اقوام یہ ہیں :-

۵

۱، ہندوستانی (۲)، ایرانی (۳)، کلدانی (۴)، یونانی (۵)، رومی (۶)، مصری (۷)،

عربی (۸)، عبرانی۔ ان اقوام نے علوم و فنون کی بے انتہا خدمات سر انجام دی ہیں اور دنیا کی

باقی اقوام کا کھانے، پینے اور نکاح کرنے کے سوا کوئی اور کام نہیں رہا۔ افلاطون دعا

مانگتے وقت کہا کرتا تھا:-

۱۰

”اے میری روح! جو روح اعلیٰ سے متصل ہے، تو اپنی علت کے پاس

سفارش کر کہ وہ عقلِ فعال سے کہے کہ حیات تک میں اس عالم

کون فساد میں زندہ رہوں، عمت مزاج کی نعمت سے مجھے محروم نہ کرے۔“

ارسطو طالیس

ارسطو طالیس کے معنی ہیں۔ ”تمام خوبیوں کا مالک، بہت بڑا عالم و بہتر مندر۔“ ارسطو

۱۵

بن نقیوماخس فیثاغوری بہر اشقی، افلاطون کا شاگرد تھا اور استاد کا صحیح جانشین، جن

دو خوبیوں (عظمت علمی و عملی) نے استاد کی زندگی کو چمکایا تھا۔ وہی اوصاف شاگرد کے

لیے بھی سرایے اختیار تھے۔ حصولِ علم کی غرض سے افلاطون کے ساتھ بیس سال

رہا۔ افلاطون اسے تمام شاگردوں سے بہتر سمجھتا اور اکثر کہا کرتا تھا

کہ ارسطو عقلی مجتہم ہے۔

یونانی فلسفے کی انتہا ارسطو پر ہوتی ہے۔ جہاں تک یونانی حکمت کا تعلق ہے یہ حکیم خاتم الحکماء سیدالعلماء سمجھا جاتا ہے، اور یہ پہلا فاضل ہے جس نے فن استدلال کو منطقی پیچیدگیوں سے آزاد کر کے اشکالِ ثلثہ (عُغریٰ- کیرے- حدِ اوسط) کی سادہ سی صورت دی۔ اس صورت کو علومِ نظریہ کا آلہ حصول قرار دیا۔ اور فن کا نام منطق رکھا۔

ارسطو نے فلسفے کے تمام شعبوں پر کتابیں لکھیں، جن میں سے بعض چھوٹی ہیں اور بعض بڑی۔ چھوٹی کتابوں سے مراد وہ رساکی ہیں جو علیحدہ علیحدہ مسائل پر لکھے گئے تھے۔ اور ہر رسالے میں صرف ایک مسئلے پر بحث تھی۔ بڑی کتابوں میں ستر ایسے تذکرے ہیں جو اوفارس کے لیے لکھے گئے تھے۔ اور جنہیں پڑھ کر اندازہ ہو سکتا ہے کہ ارسطو کے علم سے دنیا کس حد تک مستفید ہوئی۔ بعض کتب ہدایات پر مشتمل ہیں اور تین چیزوں کی تعلیم دیتی ہیں: (۱) علومِ فلسفہ (۲) اعمالِ فلسفہ اور (۳) آلاتِ فلسفہ

(جو علمِ فلسفہ وغیرہ میں استعمال ہوتے ہیں) اس حکیم کی تصانیفِ فلسفہ تین طرح کی ہیں: ایک وہ جو علومِ تعلیمیہ سے بحث کرتی ہیں۔ مثلاً کتاب فی المناظر۔ کتاب فی المخطوط اور کتاب فی الحیل۔ دوسری وہ جن کا موضوع طبیعیات ہے۔ ان کی پھر دو قسمیں ہیں۔ اول جن میں طبیعت کے امور خاصہ سے بحث ہے۔ دوم جن میں طبیعت کے امور عامہ سے بحث ہے۔ مثلاً "سمع الکیان"۔ یہ کتاب چار چیزوں پر روشنی ڈالتی ہے:۔ اول

مبادی۔ مثلاً عناصر و صورت۔ دوم وہ جو درحقیقت مبادی نہیں بلکہ مشابہ بالمبادی ہیں۔ مثلاً عدم (عدم کسی چیز کا مبادی نہیں۔ لیکن ہر چیز سے متقدم ضرور ہے۔ اس لیے مشابہ بالمبادی ٹھیرا) سوم توابع مبادی مثلاً زمان و مکان (کہ گو یہ وجودِ شے سے پیش تر موجود ہوتے ہیں، تاہم علتِ وجود نہیں ہو سکتے، اس لیے توابع مبادی ہوتے) چہارم۔ مشابہ بالتوابع مثلاً غلا و بعد غیر متناہی۔ (کہ یہ توابع مبادی نہیں، صرف توابع یعنی زمان و مکان سے مشابہ ہیں)۔

اگر ارسطو کی کتاب کو غور سے دیکھا جائے تو مختلف عنوانات کے تحت ایک لمبے فہرست مرتب ہو سکتی ہے۔ چونکہ یہ امر ہمارے موضوع سے تعلق نہیں رکھتا اس لیے نظر انداز کیا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ارسطو کی تصانیف پر بحث کرنے کے لیے ایک الگ کتاب درکار ہے جس کی تالیف میں معاصرین کی جو حالت و بلادت حاصل ہے۔

- ۵ ارسطو اسکندر بن قیسیس شاہِ مقدونیہ کا استاد تھا۔ انتظامِ سلطنت میں اسکا تہ تعلیماتِ ارسطو پر عمل کرتا تھا۔ نتیجتاً تمام بلادِ یونان سے شرک کا خاتمہ ہو گیا۔ بدی مٹ گئی اور ہر طرف عدل و انصاف کی نہریں بہنے لگیں۔ ارسطو نے اسکندر کے لیے کافی رسائل لکھے ہیں، جو علمی دنیا میں مشہور ہیں اور جن کی تدوین بھی ہو چکی ہے۔ یہ ارسطو ہی تھا، جس کی بدولت بلادِ اسلامی میں فلسفہ پھیلا۔ محمد بن اسحاق الندیم نے اپنی کتاب میں ایک لمبے حکایتِ سچ کی ہے۔ کہتا ہے کہ مامون نے ایک ات خواب میں دیکھا کہ ایک تخت پر ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے جس کا رنگ سرخ و سفید، ماتھا چٹا، بھوئی ملی ہوئی، بال کم، آنکھیں نیل گول، سیاہ اور قدو حال ازیں دلکش۔ مامون پر یہ بیت چھا گئی۔ آگے بڑھ کر پوچھا، "آپ کون ہیں؟" کہا۔ "میں ارسطو ہوں۔ مامون بہت خوش ہوا، اور پوچھا "کیا میں آپ سے کچھ نہ کچھ سکتا ہوں؟" کہا، "اں۔ پوچھا، "حسن کیا چیز ہے؟" کہا، "جو عقل کو پسندائے۔" پوچھا، "حسن کا دوسرا درجہ

۱۰ لے خدا معلوم مصنف صاحب کیا لکھ رہے ہیں۔" شرک کا خاتمہ ہو گیا۔ حالانکہ خود اسکندر جس کامرتی اور تالیق تھا ارسطو وہ بھی لذتِ توحید سے تناسل ہوا۔ ۲ الفہرست کا مصنف (مزید تفصیل اقلیدس کے نام میں آئے گی۔ ۳ مامون ۸۱۳ - ۶۸۳۳ بن ہارون بن رمی بن ابو جعفر منصور بن ابو العباس محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب خلافتِ عباسیہ کا ساتواں خلیفہ تھا۔ بہت بڑا علم دوست۔ اس کے دربار میں پڑھے پڑھے منجم، اطباء، علماء و حکماء رہتے تھے۔ مامون و ہارون کا عہد اسلام کا عہد زریں کہلاتا ہے۔ انیس سال تک حکومت کی اور ۵۲۱۸ - ۸۳۳ء میں انتقال ہو گیا۔

کیا ہے؟ کہا، "جو شریعت کو پسند آئے۔" پوچھا "حسن کا کوئی اور درجہ بھی ہے؟" کہا،
 "نہیں۔" پھر گزارش کی "کوئی اور نصیحت ارشاد فرمائیے؟" کہا، "رفیق سفر کو سونے کی طرح
 قیمتی سمجھو اور ایک اللہ کی عبادت کرو۔"

عیب مامون بیدار ہوا، تو اُس کے دل میں تصانیفِ ارسطو کی تلاش کا بے پناہ
 شوق لہریں لے رہا تھا۔ اسلامی ممالک میں ہر طرف قاعد بھیجے لیکن کوئی کتاب نہ ملی۔
 مجبوراً شہنشاہِ روم کو خط لکھا (کچھ عرصہ پہلے مامون شاہِ روم پر حملہ کر کے اُسے نیچا
 دکھا چکا تھا) کہ تصانیفِ ارسطو کہیں سے پیدا کی جائیں، شاہِ روم نے ہر چند تلاش کیں،
 مگر نہ مل سکیں۔ حالتِ مایوسی میں کہنے لگا:-

"مسلمانوں کے بادشاہ نے میرے آباؤ اجداد کا علم مجھ سے مانگا ہے اور کس قدر
 مقامِ افسوس ہے کہ مجھے کوئی کتاب نہیں ملتی، میں اُسے کیا منہ دکھاؤں گا اور اس کے
 ہاں میری قوم کی کیا وقعت رہ جائے گی (جو غفلت کی وجہ سے آباؤ اجداد کی تصانیف
 تک گم کر چکی ہے)۔" شہنشاہِ روم نے تفتیش جاری رکھی۔ ایک دن ایک راہب جو
 قسطنطنیہ سے دور کسی معبد میں گوشہ نشین تھا، بادشاہ کے ہاں آیا اور کہنے لگا، کہ تمہاری
 مشکل کا حل میرے پاس موجود ہے۔ بادشاہ نے پوچھا۔ "وہ کیوں کر؟" کہا، "فالل موضع
 میں ایک گھر ہے جسے ہر نیا بادشاہ از سر نو مقفل کرتا ہے۔" بادشاہ نے کہا، "اس
 کی وجہ تو یہ ہے کہ اُس گھر میں قدیم بادشاہوں کا کچھ سامان پڑا ہے۔ چوں کہ اس
 سامان کی کسی کو ضرورت نہیں پڑتی، اس لیے اس گھر کو ہمیشہ تالا لگا رہتا ہے۔" راہب
 نے کہا، "معاملہ یوں نہیں، اصل قصہ یوں ہے کہ وہاں ایک معبد ہے جہاں عیسائیت سے
 پہلے اہلِ یونان عبادت کیا کرتے تھے۔ جب سرزمینِ یونان میں عیسائیت نے قدم رکھا
 اور قسطنطنیہ میں اللاتہ کا عہد حکومت آیا تو حکمت و فلسفے کی تمام کتابیں

۱۰
 ۱۵
 ۲۰
 ۱۰ قسطنطنیہ نام کے دو بادشاہ ہو گئے ہیں۔ ایک قسطنطین اول (۳۲۴ - ۳۳۷ء)
 (یعنی نوٹ ملاحظہ)

ادھر ادھر سے جمع کر کے اس معبد میں بند کر دی گئیں۔

جب شہنشاہ روم نے یہ حکایت سنی تو فوراً ارکانِ سلطنت کو مشورے کے لیے طلب کیا۔ نیر راہب سے پوچھا کہ فلسفہ یونان کو ممالکِ اسلامیہ میں بھیجنے سے کوئی ذبیو یا اخروی خرابی تو پیدا نہ ہوگی؟ راہب نے جواب دیا: "الٹا آپ کو ثواب حاصل ہوگا اس لیے کہ فلسفہ جہاں پہنچتا ہے، اُس قوم کی تعمیرِ سیاست و مدنیت کو تباہ کر دیتا ہے"۔
مشورے کے بعد بادشاہ اُس مقام پر گیا۔ دروازہ کھولا، تو اندر بہت بڑا کتب خانہ دیکھا کتابوں کو دیکھے بھالے بغیر ایک طرف سے پانچ گھنٹریاں بند ہوا کر ماموں کو بھیجیں کچھ پوری کتابیں تھیں اور کچھ نامکمل۔ جو آج تک نامکمل چلی آتی ہیں۔ ماموں نے مترجم ہوا کر اُن کا رومی زبان سے عربی میں ترجمہ کرایا۔ ماموں کے بعد چند دیگر متلاشیانِ علم نے ارسطو کی باقی تصانیف ڈھونڈ نکالیں۔

ابو سلیمان ^۱ منطقی سجستانی ثم بغدادی (جو ایک قابل و ذہین فاضل تھا) بیان کرتا ہے کہ منجم کے بیٹوں نے نقل و ترجمے کے لیے حنین بن اسحاق، حبیش بن الحسن ^۲ ثابت بن قرہ جیسے فضلاء زمانہ پان پان سو دینار ماہوار پر مقرر کر رکھے تھے موسیٰ بن شاگرد منجم

(۹۷۰ کا بقیہ نوٹ) جس نے عیسائیت قبول کر لی تھی۔ اور دوسرا قسطنطین دوم جو مغربی روم کا شاہ ۳۳۰ء سے ۳۳۷ء تک بادشاہ رہا۔ یہاں اول الذکر مراد ہے۔ اس لیے کہ موخر الذکر کا قسطنطنیہ سے کوئی تعلق نہ تھا۔ ۱۰۰ اپنے زمانے کا بہت بڑا فاضل تھا۔ ابو حنیان التوحیدی کا استاد اور غلام زحل یعنی عبید اللہ بن الحسن ابو القاسم کا دوست و معاصر تھا۔ چوتھی صدی ہجری کے ربعِ آخر میں فوت ہوا۔

۲ منجم سے مراد موسیٰ بن شاگرد ہے، جو ماموں کا ایک منجم تھا، اُس کے تین بیٹے تھے۔ محمد۔ احمد و حسن۔
۳ منجم کا ذکر کتاب کے آخر میں آئے گا، منجم حبیش بن الحسن الاحمر حنین کا شاگرد اور اسی کتابوں کا مصنف و مترجم۔ ایک کتاب کا نام کتاب الزیادہ ہے، منجم ثابت بن قرہ بن مران بن ثابت بن کرایہ بن ابی امیم
۴ کرایہ بن ابی امیم بن سالامہ بن ابی الحسن الخزازی (متوفی ۳۲۸ھ) کے حالات صرف انہیں دیکھیے۔

جب ہم سیرِ صلا خطہ کے بعد باہر آئے اور دروازہ بند کر دیا گیا تو بادشاہ
 کہنے لگا: یہ سب کچھ تمہاری خاطر کیا گیا ہے، ورنہ آج سے پہلے کسی اور کی خاطر یہ دروازہ
 کبھی نہیں کھولا گیا۔ یہ واقعہ سیف الدولہ کے زمانے میں ہوا تھا۔ یہ معبد قسطنطنیہ سے
 تین روز کی مسافت پر واقع ہے۔ اس کے مجاور کلدانی کو ایک پرستہ میں جنھیں تبدیل
 مذہب پر مجبور نہیں کیا گیا۔ یہ لوگ شہنشاہِ روم کو جزیہ ادا کرتے ہیں۔

۵
 محمد بن اسحاق الندیم اپنی کتابِ ارسطو طالیس میں بیان کرتا ہے، کہ لفظ
 ارسطو طالیس کے معنی ہیں "شیدائی حکمت" اور بقول بعض "کامل الفاضل" ارسطو کے
 والد کا نام نیقوماخس اور دادے کا اسم گرامی ماقاؤلن تھا۔ اس کا عیدِ امجد
 اسقل بیوس (اسقل بیازس) تھا جس نے فنِ طب ایجاد کیا۔ اس کی والدہ افسلیا
 بھی اسقل بیوس کی پشت سے تھی۔ یہ حکیم یونان کے ایک شہر اسطافاریا کا رہنے
 والا تھا۔ اور اس کا والد نیقوماخس سکندر اعظم کے والد فیلیس کے ان شاہی
 طبیب کے فرائض انجام دیا کرتا تھا۔ ارسطو افلاطون کا شاگرد تھا۔ بطلمیوس
 الغریب کہتا ہے کہ بوٹیوں کے معبد میں بذریعہ وحی یہ حکم دیا گیا تھا کہ ارسطو
 حصولِ تعلیم کے لیے افلاطون کے ہاں جائے۔ ارسطو نے تعلیم پر بیس سال

۱۰
 لے سیف الدولہ ابوالمحسن علی (۳۳۳-۳۵۶ھ) حلب کا مشہور امیر جس کی طرف ابو الفرج نے
 کتاب الافغانی نسوب کی جس کے دربار میں معتقی تصانیف لکھا کرتا تھا اور ابو الفرائز جیسا فاضل دہر
 تصنیف و تالیف میں مشرف رہتا تھا اس کا پورا نام امیر سیف الدولہ علی بن عبدالشکر محمد بن محمد بن محمد بن
 ۳۵۶ھ کے کلتانی۔ کلدہ کا اسم نسوب۔ درجہ و فرات کے دو بے کو آج کل عراق اور قدیم زمانے میں کلد
 کہتے تھے بطلمیوس نام کے دو حکیم ہیں۔ اقل بطلمیوس القوزی مصنف لمبسطی و مشہور منجم جس کے شمسی نظام
 کا ایک چرچا ہے۔ عدم بطلمیوس الغریب، ارسطو کا دوست وہم عصر جس نے ارسطو پر ایک کتاب
 بھی لکھی تھی۔ یعنی کتاب اخبار ارسطو طالیس و وفات و مراتب کتبہ۔ (تاریخ الحکماء ص ۸۹-۹۰)

صرف کیے۔ جب افلاطون سسلی گیا تو اس کی غیر حاضری میں ارسطو مغلّی کے قرائن سے انجام دیتا رہا۔ کہتے ہیں کہ ارسطو نے تیس سال کی عمر میں فلسفے کا مطالعہ شروع کیا تھا۔ یہ حکیم یونانی علما میں افلاطون کے بعد پہلے ترین، متین ترین و عظیم ترین عالم سمجھا جاتا ہے۔ بادشاہ اس کی تعظیم کرتے تھے۔ اور سکندر اعظم ہر محلے میں اس کے مشورے پر چلتا تھا۔ جب سکندر جمہاتِ ملکی پر روانہ ہو گیا تو ارسطو نے دنیا سے کنارہ کر لیا اور اپنی تعمیر کردہ عمارات میں گوشہ گزیں ہو گیا۔ ان عمارات میں وہ دارالتعلیم بھی شامل ہے، جس میں مشائخِ درسِ فلسفہ لیا کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ ہیوڈی عوام اور کمزوروں کی مدد ارسطو کا خاص مشغلہ بن گیا۔ شہرِ تامیٹا کی تعمیر اور سر نو کرا ڈالی اور کچھ کنویں بھی بنوادیے۔

۱۰

بطلیموس^۱ لائوس کی تخت نشینی کو تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ ارسطو داعیِ ایل کو لیبیا کہ گیا۔ اس کا بھانجا

ارسطو کی وفات

۱۵

تھا و فرسٹس اس کا خلیفہ تعلیم قرار پایا۔

وفات سے پہلے ارسطو نے یہ وصیت کی:-

”میری تمام جائیداد کا متولی الطیپٹرس ہوگا۔ نیتھائز کے آنے تک ارسطومانس، طیمرس^۲، ابرخس اور دیو طالپس کو چاہیے کہ وہ میرے عیال، خادمہ (ارپس نامی) کنیزوں، غلاموں وغیرہ کے آرام و راحت میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑیں۔ اگر شاؤ فرسٹس (ارسطو کا بھانجا و خلیفہ) بھی ان کے ساتھ شامل ہو سکے تو وہ بھی اس وصیت پر عمل کرے۔ جب میری بیٹی جوان ہو جائے تو نیتھائز

۱۔ بطلیموس لائوس اسکندر اعظم کے بعد سکندریہ میں ۳۲۳ ق م کو تخت نشین ہوا۔

یہ لیبیا کا پہلا فرماں روا تھا۔ ۲۔ ابرخس کے حالات آگے آئیں گے۔

اس کا متولی قرار پائے، اگر میری بیٹی شادی سے پہلے مرحلے تو تمام معاملات کا فیصلہ نیتقاً کرے۔ اسی طرح نیتقاً کو اختیار ہوگا کہ وہ میرے بیٹے نیتقاً یا جس کے تمام معاملات کو اپنے ہاتھ میں لے لے یا اگر میری بیٹی کی شادی سے پہلے یا بعد نیتقاً اس حال میں وفات پا جائے کہ وہ لا ولد ہو تو نیتقاً کو وصیت کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ اور یہ وصیت ہر طرح سے جائز ہوگی۔ اگر نیتقاً بلا وصیت مر جائے تو میری خواہش یہ ہے کہ ٹاؤ فرسٹس اس کی جگہ لے لے اور میری اولاد و جائداد کی نگرانی کرے۔ اگر ٹاؤ فرسٹس کو اتنی فرصت نہ ہو تو پھر مذکورہ بالا حضرات الطیب پٹرس کے ہاں مشورے کے لیے جائیں اور اتفاق آرا سے جس فیصلے پر پہنچیں، اُسے جامہ عمل پہنائیں۔

۱۰
۱۵
اوعیا (TRUSTEES) اور نیتقاً کو چاہئے کہ وہ اربوں کا خاص خیال رکھیں، کہ اس مخلص خادمہ نے میری بے حد خدمت کی ہے اور مجھے آرام پہنچانے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔ اس کی تمام ضروریات پوری کی جائیں۔ اگر یہ نکاح پر مائل ہو تو کوئی فاضل مرد اس کے لیے تلاش کیا جائے۔ مال مملوکہ کے علاوہ اسے ۱۲۵ رطل چاندی اپنی کینز کے علاوہ تین لونڈیاں اور ایک فلام دیا جائے۔ اگر یہ خلع میں رہنا پسند کرے تو میرے گھر کا وہ حصہ جو دارالتقیانہ کہلاتا ہے اور جو باغ کی طرف واقع ہے، اس کے لیے خلی کر دیا جائے۔ اور اگر اسطاً غیر اراداً سلوکا مولدا میں رہنا چاہے تو میرے آبائی گھر میں جون سا پسند

۱۵ اونس کا۔

۱۵ اونس تقریباً نصف پھانک کے برابر ہوتا ہے۔

کرے، لے لے۔ اور اوصیاء کا فرض ہوگا کہ وہ اس کی تمام مصلحت کا خیال رکھیں۔

اپنے بیٹے اور بیٹی کے متعلق میں کوئی دستخط نہیں کرنا چاہتا۔ بیٹا نہ کہ بہنیت کرتا ہوں، کہ وہ میرے غلام مرقس کا ہر طرح سے خیالی رکھے اور اُسے تمام مال و دولت کے ہمراہ اس کی جائے سکونت تک پہنچا دے میری کینز امارتیس کو آزاد کر دیا جائے۔ آزادی کے بعد اگر وہ میری بیٹی کی خدمت میں شادی تک رہنا چاہے، تو اُسے پان سو درہم مع اس کی کینز کے دیے جائیں شالیس کو وہ لڑکی شے دی جائے۔ جو حال ہی میں ہمارے قبضہ اقدار میں آئی تھی اور ساتھ ہی ایک غلام اور ایک ہزار درہم بھی اُسے دیے جائیں سہلیس کو پہلے غلام کے علاوہ ایک اور غلام خریدنے کے لیے رقم دی جائے، اور اس کے علاوہ جو مناسب سمجھیں، اُسے دے دیں جب میری بیٹی کی شادی ہو جائے، تو تاش، فیلین اور المبیوس کو آزاد کر دیا جائے۔ اور المبیوس کے بیٹے کو یہ طور غلام نہ بیچا جائے اور نہ میرے غلاموں میں سے کسی اور کو خریداجائے۔ یہ تمام غلام میرے گھر میں مصروف خدمت رہیں اور چھالی ہو جائیں تو سب کو آزاد کر کے حسب استحقاق ان کو کچھ نہ کچھ دے دیا جائے۔

اسحاق بن حنین کہتا ہے کہ ارسطو ۶۷ سال کی عمر میں فوت ہوا۔

ارسطو کی تصانیف منطقی مع اسمائے تشریحی، شادینی و مختصر تصانیف

(۱) افاطیغوریاں یعنی مقولات (۲) یاری ارمینیاس یعنی حیرت زہاں اولو طبقا لاد

یعنی تحلیل قیاس (۳) اولو لقیطیقا الثانی یعنی تریبان (۵) طونقیقا یعنی مجتہد و جہل

۱۰ لے درہم ڈیڑھ درہم کے برابر ہوتا ہے اور ایک درہم کا وزن پانچ ٹولہ ہوتا ہے۔

(۶) سوفسطیقا۔ اس لفظ کے معنی ہیں مغالطہ میں ڈالنے والا یا فریب انگیز فلسفہ

بندہ، بطور لفظ یعنی خطاب کرنا (۸) ابو طیق یا بو طیق۔ یعنی شاعری۔

پہلی کتاب یعنی قاطیخودیا میں کوحنین بن اسحاق نے رومی زبان سے عربی میں منتقل

کیا اور چند یونانی و عربی علمائے اس کی شرحیں قلم بند کیں۔ بعض شارحین کے نام یہ ہیں۔

۵۔ قرظیوس یونانی۔ اعطس الاسکندرانی رومی۔ اللیس رومی۔ یحییٰ نخوی (اسکندریہ کا

یادری) امونیوس رومی۔ تامسپیوس رومی۔ ثاؤفرسٹس یونانی۔ سنبلیقیوس یونانی۔

ثاؤن نے سریانی و عربی میں ترجمہ کیا۔ اہل خس نے ایک عجیب تفسیر لکھی۔ ابو زکریا یحییٰ

بن عدی کا خیال یہ ہے کہ اس تفسیر کی نسبت اہل نص کی طرف غلط ہے۔۔۔۔

..... (یہاں میں سطور اس قدر محرف ہیں کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ مترجم)

۱۰۔ ابوسلیمان منطقی سجستانی کہتا ہے کہ ابو زکریا یحییٰ بن عدی نے اس کتاب کا

(اسکندرا فرودسی کی شرح سمیت) تقریباً تین سو اوراق میں ترجمہ کیا تھا اس کتاب

کے مسلم شارحین ابو نصر فارابی و ابو بشر متی ہیں۔ علما کی ایک جماعت نے اس کتاب

کی مختصرات اور مشتملہ و غیر مشتملہ جوامع تیار کی ہیں۔ جن میں سے مشہور یہ ہیں۔ ابن المنقح

ابن ہریرہ۔ الکتدی۔ اسحاق بن حنین۔ احمد بن الطیب۔ الرازی۔

۱۱۔ ابو بشر متی بن یونس منطقی نصرانی تزیل بغداد (سنہ ۳۳۰ھ میں زفرہ) کے حالات آگے آئیں گے۔

۱۲۔ مشترکہ کسی لہجہ کی کتاب کو یوں مختصر کرنا کہ فردی تفاسیر نظر انداز نہ ہوں اور تمام اصول منضبط

ہو جائیں، ۱۳۔ مشتملہ بل بلوں سے آراستہ کرنا یا کوئی چیزیں لکھنا کہ بولتا تیار ہو جائے (قاموس)

۱۴۔ جوامع مختصر کسی کتاب کا جو کسی معنی کی تمام کتابوں کا ایک جلد میں خلاصہ تیار کرنا کہ

۱۵۔ کاہم چیز نظر انداز ہو جائے، ۱۶۔ عبداللہ بن المنقح (سنہ ۳۶۰ھ) کے حالات حرف العین

۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

پارسی ازمنیاس

حُنین نے الفعس کا ترجمہ سریانی میں اور اسحاق نے عربی میں کیا۔ تفسیر اسکندر
 افروڈیسی نے لکھی جو آج ناپید ہے۔ یحییٰ نحوی۔ المتحیی اور فروریول نے بھی اس کتاب
 کی تفاسیر لکھی ہیں۔ اعطفن کی تیار کردہ جوامع (مختصر یا خلاصہ) بھی ناپید ہے۔
 جالینوس، قویری، ابولبشر متی، فارابی اور ثاؤد فرسطس نے اس کتاب کی شرحیں
 لکھیں۔ اور حُنین، اسحاق، ابن المقفع، ابن بھرن، رازی۔ ثابت بن قرۃ اور
 احمد بن الطیب نے مختصرات تیار کیں۔

الولوطیقا الاول

اس کتاب کو ثیاڈورس نے عربی زبان میں ترجمہ کر کے اصلاح کے لیے حُنین کے
 سامنے پیش کیا۔ اس کا کچھ حصہ حُنین نے اور کچھ اسحاق نے سریانی زبان میں منتقل کیا۔
 "اشکال حملیہ" تک والے حصے کی اسکندر نے دو تفسیریں لکھیں جن میں سے ایک
 زیادہ مکمل تھی۔ ثامسطیوس نے اس کتاب کے دو مقالوں کی شرح تین مقالوں میں کی
 ۔ یحییٰ نحوی نے بھی صرف "اشکال حملیہ" تک کی تفسیر لکھی۔ ابولبشر متی اور کندی بھی اس
 کتاب کے مفسر ہیں۔ اقل الذکر نے پورے دو مقالوں کی شرح لکھی ہے۔

الولوطیقا ثانی

حُنین نے اس کتاب کا کچھ حصہ اور اسحاق نے ساری کتاب کو سریانی زبان میں

۱۱ اسکات بن حُنین بن اسحاق ابو یعقوب بن ابی زید العبادی (دم ۲۹۵ھ)

۱۲ اسکندر افروڈیسی، جالینوس کا ہم عصر تھا۔ تفصیل اوراقِ آئندہ میں آئے گی۔

۱۳ ابولبشر متی بن یونس جیسے فاضل دہر کا استاد جس نے ارسطو کی کئی کتابوں کی شرح لکھی۔

۱۴ مصر کا مشہور ریاضی دان و مهندس۔ اس کی تصانیف وغیرہ باب التامین دیکھیے۔

۱۵ ثامسطیوس یونان کا ایک فلسفی۔ حالات آگے آئیں گے۔

منتقل کیا، ادمتی نے اسحاق کے ترجمے کو عربی لباس پہنایا۔ اس کتاب کے شارحین میں
 - تاسطیوس، اسکندر۔ (اسکندر کی شرح گم ہو چکی ہے) یحییٰ نخوی (یحییٰ نخوی کی شرح کو
 متی نے ابو یحییٰ المروزی سے سبقاً سبقاً لیا تھا اور ابو یحییٰ مروزی کو اس پر کچھ اعتراضات
 بھی ہیں)۔ متی فارابی و کندی۔

طوبیقا

۵

اسحاق نے اس کتاب کو سریانی زبان میں منتقل کیا اور یحییٰ بن عدی نے اسحاق
 کے سریانی ترجمے کو عربی لباس پہنایا۔ ابو عثمان دمشقی نے پہلے سات مقالوں اور
 ابراہیم بن عبد اللہ نے آٹھویں مقالے کا ترجمہ کیا۔ اس کے کچھ قدیم مفسروں کا بھی
 پتا چلا ہے۔ یحییٰ بن عدی نے شرح کتاب کے آغاز میں بیان کیا ہے کہ متقدمین میں سے
 جن حضرات نے اس کی شرح لکھی ہیں، ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ اسکندر دوم نے
 پہلے مقالہ کے کچھ حصے تیز یا نجوس، چھٹے، ساتویں اور آٹھویں مقالے کی تفسیر کی، اور
 امونیوس نے پہلے چار مقالوں کی شرح لکھی۔ میں نے اپنی شرح میں اسکندر، امونیوس
 کی تفاسیر سے مدد لی تھی اور کہیں کہیں ان میں اصلاح بھی کر دی۔ یحییٰ کی شرح تقریباً برابر
 اوراق پر مشتمل ہے۔ یحییٰ کے علاوہ امونیوس نے پہلے چار مقالوں اور اسکندر نے آخری سارے
 چار مقالوں کی شرح قلم بند کی۔ تاسطیوس نے بھی کئی حصوں کو واضح کیا یا لایا اس

۱۵

۱۵ ابو بشر متی کا استاد نجاد کا ایک طبیب۔ حال اوراق آئندہ میں۔

۱۶ ابو عثمان دمشقی بن یعقوب دمشقی طبیب۔

۱۷ ابراہیم بن عبد اللہ الناقد النصرانی۔ ارسطو کی کتابوں کا مترجم۔

۱۸ امونیوس کا مشہور نام فروریوس تھا۔ اور شام کے ایک ساحلی شہر صیدا کا رہنے والا

تھا۔ منطق کی مشہور کتاب ایساخومی کا مصنف یہی حکیم ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھو

(فروریوس)

کتاب کا مغرب بھی ہے اور مختصر نویس بھی۔ متی نے صرف مقالہ اولیٰ کو واضح کیا۔ اسحاق
نے امویوں و اسکندر کی تفاسیر کا ترجمہ کیا اور ابو عثمان الدمشقی نے اصل کتاب
کو عربی میں منتقل کیا۔

سوقطیقا

۵ این ناعمہ اور ابو بشر متی نے اس کتاب کو سریانی زبان میں منتقل کیا اور یحییٰ
بن عدی نے عربی زبان میں۔ ابراہیم بن یحییٰ الکوشی نے این ناعمہ کے سریانی ترجمے
کا عربی ترجمہ کیا اور قویری دکندی نے شرحیں لکھیں۔

رطورتقا

۱۰ اس کتاب کا ایک بہت پُرانا ترجمہ بھی ملتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اسحاق نے اسے عربی
زبان میں منتقل کیا ہے۔ ابراہیم بن عبداللہ بھی اس کے مترجمین میں سے ہے اور ابو نصر
فارابی اس کا شارح ہے۔ سنا ہے کہ احمد بن الطیب السرخسی نے اس کتاب کو ستو
اوراق میں نقل کیا تھا اور یہ نسخہ کافی پُرانا ہے۔

الوطیقا

۱۵ اس کتاب کو ابو بشر متی نے سریانی سے عربی میں منتقل کیا ہے۔ ابو یحییٰ بن عدی
نے بھی اس کا ترجمہ کیا ہے۔ ثامسطیوس کو اس کتاب کے تصنیف ارسطو ہونے میں شبہ ہے
بعض دیگر علما کا خیال بھی یہی ہے کہ یہ ارسطو کی تصنیف نہیں۔ کنڈی نے اس کتاب
کی مختصر تیار کی ہے۔

ارسطو کی تصانیف طبیعی | ایک کتاب کا نام "سماح طبیعی" یا "سماح الکیان" ہے۔

۱۷ ابراہیم بن یحییٰ بعد اسکندر کے شفاخانہ حندیہ میں درس طب دیا کرتا تھا۔ اس نے بہت سی کتابیں

لکھی ہیں، جن میں سے مشہور یہ ہیں: بیاض مطب، قرا بادین، تیز چمک پر ایک رسالہ۔

(تمام اس کتاب پر معنیہ نظامی برلین میں مطبوعہ نظامی پریس پبلشرز سے)

آٹھ مقالات پر مشتمل ہے۔ اسکندرا فرودیسی نے اس کی شرح لکھی جس میں ارسطو کے مقالہ اولیٰ کی تفسیر دو مقالوں میں پیش کی ہے۔ پہلا مقالہ تو تمامہا موجود ہے لیکن دوسرے مقالے کا کچھ حصہ غائب ہو چکا ہے۔ ابو دوح الصابی نے اس کا ترجمہ کیا جس کی اصلاح یحییٰ بن عدی نے کی۔ دوسرے مقالے کی شرح صرف ایک مقالے میں ہوئی تھی۔ حنین نے اس مقالے کو یونانی سے سریانی میں اور یحییٰ نے سریانی سے عربی میں منتقل کیا۔ تیسرے مقالے کی شرح نہیں مل سکی۔ چوتھے مقالے کی تفسیر تین مقالوں میں ہوئی تھی۔ جن میں سے تیسرے مقالے کا کچھ حصہ گم ہو گیا ہے اس کا ترجمہ قسطنطا اور عثمان دمشقی ہر دو نے کیا تھا۔ موخر الذکر کا ترجمہ ملتا ہے اور اقل الذکر کا نام پید ہو چکا ہے۔ چھٹے مقالے کا ترجمہ عرف ایک مقالے میں ہوا تھا۔ جس کا نصف سے زائد گم ہو چکا ہے۔ ساتویں مقالے کو قسطنطانی نے ایک مقالے میں ترجمہ کیا تھا اور آٹھویں کا بھی ایک ہی مقالے میں ترجمہ ہوا تھا لیکن آج صرف چند اوراق ملتے ہیں وہیں۔

قسطنطانی نے اس کتاب کے صرف پہلے چار مقالوں کا ترجمہ کیا ہے۔ جو مواظط و نصلحہ پر مشتمل تھے۔ اور عید المسیح بن ناعمہ نے باقی چار مقالوں کا ترجمہ کر ڈالا۔ اس کتاب کی کافی تفسیر لکھی گئی۔ مثلاً فروریوس نے پہلے چار مقالوں کی شرح لکھی تھی جس کا ترجمہ بسیل نے کیا۔ اسی طرح اس کتاب کی سریانی تفسیر معنضہ تھامسطیوس کا ترجمہ ابولبشر متی نے کیا۔ متی نے پہلے مقالے کی بعض مباحث کو نظر انداز کر دیا ہے ابوالحمد بن کرئیب نے مقالہ اولیٰ کے بعض حصوں اور مقالہ رابعہ میں «الکلام فی الزمان» تک کا ترجمہ کر ڈالا۔ ثابت بن قرة نے مقالہ اولیٰ کے کچھ حصے اور ابراہیم بن الصلت نے تمام پہلے مقالے کا ترجمہ کیا۔ ابن الصلت کا ترجمہ یحییٰ بن

ابن کرئیب بن اسحاق بن ابراہیم بن یزید الکاتب ابوالحسن بن ابی الحسن ابوالحمد المعروف بہ ابن کرئیب بغدادی۔

عدی کے قلم سے لکھا ہوا آج فلسفے۔ ابوالقرج قدامہ بن جعفر بن قدامہ نے مقالہ اولیٰ کی بحث "سمع طبیعی" کا ترجمہ کیا اور ثامسطیوس نے مختصر الفاظ میں اس مقالے کی شرح لکھی۔ یحییٰ بن خلیفہ نے دس جلدوں میں اس کی تفسیر قلم بند کی جو بعد میں رومی زبان سے عربی میں منتقل ہو گئی۔ یہ کتاب کچھ عرصے کے لیے میرے قبضے میں بھی رہی ہے۔ اس تفسیر پر جو جس البیروندی نے حاشیہ لکھا جس میں ثامسطیوس کے خیالات ظاہر کیے گئے۔ عیسیٰ ابن الوزیر علی بن عیسیٰ بن الخیراج کے پاس بھی یہ نسخہ تھا۔ عیسیٰ اس کتاب کو یحییٰ بن عدی سے سبقتاً سبقتاً پڑھتا رہا اور حاشیے پر بھی کچھ لکھتا رہا۔ عیسیٰ کا خط نہایت عمدہ تھا اس کتاب کی ایک مختصر سی شرح ابن السمع نے لکھی ہے۔ چند دیگر حکما کی شرحیں بھی موجود ہیں۔ لیکن ان کا ذکر طوالت سے خالی نہیں۔

یہ کتاب چار مقالات پر مشتمل ہے۔ اس کا ترجمہ ابن البیرونی نے کیا ہے۔ پہلے مقالے کے کچھ حصے کا ترجمہ

کتاب السماء والعالم

ابو ایشر متی نے کیا۔ اسکندر افروسی نے مقالہ اولیٰ کے بعض حصوں کی شرح لکھی۔ ثامسطیوس نے تمام کتاب کی تفسیر قلم بند کی جس کا یحییٰ بن عدی نے ترجمہ کیا اور کچھ اصلاح بھی کی ہے۔ حنین بن اسحاق نے اس تفسیر میں سولہ نئے مسائل داخل کیے ہیں۔ ابو زید البلیخی نے اس کتاب کے ابتدائی حصص کی شرح لکھ کر ابو جعفر الخازن کو بھیجی تھی۔ ابوالاسم جتائی نے اس کتاب کی تردید میں "التصنیح" لکھی جس میں ارسطو کے اصول و قواعد

ابو القاسم اصفیٰ بن محمد بن السمع علم ہندسہ کا ماہر تھا۔ اعلیٰ وطن اسپین تھا۔ ۳۲۶ھ کو بہ مقام عزنا لہ ۵۶ برس کی عمر میں فوت ہوا۔ (قاموس المشاہیر ص ۱۸)

۳۵۰ھ یو حنا بن البیرونی (حالات حرف البیابین) ۳۵۰ھ ابوالاسم عبد السلام بن ابی علی حیا بن عبد اللہ بن ابی سلمہ بن خالد بن حمران بن ابان بصرے کا رہنے والا تھا۔ ۲۴۶ھ میں پیدا ہوا اور ۳۲۱ھ میں وفات پائی۔ اس کا فلسفہ معتزلوں کو بہت پسند تھا۔

پر سخت نکتہ چینی کی ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ یحییٰ بن عدی بغداد میں ایک وزیر کے ہاں گیا۔ اس محفل میں کچھ متکلمین بھی آگئے۔ وزیر نے کہا کہ یحییٰ فلسفی متکلمین کا رئیس ہے اس لیے آج کچھ غلطی گفتگو ہو جائے۔ یحییٰ نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ یہ لوگ میرے اصولوں سے ناواقف ہیں اور میں ان کی اصطلاحات سے نا آشنا، ایسا نہ ہو کہ کہیں مجھ سے وہی غلطی سرزد ہو جائے جو الجبائی سے کتاب التصحیح میں ہوئی تھی۔ الجبائی قواعد منطقی سے نا آشنا تھا۔ اس لیے اس کی تردید محض ضرورت کار و غلط ہے۔ اگر الجبائی ان قواعد سے آگاہ ہوتا تو تردید کی کبھی خیرات نہ کرتا۔

وزیر نے جب یہ دلیل سنی تو اپنے مطالبے سے دست بردار ہو گیا۔

۱۰ کتاب الکون والفساد | اس کتاب کو حنین نے سریانی اور اسحاق اور ابو عثمان الدمشقی نے عربی میں منتقل کیا۔ ابراہیم بن جوش نے الدمشقی کے ایک ترجمے کا بھی ذکر کیا ہے۔ اسکندر اس کتاب کا شارح ہے۔ اس کا ایک ترجمہ اسطانت نے کیا تھا۔ اس ترجمے کی شرح امقیندوس نے لکھی اور متی نے اپنے ترجمے کی بنیاد اسطانت کے ترجمے پر رکھی۔ قسطنطین نے مقالہ اولیٰ کا ترجمہ کیا۔ البذکر یا یحییٰ بن عدی نے ترجمہ متی کی اصلاح کی، اور یحییٰ نخوی نے شرح لکھی۔ یحییٰ نخوی کی شرح سریانی زبان میں ۱۵ قلمی حسن کا بعد میں عربی میں ترجمہ کیا گیا۔ اور باب علم کا خیال یہ ہے کہ سریانی نسخہ بہ لحاظ فصاحت زبان و تسہیل مضامین عربی ترجمے سے بہت بلند ہے۔ اور عربی مترجم سے ترجمے میں کافی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں۔

۱۱ لہذا لہذا کا شمار اور زمان کے مشہور فلسفی اور بیاسیوس کا بیٹا جس نے اسطانت کی خاطر

۱۲ لہذا لہذا کا شمار اور زمان کے مشہور فلسفی اور بیاسیوس کا بیٹا جس نے اسطانت کی خاطر

۱۳ لہذا لہذا کا شمار اور زمان کے مشہور فلسفی اور بیاسیوس کا بیٹا جس نے اسطانت کی خاطر

امقیدورس نے اس کتاب کی شرح لکھی اور ابولبشر
کتاب الآثار العلویہ البیرونی نے اس شرح کا ترجمہ کیا۔ اسکندر نے بھی اس

کی شرح لکھی، جو عربی میں تو منتقل ہوئی لیکن سریانی میں اس کا ترجمہ نہ ہو سکا۔ یحییٰ
 بن عدی نے اس کا ترجمہ بعد میں کیا ہے۔

اس کتاب میں صرف تین مقالے ہیں۔ جن میں نے ان کا ترجمہ
کتاب النفس سریانی زبان میں کیا۔ اسحاق نے پہلے کچھ حصے کا اور پھر تمام

کتاب کا بہت عمدہ ترجمہ کیا ہے۔ تھامسطیوس نے اس کتاب کی ایک مفصل شرح لکھی۔
 مقالہ اولی و ثانیہ کی دو دو مقالوں اور مقالہ ثالثہ کی تین مقالوں میں تفسیر کی۔

امقیدورس نے بھی ایک اچھی شرح لکھی ہے۔ ایک سریانی تفسیر سنبل قیوس کی طرف
 منسوب ہے۔ اناوالس نے بھی اس کتاب پر چند تحریرات سپرد قلم کی تھیں جن کا ترجمہ عربی

میں ہو چکا ہے۔ اسکندر نے اس کتاب کا مخلص سو اوراق میں قلم بند کیا۔ اور ابن
 البیرونی نے مختصر تفاسیر لکھیں۔ تھامسطیوس کی شرح کو اسحاق نے پہلے ایک تہی

نسخے سے عربی میں منتقل کیا اور تیس سال کے بعد ایک اچھے نسخے کے ساتھ مقابلہ
 کر کے اس کی اصلاح کر لی۔

یہ کتاب دو مقالوں پر مشتمل ہے۔ اس کا کوئی
کتاب الحس والمحسوس صحیح نسخہ نہیں مل سکا اور نہ کہیں اس کا ذکر ملتا ہے

ہاں ابولبشر نے اس کا کچھ حصہ کہیں سے حاصل کر لیا ہے۔

یہ آئین مقالوں پر مشتمل ہے جس کا ترجمہ ابن البیرونی نے کیا ہے۔
کتاب الحيوان سریانی زبان میں ترجمہ ملتا ہے جو عربی ترجمے سے زیادہ

اے سنبل قیوس یونان کا ایک مہندس و ریاضی داں تھا۔ اقلیدس کے بعد گزرا۔ شرح کتاب

اقلیدس اس کی مشہور تصنیف ہے۔ (تاریخ الحکماء ص ۳۷۷)

تصحیح ہے۔ یحییٰ بن عدی کہتا ہے کہ اس کتاب کی چند قدیم محقق تفسیر موجود ہیں نیز یہاں اس نے اس کا مختص قلم بند کیا تھا۔ جسے ابو علی بن زردہ نے عربی میں نہ صرف منتقل کیا، بلکہ کچھ اصلاح بھی کی۔ خوش قسمتی سے میرے پاس اس کا ایک نسخہ موجود ہے۔

یہ کتاب "المحروف وما بعد الطبيعة" کے نام سے مشہور ہے۔

کتاب الالہیات

اس کی ترتیب یونانی ابجد کے مطابق ہے۔ ابتدا چھوٹے

الف سے ہوتی ہے۔ اسحاق اس کا ترجمہ ہے۔ جو نسخہ اس وقت ملتا ہے، وہ حرف "مو" تک ہے۔ ابو زکریا یحییٰ بن عدی نے اس حرف (مو) کی تمام بحث کا ترجمہ کیا ہے۔ یونانی نسخہ حرف "نو" تک ہے۔ اس حروف کو اسطیث نے کنڈی کی خاطر یونانی سے نقل کیا تھا۔ اور اصل کتاب میں اسطیث کا بھی کچھ ذکر ملتا ہے۔ ابو بشر متی نے مقالہ

لام (یونانی ابجد کا گیارہواں لفظ) کو عربی میں اور حنین بن اسحاق نے سریانی میں منتقل کیا۔ ثامسطیوس نے اسی مقالے کی تفسیر لکھی جس کا ابو بشر متی اور شملی نے ترجمہ کیا۔ اسحاق بن حنین نے کئی مقالات کا ترجمہ کیا۔ سوریا نوس نے مقالہ "با" کی شرح قلم بند کی اور یہ قول یحییٰ بن عدی یہ شرح عربی زبان میں منتقل ہو چکی ہے۔

خلقیات

یہ بارہ مقالات پر مشتمل ہے۔ فروریوس نے اس کی تفسیر لکھی۔

کتاب الاخلاق

اور حنین بن اسحاق نے ترجمہ کیا۔ ابو زکریا یحییٰ بن عدی کے پاس ایک سریانی نسخہ تھا جو اسحاق بن حنین کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔ اس نسخے سے

ابو علی بن زردہ کا اصلی نام عیسیٰ تھا۔ ۳۷۱ء کو بغداد میں پیدا ہوا۔ فلیکیات، خلقیات،

طب اور منطق پر کئی کتابیں لکھیں۔ ۴۲۸ء میں وفات ہوئی (قاموس المشاہیر ص ۵)

۳۷ سوریا نوس کے حالات حرف السین میں ملاحظہ ہوں۔

چند مقالے غائب تھے۔ متن کے ساتھ نامسطیوں کی تفسیر بھی شامل تھی۔
 کتاب المرآة | اس کتاب کا ترجمہ حاج بن مطرف نے کیا تھا۔
 کتاب الولوجیا | اس کی تفسیر الکندی نے لکھی تھی۔

فلسفیات کے مہتمن میں ارسطو کی دواد کتابیں بھی ملتی ہیں۔ یعنی قول المحکمات

فی الموسیقی و اختصار الاخلاق۔

بطلمیوس نے ارسطو کی چند دیگر تصانیف کے نام افسس کو لکھ کر بھیجے تھے جنہیں

ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

تعداد مقالات	موضوع کتاب	نام کتاب
"	فلسفہ	مطریقین فیلسوفیس
"	"	سوفسطس
"	عدل	فاری ذیقا اوسولیس
"	ریاضت و ادب	فاری فاڈیس
"	شرف جنس	فاری ادغانیس
"	"	کتابہ فی الشعرا
"	حکام	فاری فاسلس
"	خیر	فاری اعانہ
"	"	بارخوطس
"	خطوط غیر منقسمہ	فاری طوبان اطومین غرمون
"	صفتہ العدل	فاری دیتاؤن
"	تہا بن و اختلاف	فاری دیا فوراس
"	عشق	ارطیقون

نمبر	تعداد و مقالات	موضوع کتاب	نام کتاب
۱	تین	آیا صورت کا وجود ہے یا نہیں	فارسی ایدرولین
۲	دو	افلاطون کی تدبیر دینیہ کا خلاصہ	فلاطونس ٹولمیس
۳	.	لذت ہے	فارسی ایدرولسماطا
۴	آٹھ	حرکات	فارسی فینسیاؤن
۵	دو	مسائل جہلیہ	میخانیقا فریماطا
۶	دو	فیثاغورس و اصحاب فیثاغورس کے ہاں شعر کی کیا حقیقت ہے؟	کتاب فی عماتہ الشعرا
۷	تین	روح	فارسی بنواطس
۸	تین	مختلف مسائل	برولیاٹن
۹	تین	دریائے نیل	فارسی ٹونیل
۱۰	ایک	حیوانوں کی پتہ گاہیں	فارسی ٹونولین
۱۱	پانچ	عذبتیں	فارسی ٹنٹون سوناغوغی
۱۲	تین	محبت	فیلیس
۱۳	ایک	منطق	باریرینیاس
۱۴	دو	.	انالوطیقا
۱۵	دو	.	انورقطیقا
۱۶	ایک	.	کتاب فی السوفسطائین
۱۷	دو	اخلاق پر بڑے بڑے مقالے	ایٹینوں ماغانی
۱۸	آٹھ	اخلاق پر چھوٹے چھوٹے مقالات	ایٹینوں اوزیس
۱۹	۲۰	(یہ کتاب اوزیس کے لیے لکھی تھی)	

تعداد مقالات	موضوع کتاب	نام کتاب	صفحہ
۱	تدبیر مدنیہ	فولپیتقون	
۱	فن تقریر	کتاب فی عناعہ رلیطوری	
۱		کتاب فی سمع الکیان	
۱		کتاب فی السماء و العالم	۵
۱		فی الکون و الفساد	
۱		کتاب فی الآثار العلویہ	
۱		کتابہ فی النفس	
۱		کتاب فی المحس و المحسوس	
۱		کتاب فی الذکر و النوم	۱۰
۱		تینسیاؤس طین زواؤن اناطومن	
۱		طبائع الحيوانات	
۱	اعتمائے ذی حیات	زوا الیقون مورلون	
۱	وجود حیوان	فاری زوا غناساؤس	
۱	زمین پر رہنے والے حیوانات کی حرکات	فاری یورس	۱۵
۱	حیوانات کی عمریں	فی طول اعمار الحيوان و قصرها	
۱	موت و حیات	کتاب فی الحیوة و الموت	
۱	نباتات	کتاب فی النبات	
۱	الہیات	کتاب فی ما بعد الطبیعة	
۱	مادہ	کتاب فی مسائل ہیولا	۲۰
۱	طبیعیات	کتاب فی مسائل طبیعہ	

تعداد مقالات

موضوع کتاب

نام کتاب

اس کتاب میں مندرجہ ذیل امور پر بحث کی گئی ہے:-
 اقسام زمانہ، اقسام نفس، اقسام شہوت، فاعل و فعل و متفعل، محبت،
 انواع خیر (خیر عقلی و نفسی)، خیر و شر، انواع علوم، انواع حرکات،
 انواع قول و انواع موجودات۔

قسم افلاطون

چھ مقالات

قسمۃ الشروط التي تشترط في القول وتوضع

تین

انفجیر باطنی۔ مقدمات نقیض نفس قول سے لیے جائیں

اُنناہیں

ثانیس اروطیقا

ایک

مسائل عشقیہ

ایک

ثانیس فوسیتقا

مسائل طبیعیہ

ثامساؤن انخرا

سولہ

ادری یا کتاب الحدود

چار

اشیائے تحدیدیہ

اور سطا

ایک

کتاب فی التحدید الطوبیتی

چار

بروس ادرس طوبقیون یا

تقویم حدود مستعملیہ فی طوبیقا

دو

بروس ادرس ثانیس انفجیریا طیا یا

کتاب موضوعات تقویم ہا حدود من الحدود

دو

بروس طس ادرس یا

فی تقویم التحدید

ارسطہ

مختلف مسائل

بروس طیا طیا

تعداد مقالات

موضوع کتاب

نام کتاب

- ۱۔ پروہیماطن برواغراوا یا مقدمات للمائل
- ۲۔ پروہیماطا الفقہیا یا المسائل الدوریر
- ۳۔ ارتعلماطا یا کتاب الوصایا
- ۴۔ ایوہیماطا یا کتاب التذکرات
- ۵۔ پروہیماطا قاطدی ایاطریقیا
- ۶۔ بارید یا تاطس
- ۷۔ غارلیقون یا کتاب فی الفلاح - اس میں ایک مقالہ رطوبت، ایک یوست، ایک عام عوارض، تین آثار علویہ، دو تناسل حیوانات اور دو مسائل متعلقہ پر ہیں
- ۸۔ پروطاسیس یا کتاب فی المقدمات
- ۹۔ کتاب فی مقدمات آخر
- ۱۰۔ بولیبیا
- ۱۱۔ اس کتاب میں یونان (ایک سو اکثر قوموں اور شہروں کے نظام حکومت کا ذکر ہے۔ ان کا شجرہ نسب بھی دیا ہوا ہے۔
- ۱۲۔ ایوہیماطا یا تذکرات
- ۱۳۔ ایوہیماطا کی طرز پر ایک اور کتاب
- ۱۴۔ ایخیریاطن یا کتاب فی المناقصات
- ۱۵۔ باری طس سی یا کتاب فی المضاف

باری خرونو یا کتاب فی الزمان

ایک مقالہ

ایک شخص اہلیقون نامی کے خزانے میں سے مندرجہ ذیل کتب برآمد ہوئی تھیں :-

(۱) ایک کتاب جو کسی کی یاد میں لکھی تھی۔

(۲) مجموعہ رسائل ارسطو۔ مرتبہ ارطامن۔ آٹھ اجزا۔

(۳) بولیطیا۔ یہ دو مقالوں میں سیاست مدن پر ایک کتاب ہے۔

(۴) چند اور رسائل۔ جو یہ قول اندرونیقیس میں اجزا میں تھے۔

(۵) تذکرہ پر مشتمل چند کتب، جن کی تعداد وغیرہ تصانیف ارسطو کی فہرست

مرتبہ اندرونیقیس کے پانچویں مقالے میں ملتی ہے۔

(۶) کتاب فی مسائل من حویس شعرا و میرس۔ دس اجزا۔

(۷) ایاطریقیس۔ یہ کتاب فن طب پر ہے۔

ان چند کتب کا ذکر کرنے کے بعد اہلیقون نے وہ تمام اسماء درج کر دیے ہیں

جن کا ذکر ہم اوراقِ گزشتہ میں کر چکے ہیں اور جو بطلیموس نے انیس کو لکھ کر بھیجے تھے۔

فہرست کتب ختم ہوئی۔ الحمد للہ۔

حلیہ | ایک کتاب میں ارسطو کا حلیہ یوں درج ہے: رنگ سفید۔ پیشانی کے اوپر

کے بال گرے ہوئے۔ خوبصورت قد۔ موٹی ہڈیاں۔ منہ چھوٹا۔ آنکھیں باریک۔ سینہ

چوٹا۔ گھنی ٹاڑھی۔ سرمئی آنکھیں۔ عقابی ناک۔ تنہائی میں تیز رفتار اور احباب

کے ہمراہ رفتار میں متانت۔ ہر وقت کوئی کتاب زیر مطالعہ۔ ہر لفظ پر گہری سوچ۔

سوال کو خاموشی سے سنا۔ کم سے کم الفاظ میں جواب دینا۔ دن کو بیابان میں چلے

جانا۔ شام کو شوقِ نغمہ نیز اربابِ علم و ریاضت سے علمی گفتگو کرنا۔ مناظرہ میں

انصاف کو ہاتھ سے نہ دینا۔ اپنی غلطی کا دیانت داری سے اعتراف کرنا۔ اکل و شرب

و نکاح و لباس میں اعتدال سے کام لینا اور نجوم و ساعات کا آلہ خود اٹھانا۔ ارسطو

کی وفات اڑسٹھ برس کی عمر میں ہوئی۔

فیلیس کی وفات کے بعد جب سکندر اعظم تخت سلطنت کا مالک
گوشہ گزینی بنا اور کچھ عرصے کے بعد ایشیا کی طرف فتح ممالک کے لیے روانہ

ہو گیا تو ارسطو نے شاہی درباروں اور دیوی راجتوں سے ایک سو ہو کر ایک درس گاہ
 کی بنا ڈالی، جہاں وہ ہر ملک و قوم کے طلبہ علم و ادب کو درسِ فلسفہ دیا کرتا تھا۔ اب
 ارسطو کے مشاغلِ حیات یہ تھے:۔ یہودی عوام کی کوشش، غربا کی امداد، بیوہ عورتوں
 کا انتظام نکاح۔ تعلیم و تدریس اور نظامِ مدنی کی اصلاح۔ اسی دوران میں شہرِ اسطانیخا
 کو از سر نو بنوایا۔

عوام ارسطو کو بے حد تعظیم و احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور سلاطین کے ہاں
 اس کی بہت زیادہ عزت ہوتی تھی۔ کہتے ہیں کہ باشندگانِ اسطانیخا نے ارسطو کی
 بوسیدہ ہڈیوں کو تانبے کے برتن میں ڈال کر ارسطو طالیسی (ایک مقام کا نام) میں دفن
 کر دیا۔ جہاں وہ گاہے گاہے اہم معاملات کے متعلق مشورہ کرنے کے لیے جمع ہوجاتے
 اور حوادث و مصائب میں روح ارسطو سے استمداد کرتے تھے۔ مشہور ہے کہ جب
 علماء علمی مشکلات سے دوچار ہوجاتے تو تربتِ ارسطو پر جمع ہو کر بحث و مباحثہ کرتے
 اور اللہ ان کی مشکلات کو حل کر دیتا۔ ان لوگوں کا خیال یہ تھا کہ تربتِ ارسطو کی زیارت
 عقول کو جلا دیتی ہے۔ اذہان میں لطافت اور افکار میں سلامت پیدا کرتی ہے۔ ارسطو کی
 موت اہل یونان کے لیے ایک حادثہ عظیم تھی۔ اس لیے کہ تثنہ لیانِ علم ان عیونِ حکمت
 سے محروم ہو گئے تھے جو ارسطو کے دم سے جاری تھے ان لوگوں کے لیے دردِ کرب میں
 تسکین پیدا کرنے کی صورت ہی صورت باقی رہ گئی تھی کہ وہ قبرِ ارسطو پر جا کر اپنے جذبات
 رنج و الم کا اظہار کریں۔

ارسطو شاگردوں کی ایک بہت بڑی تعداد پیچھے چھوڑ گیا جن میں بادشاہ تھامبازادے

لقد شرفنا النسب فضلا بھی شامل ہیں۔ ایک چھوٹا سا لڑکا اور ایک لڑکی پھیپھے رہ گئی تھی۔ لڑکے کا نام نیتھو ماجس تھا۔ چاند اور بھی کافی چھوڑی۔

اگر ہم ارسطو کے مفصل حالات زندگی قلم بند کرنے بیٹھیں تو شاید کئی جلدوں میں بھی ختم نہ ہوں۔ اس لیے اس مختصر سی کتاب میں ان مجمل حالات پر اکتفا کی جاتی ہے۔

۵ جن حکمائے موجودات کے اہم امور اور صفات باری پر غور کیا ہے، اور جنہوں نے متقدمین کی تحقیق و کاوش (صفات و اسمائے صفات کے

حکما کے طبقے

متعلق) کا نگاہِ ثروت سے مطالعہ کیا ہے۔ ان کی دو قسمیں ہیں طبعی و الہی۔

دہریوں کا فرقہ وجودِ باری کا منکر ہے۔ ان لوگوں کا خیال یہ ہے کہ یہ تمام کائنات خود بخود پیدا ہو گئی ہے، اسے کسی خالق یا صانع کی کوئی ضرورت نہ تھی اور کائنات کی حرکات و دویہ (مثلاً گھٹلی سے آم۔ آم سے گھٹلی۔ مرغی سے انڈا۔ انڈے سے مرغی وغیرہ) کی کوئی ابتدا نہیں۔ انسان نطفے سے اور نطفہ انسان سے پیدا ہوا۔ پودا بیج سے اور بیج پودے سے نکلا۔ و قس علی ہذا۔ اس فرقے کا مرشد اعظم ثمالیس المطلق تھا۔ جس کے حالات حرفِ ثا کے غم میں آئیں گے۔ اس فرقے کے عقائد زندگیانہ ہیں اور اس لیے یہ لوگ زندیق کہلاتے ہیں۔

۱۵ علمائے طبعی وہ لوگ ہیں جو افعال و انفعالِ طبائع سے بحث کرتے ہیں اور تمام انواع موجودات مثلاً حیوانات و نباتات کے اعمالِ طبعی کا مطالعہ کرتے ہیں۔ یہ لوگ خواص نباتات، شرح حیوانات، ترکیب اجزاء و اعمالِ فوا پر غور کرنے کے بعد الہی حمد و ثنا کے ترانے گاتے ہیں اور اس حقیقت کا ہر دور حقائق اعلان کرتے ہیں کہ اللہ وہ فاعل مختار، قادر مطلق اور حکیم و علیم خالق ہے جس نے اپنی حکمت و قدرت اور علم و مشیت سے تمام کائنات کو پیدا کیا۔

۲۰ ان فلسفیوں نے صرف ایک مقام پر ٹھوکر کھائی اور وہ یوں کہ ان کے ان تمام موجودات غیر ذمہ دارانہ طور پر ہوتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ تمام موجودات کی ترکیب فنا پذیر عناصر سے ہوئی ہے اس لیے نباتات و دواب کی طرح انسان کا انجام بھی کمال فنا ہے

جس کے بعد کوئی اور زندگی نہیں ہوگی۔ یہ بزرخ و محشر کے افسانے سب نرغی ہیں اور انسان جسم کے ساتھ لٹ جائے گا، اور یہ جو انبیاء و رسل نے یوم آخرت کا بار بار اعلان کیا ہے، اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ لوگ ڈر کر معاشرتی و مجلسی جرائم سے بچیں تاکہ نظامِ ہدئی درہم برہم نہ ہو جائے۔

۵ فلسفیوں کا یہ فرقہ نہ عرفاً خود گم راہ ہے بلکہ دوسروں کو گم راہ کر رہا ہے۔ ان میں اور مذاہب میں کوئی فرق نہیں۔ صحیح مسلم وہ ہے، جو اللہ کے بعد یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، بخت و نشور کا قائل ہو، اور کتب سماویہ کے بیان کردہ امور کو ماننا ہوں۔

تیسرا فرقہ الہیوں کا ہے۔ یہ لوگ حکمائے یونان میں سقراط کی طرح متاخرین سمجھے جاتے ہیں۔ سقراط، افلاطون کا استاد اور افلاطون ارسطو کا استاد تھا۔ ارسطو الہیات

۱۰ کا تقریباً بانی خیال کیا جاتا ہے۔ اس نے علومِ الہیہ کو مرتب کیا، قواعد وضع کیے اور اصول تراشے۔ فوائد بیان کیے، ہر پہلو کو بہترین الفاظ میں پیش کیا، امور ظنیہ کو تدوین

کلام سے محقق بنایا، دہریوں اور طبیعیوں کی زبردست تردید کی، ان کے قواعد و اصول کی بے ثباتی کو واضح کیا اور ان سے بڑے بڑے علمی مباحثے کیے۔ اس کے

بعد اپنے استاد افلاطون اور استاد سقراط کے اقوال و تصانیف کا مطالعہ شروع کیا تو اسے معلوم ہوا کہ ان ہر دو بزرگوں کے اصول و قواعد پر بے شمار اعتراضات

۱۵ ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ اس نے ضعیف و بے بنیاد اصول کو خارج کر دیا، باقی ماندہ کو محکم دلائل سے استوار کیا اور ہر اعتراض کا اطمینان بخش جواب دیا۔ اس جہاد میں

خلوص و تقویٰ کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ نتیجتاً ارسطو کے اصول محکم ترین و بلند ترین اصول تسلیم کیے گئے اور دلائل ارسطو کی موجودگی میں مسلمانوں کو ان فرقہ ہائے

۲۰ غنا کے کی ضرورتِ تردید محسوس نہ ہوئی۔ یہاں یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ اس سلسلے میں جہاں کہیں ارسطو نے اپنی رائے

کام لیا اور اقوال انہی سے تمسک نہ کیا، وہی اس کے قدم ڈگمگائے اور حقیقت اس کی نگاہ سے اوچھل ہو گئی۔ یہی وجہ ہے کہ ارسطو کی تصانیف میں گم راہ متقدمین کی کفریات پائی جاتی ہیں۔ ان کفریات کی وجہ سے یہ حکیم عمر بھر گرفتارِ ظن و تخمین رہا۔ میں نے تصانیف ارسطو کا مطالعہ کیا ہے۔ اور چند ایسی چیزیں خود میری نگاہ سے بھی گزری ہیں۔

۵

مقامِ افسوس ہے کہ جن حضرات نے تصانیف ارسطو کو یونانی، سریانی، رومی، فارسی اور عربی زبان میں منتقل کیا ہے۔ انہوں نے قدم قدم پر (غالباً حسن اعتقاد کی وجہ سے) تحریف سے کام لیا ہے۔ ارسطو کا مطلب کچھ تھا اور ترجمہ کچھ کر دیا۔ ابونصر فارابی اور ابن سینا صرف دو ایسے بزرگ ہیں جنہوں نے ارسطو کے خیالات کو نہایت دیانت داری سے بیان کیا ہے۔ اور طلبہ علم کے سامنے تعلیم حکیم کی صحیح تصویر پیش کر رکھی ہے۔ چوں کہ یہ ہر دو بزرگ ارسطو کے بہت معتقد ہیں، اس لیے انہیں بھی فائدہ اسلام سے خارج سمجھا گیا، اور جہاں تک کفر و اسلام کا تعلق ہے انہیں ارسطو کے بارے میں خیال کیا گیا۔ اگر یہ حضرات مصنف المعبر کی طرح ارسطو کی تردید کرتے تو ان کا اسلام سالم رہتا لیکن فیصلہ تقدیر کو ٹالنا دشوار ہے۔

۱۵ ارسطو، فارابی اور بوعلی سینا کی تحریرات تین قسم کی ہیں۔ اول جو موجب کفر ہیں۔ دوم جنہیں بدعت کہنا چاہیے۔ سوم جن کا انکار ناممکن ہے۔ ان تحریرات کا تعلق اچھے مضامین سے ہے یعنی ریاضی، منطق، طبیعیات، الہیات، سیاست، مذہب و منزلیہ و اخلاق۔ ریاضی کا تعلق حساب، ہندسہ و ہیت سے ہے۔ یہ علوم مذہب سے کوئی تعلق نہیں رکھتے بلکہ یہ وہ یقینیات ہیں جن کا انکار ناممکن ہے۔ ان

۲۰ ایک خطرہ ضرور ہے اور وہ یہ کہ ایک طالب علم علم ریاضی کی یقینیات سے متاثر ہو کر کچھ ننگ جاتا ہے کہ شاید یہ تمام علوم حکمی اسی طرح کے ہیں۔ نتیجتاً وہ گم راہ ہو جاتا ہے

اسی طرح منطوق کا بھی مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ وہ علم ہے جو دلائل، مقدمات و دلائل، ترکیب مقدمات و شرائط براہمی سے بحث کرتا ہے۔ اس میں کوئی چیز قابل اعتراض موجود نہیں۔ ہاں جب لوگ ان اصول کو مذہبی امور میں استعمال کرنے لگ جاتے ہیں اور نتائج سے مطمئن نہیں ہوتے تو دھوکا کھا جاتے ہیں۔ ان کے قدم راہِ راست سے دُور جا پڑتے ہیں اور وہ منطقی پیچیدگیوں میں گرفتار ہو کر رہ جاتے ہیں۔ یہی حال علمائے طبعی کا ہے کہ ایک طرف تو الہی حمد و ثنا کے گیت گاتے ہیں، اور دوسری طرف خود ساختہ اصول کی روشنی میں بعت و نشور کا انکار کر گزرتے ہیں۔ چوں کہ الہیات کی بنیاد طبیعیات پر رکھی گئی ہے اس لیے یہاں بھی قدم قدم پر ٹھوکر لگتی ہے۔ الہیات میں بھی منطقی براہین سے کام لیا جاتا ہے۔ حالانکہ منطوق کے بے سرو پا ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا۔ یہ منطوق ہی ہے، جس نے خود پیروانِ ارسطو میں اصولی اختلاف پیدا کر دیا تھا۔ علما میں سے اگر کوئی شخص عقائدِ ارسطو کے زیادہ قریب ہے، تو وہ ابو علی سینا یا فارابی ہے۔

ارسطو کے تین قولِ تعلیمِ اسلام کے عریضاً خلاف ہیں:- اول حشرِ اجساد نہیں ہوگا۔ دوم، آخرت میں ثواب و عذاب محض روحانی ہوگا نہ کہ جسمانی۔ سوم، یہ کہ اللہ صرف کلیات کا عالم ہے اور جزئیات سے بے خبر ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ عقائد کافرانہ ہیں۔ اس لیے کہ قرآنِ حکیم میں بار بار ارشاد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ سے کوئی ذرہ تک (خواہ زمین پر ہو یا آسمانوں میں) مخفی نہیں۔

مصنف معتبر بھی ارسطو کے بعض عقائد کا قائل ہے۔ ہر چند کہ اس نے ہتھ پاؤں مارے اور ان ابا طیل سے بچنے کی کوشش کی، لیکن اختلافِ دلائل کی دلدل میں پھنس کر رہ گیا اور باہر نہ نکل سکا۔

یہ لوگ قدیم عالم کے قائل ہیں لیکن بدحواسی کی یہ کیفیت ہے کہ حدوثِ نسبتی

پر بھی دلائل دیتے رہتے ہیں۔ ان حضرات کے خیال میں عالم یہ یک وقت قدیم بھی ہے اور حادث بھی۔ پریشان خیالی کی حد ہو گئی۔

ان فلسفیان عظام کے سترہ مسائل ایسے ہیں جنہیں بدعت کہنا چاہیے یہاں تفصیل کا موقع نہیں، اس لیے ہم نظر انداز کرتے ہیں۔

- ۵ ان بندگان کا فلسفہ سیاسی حقیقتاً قابل تعریف ہے۔ اس کا مقصد دنیا میں امن و سلام پیدا کرنا ہے اور اس فلسفے کے اصول کتب سماویہ سے لیے گئے ہیں۔ اخلاقی فلسفے کا ماخذ وہ ارباب زہد و تقویٰ ہیں جن کی زندگیاں عبر و رضا، مخالفتِ اموات و تلاشِ خدا میں بسر ہوئیں۔ یہ لوگ نفس کے ذائم و مدائح سے آگاہ تھے، اس لیے حسنت کے متلاشی بنے اور سیئات سے اجتناب کیا۔ یہ فلسفہ نفس کی تمام صفات (عیوب و مدائح) ان کی اقسام و انواع اور علاج امراض (روحانی) پر ۱۰ روشنی ڈالتا ہے اور جیسا کہ ہم تبلا چکے ہیں، اس فلسفے کا ماخذ اہلِ رضا و تقویٰ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق ازدانی فرمائے۔

اسکندرِ افرودیسی

- اسکندرِ اعظم کے بعد طوائف الملوک کے زمانے میں پیدا ہوا۔ جالینوس طبیب کا ہم عصر تھا۔ اور اس سے کئی مناظرے بھی کیے۔ اسکندر نے جالینوس کا نام خچر کے سڑالا ۱۵ جالینوس رکھا تھا۔ وجہ یہ ہے کہ جالینوس مناظروں میں از بس ہٹ دھرمی، ضد اور شور و فل سے کام لیتا تھا۔ چنانچہ اسکندر طبیب نے تنگ آکر اسے خچر کے سڑالا کہنا شروع کر دیا۔ خچر کا سر موٹا اور مضبوط ہوتا ہے۔

اسکندر اپنے عہد کا عظیم المرتبت فلسفی تھا، اس نے ارسطو کی کئی کتابوں کی

تفسیر لکھی اور اس کی تصانیف اس قدر مقبول ہوئیں کہ عہدِ روم سے لے کر آج تک مسلسل فلسفیوں کے زیر مطالعہ رہیں۔

یحییٰ بن عدی کہتا ہے کہ اسکندر کی دو کتابیں شرح سماع طبعی و شرح کتاب البرہان، ابراہیم بن عبداللہ الناقد النصرانی کے کتب خانے میں ملیں۔ میں نے چاہا کہ انھیں خرید لوں۔ ایک سو میں دینار قیمت بتائی گئی۔ میں نے چند روز کی مہلت طلب کی، تاکہ رقم کا کچھ انتظام کروں۔ واپس آیا تو معلوم ہوا کہ ایک خراسانی ان کتابوں کو مع چند دیگر کتب کے تین ہزار دینار میں خرید چکا ہے۔ ایک آدمی نے مجھے بتلایا کہ یہ تمام کتابیں ایک جھولی میں سما سکتی تھیں۔

یحییٰ بن عدی بیان کرتا ہے کہ میں نے ابراہیم بن عبداللہ ناقد نصرانی سے سو سٹیتقا۔ خطابہ اور الشعرا کے ملخص پندرہ دینار میں طلب کیے لیکن اس نے فروخت کرنے سے انکار کر دیا اور اس کے وارثین نے اس کی وفات کے بعد ان کتابوں کو جلا ڈالا۔ غور فرمائیے کہ ان دنوں لوگوں کو تحصیل علوم اور فراہمی کتب کا کتنا شوق تھا۔ اگر آج وہی کتابیں موجودہ علما کے ہاں فروخت کی جائیں تو شاید اس قیمت سے دس گنا کم پر بھی کوئی خریدار پیدا نہ ہو۔

اسکندر کی تصانیف یہ ہیں :-

تصانیف اسکندر (۱) کتاب النفس۔ ایک مقالہ۔

(۲) کتاب الرد علی جالینوس۔ ایک مقالہ۔

(۳) کتاب الاصول العالیہ۔ ایک مقالہ۔

(۴) کتاب عکس المقدمات۔ ایک مقالہ۔

(۵) کتاب العنایتہ۔ ایک مقالہ۔

(۶) کتاب فی الفرق بین السیول والجنس۔

- (۷) کتاب الرد علی من قال بانہ لا یكون شیء الا من شئ۔
- (۸) کتاب الرد علی من یقول ان الا بصار لا تکون الا بشعاعات تنبت من العین۔
- (۹) کتاب الکون۔ ایک مقالہ۔
- (۱۰) کتاب الفصل علی رائے ارسطو طالیس۔ ایک مقالہ۔
- (۱۱) کتاب الثاولوجیا۔ ایک مقالہ۔

افلاطون دوم

کتے ہیں کہ یہ جالینوس کا استاد تھا۔ اس کی کئی کتابیں ہیں، جن میں سے زیادہ مشہور کتاب الکی ہے۔ جس کا ترجمہ ہو چکا ہے لیکن مترجم کا نام معلوم نہیں۔

اقربطون

- ۱۰۔ نام اقربطون۔ عرف المزی۔ بقراط کے بعد اور جالینوس سے پہلے گزرا ہے۔ اس کی ایک تصنیف کا نام کتاب الزینتہ ہے۔

الاسکندروس

یہ ایک طبیب ہے جو جالینوس سے پہلے گزرا تھا۔ اس کی چند تصانیف کے نام یہ ہیں :- (۱) کتاب حل العین و علاجها۔ تین مقالے۔ اس کتاب کا بہت پہلے کسی نے ترجمہ کیا تھا۔ مترجم کا علم نہیں۔

(۲) کتاب الہیرسام جس کا ترجمہ ابن البیرونی نے قحطی کے لیے کیا۔
(۳) کتاب الحیات والدیوان الہی تتوکل فی البطن۔ ایک مقالہ۔ پرانا ترجمہ۔

اولیٰطراوس الطرسوسی

آغاز اسلام میں یحییٰ نجوی کے بعد گزرا ہے۔ اسے لوگ الہلال کہتے تھے اس لیے
کہ یہ تصنیف و مطالعے میں اس قدر محو رہتا تھا کہ باہر تک نکلنے کی فرصت نہ ملتی تھی
اس خلوت نشینی کی وجہ سے ہلال کہلانے لگا۔

اریسایوس

یہ اسکندریہ کا رہنے والا ایک طبیب تھا جو آغاز اسلام میں یحییٰ نجوی کے بعد
گزرانہ میں اس کی شہرت دور دور تک پہنچی ہوئی تھی۔ دنیائے طب میں اس کے
چند اصول (سرہانی زبان میں اصول کے لیے کناشتہ کا لفظ ہے۔ جمع کنائیش) مشہور
ہیں اور اسی لیے اطباء کے ہاں یہ صاحب الکنائیش (اصول) کہلاتا ہے۔

اصطفیٰ

حضرت ابن کا ایک طبیب، جس کا ذکر ابن نجیشوخ کی تاریخ میں عرف اس قدر
لے حضرت ابن۔ شام کا مشہور شہر، جو موصل۔ شام دروم کی طرف واقع ہے۔ کہتے ہیں کہ طوفانی نوح کے
بعد یہ پہلا شہر تھا جو وسط ارضی پر تعمیر ہوا تھا۔ اس میں مدتوں تک موسیٰ آباد رہے (بقیہ حاشیہ ص ۹۱)

آتا ہے۔ کہ وہ ایک طبیب تھا۔ ولس۔

اریساپیوس دوم

یہ حکیم "قوابلی" (قابلیہ کی جمع۔ دایہ۔ نرس) کے نام سے مشہور تھا۔ وجہ یہ کہ لوگ عموماً عورتوں کے متعلق اسی سے مشورہ لیتے تھے۔ اس لیے یہ نام پڑ گیا۔ ملاحظہ ہو تاریخ ابن نجیشوع۔

اقرن

ابن نجیشوع نے اس کے متعلق صرف اتنا لکھا ہے کہ یہ ایک طبیب تھا جو یحییٰ نخوی کے بعد گزرا۔

ابراہیم بن حلیب القراری

یہ ایک مشہور و معروف اسلامی حکیم ہے جس نے پہلی دفعہ اعطرلاب کا استعمال کیا۔ اس کی مشہور کتاب فی تسلیح الکرة تمام اسلامی حکما کا ماخذ ہے۔ یہ حکیم سمرقند بن حلیب کی اولاد میں سے تھا اور علم ہیئت سے خاص دل چسپی رکھتا تھا۔ اس کی مشہور

(ض ۹ کا بقیہ مانشیر) :- اور بڑے بڑے حکمانہ یہاں جنم لیا۔ مروالو بن محمد (امیر) نے امام ابراہیم

(منصور سجاج کا بھائی) کو یہیں قید رکھا تھا۔ حضرت فاروق کے حرم میں بیاض بن غنم نے اس کو

فتح کیا (اختصار معجم البیہان)۔ یا قوت رومی ص ۶۲۶، ۲۵ ابن نجیشوع و دومین (۱) بورعین بن نجیشوع

(حالات حرف الجیم میں)۔ ۱۲) جبرئیل بن نجیشوع بن جوریس بن نجیشوع (حالات حرف الجیم

میں)۔ مترجم یہ تحقیق نہیں کر سکا کہ یہاں کون سا ابن نجیشوع مراد ہے۔

تصانیف یہ ہیں :-

- (۱) کتاب التقدیة فی علم النجوم
- (۲) کتاب المقیاس للنزوال
- (۳) کتاب الذیج علی سنی العرب (برلن کے دو نسخوں تمبر ۱۰۰۵۳ میں سنن العرب راج ہے)
- (۴) کتاب العمل بالاصطرلاب ذوات المعلق
- (۵) کتاب العمل بالاصطرلاب المسطح

۵

ابو اسحاق ابراہیم بن یحییٰ النقاش المعروف بولد الزرقالی الاندلسی

یہ حکیم اپنے زمانے میں علم الافلاک والکواکب کا سب سے بڑا ماہر تھا۔ اس نے مشاہدہ نجوم کے لیے کئی نئے آلات ایجاد کیے۔ اس نے آسمان کا ایک نقشہ تیار کیا تھا جو عمیقہ الزرقالی کے نام سے مشہور ہے اور جو علمائے ہسپت کے ہاں قدس کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے ناضل معتف نے اس مختصر سے نقشے میں تمام حرکات فلکیہ کا پورا پورا حال درج کیا ہے جب یہ نقشہ زمین مشرق میں پہنچا تو ہسپت کم علما سے سمجھنے میں کام یاب ہوئے۔

اس حکیم نے کئی رصدگاہیں تیار کی تھیں۔ جن کی بعد میں دیگر علمائے نقل اڑائی۔ نقالوں میں سب سے زیادہ مشہور ابن الحماد الاندلسی ہے، جس نے ابراہیم بن یحییٰ کے وضع کردہ اصول کو سامنے رکھ کر تین تقادیم (جینز ہاں) تیار کیں جن میں سے ایک کا

۱۵ ابو عبد اللہ محمد بن علی المعروف بابن حماد۔ اندلس کے مشہور مورخ تھے۔ آپ کے عہد کا یقینی علم حاصل نہیں۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ آپ دولت موحدین کے بعد اور ابن خلدون سے پہلے گورنر میں آپ کی مشہور کتاب کا نام کتاب العبر ہے۔ یہ کتاب غالباً طبع نہیں ہوئی۔ اس کا ایک مخطوطہ نیشنل لائبریری پیرس اور دوسرا نیشنل لائبریری جزائر میں موجود ہے۔ مورخ الذکر ناقص نسخہ ہے (انسائیکلو پیڈیا آف اسلام۔ اردو ترجمہ۔ ص ۳۳) مطبوعہ جدید پریس۔ سیکم پور۔ پٹنہ۔

نام الکوری علی الدور۔ دوسری کا الابد علی الابد (برلن کے نسخے نمبر ۵۲۰۰۵ میں الابد علی الابد درج ہے) اور تیسری کا المقبتس ہے۔ یہ تیسری تفویم دوسری کا ملخص ہے۔

ابراہیم بن سنان بن ثابت بن قسرة

- کنیت ابو اسحاق ہندھیا کو ایک پرست اور وطناً شام کے ایک شہر حران کا باشندہ تھا۔ بڑا ذکی، عاقل اور نسیم تھا۔ حکمت کی مختلف شاخوں میں کافی دسترس رکھتا تھا اور علم ہندسہ کا بہت بڑا ماہر تھا۔ کہتے ہیں کہ اتنا قابل ہندسے آج تک پیدا نہیں ہوا۔
- مجھے ایک چھوٹا سا رسالہ ملا ہے، جس میں اس حکیم کی قصائیت دی ہوئی ہے۔ علم ہیئت پر تین کتابیں درج ہیں۔ اقل کتاب آلات الاطلال اس کتاب کو حکیم نے سولہ یا سترہ برس کی عمر میں لکھنا شروع کیا تھا۔ بڑھتے بڑھتے بہت لمبی ہو گئی۔ چنانچہ نظر ثانی کے بعد صرف تین مقالے رہنے دیے۔ پچیس برس کی عمر میں ان کی تصحیح کی۔ دوم (یہ حصہ اس قدر فنی ہے کہ میں سمجھ نہیں سکا۔ مترجم)
- چوبیس برس کی عمر میں مصنف نے ایک اور کتاب لکھی، جس میں بطلمیوس الفلودی پر تنقید کی کہ اس نے زحل، مریخ اور مشتری کے اختلاف فلم بند کرنے میں تساہل (غیر برائی طریق) سے کام لیا ہے، ورنہ اس کے نتائج اچھے رہتے۔
- اس حکیم نے علم ہندسہ پر تیرہ مقالے لکھے۔ گیارہ مقالوں میں خطوط و دوائر پر بحث کی ہے۔ تمام کتاب میں علم ہندسہ کے اثنالیس مشکل مسائل کو حل کیا ہے اور دوائر، خطوط و مثلثات وغیرہ پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ کتاب میں طریقہ تحلیل سے کام لیا ہے، صرف تین مقالات میں ترکیب کی طرف توجہ دی۔ (یہاں چند سطور فنی و مغلط ہونے کی وجہ سے سمجھ میں نہیں آئیں۔ مترجم)

ابراہیم و محمد و حسن ابن ابی الصباح

یہ تینوں بھائی بلند پایہ منجم تھے۔ ان کی چند مشترکہ کتب تھی، میں جو ہر سہ نے مل کر تصنیف کی تھیں۔ کچھ ایسی کتب بھی ہیں، جو انفرادی کوششوں کا نتیجہ ہیں۔ مثلاً کتاب یرقان الاضطراب ہر سہ بھائیوں کی مشترکہ تصنیف تھی لیکن نامکمل رہ گئی تھی۔ بعد میں ابراہیم نے کچھ وقت نکال کر مکمل کر ڈالی۔ اسی طرح کتاب عمل نصف النهار محمد نے شروع کی تھی اور حسن نے مکمل کی۔ کتاب فی صنعتہ الرخامات محمد کی تصنیف ہے اور کتاب الکرہ و کتاب العمل بذات المخلوق کا مصنف حسن ہے۔

اثار فردوس (ایک نسخے میں اثا فردوس)

یہ ایک رومی فلسفی ہے۔ اس کے متعلق یحییٰ بن عدی نے لکھا ہے کہ اس حکیم نے ایک کتاب فی الاثار العلویہ تصنیف کی تھی، جو دراصل ارسطو کے مقالہ فردوس قرع کی تفسیر تھی۔ اس کا ترجمہ ثابت بن قرۃ نے کیا ہے۔

ارسطو

یہ روم کا باشندہ تھا۔ اس کی تصنیف کتاب النفس سے پتا چلتا ہے کہ یہ طبیعیات کا ماہر تھا۔

اودیس

یہ روم کا ایک بلند پایہ و شہرہ آفاق حکیم تھا جس نے ارسطو کی بعض تصانیف لے کر برلن کے نسخے نمبر ۵۳-۱۰۰ میونخ کے نسخے ۴۴۰ میں اور میں دیا ہوا ہے۔

کی شروح بھی لکھی ہیں۔

ارسطو

روم کا باشندہ، مشہور فلسفی اور ارسطو کی بعض تصانیف کا شارح تھا۔

ایپلیکس

۵ اپنے عہد کا مشہور رومی فلسفی جس نے ارسطو کی بعض تصانیف کا ترجمہ کیا اور اس کی اپنی چند کتب بھی عربی و سریانی میں منتقل ہوئیں۔

اراسیس

روم کا باشندہ اپنے عہد کا ایک متقدم فلسفی اور بعض تصانیف ارسطو کا شارح تھا۔ اس کی اپنی چند کتب بھی عربی میں منتقل ہوئی ہیں۔

انکساغورس

۱۰ ارسطو کا تقریباً ہم عصر اور یونان کے مشہور فلسفیوں میں سے تھا۔ اس کے مقالے آج تک مدارس میں پڑھائے جاتے ہیں۔

افلیمون

۱۵ مشہور فاضل، فنونِ طبیعیہ کا ماہر اور بقراط کا ہم عصر تھا۔ غالباً شام کا باشندہ تھا اس کی فراست اس قدر تیز تھی کہ بیرونی رنگ و منگ دیکھ کر علوات و اخلاق کا صحیح پتہ لے سکتا تھا۔ اس موضوع پر اس نے ایک بلند پایہ کتاب بھی لکھی ہے جس کا عربی میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ بقراط کے حالات میں ہم اس حکیم کا ایک دل چسپ قصہ آپ کو

سنائیں گے۔ چوں کہ اس فقہے کا تعلق اصحابِ بقرات سے تھا۔ اس لیے حالتِ بقرات میں درج ہوا۔

ابلو نیوس التجار

پرانے زمانے کا ریاضی دان ہے اور اقلیدس سے بھی بہت پہلے گزرا ہے۔ اس نے ٹیڑھے خطوط (خطوطِ توسیدہ مستقیمہ شامل نہیں) پر ایک کتاب لکھی تھی، جس کا نام کتاب المخروطات تھا۔ جب یہ کتاب امول الرشید کے ہاں پہنچی تو اس نے اس کتاب کے پہلے سات مقالے حل شدہ کر لیے اور جب ان مقالوں کا ترجمہ نکلا تو مقدمے میں آٹھ مقالوں کا ذکر ملا۔ یہ آٹھواں مقالہ درل صل پہلے سات مقالوں کا فرہنگ تھا، جس میں چند مفید حواشی وغیرہ بھی موجود تھے۔

اس زمانے سے لے کر آج تک دنیا آٹھویں مقالے کو تلاش کر رہی ہے لیکن ہنوز کام یاب نہیں ہوئی۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کتابوں کی قدر صرف لوگ یونان کے ہاں تھی اور وہ لوگ جو اہل ریاضی کی طرح ان کی حفاظت کیا کرتے تھے۔

آج سے کچھ عرصہ پہلے مجھے ایک ایسے شخص سے ملنے کا اتفاق ہوا جو مدعی حکمت تھا۔ دورانِ گفتگو میں کہنے لگا کہ میں نے کتاب مذکور کا آٹھواں مقالہ پڑھا ہے اس کے بعد جب اس مقالے کے مندرجات بیان کرنے لگا تو مجھے یقین ہو گیا کہ جھوٹ بول رہا ہے اور اس نے کتاب کو دیکھا تک نہیں۔

اقلیدس کی مشہور تصنیف کی محرک ابلو نیوس کی دو تصانیف تھیں :-

(۱) کتاب المخروطات۔

(۲) نام معلوم نہیں تفصیل اقلیدس کے حالات میں دیکھیے۔

موسیٰ بن شاکر کے بیٹے کتاب المخروطات کے دیباچے میں بیان کرتے ہیں کہ یہ حکیم اسکندریہ کا باشندہ تھا اور اس کی کتاب المخروطات تقریباً نسخ ہو چکی ہے جس کی کئی وہیں ہیں۔ اول کتاب تقریباً تالیف تھی۔ دوم جن کے ہاں کوئی نسخہ موجود تھا، انہوں نے اصلاح کی کوشش نہ کی۔ سوم پڑانے نسخے پھٹ گئے، نئے تیار نہ کرائے گئے۔ نتیجتاً کسی کے پاس کوئی حصہ باقی رہ گیا اور کسی کے ہاں کوئی۔

حالات یوں ہی چلتے گئے، یہاں تک کہ مستقلان میں ایک مهندس اور طبیقوس نامی پیدا ہوا۔ جو یہ قول بنو موسیٰ کافی کتابوں کا مصنف تھا لیکن آج اس کی کوئی کتاب دست یاب نہیں ہو سکتی۔ اس مهندس نے کتاب المخروطات کو ادھر ادھر سے تلاش کر کے اس کے پہلے چار مقالوں کی اصلاح کر ڈالی۔

بنو موسیٰ کہتے ہیں کہ کتاب آٹھ مقالوں پر مشتمل تھی۔ جن میں سے پہلے سات مقالے اور آٹھویں کا کچھ حصہ یعنی عرف چار اشکال موجود ہیں۔ پہلے سو چار مقالوں کا احمد بن موسیٰ و ہلال بن ہلال الحمصی نے اور آخری تین مقالوں کا ثابت بن قرۃ الحرانی نے ترجمہ کیا ہے۔

اس کتاب کی چند تصانیف (جو ہم تک پہنچی ہیں) کے نام یہ ہیں :-

- ۱۵ (۱) کتاب المخروطات۔ ساڑھے سات مقالے۔
 - (۲) کتاب قطع المخطوط علی نسبتہ۔ ایک مقالہ۔ (۳) کتاب فی النسبۃ للمحدود۔ دو مقالے۔
- پہلے مقالے کی اصلاح ثابت نے کی اور دوسرے کا عربی میں ترجمہ ہوا۔ لیکن یہ ترجمہ لوگوں کی سمجھ سے بہت بالا ہے۔

۱۶ محمد، احمد و الحسن۔ حالات باب الکنیٰ ابنہ موسیٰ کے ذیل میں دیکھیے کہ مستقلان ساحل شام پر ایک حسین شہر ہے عروس الشام بھی کہتے تھے (قاموس) لیکن نہ بہت اعلیٰ میں مذکور ہے کہ مستقلان فلسطین کا ایک شہر ہے بعض جغرافیہ دانوں نے فلسطین کو شام کا ایک حصہ قرار دیا ہے کہ احمد بن موسیٰ بن شاکر ابنہ موسیٰ میں سے ایک۔

(۴) کتاب قطع السطوح علی نسبتہ۔ ایک مقالہ۔ (۵) کتاب الدوائر المماسۃ۔
 (۶) اور بقول ثابت بن قرۃ۔ اس کا ایک مقالہ مندرجہ ذیل موضوع پر بھی موجود ہے۔
 ”جب دو خط اس طرح علیحدہ ہوں کہ وہ زاویہ قائمہ سے کچھ کم زاویے بنائیں تو
 وہ مل جاتے ہیں۔“

اقلیدس المهندس التجار الصوری

اقلیدس بن نوقطرس بن برنیقس علم ہندسہ میں شہرہ آفاق اور جیومیٹری کا تقریباً
 موجود سمجھا جاتا ہے۔ اس کی تصنیف کتاب فی الهندسہ کا یونانی نام الاسطرونیا (اصول
 ہندسہ) ہے۔ یہ ایک قدیم یونانی طرز کا حکیم ہے جس کا وطن شام تھا۔ گاہل کا نام صور
 اور پیشے کے لحاظ سے بڑھئی تھا۔ علم ہندسہ میں ید طولی رکھتا تھا۔ حکمائے یونان میں اس
 کی تصنیف کتاب الارکان کے نام سے مشہور ہے۔ روم میں استغقات اور مسلمانوں کے
 ہاں الاصول کہلاتی ہے۔ اس عظیم الشان کتاب سے پہلے یونان میں علم ہندسہ کی کوئی
 جامع کتاب موجود نہ تھی اور نہ بعد میں کوئی دیکھی گئی۔ تمام علمائے ہندسہ خواہ وہ یونانی
 تھے یا رومی و اسلامی، اسی کتاب سے استفادہ کرتے رہے اور اسی کی تفاسیر و تشریح
 لکھتے رہے۔ تمام دنیا نے اسلام میں کوئی ایسا مهندس موجود نہیں جو اقلیدس کی عظمت
 علمی کے سامنے سر تعظیم خم نہ کرتا ہو۔

حکمائے یونان نے اپنے مکانات کے دروازوں پر لکھ رکھا تھا۔
 ”اس مدرسے میں صرف جمذیب النفس لوگ داخل ہو سکتے ہیں۔“

۱۵ صور شام کے مغربی حصے میں ایک ساحلی شہر جہاں حکیم فروریوس پیدا ہوا تھا اور طبیب البوالخیر
 بن شرارۃ الحلبی کی قبر بھی یہیں ہے۔

ان کے ہاں تہذیب نفس سے مراد کتاب اقلیدس کا مطالعہ تھا۔ اسی فن پر اقلیدس کی چند اور کتابیں بھی ہیں مثلاً کتاب المقروضات۔ کتاب المناظر۔ کتاب تالیف الملحون۔ یعقوب بن اسحاق کندی اپنی ایک تصنیف میں بیان کرتا ہے۔ کہ ایک یونانی فرماں روا کو کسی قدیم لائبریری میں سے دو کتابیں دستیاب ہوئیں۔ جو ابونیوس التجار کی طرف منسوب تھیں اور جن کا موضوع تھا صفت الاجسام الخمسہ۔

۵ بادشاہ ایسے علما کی تلاش میں پڑ گیا جو ان کتب کو سمجھ سکیں لیکن سرزمین یونان سے کوئی ایسا شخص نہ نکلا۔ دوسرے ممالک کے مسافروں سے پوچھنا شروع کیا، ہوتے ہوتے ایک دن ایک مسافر نے بادشاہ کو بتلایا کہ عمور میں ایک بڑھئی اقلیدس نامی علم ہندسہ کا ماہر سمجھا جاتا ہے، شاید وہ ان کتب کو سمجھ لے۔ بادشاہ نے بلا واسطہ کے فرماں روا کو وہ دو کتابیں بھیج کر التجا کی کہ اقلیدس سے ان کی شرح لکھوانی جائے۔ ۱۰ چنانچہ مالک السواحل نے اقلیدس کو طلب کر کے اس کام پر لگا دیا۔ حکیم نے ان کتب کی ہر مشکل کو حل کیا۔ ابونیوس نے مانی الغمیر کو شرح و بسط سے پیش کیا اور ایسے اصول وضع کیے جن کی روشنی میں ابونیوس کے اجسام خمسہ کی حقیقت سمجھ میں آجائے۔ اقلیدس کے تیرہ مقالے جن سے دنیائے علم آگاہ ہے، دراصل ابونیوس ہی کے خیالات میں جنہیں اقلیدس نے ذرا شرح و بسط کے ساتھ پیش کیا ہے۔ ۱۵

اقلیدس کی وفات کے بعد کسی نے دو اور مقالے لکھ کر اس حکیم کی کتاب میں شامل کر دیے۔ ان الماتی مقالوں میں چند ایسی چیزیں درج ہیں جن کا ذکر ابونیوس نے نہیں کیا۔ مثلاً اجسام خمسہ میں سے ایک کی نسبت دوسرے کے ساتھ وغیرہ۔ یہ مقالے اقلیدس کی طرف منسوب ہیں۔ لیکن بہ قول محققین ان کا اصل مصنف کوئی اور تھا۔

۲۰

بعض مورخین کا خیال یہ ہے کہ اقلیدس ارشمیدس سے پہلے گزر چکا تھا اور

کے دسویں مقالے سے بڑا ہے۔ رومی مقالے میں ۱۲۹ شکلیں ہیں اور عربی مقالے میں ۱۰۹۔ اور میں اس رومی مقالے کو عربی میں ترجمہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔“

یوحنا پادری کہتا ہے :-

”ثابت بن قرة نے کہا تھا کہ اقلیدس کے مقالہ اولیٰ میں ایک شکل

موجود تھی، جو اب ترجمے میں باقی نہیں رہی۔“

ثابت ٹیک کہتا ہے، میں نے یہ شکل یونانی مقالے میں دیکھی تھی۔

تعلیق کہتا ہے کہ یوحنا نے وہ شکل مجھے دکھلائی تھی۔

اقلیدس کے چند دیگر شارحین کے نام یہ ہیں :- (۱) ابو حفص الحارث المحراسانی۔

(۲) ابو الوفا البوزجانی (اس کی شرح قدرے نامکمل ہے) (۳) ابو القاسم الانطاکی کی

تفسیر آج ہر طالب علم کو یاد ہے۔ (۴) سند بن علی نے پہلے نو مقالوں اور کچھ دسویں کی

تفسیر لکھی۔ (۵) ابو یوسف مازی نے ابن العمید کی خاطر دسویں مقالے کی نہایت عمدہ تفسیر

تکمیل کی۔

الکندی اپنی کتاب فی اعراض کتاب اقلیدس میں لکھتا ہے :-

”اس کتاب کا اصل مصنف ابونیسو النجار تھا جس سے صرف چندہ اقوال

منقول ہیں۔ جب ان اقوال پر بہت زمانہ گزر گیا اور دنیا ان سے

مکہ محمد بن محمد بن یحییٰ بن اسمعیل بن العباس ابو الوفا البوزجانی کے حالات صحت المیم میں۔

ابن العمید کا نام ابو الفضل محمد بن ابی عبداللہ اسمعیل بن محمد الکاتب تھا اور آپ کے والد کا

لقب عمید تھا۔ ۳۸۸ھ میں ابن العمید رکن الدولہ بویہی کا وزیر بنا۔ ۳۵۹ھ میں کردی ابرہہ سنویہ

کے خلاف جنگ کے لیے نکلا لیکن راستے ہی میں فوت ہو گیا (ابو صفر ۳۸۸ھ) ابن العمید علی

حکومت کی بنا پر جا معظ ثانی کہلاتا تھا۔ اس کی ایک کتاب کا ذکر ابو علی بن سینا کے حالات میں

آئے گا۔ اس کا بیٹا ابو الطغ علی بن محمد (پ ۳۸۵ھ) بھی ابن العمید کے نام سے مشہور تھا۔

غافل ہو گئی تو اسکندریہ کے ایک بادشاہ کو علم ہندسہ کی ترقی کا خیال پیدا ہوا۔ اس نے اقلیدس کو دربار میں طلب کیا اور اس کتاب کی اصلاح و تفسیر پر مامور فرمایا۔ اسی تفسیر کا دوسرا نام ہے "اقلیدس کے تیرہ مقالے" اس کے بعد ابستلاؤس کو دو اور مقالے کہیں سے مل گئے۔ جو ان تیرہ مقالوں کے ساتھ شاہی اجازت سے شامل کر دیے گئے۔"

۵
یوحنا بن الحسن بن الحسن بن الہیثم البصری۔ حال دارومصر نے اس کتاب کی مشکلات کو حل کیا ہے، نیز مشکوک کا جواب دیا ہے۔ ایک یونانی عالم بلطیس نامی نے مقالہ عاشقہ کی شرح قلم بند کی تھی جو عربی میں بھی منتقل ہو چکی ہے۔ اس کا ایک نسخہ ابن کاتب حلیم نے تیار کیا تھا جو اس وقت میرے قبضے میں ہے۔ اسی مقالے کی ایک عمدہ شرح قاضی ابو محمد بن عبدالیاتی البغدادی الفرہنی المعروف بہ قاضی بیمارستان نے لکھی تھی اور اس کو اشکال سے انسخ کیا تھا۔ ایک نسخہ جو خود شایح کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے، میرے ہاں موجود ہے۔

۱۰
جب ۵۹۵ھ میں میری ملاقات ابو الحسن القشیری الاندلسی سے بیت المقدس میں ہوئی تو اس نے ایک اندلسی کا ذکر کیا جس نے اس کتاب کی شرح لکھی تھی اور شرح کا نام بھی لیا تھا، لیکن اب دماغ سے اتر چکا ہے۔

۱۵
اقلیدس کی چند دیگر کتب کے نام یہ ہیں :-

- | | |
|-------------------|------------------------------------|
| (۱) کتاب الظاہرات | (۲) کتاب اختلاف المناظر |
| (۳) کتاب المعطیات | (۴) کتاب النغم المعروف بہ الموسیقی |
- اس کتاب کی نسبت اقلیدس کی طرف درست نہیں۔

۱۵ ابستلاؤس اقلیدس کا ہم عصر و شاگرد ۱۵ مفصل حالات حرف الحامیہ دیکھیے۔

۱۳ میونخ کے نسخے نمبر ۲۲ میں بلطیس اور دیانہ کے نسخے نمبر ۱۰۶۲ میں بلطیس درج ہے۔

۱۶ برلن کے دو نسخوں ۵۲-۱۰۰ و ۸۶، میں کاتب الحکیم درج ہے۔

- (۵) کتاب القسمۃ۔ ثابت کی اصلاح شدہ (۶) کتاب الفوائد۔ نسبت غلط ہے۔
 (۷) کتاب القانون
 (۸) کتاب الثقل والخفة
 (۹) کتاب التركيب۔ غلط طور پر منسوب۔
 (۱۰) کتاب التحليل۔ غلط طور پر منسوب۔

الیانوس الرومانی

یہ ایک یونانی عالم تھا، جس کی شاگردی کا دعویٰ سبالی نوس نے بھی کیا ہے۔ حالینوس
 ایک مقام پر کہتا ہے کہ تقریباً ہر طبیب الیانوس کو اپنا استاد سمجھتا ہے۔ الیانوس بیان
 کرتا ہے کہ ایک دفعہ انطاکیہ میں زبردست وبا پھیل گئی، لوگ دھڑا دھڑا مرنے لگے،
 کوئی تدبیر کارگر نہ ہوتی اور اطباء و سلاطین پر ایک طرح کا خوف مسلط ہو گیا۔ اس اتنا میں
 چند علمائے اہل بیان شہر کو مشورہ دیا کہ وہ باقی تمام دوا میں چھوڑ کر صرف دریاں استعمال
 کریں۔ تو جن لوگوں نے بیمار ہونے کے بعد یہ دوا پی، ان میں سے بعض بچ گئے اور بعض
 چل بسے اور جن خوش قسمتوں نے بیمار ہونے سے پہلے اس کا استعمال شروع کر دیا،
 وہ بالکل محفوظ رہے۔

۱۔ انطاکیہ۔ حلب کے مغرب اور الیکزینڈریا کے جنوب مشرق میں ساحل شام کے قریب ایک
 مشہور شہر جو ہرقل کے زمانے میں شام کا دار الخلافہ تھا۔ حضرت خالد بن ولید ابو عبیدہ بن الجراح
 نے اس شہر کو ۳۱ھ۔ ۲۱ رات ۳۱۱ھ میں فتح کیا۔

۲۔ قاموس میں دریاں کے دو معنی دیے ہوئے ہیں:۔ تریاق و شراب۔ المنجد میں ایک تیسرا مفہوم
 بھی دیا ہوا ہے۔ یعنی ایک پھل دار پودا۔

میں نے ایک بار ان کے سرگرمی و فخر و جوش سے۔ اور ان کی مرتبت و غیرہ پر پوری توجہ دی جاتی ہے۔ ان دیہات اور چند دیگر اضلاع شرقی میں میرے والد محترم مدت تک بحیثیت ناظر متعلق رہے۔ میں ان دنوں آٹھ سال کا بچہ تھا، اور میرے والد کے ماتحت ناظروں نگراولی اور مزدوروں کا ایک بہت بڑا عملہ تھا۔ اور یہ کام کوئی معمولی کام نہ تھا بلکہ ان میں مشکل خیالی کیا جاتا تھا۔

ارشیدس کی تصانیف یہ ہیں:-

(۱) کتاب المستج فی الدائرة (۲) کتاب مساحة الدائرة

(۳) کتاب الكرة والاسطوانة (۴) کتاب تزییع الدائرة - ایک مقالہ

(۵) کتاب الدوائر المتماثلة - ایک مقالہ (۶) کتاب المثلثات - ایک مقالہ

(۷) کتاب المخطوط المتوازیہ (۸) کتاب الماخوذات فی اصول ہندسہ

(۹) کتاب المفروضات - ایک مقالہ -

(۱۰) کتاب خواص المثلثات القائمة الزوايا - ایک مقالہ

(۱۱) کتاب ساعات آلات الماء التي ترمى بالبندق

محمد بن اسحاق التدمیم اپنی کتاب میں لکھا ہے:-

۱۵ "مجھ ایک معتبر آدمی نے بتلایا تھا کہ اہل روم نے تصانیف ارشیدس

کی چند گھڑیاں جلا ڈالی تھیں اور یہ کہانی فراہمی ہے:-

ابو التدمیم نے غالباً طوالت ہی کی وجہ سے یہ کہانی بیان نہیں کی۔

او میرس الشاعر البونانی

بونانی شاعر تھا، جس نے شاعری کو معراج کمال پر پہنچایا۔ اس کی عظمت کا

مطلبہ

اندازہ صرف اس واقعے سے ہو سکتا ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص انا بوالمباحین نامی اس شاعر کے پاس آیا اور کہنے لگا میں آپ کے قصائدِ مدحیہ کا تو اہل نہیں، اس لیے ذرا میری بوجھ ہی کہہ دیجیے تاکہ اقران و امانت میں سزاقتار بلند کر سکوں۔ شاعر نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ تم میری بوجھ کے بھی قابل نہیں۔ وہ شخص کہنے لگا اگر تم نے میری آرزو کو پورا نہ کیا تو میں روسائے شہر کے پاس جا کر تمہاری بڑولی کا چہرہ چاکروں گا۔ شاعر نے ہرجستہ جواب دیا، جزیرہ قبرص کا واقعہ ہے کہ ایک کتا ایک شیر کے پاس لڑائی کے ارادے سے گیا۔ شیر نے لڑنے سے انکار کر دیا۔ کتا کہنے لگا اگر تم نے میری خواہش کو پورا نہ کیا تو میں تمام جنگلی جانوروں میں تمہاری بڑولی کا چہرہ چاکروں گا۔ شیر کہنے لگا میں جنگلی وحوش سے ضعف و بزدلی کا طعنہ گوارا کر لوں گا لیکن تم جیسے ذلیل جانور کے خون سے ہاتھ رنگنے کی ذلت کبھی برداشت نہیں کروں گا۔

اصطفتن البیابلی

یہ ایک کلدانی حکیم تھا، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت (۶۱۰ء) کے قریب زندہ تھا اور افلاک و نجوم کا بہت بڑا عالم تھا اس کی ایک کتاب فی حکام النجوم اہرین ہیئت کے ہاں بے نگاہی احترام دیکھی جاتی ہے۔

اخری میدس

یونان میں اقلیدس کے بعد سب سے بڑا ریاضی دان بلکہ اس کا جانشین سمجھا جاتا

۱۵ قبرص کو سائبرس بھی کہتے ہیں۔ قبرص (قبرس) بحیرہ روم کے مشرق میں ساحل شام کے پاس ایک مشہور جزیرہ ہے جس پر آج کل (۱۹۴۲ء) برطانیہ کا قبضہ ہے۔

ہے۔ یہ دنیا کو علم اقلیدس سکھاتا تھا۔ اس نے علم اقلیدس پر چند کتابیں بھی لکھی ہیں۔
روم کا ایک عالم اس کے ہاں حصول علم کے لیے آیا تھا۔ علم ریاضی میں اس کے
اقوال سے استناد کیا جاتا ہے۔

ابوسدرینوس

۵ روم کا ایک ریاضی داں جو اقلیدس کے بعد گزرا۔ سرزمین روم میں اختراع
ریاضی کی بہت کوشش کی۔ بڑے بڑے فضلا اس کے حلقہ درس میں شامل رہے۔
لوگ روم تعمیرات میں اس سے مشورہ لیا کرتے تھے۔

اقطین

۱۔ اسکندریہ کا ایک ریاضی داں جس کا سب سے بڑا مشغلہ رصد گاہوں میں بیٹھ کر
اجرام سماوی کا مشاہدہ تھا۔ یہ اودمپٹن اسکندریہ کی ایک رصد گاہ میں مل کر کام کرتے
تھے۔ ان کے نتائج مشاہدہ بطلمیوس القلوزی کے زمانے تک قابل اعتماد رہے۔ یہ
بطلمیوس سے ۵۷۱ سال پہلے گزرے تھے۔

ابیحون

۱۵ میرے خیال میں یہ حکیم یونان کا رہنے والا تھا۔ اس کی ایک تصنیف کتاب الفرائض
کافی مشہور ہے۔ ابو معشر نے اپنی تصانیف میں اس حکیم کا ذکر کیا ہے۔

۱۵ لے میٹن، اسکندریہ کا ایک منجم۔ جو بطلمیوس سے ۵۷۰ سال پہلے گزرا ہے۔ علمائے افلاک
میں اس کے نتائج مشاہدہ بہ نظر احترام دیکھے جاتے ہیں۔

ایرخس یا ایرخس

عروج یونان کے زمانے میں یہ حکیم کلدیہ میں پیدا ہوا تھا۔ علم ریاضی کا قائل اور علم الارصاد (رصد کی جمع) کا بہت بڑا ماہر تھا۔ سیلن و اقطین سے تقریباً تین سو سال بعد گزرا۔ اس نے اپنے مشاہداتِ فلکی پر وہ محکم دلائل دیے کہ بطلیموس جیسے منجم کو سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ المجسطی میں بطلیموس اس کا بار بار ذکر کرتا ہے۔

اس کی مشہور تصنیف کتاب اسرار النجوم ہے جس میں اقوام و ملل کے عروج و زوال اور سیاسی جنگوں کا مفصل ذکر ملتا ہے۔ عربی میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ جن حضرات نے اس کتاب کو پڑھا ہے، انہیں اس حکیم کے بے نظیر علمی کا کچھ نہ کچھ اندازہ ہو گیا ہو گا۔ اہل بابل کا علم نجوم ہم تک نہیں پہنچ سکا۔ کیونکہ ان کی سلطنت تباہ ہو چکی تھی اور غلاموں کے علم و فضل کی قدر کم ہو جاتی ہے۔ ان کی چند رصدگاہوں کا ذکر بطلیموس نے المجسطی میں مجبوراً کیا ہے۔ چونکہ اہل یونان کے ان مشاہدہ کو اکب کا کوئی انتظام موجود نہ تھا۔ اس لیے اسے اپنے نظریوں کی بنیاد کلدانیوں کے مشاہدات پر رکھنی پڑی۔

ایرخس (شاعر)

یہ شاعر یونان کا رہنے والا تھا۔ اس میں اور امیرس میں شاعرانہ رقابت رہا۔ آشوریوں کا ایک بادشاہ آسوربانی پال تھا۔ جب اس کا اردو کا تخت پر بیٹھا تو اس کے ہمراہ بابل کے حاکم نابوپلاسر نے خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ اس پر بابل کا پہلا بادشاہ کملتا ہے۔ بابل کا آخری بادشاہ بابل تھا۔ جس پر شہنشاہ ایران سیروس نے حملہ کیا اور ۵۳۹ ق م میں بابل کو فتح کر کے سلطنت بابل کا خاتمہ کر دیا۔ (تاریخ بابل قدیمہ۔ مطبوعہ انجمن ترقی اردو)

کرتی تھی۔ ایک دن ابرخس کہنے لگا "میں اومیرس سے بڑا شاعر ہوں اس لیے کہ میرے اشعار زیادہ ہیں اور خیالات کو موزوں الفاظ میں بہت جلد منتقل کر لیتا ہوں۔ دوسری طرف اومیرس کے اشعار تعداد میں کم ہیں، اور ایک شعر پر کئی گھنٹے لگا دیتا ہے۔"

اومیرس نے کہا کہ ایک دفعہ انطاکیہ میں ایک غنیزینے شیرنی کو طعنہ دیا کہ تمھاری اولاد کم اور زمانہ عمل بہت طویل ہوتا ہے، میرے اہل بچے بھی زیادہ اور عرصہ عمل بھی بہت کم ہوتا ہے۔ شیرنی نے جواب دیا کہ تمھارا الزام درست ہے لیکن شاید تم اس حقیقت کو بھول گئی ہو کہ میں جو بچہ بنتی ہوئی شیر ہوتا ہے۔

ارسطی فلسفہ یا ارسطی قوس

تورینا کا رہنے والا۔ تورینا شام میں ممس کے پاس ایک شہر ہے جسے پرانے زمانے میں رقتیہ کہتے ہیں۔ کسی کتاب میں اس حکیم کے نام کے ساتھ الرقتی (رقتیہ کا رہنے والا) بھی دیکھا ہے (لیکن کتاب کا نام یاد نہیں رہا) یہ حکیم یونانی فلسفیوں میں بہت احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور اپنے فن کا امام سمجھا جاتا تھا۔ فلسفیوں میں ایک ایسا گروہ بھی ہو گیا ہے جو اس کی پیروی کا دم بھرتا تھا۔ موجودہ فلسفے سے پہلے اسی کا فلسفہ رائج تھا۔ اس کا فرقہ ان سات فرقوں میں شمار ہوتا ہے جن کا ذکر حالات انقلابوں میں آچکا ہے۔ اس کے پیرو تورینا نیتین (تورینا کی طرف منسوب) کہلاتے تھے۔ جب

۱۰

۱۵

مثنائین کا فلسفہ چمکا تو اس کا فلسفہ مدھم پڑ گیا۔

اس کی ایک تصنیف کا نام کتاب البحر المعروف بالحدود ہے جس کی اصلاح

۱۵

ابوالوقاس محمد بن محمد الحاسب نے کی۔ اسی نے اس کا ترجمہ کیا اور تفسیر بھی لکھی۔ نیز

۱۵

ابو یوسف کا ایک منجم جب طرف الدولہ نے دیکھ بن رستم کو چند دیگر منجمن (بقیہ ماضیہ منالپر)

اس کے بیان کردہ قواعد کو حسابی دلائل سے ثابت کیا۔ اس کی ایک اور تصنیف بھی ہے۔ جس کا نام کتاب قسمتہ الاعداد ہے۔

ارسطو خس یا ارسطو خس

فلسفے کے لحاظ سے یونانی۔ مولد کے لحاظ سے اسکندرانی (اسکندریہ کا رہنے والا) علم الفلک کا فاضل اور کتاب حد الشمس والقمر کا مصنف تھا۔

ابن البیرونی

ریاضی دان، مهندس، منجم چھٹی صدی عیسوی کے اواخر میں پیدا ہوا اس کی مشہور تصنیف کتاب العمل بالاسطرلاب المسطح ہے۔

القیلاوس

یہ حکیم اسکندریہ کا باشندہ اور علوم طبیعی کا ماہر تھا۔ اس نے تصانیف جالیئوس کے متخص تیار کیے اور بعض کتب کو سوال و جواب کی شکل میں ڈھالا۔ ان اختصارات کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکیم مختصر نویسی میں ماہر اور فن طب کا بہت بڑا حامی تھا۔ اسکندریہ کے چند دیگر حکمانے بھی جالیئوس کی کتابوں کے اختصارات لکھے اور فن طب کو ترقی دی لیکن یہ ان سب کا سردار تھا۔ اس نے جالیئوس کے اقوال پر آگندہ کو جمع کر کے تیرہ مقالے مرتب کیے۔ ان کا موضوع تھا "اسرار حرکات" اور ایسے ہیما کے لیے

(صفحہ ۱۰۹ کا بقیہ حاشیہ)۔ کے ہمراہ ۳ جمادی الآخر ۳۷۳ھ کو مشاہدہ آفتاب کا حکم دیا اور ان

لوگوں نے اپنے تلخ قلم بند کیے تو اس محضرتائے پر ابوالوفا محمد بن محمد کے دستخط بھی ثبت تھے۔ یہ

محضرتا مدحرف الواؤ۔ دیکھیں بن رستم کے حالات میں ملاحظہ فرمائیے۔

لکھے گئے تھے جسے کوئی پرانی بیماری ہو اور وہ مجامعت کر بیٹھا ہو۔ ان مثالوں میں ایسی بیماری کے اسباب و علاج کا مفصل ذکر موجود ہے۔

حنین بن اسحاق (جس نے اکثر تصانیف جالینوس یونانی سے سریانی زبان میں منتقل کیں) کہتا ہے کہ جالینوس کی اکثر تصانیف انقیلاؤس نے مرتب کیں اور بعض علماء تصانیف جالینوس کے خلاصوں کو بھی اس کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

کسی زمانے میں اہل اسکندریہ نے ایک طبی درس گاہ قائم کی تھی۔ جس میں بڑے بڑے طبیب جالینوس کی کتابیں پڑھا کرتے تھے۔ ان لوگوں نے تصانیف جالینوس کو موجودہ شکل میں مرتب کیا، ان کی تفاسیر لکھیں اور ایسے خلاصے قلم بند کیے جن کا یاد کرنا آسان ہو اور طلبہ علم سفر میں لیے پھریں۔ یہ قول اسحاق بن حنین چار حکیموں نے اس کام میں بہت زیادہ حصہ لیا۔ یعنی اصطنق الاسکندرانی، جاسیوس، انقیلاؤس اور مارنیوس۔ یہ اسکندریہ کے مشہور چار طبیب تھے۔ جن کی کوششوں سے مذکورہ بالا تفاسیر و جوامع تیار ہوئیں اور انقیلاؤس کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس نے ان پر آگندہ کتب کو کہیں سے ڈھونڈ کر مرتب کیا۔

اہلن

علوم طبیعی کا ماہر اور بلاد روم میں پہلا طبیب تھا۔ بہت پرانے زمانے میں گزرا اس نے منافیس کے کتبے پر افریقیہ زبان کی ایجاد تیار کی اور فن طب کو کافی ترقی دی۔ یہ حکیم موسیٰ علیہ السلام کے بعد پیدا ہوا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ براق حکیم کے زمانے میں تھا۔ اس کے متعلق روم میں اسی طرح کی کافی حکایات مشہور ہیں۔ جس طرح کہ استغلیبوس کے متعلق یونانی میں۔

۱۵۔ افریقیہ سے مراد یونانی زبان ہے۔

انڈروماخس

یہ حکیم صرف سکینڈرا عظیم کے زمانے میں مشہور رہا۔ اس کے چند مقالے مدارس طب میں آج بھی پڑھائے جاتے ہیں۔ اردن میں رئیس الاطباء تھا اور یہ وہی طبیب ہے جس نے معجون مژود لیطوس میں کچھ گھٹا بڑھا کر اسے اور زیادہ مفید بنا دیا تھا۔ گھٹانے کا تو علم نہیں، البتہ جو چیز بڑھانی تھی، وہ سانپ کا گوشت تھا۔

ایسقلانس

یونان کا مشہور ریاضی داں جو اقلیدس کے بعد گذرا تھا۔ اس کی مشہور کتابیں یہ ہیں: (۱) کتاب الاجرام والالعباد۔ ایک مقالہ (۲) کتاب المطالع۔ (۳) اقلیدس کے چودھویں و پندرہویں مقالے کی اصلاح۔

اوطوقیوس

فلسفے کے لحاظ سے یونانی، مولد کے لحاظ سے اسکندریائی۔ علم ہندسہ کا ماہر اور مشہور مصنف ہے۔ ارشمیدس و لپلیوس کے بعد ہوا۔ مدارس ریاضی میں اس کے نام سے ہر شخص واقف ہے۔ اس کی چند تصانیف کے نام یہ ہیں:-

۱۔ اردن نرسویز کے مشرق، فلسطین کے جنوب اور عرب کے شمال میں ایک چھوٹا سا ملک جو آج کل ایک نیم آزاد سلطنت ہے۔ فرماں روا کا نام امیر حمید اللہ فیصل بن شریف مکہ ہے۔
۲۔ مژود لیطوس ایک طبیب (غالباً یونانی) تھا جس نے سانپ، بچھو اور دیگر زہریلے جانوروں کے زہر کا حتمی علاج دریافت کر لیا تھا۔ اس کا معجون (جو خود طبیب کے نام سے مشہور تھا) اس کام کے لیے بے مثال تھا۔

- (۱) شرح المقالة الاولي من كتاب ارشميدس في الكرة والاسطوانة -
 (۲) كتاب في المخطئين (اس کتاب میں مہندسین کے اقوال سے استناد کیا ہے)
 (۳) کتاب تفسیر المقالة الاولي من كتاب بطليموس في الاعتناء على النجوم -

اوپولوقس

- ۵ پوٹان کا مشہور مہندس و ریاضی دان جس کی تصانیف سے کوئی عالم نا آشنا نہیں۔ بعض تصانیف یہ ہیں :-

- (۱) کتاب الكرة المتحركة (اس کی اصلاح کنڈی نے کی)
 (۲) کتاب الطلوع والغروب - تین مقالے :-

ایرن

- ۱۰ اسکندریہ کا رہنے والا اور مختلف فنون کا عالم تھا۔ اس کی تصانیف میں ریاضی کے کئی امرار بے نقاب ملتے ہیں۔ چند تصانیف کے نام یہ ہیں :-
 (۱) کتاب فی حل شکوک اقلیدس - (۲) کتاب الجیل الروحانیہ -

ارستھانس

- ۱۵ یہ طیب جالینوس سے پہلے گورا تھا اور اس سے بڑا سمجھا جاتا تھا۔ جالینوس نے اس کے اقوال کو اپنی تصانیف میں نقل کر کے ان کی زبردست توثیق کی ہے، اور اس کے وضع کردہ اصول و قواعد کو باطل قرار دیا ہے۔ اس حکیم کی ایک کتاب فن طب پر ہے جس کا نام ہے کتاب طبیعتہ الانسان۔

اوریا سیوس

یہ ایک یونانی طبیب تھا۔ اطیبا کی تواریخ میں اس کا کہیں ذکر نہیں ملتا اور نہ یہ معلوم ہے کہ آیا جالینوس سے پہلے گزرا تھا یا بعد میں۔ اس کی تصانیف سے صرف اتنا پتا چلتا ہے کہ یہ ایک یونانی حکیم تھا ولس۔ اس کی تصانیف یہ ہیں :-

(۱) کتاب الی ابنہ اسطاث۔ نو مقالے۔ حنین نے ترجمہ کیا۔

(۲) کتاب تشریح الاحضا۔ ایک مقالہ۔

(۳) کتاب الادویۃ المستعملۃ۔ اعطفن بن بیل نے ترجمہ کیا۔

(۴) کتاب السبعین۔ ایک مقالہ۔ حنین اور عیسیٰ بن یحییٰ ہرانی نے اس کا ترجمہ کیا۔

ایراہیم بن فرارون

اپنے زمانے کا مشہور طبیب اور فرارون کی اولاد میں سے تھا۔ غسان بن عباد کے ساتھ بلاو سندھ میں آیا۔ کچھ عرصہ یہاں رہا اور پھر واپس چلا گیا۔ جب تک سندھ میں رہا، سُور کا گوشت کھاتا رہا۔

ایراہیم ایک عجیب حکایت بیان کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ سندھ میں ایک دریا بہتا ہے

۱۔ غسان بن عباد مامون کی طرف سے خراسان کا حاکم تھا۔ لیکن احمد بن ابی خالد الاحول (وزیر مامون متوفی ۲۱۵ھ) کے کہنے پر مامون نے اسے معزول کر کے اس کی جگہ طاہر بن الحسین کو مقرر کر دیا۔ (یہ ۲۰۵ھ کا واقعہ ہے) اور طاہر نے ۲۱۵ھ میں خود مختاری کا اعلان کر دیا۔

حائریۃ المعارف الاسلامیہ ۲ ص ۲۵۴

جس کا نام مہران ہے۔ اس میں ایک ایسی مچھلی ملتی ہے جو شکل و صورت میں بڑے قلعے سے
 ملتی جلتی ہے۔ لوگ اس کو پکڑ کر ایک حصّے (سر وغیرہ) پر کھیر چل دیتے ہیں اور دوسرا حصّہ
 آگ پر رکھ دیتے ہیں۔ انتڑیاں وغیرہ پہلے نکال لیتے ہیں۔ جب یہ حصّہ پک کر تیار ہو جاتا
 ہے تو گوشت کھا لیتے ہیں اور باقی پانی میں پھینک دیتے ہیں اگر اس مچھلی کی استخوان پشت
 سالم ہو تو یہ پھر زندہ ہو جاتی ہے اور گوشت دوبارہ پیدا ہو جاتا ہے اور اگر مچھلی کی ہڈی توڑ
 دی جائے تو دوبارہ زندہ نہیں ہو سکتی۔ جب حسان نے یہ حکایت سنی تو اپنے گھر میں ایک تالاب
 بنوایا اور ہم سے کہا کہ جاؤ مچھلیاں پکڑ لاؤ۔ ہم ہر روز کسی مچھلیاں پکڑ لاتے جن میں سے بعض
 کی استخوان پشت توڑ دلتے اور بعض کی یو نہی رہنے دیتے۔ پھر ان کے اگلے حصّے پر کھیر چل کر
 پھینکا حصّہ آگ پر رکھ دیتے۔ جب پک کر تیار ہو جاتی تو اس حصّے کا گوشت کھا لیتے اور
 باقی تالاب میں پھینک دیتے۔ اللہ کی شان دیکھیے کہ تمام وہ مچھلیاں جن کی ہڈیاں سالم ہوتیں
 دوبارہ جی اٹھتیں اور ان پر دوبارہ گوشت چڑھ جاتا۔ یہ گوشت سفید رنگ کا ہوتا اور جن
 مچھلیوں کو بھونے بغیر تالاب میں پھینک دیتے، ان کا نیا گوشت کالے رنگ کا ہوتا تھا۔

ابراہیم بن ہلال بن ابراہیم بن زہرون الصائفی البواسطی

یہ کئی رسائل کا مصنف تھا۔ اس کے آباؤ اجداد حوران کے رہنے والے تھے
 یہ خود بغداد میں پیدا ہوا اور وہیں تعلیم حاصل کی۔ نظم و نثر ہر دو میں کمال پیدا کیا۔
 اور علم ریاضی، ہندسہ و ہنر میں لازوال شہرت کا مالک بنا۔

۱۵ لے نرہران۔ جہنے است ہ سندو۔ (منتہی الادب) لیکن نزہت ص ۲۱۹ پر مذکور ہے کہ
 ابراہیم بن ہلال بن ابراہیم بن زہرون الصائفی البواسطی کا نام ہے۔

جب شرف الدولہ بن محمد الدولہ نے بغداد میں ایک رصد گاہ بنوانے کا ارادہ کیا اور اس کا نام پر دیکھ بن رسم الکوی کو مقرر کیا اور دیکھ نے چند علماء کی موجودگی میں اپنے مشاہدات کو قلم بند کر کے اس تحریر پر ان سب کے دستخط لینے تو ایرامیم بن ہلال نے بھی اس تحریر پر یہ حیثیت مشاہدہ دستخط کیے تھے۔ اس تحریر میں مشاہدہ و معائنہ کی مفصل کیفیت اور آفتاب کا بعض برجوں میں داخل ہونے کے حالات درج تھے۔

مجھے مصنف کی ایک کتاب فی المثلثات دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے، جو مصنف کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی۔ اس موضوع پر اس کے چند اور رسائل بھی ملتے ہیں۔ جو بعض سوالات کے جواب میں لکھے گئے تھے۔ بہترین رسائل لکھنے اور تبلیغ الکلامی میں کافی شہرت کا مالک تھا۔

شاہان عراق کے ایک سلسلے یعنی بنو یوہیمہ کے دربار میں مدقوں رہا اس کی زندگی

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

ان بھائیوں کی حکومت مختلف علاقوں پر قائم تھی۔ (تاریخات ہلالیہ اسلام ص ۱۳۵)
(بقیہ ماشیہ ص ۱۱۱ پر دیکھیے)

میں نشیب و فراز بہت زیادہ ہیں کبھی وادیوں کی آخری بلندیوں پر پہنچ جاتا اور کبھی
ذلت و مسکنت کی انتہائی پستیوں میں پھینک دیا جاتا اس سلسلے کی ایک افسوس ناک حکایت
یوں ہے کہ جب عبداللہ پہلی بار عراق میں داخل ہوا تو ابراہیم کی بڑی عزت کی اسے شرف پاریاہی

(صفحہ ۱۱۶ کا لقیہ حاشیہ ملاحظہ ہو) :-

علاقہ	تاریخ جلوس ہجری	نام	علاقہ	تاریخ جلوس ہجری	نام
دیلمہ فارس	۳۲۰ھ	عماد الدولہ ابوالحسن علی	صرف عراق	۴۱۱	مشرق الدولہ
	۳۳۸ھ	عبداللہ ابوشجاع خسرو		۴۱۶	جلال الدولہ
	۳۷۲ھ	شرف الدولہ		۴۳۵	عمادالدین (ملک فارس)
	۳۷۹ھ	مصعب الدولہ ابوالکاسم		۴۴۰ھ ۴۳۸ھ	ابونصر خسرو فرقد ()
	۳۸۸ھ	بہام الدولہ (عراق)	کربلا	۴۰۳	قوام الدولہ ابوالفوارس
	۴۰۳ھ	سلطان الدولہ ابوشجاع		۴۱۹	عمادالدین (ملک فارس)
	۴۱۵ھ	عماد الدولہ ابوالکاسم		۴۴۰ھ ۴۳۸ھ	ابومنصور تولادستون
	۴۱۷ھ ۴۳۰ھ	ابونصر خسرو فرقد حمیم	دیلمہ کے مہلک	۳۲۰	رکن الدولہ ابو علی حسن
دیلمہ عراق و ابوازد و کرمان	۳۲۰	سعد الدولہ ابوالحسن احمد	اصفہان	۳۶۶ ۳۷۳	موبد الدولہ ابومنصور (اصفہان) نقط
	۳۵۶	عوالدولہ بختیار		۳۶۶	نظر الدولہ ابوالحسن علی
	۳۶۷	عبداللہ (ملک فارس)		۳۸۷ ۴۲۰	سید الدولہ ابوطالب رستم
	۳۷۲	شرف الدولہ ()		۳۸۷	شمس الدولہ (ابوطاہر)
	۳۷۹	بہام الدولہ ابونصر فرقد		۴۱۲ ۴۱۳	سما الدولہ ابوالحسن
	۴۰۳	سلطان الدولہ (ملک فارس)	نوٹ: دیلمہ کو آل کاکوبہ		غزویوں نے سبقتوں سے تباہ کیا۔

* ان فرماں رواؤں نے بعض دیگر علاقوں پر بھی حکومت کی۔

بجائے صحبتیں رہیں اور آخر میں ایران جانے کی دعوت دی۔ ابراہیم نے پہلے یہ دعوت منظور کر لی لیکن پھر یہ سوتج کر کہ اس کی غیر حاضری میں اہل و عیال کو تکلیف ہوگی اور کو اکب پرستوں (صائبیوں) کے تمام مذہبی و مجلسی امور درہم برہم ہو جائیں گے۔ عبداللہ کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔

۵ جب عبداللہ اور عزا اللہ (عبداللہ کا عم زاد بھائی) کی غلط فہمیاں دفع ہو گئیں اور ان کی آپس میں صلح ہونے لگی تو عزا اللہ ابراہیم کے پاس آیا اور کہا کہ معاہدے کی شرائط قلم بند کرو۔ ابراہیم نے حکم کی تعمیل کی اور ایک ایسا معاہدہ تیار کیا جس کی شرائط عبداللہ کو ناگوار گزریں۔ اس وقت ٹو دستخط کر دیے لیکن جب دوبارہ عراق میں داخل ہوا، تو ابراہیم کو جیل خانے میں ڈلوادیا اور ساتھ ہی کہلا بھیجا کہ اگر جیل سے آزاد ہونے کی تمنا ہے تو پہلے خاندان بویہ کی تاریخ مرتب کرو۔ ابراہیم نے نہایت فصیح و بلیغ عبارت میں کتاب التاجی کی تکمیل کی اور کچھ قصائد مدحیہ بھی جیل خانے سے لکھ بھیجے۔ اس کے بعد ابراہیم جب تک زندہ رہا، اخلاف عبداللہ اور وزرائے بویہ کا مورد الطاف رہا۔ آخر سوموار کے دن ۱۲ شوال ۳۸۴ھ کو بغداد میں فوت ہوا اور ایک مقام جنینہ متصل شومیرزہ میں دفن ہوا۔ اس کی ولادت شب جمعہ ۵ رمضان ۳۱۳ھ کو ہوئی تھی۔

۱۵ ابراہیم کی وفات پر الشریف الرضی ابو الحسن الموسوی نے کئی مرثیے کہے جن میں سے ایک کا مطلع یہ تھا :-

۱۵ جنینہ بغداد میں ایک موضع کا نام ہے۔ (القاموس ج ۱ ن ن)۔ ۱۵ محمد بن حسین بن محمد بن موسیٰ بن ابراہیم بن موسیٰ الکافم ایک بہت بڑا ادیب، شاعر اور شیعہ فاضل متاثر شیعوں کی مشہور کتاب نوح البلاغۃ کا مرتب یا تو یہی رضی ہے اور یا اس کا بھائی مرتضیٰ۔ رضی بغداد میں ۱۵۰۰ھ کو فوت ہوا۔ (وفیات الاطیالیان لابن علیکان)

أَعْلَمْتَ مَنْ حَمَلُوا عَلَيَّ الْأَعْوَادَ أَمْ آيَاتُ كَيْفَ تَحْيَا ضَبْيَاءُ النَّادِي
 کیا تم جانتے ہو کہ تابوت پر کسے لیے جا رہے ہیں؟ دیکھا تم نے کہ محفل کا چراغ کیوں کر بجھ گیا
 یہ ایک لمبے مرثیے کا مطلع ہے۔ جب رعتی (شاعر) کے بھائی مرتضیٰ نے یہ مطلع سنا، تو
 آگ بگولہ ہو کر کہنے لگا:-

”ہاں ہم جانتے ہیں کہ تابوت پر کون جا رہا ہے۔ ایک مشرک اور
 اور کافر گتتا جہنم کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کی طرف جا رہا ہے۔“

ابراہیم بن زہرون ابواسحق

یہ حران کا ایک طبیب اور غالباً ابراہیم بن ہلال الکاتب کا دادا تھا۔ ثابت
 بن حنان بن ثابت بن قزحہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ یہ حکیم شب جمعات ماہ صفر ۳۰۹ھ
 کو فوت ہوا۔ ختم ماہ میں گیارہ دن باقی تھے۔

ابراہیم قویری ابواسحق

ابو بشر متی بن یونان اس کے شاگردوں میں سے تھا اور یہ اپنے زمانے میں
 عامہ مشہور رہا ہے۔ اس کی چند تصانیف یہ ہیں:-

- (۱) کتاب تفسیر فالطیغوریاں مشتمل
- (۲) کتاب باریر مینیاں مشتمل
- (۳) کتاب انالوطیقا الاولی مشتمل

اس کی کتابیں از بس منعلق و خشک ہیں، اس لیے انہیں کوئی نہیں پڑھتا۔

احمد بن محمد بن مروان بن الطیب السمری

یہ ایک اسلامی فلسفی ہے، جو یعقوب بن اسحاق کندی کا شاگرد تھا۔ اس نے فلسفے میں کمال پیدا کیا اور موسیقی و منطق وغیرہ پر کتابیں لکھیں۔ اس کا کلام فصیح، مختصر و سلیس ہے۔ ماہر علوم متقدمین و فنون عرب میں کامل، ذہین، قابل اور مبلغ تھا۔ اس کی تصانیف نہایت عمدہ ہیں۔ یہ آفاقی معتقد باللہ کا استاد تھا۔ پھر اس کا تدریس و جلسیں بن گیا۔ معتقد

۱۵ معتقد باللہ بن موفی بن متوکل خلفائے عباسیہ میں سے تھا۔ عباسیہ کے بانی ابو العباس عبداللہ سفاح بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم نے ۱۳۲ھ میں ابو مسلم مروی خراسانی (وفات ۱۳۶ھ) کی مدد سے سلطنت اسلامی کے پیشتر حصے پر قبضہ کر لیا، اور یہیں سے دولت عباسیہ کی بنیاد پڑ گئی۔ جو سو اسی سال تک جاری رہی۔ خلفاء کی تعداد ۱۰۰ ہوئی۔ چونکہ خلفائے عباسیہ کا ذکر بار بار کتاب میں آتا ہے، اس لیے یہ جدول بیان دیا جاتا ہے۔

شمار	سال جلوس	نام خلیفہ	دار الخلافہ	کوئی قابل ذکر امر
۱	۱۳۲ھ	ابوالعباس عبداللہ سفاح بن محمد	ابنار	ابنار کو فہ کے پاس ایک شہر تھا جو
۲	۱۳۶ھ	ابوجعفر منصور (ابوالعباس کا بھائی) بن محمد	بغداد	سفاح نے خود آباد کیا تھا اور اس کا
۳	۱۵۸ھ	ہمدی بن ابوجعفر	"	نام ہاشمیہ رکھا تھا۔ سفاح توں ریڑھ
۴	۱۶۹ھ	ہادی بن ہمدی	"	کو کہتے ہیں۔ چونکہ اس نے آل امویہ
۵	۱۷۰ھ	اردن الرشید بن ہمدی (ہادی کا بھائی)	"	کے بے شمار آدمی قتل کیے تھے۔ اس لیے سفاح مشہور ہو گیا۔
۶	۱۹۳ھ	امین بن ہادی	"	
۷	۱۹۸ھ	امول بن ہادی	"	
۸	۲۱۸ھ	معتصم باللہ بن ہادی	"	باقیہ ماخیرہ ۱۸۱ پر دیکھیے

اس سے امور مملکت میں مشورہ کیا کرتا تھا۔ احمد میں ایک نقص تھا کہ اس پر علم غالب تھا
مقل مغلوب۔ اور یہی نقص اس کے قتل کی وجہ بنا۔ نقصہ یوں ہے کہ ایک فہم معتقد نے

صفحہ ۱۲۰ کا بقیہ حاشیہ ملاحظہ ہو :-

شمار	سال جلوس	نام خلیفہ	دار الخلافہ	کوئی قابل ذکر امر
۹	۵۲۲۴	وائلق باللہ بن معتصم	بغداد	
۱۰	۵۲۳۲	متوکل بن معتصم	"	
۱۱	۵۲۴۰	المنصور بن متوکل	"	
۱۲	۵۲۴۸	المستعین بن محمد بن معتصم	"	
۱۳	۵۲۵۱	المعتز باللہ بن متوکل	"	
۱۴	۵۲۵۵	المہدی باللہ بن وائلق	"	
۱۵	۵۲۵۶	المعتد علی اللہ بن متوکل	"	
۱۶	۵۲۶۹	معتقد باللہ بن ہونق بن متوکل	"	
۱۷	۵۲۸۹	المکتفی باللہ بن معتقد	"	
۱۸	۵۲۹۵	المقتدر باللہ بن معتقد	"	
۱۹	۵۳۲۰	القادر باللہ بن معتقد	"	
۲۰	۵۳۲۲	الرافعی بن مقتدر	"	
۲۱	۵۳۲۹	المستقی بن مقتدر	"	
۲۲	۵۳۴۳	المستکفی بن المکتفی	"	
۲۳	۵۳۴۴	المطیع للہ بن المعتد	"	
۲۴	۵۳۴۵	الطائع للہ بن المطیع	"	(بقیہ حاشیہ ۱۲۲ پر دیکھیے)

اس سے قاسم بن عبید اللہ اور بید (معتقد کا غلام) کے متعلق کوئی راز کی بات کہہ دی۔ اس نے قاسم کے قریب میں آکر راز افشا کر دیا۔ بادشاہ کو جو غصہ آیا تو اپنے دربار سے ہٹا کر قاسم بید

(صفحہ ۱۲۱ کا لیتیہ حاشیہ ملاحظہ ہو) :-

شمار	سال جلوس	نام خلیفہ	دار الخلافہ	کوئی قابل ذکر امر
۲۵	۳۸۱ھ	القادر باللہ بن المتقی	بغداد	
۲۶	۳۲۲ھ	القائم بامر اللہ بن قادر باللہ	"	اسے ارسلان ترک کی نے ۳۵۰ھ
۲۷	۳۶۷ھ	المقتدی بن قائم	"	میں پکڑ لیا تھا اور طغرل بیگ سلجوقی نے پھیرا یا تھا
۲۸	۳۸۷ھ	المستظہر بن مقتدی	"	
۲۹	۵۱۲ھ	المسترشد بن مستظہر	"	
۳۰	۵۲۹ھ	المرشد بن مسترشد	"	
۳۱	۵۳۰ھ	المقتفی لامر اللہ بن مستظہر	"	
۳۲	۵۵۵ھ	المستنجب بن مقتفی	"	
۳۳	۵۶۶ھ	المسبقتی بن نور اللہ بن مستنجب	"	
۳۴	۵۷۵ھ	الناصر لدین اللہ بن المسبقتی	"	
۳۵	۶۲۲ھ	الظاهر بامر اللہ بن الناصر	"	
۳۶	۶۲۳ھ	المستنصر بن الظاہر	"	مستعصم آخری بادشاہ تھا جسے ہلاکو خاں نے ۶۵۶ = ۶۲۵ھ میں قتل کر دیا تھا۔
۳۷	۶۴۰ھ	مستعصم بن مستنصر	"	

نوٹ :- مصر کے خلفائے عباسی المستنصر بن الظاہر کی اولاد ہیں۔

(طبقات سلاطین اسلام ترجمہ عباس اقبال)

کے حوالے کر دیا۔ ان دونوں نے پہلے تو اس کے مال و متاع پر ہاتھ صاف کیا اور پھر جیل خانے میں ڈال دیا۔ جب کچھ عرصے کے بعد معتقد نے آند پر چڑھائی کی اور احمد بن عیسیٰ بن شیخ کے خلاف اعلان جنگ کیا تو خوارج کا ایک گروہ جیل خانے سے بھاگ نکلا جسے المعتقد کے ایک نواب مولس الغمل نے فوراً گرفتار کر لیا لیکن احمد جیل سے نکلے ہلا، یابن خیال کہ شاید اس پر رحم کیا جائے گا معتقد نے قاسم کو حکم دیا کہ وہ تمام واجب القتل باغیوں کی ایک فہرست تیار کرے۔ قاسم نے احمد کا نام بھی اس فہرست میں جھڑوایا، چنانچہ یہ قتل ہو گیا۔ معتقد کو اس واقعے کی خبر نہ تھی۔ اس نے باتوں باتوں میں احمد کا حال دریافت کیا تو قاسم نے مقتولین کی فہرست سامنے کر دی۔ معتقد نے اس کا نام پڑھا اور خاموش ہو رہا۔ یہ شخص انتہائی عزت کے بعد نہایت ذلت کی موت مرا۔ اس کی تصانیف یہ ہیں :-

۱۰

۱) کتاب قاطبغور یا س

۲) کتاب باریر منیاس

۳) کتاب انوار طبعنا

۴) کتاب عرش الصناعات

۵) کتاب اللہ و الملائہ

۶) کتاب الیاسۃ

۷) کتاب المدخل الی صناعات النجوم

۸) کتاب الموسیقی الکبیر۔ دو مقالے

۱۵

۹) کتاب الموسیقی الصغیر

۱۰) کتاب المسالک و الممالک

۱۱) کتاب المدخل الی الطب

۱۲) کتاب الارشاد طبعی و الجبر و المقابله

۱۳) کتاب المسائل

۱۴) کتاب فضائل بغداد

۱۵) کتاب الطبع (ایک نسخے میں البطح)

۱۶) کتاب ناد المسافر

۱۷) کتاب دیانے و جلہ کے کتابے دیار بکر کا اہم شہر (نزد بہت ص ۱۳۱)

۱۸) معتقد نے پہلے احمد بن عیسیٰ پر چڑھائی کی اور پھر ۲۸۵ھ میں اس کے لڑکے محمد پر۔ محمد نے معافی مانگی لیکن اپنی حرکات سے باز نہ آیا۔ اس لیے اسے تمام خانہان کے ساتھ گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ احمد و محمد دیار بکر کے فرماں سنا گئے۔ (طبری)

- (۱۷) کتاب المدخل الی علم الموسیقی (۱۸) کتاب المجلساء والمجالسہ
 (۱۹) کتاب جوابات ثابیت (۲۰) کتاب النمش والکلف
 (۲۱) کتاب الشاکین وطرقی اعتقادہم (۲۲) کتاب متفحمة الجبال
 (۲۳) کتاب وصفت تدریب الصائین (۲۴) کتاب فی ان مبدعات لامتحركة ولا ساکنہ

احمد بن محمد بن کثیر القرعانی

یہ عہدِ مامون کا ایک منجم ہے جس کی ایک تصنیف المدخل الی علم ہیئۃ الافلاک و
 حرکات النجوم ازلیں مفید و بلند پایہ کتاب سمجھی جاتی ہے۔ یہ تین ابواب پر مشتمل ہے اور
 اس میں لطلیموس کے تمام اصول نہایت بلند عبارت میں پیش کیے گئے ہیں۔

احمد بن یوسف المنجم

علم النجوم میں کافی شہرت کا مالک ہے۔ اس کی دو تصانیف کے نام یہ ہیں:-
 (۱) کتاب التبیہة والتناسب۔ (۲) کتاب شرح الثمر لطلیموس۔ یہ کتاب نجوم پر ہے۔

احمد بن محمد الصاغانی ابو حامد الاصطرابی

علم ہندسہ و ہیئت میں ماہر اور اپنے زمانے میں بڑا مشہور عالم تھا۔ یہ بغداد میں
 اصطراب اور دیگر آلات رصدیہ کی تکمیل میں لگا رہتا تھا۔ اس کے آلات آج تک استعمال ہو رہے ہیں
 وہ شاگردوں کی ایک بہت بڑی جماعت پیچھے چھوڑ گیا ہے جنہیں اسناد کی قابلیت پر بجا ناز

ہے۔ اس کے پاس قدیم زمانے کے چند ایسے آلات بھی تھے جن کو دیگر ماہرین افلاک نا آشنا ہے۔
 حبیب شرف الدولہ بن عقد الدولہ نے وکجن بن رستم الکوسی کی زیر نگرانی بغداد میں
 شاہی باغ کے پاس ایک رصد گاہ بنوائی اور مشاہدات کا ایک چارٹ تیار کیا گیا۔ تو اس
 پر احمد بن محمد الصاغاتی کے دستخط بھی ثبت تھے تفصیل وکجن کے حالات میں دیکھیو۔
 اس کی موت ۱۰ ذی القعدہ یا ذی الحجہ ۳۷۹ھ میں بہ مقام بغداد واقع ہوئی۔

احمد بن عمر الکراہیسی

علوم ہندسہ و اعداد میں بہت بڑی شہرت کا مالک تھا۔ اس کی تصانیف
 عربی زبان میں ہیں۔ چند ایک کے نام یہ ہیں :-

- (۱) کتاب شرح اقلیدس
- (۲) کتاب حساب الدور
- (۳) کتاب الوصایا
- (۴) کتاب مساحتہ المملکتہ
- (۵) کتاب الحساب الہندی۔

اسحاق بن حنین بن اسحاق ابو یعقوب بن ابی زید العبادی النضرائی

علم و فضل اور یونانی و سریانی سے ترجمہ کرنے میں اپنے فاضل باپ کا صحیح جانشین
 تھا اور فصاحت و بلاغت میں والد سے بدرجہا بڑھا ہوا تھا۔ یہ انہی امرا کے دربار
 میں رہا جہاں اس کا والدہ چکا تھا۔ زندگی کے آخری ایام میں قاسم بن عبید اللہ کے

۱۵ لہ اپنے والد عبید اللہ کی وفات ۲۵۹ھ کے بعد المعتز کا وزیر بنا۔ (بغیہ حاشیہ ص ۱۲۶ پر)

دربار میں آگیا اور اس کا مشیر خاص بن گیا۔ قاسم کا کوئی راز اس سے مخفی نہ تھا۔ اس کی موت فالج سے ربیع الاول ۲۹۸ھ میں واقع ہوئی۔ اس نے تراجم کے علاوہ بھی چند کتابیں لکھیں۔ جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں :-

(۱) کتاب الادویۃ المفردۃ (۲) کتاب کناش الحنف

(۳) کتاب تاریخ الاطبا۔ ۵

اہرن القس

آغاز اسلام میں پیدا ہوا۔ اس کی کتاب کناش سریانی زبان میں تھی، جسے ماسرعیس نے عربی زبان میں منتقل کیا۔ اصل کتاب تیس مقالوں میں تھی۔ مترجم نے دو اور بڑھائیے۔

۱۰ امیہ بن عبد العزیز بن ابی الصلت الحکیم المغربی

زمانے میں بے مثال، گیتی میں یکتا، نظم و نثر میں یگانہ، علوم و ادب میں بے ہمتا اور مختلف فنون و فضائل میں بے نظیر تھا۔ تحصیل علوم اپنے وطن میں کی، پھر سیاحت کے لیے نکل پڑا۔ پھرتے پھرتے مصر میں پہنچا۔ لیکن بد قسمتی سے یہاں اس کی کوئی قدر نہ ہوئی اور اباب دولت نے اس کی پروا تک نہ کی۔ تنگ آکر اہل مصر کی ایک ہجو لکھ ڈالی جس کے چند اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے :-

(۱) میری آرزو تھی کہ مصر میں مجھے کوئی ایسا انسان مل جائے جو مصائب میں میری مدد کرے اور دل کو تسلی دے۔

۱۲۵ھ کا لقیہ ماشیہ ملاحظہ ہو)۔ برہم و فضل میں اس کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ وفات ۲۹۱ھ (الکامل لمیرد)

- (۲) لیکن یہاں ایک ایسی قوم سے پالا پڑا۔ کہ جب یہ سچ بولیں تو ان کے دسے سراب سے زیادہ وقع نہیں ہوتے (اور حیب چھوٹ بولنے پر اتر آئیں تو اللہ کی پناہ)۔
- (۳) میں یہ سمجھا تھا کہ میرا علم دفعِ آلام کا وسیلہ بنے گا، اور میں راحت حاصل کروں گا، لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ میرا یہ وسیلہ (علم) ہی تمام تکالیف کا منبع ہے۔
- (۴) حقیقت یہ ہے کہ میرے ناخنوں کو میرے قلم نے کاٹا ہے اور میرے عبر و سکون پر کتابوں کی فوج نے ڈاکہ ڈالا ہے۔
- اسی شاعر کی ایک نظم اعطرلاب پر ملاحظہ ہو:-
- (۱) ایک شریف انسان کا بہترین رفیقِ سفر و حضر، اعطرلاب ہے۔
- (۲) ہے تو چھوٹا سا اور تانبے کا بنا ہوا لیکن سونے سے زیادہ قیمتی ہے۔
- (۳) ایک مختصر سی چیز ہے لیکن اگر اس سے بلند علمی مسائل کے متعلق سوال کرو تو اس کے جوابات مختصر نہیں ہوں گے۔
- (۴) اس کی ایک آنکھ بھی ہے جو دیکھنے میں غلطی نہیں کرتی اور جو کچھ دیکھتی ہے، بتلا دیتی ہے۔
- (۵) تم اس کو اٹھائے ہوئے ہو اور یہ آسمان کو اٹھائے پھرتا ہے۔ اگر تمہارے ہاتھ میں نہ گھومے تو آسمان بھی گھومنا چھوڑ دیں۔
- (۶) زمین اس کا مسکن ہے لیکن باتیں آسمانوں کی بتاتا ہے۔
- (۷) اس کی ایجاد کسی ایسے دانائے کی بس کی بلندیِ تحیل کا اندازہ لگانا ہی مشکل ہے۔
- (۸) ذوقِ سلیم رکھنے والے حضرات کا فرض ہے کہ موجد کا شکر یہ ادا کریں۔
- (۹) اعطرلاب اس حقیقت کا سب سے بڑا شاہد ہے کہ انسانی عقول نیز انسانی فطرتوں میں کافی اختلاف ہے۔
- (۱۰) اور کہ اجسام میں بھی اتنا ہی اختلاف ہے، جتنا کہ صورتوں میں۔

اخوان الصفا

یہ فلسفیوں کی ایک جماعت ہے جس نے اکیاون مقالوں میں ایک کتاب مرتب کی۔ پچاس مقالوں میں پچاس انواع حکمت سے بحث کی اور آخری مقالہ پہلے مقالوں کا تلخیص ہے۔ چوں کہ اس کتاب کا مقصد فلسفے کا شوق پیدا کرنا تھا، اس لیے اس میں محض اشارات ملتے ہیں مفصل مضامین موجود نہیں اور لمبے چوڑے دلائل سے کام دیا گیا ہے۔

اس کتاب پر معتقدین کے نام درج نہیں، اس لیے معتقدین کے متعلق محققین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض کا خیال یہ ہے کہ حضرت علی کی نسل سے ایک امام اس کا مصنف تھا۔ اس امام کی تعیین میں پھر اختلاف ہے جس سے ہم کسی نتیجے تک نہیں پہنچ سکتے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ کسی قدیم معتزلہ کی تصنیف ہے۔

میں خود اس تلاش میں سرگرداں تھا کہ اتفاقاً ابو حیان التوحیدی کا کلام پڑھنے کا اتفاق ہوا اور میری پریشانی جاتی رہی۔ وہاں درج تھا کہ ایک دفعہ عمصام الدولہ بن عضد الدولہ کے وزیر نے ابو حیان سے ایک سوال پوچھا۔ جس کے جواب میں

ابو حیان عضد الدولہ کے عہد کا آدمی ہے۔ ابوسلیمان سجستانی المنطقی کا خاص دوست تھا۔ اور یہ دونوں مل کر سارے شہر بغداد کے واقعات عضد الدولہ کو بتلایا کرتے تھے۔ ابو حیان نے ایک کتاب، کتاب الامتاع والموائسہ لکھی تھی جس کے متعلق ایک قرطبی عالم نے کہا تھا۔ ابتداء ابو حیان کتابہ صوفیاً و تو سطرہ محمدیاً و ختمہ سائلاً ملخصاً ابو حیان کتاب کے آغاز میں صوفی نظر آتا ہے، درمیان میں جا کر محدث بن جاتا ہے اور آخر میں ایک گداگر ہو کر رہ جاتا ہے۔

ابو الفضل عبدالقدیر العارض الشیرازی۔

- ابو حیان نے انخوان الصفا کی تمام حقیقت کھول کے رکھ دی سوال جواب درج ذیل ہیں:-
- وزیر۔ ابو حیان! میں تم سے ایک اہم بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ زید بن رفاعہ سے ایسی باتیں سنتا ہوں جن سے میرے شکوک بڑھ جاتے ہیں۔ وہ کوئی ایسا مذہب بیان کرتا ہے جس سے میں ناواقف ہوں، اور ایسے کنایات و اشارات سے کام لیتا ہے جن کی حقیقت مجھ سے مخفی ہے۔ وہ نقطوں اور حرفوں تک کی بحث پر اتر آتا ہے اور کہتا ہے کہ "یا کے نیچے ایک نقطہ کسی حقیقت پر مبنی ہے۔ یہ تات کے دو نقطے اور الف کا بے نقطہ ہونا حکمت سے خالی نہیں وغیرہ وغیرہ۔ اور تعجب یہ ہے کہ وہ بڑے فخر سے اپنے مذہب کی تبلیغ کرتا ہے۔ کیا تم اس کے متعلق کچھ جانتے ہو؟ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اس سے اکثر ملتے ہتے ہو۔ بڑی لمبی لمبی محبتیں رہتی ہیں، اور ظاہر ہے کہ اگر ایک آدمی سے بار بار ملاقات کی جائے تو اس کا کوئی راز سننے والے سے مخفی نہیں رہتا، اس لیے میرا خیال ہے کہ تم اس کے مخفی مذہب کے متعلق کچھ نہ کچھ جانتے ہو گے۔

- ابو حیان۔ جناب والا! آپ اس شخص کو بہت پہلے سے جانتے ہیں، پھر یہ آپ کا ملازم ہے۔ ان حالات میں مجھ سے پوچھنا محض کسرِ نفسی ہے۔
- وزیر۔ تم ان باتوں کو چھوڑو اور جو کچھ اس کے متعلق جانتے ہو، بیان کرو۔
- ابو حیان۔ میں تو اتنا ہی جانتا ہوں، کہ یہ شخص بڑا ذہین اور قابل ہے، نظم و نثر ہر دو کا دہنی ہے۔ حساب، علم بلاغت و تاریخ میں ماہر ہے۔ مذاہبِ عالم پر اسے عبور حاصل ہے۔ دانش مندوں کی آراء و مقالات کو نگہِ تحقیق سے پرکھتا ہے! الغرض ہر فن مولا ہے۔ تین باتوں میں سے ایک بات یقینی ہے، یا تو اس کا علم بالکل کم ہے اور لوگوں کو طاقتِ لسانی سے دھوکا دے رہا ہے، یا متوسط درجے کا عالم ہے اور اس کی بات ہر دماغ میں اتر جاتی ہے، اور یا اپنے زبردست علم سے دوسروں کو مرعوب کر لیتا ہے۔
- وزیر۔ اس کا مذہب کیا ہے؟

چلائے گئے ہیں۔

ذیہ۔ کیا تم نے ان رسائل کا مطالعہ کیا ہے؟

ابو حنیان۔ جی ہاں، لیکن اطمینان نہیں ہوا۔ ان لوگوں نے ہر فن پر کچھ نہ کچھ لکھ

مارا ہے۔ جسے پڑھا کر تسلی نہیں ہوتی۔ نیز ان میں تحریقات، کتابیات، غلط و غیر محکم مسائل بھرے

ہوئے ہیں۔ ان میں سے چند رسائل میں اپنے استاد ابوسلیمان المتطقی البوسنی محمد بن بہرام
۵ کے ہاں لے گیا۔ استاد نے چند دنوں تک ان کا مطالعہ کیا اور واپس کرتے وقت فرمایا:-

”ان لوگوں نے بے فائدہ تکلیف اٹھائی۔ کوشش کی، لیکن بیکار۔ یہ پیاسے

تھے لیکن چشمتے تاکہ نہ پہنچ سکے۔ ان کے گیت بے لذت اور ان کا تیار کیا ہوا

کپڑا بے طاقت۔ بالوں میں کنگھی کی لیکن انھیں اور اٹھا دیا۔ یہ ایسی بات

۱۰ کرنا چاہتے تھے جو ناممکن الوقوع ہے۔ ان کا ارادہ یہ ہے کہ یہ علم نجوم،

علم المقادیر المحیطی۔ طبعیات، موسیقی (سُروں، گیتوں، آوازوں کی ہم آہنگی و

توازن کا علم) اور منطق دس میں اقوال کو اشاعت دکم و کیفیت کے معیار پر

پرکھا جاتا ہے) کو شریعت میں شامل کر دیں اور فلسفے کو جزو مذہب بنا دیں

حالانکہ یہ ناممکن ہے۔ اس سے پہلے بھی چند علماء یہ کوشش کر چکے ہیں۔ ان کے

۱۵ ذرائع ان سے زیادہ وسیع تھے۔ ان کے ہاں وسائل کی کثرت تھی اور ذہنی

شان و شکوہ کی کمی نہ تھی لیکن ان کی مساعی کی انتہا چند تحریقات الباطل

اور چند پھر اصول تھے، جو چند دن بھی زندہ نہ رہ سکے۔“

ابن العباس بخاری۔ اس کی کیا وجہ تھی؟

ابوسلیمان۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ شریعت اللہ کی بنائی ہوئی ہے، جو ہم تک اس کے ذریعے

۲۰ کے ذریعے پہنچی ہے۔ ان سفیروں کی عداقت پر منہات شہادتیں ہو رہی ہیں مثلاً دجوان کی شہادت

قبولیت کا اور ظہور علامات و معجزات شریعت میں بحث و مباحثے کی کوئی گنجائش

ہیں کیسے، "کیوں"، "اگر" اور "کاش" کا یہاں گزر نہیں اور سر تسلیم خم کیے بغیر کوئی اور چارہ کار موجود نہیں۔ شریعت مکمل نیکی کی تعلیم دیتی ہے، اس کی تفاسیل دل میں اتر جاتی ہیں، کوئی ہدایت پھیدہ و متعلق نہیں، کوئی تاویل غیر معروف نہیں۔ ملک کی زبان اس کی مدد پر آمادہ۔ براہین قاطعہ حمایت کے لیے تیار، اعمال صالحہ کی طرف بلانے والی۔ عام بولی میں بات سمجھانے والی، واضح دلائل سے کام لینے والی، خیر و سنت سے تسک کرنے والی۔

۵

اتفاق و اجماع امت کو اصول قرار دینے والی، جس کے حرام و حلال پر سب متفق اور میں منجم کی تاثیر کو اکب و حرکات فلکی کے جھگڑے نہیں، مشابہات طبیعی کے مجمعے نہیں، حرارت و برودت، رطوبت و بیوست، قائل و منقل اور توافق و تنافر کی دوراز کار بحثیں نہیں، متبادر ہندسہ و اقوال و اسمائے منطقی کی پچیدگیاں نہیں۔ اخوان الصفا کے لیے قطعاً

۱۰

مناسب نہ تھا کہ وہ شریعت و فلسفے کو ملا کر ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالتے۔ اگر آج فلسفیوں کی اس حرکت کو ہم نے گوارا کر لیا تو کل چند گروہ اور اٹھ کھڑے ہو گئے (مثلاً فسول گز، اہل کیمیا جاوگر، علمائے تعبیر (خواب وغیرہ) جو اپنے اپنے فنون کو جزو شریعت بنانے کی کوشش کریں گے۔ اگر ان علوم کا مذہب سے کوئی رشتہ ہوتا، تو اللہ سبحانہ کہیں تو ان ایشیا کا ذکر فرماتا اور انہیں ان علوم کو سیکھ کر شریعت کو محکم کرتے۔ یا کم از کم فلسفیوں ہی کو یہ ہدایت دے جاتے کہ شریعت بھارے فلسفے کے سوانا مکمل رہے گی، اس لیے فلسفے کو مذہب کا جزو بنادینا۔

۱۵

آنحضرتؐ نے قطعاً کوئی ایسی ہدایت جاری نہیں فرمائی۔ نہ خود ان علوم کی طرف متوجہ ہوئے اور نہ ان کے خلفائے میں سے کسی نے یہ کام کیا۔ ہاں ان علوم سے اجتناب و احتراز پر چند ہدایات لازماً ملتی ہیں۔ مثلاً آنحضرتؐ صلعم فرماتے ہیں:-

"جو شخص کسی جوشعی، کاہن یا منجم سے غیب کی باتیں پوچھنے جاتا ہے، وہ اللہ کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہے، اور جو شخص اللہ سے لڑنے آتا ہے،

۲۰

وہ پٹ جاتا ہے اور چاروں شانے چت کرتا ہے۔“

ایک اور موقع پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا :-

”اگر سات سال تک بارش نہ برسے اور پھر ایک دن برس پڑے، تب بھی بعض لوگوں کے منہ سے یہ کلمہ کفر سنا جائے گا کہ یہ بارش مجدد کی برکت ہے۔“

۵۔ سنت سے علمائے اسلام میں بعض اصول و فروع، حلال و حرام، تفسیر و تاویل و دیگر امور میں اختلاف چلا آتا ہے۔ لیکن آج تک کوئی عالم فیصلہ لینے کے لیے کسی منہم، مہندس منطقی، طبیب، فلول گر، شعبدے باز، کہیا گر یا جادو گر کے پاس نہیں گیا۔ یہ اس لیے کہ دین ہر لحاظ سے مکمل ہے اور اسے ان فلسفیوں کے فیصلوں کی ضرورت نہیں۔ یہ خوبی علمائے اسلام ہی میں نہیں پائی جاتی بلکہ اُمتِ موسوی، اُمتِ عیسوی و علمائے مجوسی نے بھی آج تک فلسفیوں کو کبھی اپنا حکم تسلیم نہیں کیا۔

۱۰۔ اُمتِ اسلامیہ میں اختلاف آرا کی وجہ سے کسی فرقے۔ مثلاً معتزلہ،

۱۔ مجدد یا مجدد ثریا و دبران کے درمیان ایک چھوٹا سا ستارہ امد بہ قول بعض تیس ستارے جن سے عرب لوگ بارش کا شگون لیتے تھے ۲۔ معتزلہ اس فرقے کا بانی و اصل پر علما دست ۱۳۱ھ
۳۔ لہری کا شاگرد تھا۔ استاد کے ساتھ کسی معاملے میں اختلاف ہو گیا اس نے قدیم عقائد سے ہٹ کر
۴۔ نئے عقائد کا اعلان کیا تو استاد نے فرمایا اعتزل اعتزل اس دن سے یہ فرقہ معتزلہ کہلانے لگا۔
۵۔ اصل، ہشام بن عبد الملک (۱۰۶ھ-۱۲۹ھ) کے عہد خلافت میں تھا۔ معتزلہ کے بڑے بڑے اصل
۶۔ (۱) اعمالِ انسانی کا خالق اللہ نہیں (۲) اللہ صفات سے عاری ہے (۳) معتزلہ حضرت علیؑ و
۷۔ مادیم میں سے ایک کو جہنمی قرار دیتے ہیں۔ یعنی ان میں سے جو بھی وجہ جنگ بنا وہ جہنمی ہے (۴)
۸۔ قرآن کے قائل ہیں (۵) قیامت میں رویت الہی کے منکر ہیں۔ ان کے بڑے بڑے شیوخ یہ تھے :-
۹۔ امام بن سيار النظام۔ (۶۰۰ھ) ابو الہذیل محمد العلاف۔ جعفر بن بشر۔ المزمار عینی بن مسیح۔
۱۰۔ ابو الجاحظ (۱۰۵ھ) ابو علی جہانی۔ ابو ہاشم۔ عید السلام بن ابو علی جبائی وغیرہ۔
(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۴ پر دیکھیے)

مرحبہ، شیعہ، سنی اور خارجی پیدا ہوئے۔ فقہاء میں بھی بعض مسائل کی وجہ سے اختلاف رہا، لیکن ان حضرات نے نہ تو فلسفیوں کو حکم بنایا اور نہ ان کے اقوال و قواعد سے استشہاد

(ع ۱۳۳) کا بقیہ حاشیہ) ان کے کئی فرقے ہیں۔ مثلاً البہشمیہ (پروان ابوالشتم عبدالسلام بن الجبائی) الحائطیہ (پروان احمد بن الحائط) معطلہ، قدیمہ وغیرہ۔ مؤخر الذکر دو نام عام ہیں اور ہر معتزلے پر ان کا اطلاق ہوتا ہے۔

۱۴۵ المرجبہ۔ ان لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ ایمان زبانی اقرار و دلی تصدیق کا نام ہے۔ ایمان کا اعمال سے کوئی تعلق نہیں۔ ایک بدکار مومن بہشت میں اور نیکو کار کافر جہنم میں جائے گا۔ اس عقیدے کا پہلا قائل الحسن بن محمد بن الحنفیہ تھا۔ بصرے میں اس کی تبلیغ حسان بن بلال المزنی یہ قول بعض ابوسلمت السمان متوفی ۱۵۲ھ نے کی۔

المرجبہ کے مشہور فرقے دو ہیں۔ اول ثوبانیہ (پروان ثوبان خارجی) دوم غزالیہ

(پروان غزالی بن عمرو)

معتزلہ کے عقائد میں افراط اور مرجبہ میں تفریط ہے۔ یہ اہل سنت ہی ہیں جو

روا اعتدال پر ہمیشہ نگاہ رکھتے رہے۔ (میری مراد قدیم اہل سنت ہیں)۔

۱۴۶ شیعہ۔ حامیان علیؑ جو رسولِ معلم کے بعد خلافت کا مستحق علیؑ کو سمجھتے تھے۔ ان کے

کئی فرقے ہیں۔ مثلاً زید یہ (زید بن علی بن حسین کی امامت کے قائل) امامیہ (امامت کو

آل علیؑ میں محدودانے والے)۔ الکیسانیہ (پروان کیسان و محمد بن الحنفیہ کی حیات کے

قائل) البیانیہ (بیان بن اسماعیل التیمی کی امامت کے قائل) جناحیہ (پروان عبداللہ

بن معاویہ ذوالجناحین۔ انبیاء میں حلول کے قائل) المفوضہ (جو محمد و علیؑ کو خالقِ عالم

کہتے تھے) لوک بوہیہ۔ فاطمیہ مصر اور صفوی خاندان (ایران) نے شیعیت کو پھیلانے

(بقیہ حاشیہ ص ۱۳۵ پر دیکھیے)

کیا۔ جبلا فلسفہ و شریعت میں نسبت ہی کیا ہو سکتی ہے۔ شریعت وحی سے حاصل کی گئی ہے اور فلسفہ انسانی عقل کی اختراع ہے۔ گو عقل اللہ ہی کی دی ہوئی ہے لیکن اس کے ادراکات عموماً ناقص و نا استوار ہوتے ہیں، اور دوسری طرف شریعت دنیائے دل کو انوار ایمان و یقین سے آباد کر دیتی ہے اگر انسانی نجات

(حصہ ۱۳۴ کا یقینہ حاشیہ)۔ پھیلانے میں بہت زیادہ حصہ لیا۔

۳ صفین کی مشہور جنگ (جو علیؓ و معاویہؓ میں ہوئی تھی) میں جب افواج معاویہؓ نے گھبرا کر قرآن بلند کیا تو فیصلہ کیا گیا کہ معاملہ ثالثوں کے سپرد کیا جائے۔ حضرت علیؓ کی طرف سے موسیٰ اشعریؓ اور معاویہؓ کی طرف سے عمرو بن عاصؓ (فاتح مصر) ثالث مقرر ہوئے۔ ان ہر دو نے غور و خوض کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ معاویہؓ و علیؓ ہر دو کو تحتِ خلافت سے علیحدہ کر دیا جائے۔ دوسرے دن مجمع عام میں جب موسیٰ اشعریؓ اپنا فیصلہ سنا چکے تو عمروؓ کہنے لگے کہ خود یہ خود فیصلہ ہو گیا ہے۔ علیؓ معزول ہو چکے ہیں۔ اب پیچھے برف معاویہؓ رہ گئے ہیں، جسے میں دنیائے اسلام کا واحد خلیفہ قرار دیتا ہوں۔

حضرت علیؓ نے اس فیصلے کو منظور نہ کیا۔ نتیجتاً ان کی اپنی فوج کے بہت سے سپاہی باغی ہو گئے۔ یہ باغی سپاہی بڑھتے بڑھتے ایک پودا لشکر بن گئے۔ یہ علیؓ کو کافر کہا کرتے تھے کہ علیؓ نے خود ہی حکم مقرر کیا، اور پھر فیصلے سے سزائی کی۔ خوارج میں بڑے بڑے بہادر، مناظر، شعرا و خطبا ہو گزرے ہیں۔ شعرا میں بہت مشہور یہ تھے۔ نظری بن النعمان۔ ابو خالد القنانی۔ ابو بلال مرداس بن حدیر عمران بن حطان۔ ابو حمزہ یحییٰ بن عوف المختار اللادی و غیرہ خوارج کئی ناموں سے یاد کیے جاتے ہیں۔ مثلاً المحکمۃ الاولیٰ (یہ کہتے تھے لا حکم الا للہ) (باقی حاشیہ ص ۱۳۶ پر)

کے لیے عرت عقل کا آتی ہوتی تو پھر وحی کی ضرورت باقی نہ رہتی۔

انسانی عقول و افکار میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اگر عقل انسانی کو راہ بر
بنایا جائے تو دنیا میں کروڑوں مذاہب پیدا ہو جائیں گے، اس لیے کہ ہر انسان
کے افکار دوسرے سے الگ ہیں۔ اور اگر آپ یہ کہیں کہ ہر شخص اپنی محدود عقل کے
مطابق اپنی راہ تجویز کر لے اور اسی پر زندگی بھر چلنا جائے تو میں یہ عرض کروں گا کہ
اس انفرادی مذہب کا نتیجہ نظام عالم کی مکمل تباہی ہوگا۔

اگر کوئی آدمی ایسا ہے جو دوسروں کے پیچھے نہیں چلنا چاہتا اور دین و دنیا کی
تمام مشکلات پر عقل کے زور سے غالب آنا چاہتا ہے تو ایسا انسان غالباً جلا ہے
موجی، بڑھئی اور دیگر پیشہ وروں کا احسان بھی نہیں اٹھائے گا اور اپنے سارے
کام خود کرے گا۔ ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ ناممکن ہے۔

(ع ۱۳۵ کا بقیہ حاشیہ)۔ شُرَاة (ان کا قول تھا کہ نَشْرِينَا الْآخِرَةَ بِالْذِّينَا) التاعبہ
والمحرورۃ (المحرور یہ اس لیے کہ خوارج کا پہلا اجتماع حرور میں ہوا تھا)۔

ان کے فرقوں کے نام یہ ہیں:۔ (۱) ازارقہ (پیروان ابوراشد نافع بن ازرق) (۲) شیبیہ
پیروان شیب بن یزید الشیبانی ابوالصحراری)۔ (۳) نجدات (پیروان نجد بن عومیر المحتفی)۔
(۴) عجارۃ (پیروان عبدالکریم بن عجد) (۵) معلومیہ (ان کا اعتقاد تھا کہ جو لوگ اللہ کے
تمام اسمائے ذات نہیں وہ کافر ہیں) (۶) مجولیہ (ان کا خیال تھا کہ اللہ کے چند اسماء جاننا کافی
ہیں)۔ (۷) حمزیہ (پیروان حمزہ بن ادک)۔ (۸) میونیہ (پیروان میون بن عمران)۔ (۹) عفریہ،
پیروان زیاد بن اعضر)۔ (۱۰) ہیستہ (پیروان ابوالہیس)۔ (۱۱) اباضیہ (پیروان عبداللہ
بن اباعص)۔ (۱۲) ثعالیہ (پیروان ثعلبہ بن مشکان)۔

(الفرق الاسلامیہ تالیف محمود البشیشی طبع مصر ۱۹۳۴ء)

بخاری۔ ہمیں یہ ذریعہ وحی یہ خریدی گئی ہے کہ انبیاء کے مدارج نبوت میں اختلاف تھا۔ (یعنی کسی کی نبوت بنی اسرائیل تک محدود تھی اور کسی کی تمام عالم پر حاوی وغیرہ) اگر اس اختلاف مدارج کے باوجود نبوت قابل اطاعت ہے تو عقول انسانی کا اختلاف متابعت عقل کی راہ میں کیوں حاصل ہو؟

۵ ابو سلیمان۔ انبیاء کے مدارج نبوت میں اختلاف تھا لیکن ان کی نبوت میں کسی کو شبہ نہ تھا اور ان کی لائی ہوئی شریعت تمام شکوک سے بالاتر تھی۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو ان پر پورا پورا اعتماد تھا، ان پر وحی نازل کرتا تھا۔ ان کی دعائیں سنتا تھا اور انہیں رسالت کی شان امتیازی عطا کر رکھی تھی۔ کیا فلسفیوں میں کوئی ایک بھی ایسی خوبی پائی جاتی ہے۔ ان پر کس کو اعتبار ہے اور ان کے ہفتوات کون سنتا ہے؟

۱۰ ذریعہ۔ کیا تمہارے استاد کی یہ باتیں مقدسی تک نہیں پہنچیں؟

ابو حنیان۔ میں نے مقدسی کے سامنے بارہا ان چیزوں کا ذکر کیا۔ کسی دفعہ باب الطاق میں کتابوں کے سامنے بھی گفتگو ہوئی لیکن وہ خاموش رہا، اور مجھے جواب کے قابل نہ سمجھا ایک دن ابن طرارة کے ایک حریریؒ نے چند اسی طرح کی باتیں کہہ کر مقدسی کو مشتعل کر دیا۔ ادوہ یوں بول اٹھا:-

۱۵ "شریعت بیماریوں کی طب ہے اور فلسفہ تندستوں کی طب۔ انبیاء

ابو الفرج المعانی بن زکریا المعروف بہ ابی طرارة ایک نروانی فقیہ و ادیب نرشار تھا۔ بغداد میں قاضی رہا۔ ابوالعاصم البغوی وغیرہ سے دس حدیث لیتا رہا اور ۱۸۰ ہجری ۳۹۰ھ کو وفات پائی۔

(وقیات الامیان لابن خلکان)

لغہ عربی۔ یکسر یا۔ ریشم زردش۔ اگر بغم حاوی فتح را پڑھیں تو معنی ہوں گے۔ حریرہ کا باشندہ۔ حریرہ نخلہ (کہ عطاقت کے درمیان ایک موضع ہے۔ جسے بطریق النخلہ بھی کہتے ہیں نیز کہتے ہیں کہ اس کی مسافت پر

نخلہ ایک نام نخلہ الیمانیہ اور دوسرے کا نخلہ الشامیہ ہے پانچ اور مواضع کا نام بھی نخلہ ہے) کے اس ایک موضع ہے۔ (قاموس)

روحانی بیماریوں کا علاج کرتے ہیں تاکہ وہ اچھے ہو جائیں یا کم از کم ان کی بیماری نہ بڑھنے پائے اور فلسفی عمت کو قائم رکھنے کی تدابیر سوچتا ہے، تاکہ بیماری کا حملہ ہی نہ ہو سکے۔ ان ہر دو کے طریق ہائے کار و مقاصد ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اینیبا کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بیمار اچھا ہو جائے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ دوا عمدہ، طبیعت قابل اور طبیب ہمدرد ہو۔ اور فلسفیوں کا منتنا یہ ہے کہ تندرست کی عمت کو قائم رکھا جائے تاکہ وہ فضائل و کمالات حاصل کرنے کے بعد سعادتِ عظمیٰ (یعنی حیاتِ النبیہ میں کا دوسرا نام حیاتِ جاودانی ہے) کی دولت سے بہرہ ور ہو جائے۔

۵

اور اگر بالفرض کوئی مریض مرض سے چھٹکارا حاصل کرنے کے بعد فضائل حاصل بھی کرنا چاہے تو یہ بھی ہر دو میں بڑا فرق ہوگا۔ پیر و شریعت کے فضائل محض تقلیدی، ظنی اور وقتی ہوں گے اور فلسفی کے فضائل یقینی، قطعی اور جاودانی ہوں گے۔

۱۰

ابو حنیان نے اپنی کتاب میں اس تحریری غلام اور المقدسی کا تمام مناظرہ درج کیا ہے، جسے یہاں بہ خوف طوالت نظر انداز کیا جاتا ہے۔

حرف الباء

بُرْقُلْس دِیْدُوخْسِ الْاَفْلَاطُونِی

۱۵

اطلاطونہ کا رہنے والا ایک دہریہ تھا جس کی تردید میں یحییٰ نخوی نے ایک عنیم کتاب لکھی تھی جو میرے پاس موجود ہے۔ یحییٰ نخوی اپنی کتاب میں لکھتا ہے۔ کہ

۱۔ یہ کتاب سولہ مقالوں پر مشتمل ہے اور نام ہے الرّد علی برقلس۔

برقلس، وقلیباؤس القبطی کا ہم عصر تھا اور علوم قومی و ملکی میں کافی شہرت رکھتا تھا۔ اس کی چند تصانیف کے نام یہ ہیں۔

(۱) کتاب حدود اوائل الطبیعیات (۲) کتاب شرح افلاطون ان النفس غیر مادّۃ میں مقالے (۳) کتاب الشاؤلوجیا (ربوئیٹی) (۴) کتاب وصایا فیثاغورس الذہیبیہ

(۵) کتاب برقلس۔ اس کتاب کا دوسرا نام دیادوخس ہے۔ یعنی پیرو۔ اس میں افلاطون کی دس مسائل میں پیروی کی ہے۔

(۶) کتاب فی المثل الذی قالہ افلاطون فی کتاب المسمیٰ فرعیاس سریانی۔

(۷) کتاب برقلس الافلاطونی الموسوم یاسطوخوسیس الصغری وغیرہ۔

المختار بن عبدون بن بطلان الطیبی البصرانی البغدادی کہتا ہے کہ برقلس لازقیہ

کا رہنے والا تھا۔

۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

۱۲۔ ایک نسخے میں طوز میں درج ہے۔ (حاشیہ تاریخ الحکما مطبوعہ برلن ۱۳۲۵ھ ص ۸۹)

۱۳۔ یہاں نام فلط دیا ہے پورا نام یہ ہے۔ المختار بن الحسن بن عبدون ابو الحسن المعروف بہ ابن بطلان (م ۳۳۶ھ) حالات حرف المیم میں۔

۱۴۔ لازقیہ۔ شام کا ایک شہر جس کے متعلق چند تفصیل مختار بن الحسن کے حالات میں دیکھیے۔

حکیم نقیولاؤس (حالات حرف النون میں) اسی شہر میں پیدا ہوا تھا۔ (تاریخ الحکما ص ۲۹۶ و ۳۳۶)

فتی الارب لازق کے ذیل میں لکھا ہے: "شہرے است از اہمّ علی حلب و ازال است ربیع بن

محمد لازقی شیخ نسائی" اور دوسری طرف تاریخ الحکما ص ۲۹۶ پہ درج ہے: "..... شہر

خرجبت من انطاکیۃ الی اللاذقیۃ وھی مدینۃ یونانیۃ" ثم خرجت

یہ ۳۳۶ھ سے چند سال پہلے کا واقعہ ہے اس وقت شام پر مسلم حکومت تھی نہ کہ یونانی۔ اس لیے

اس لازقیہ سے مراد شامی لازقیہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ کوئی یونانی لازقیہ ہے۔

ابن بطالان تاریخ و علوم اوائل کا بہت بڑا عالم اور ترجمہ کرنے میں خاصی
تقابلیت کا مالک تھا۔

بطلمیوس الغریب

روم کا باشندہ، اپنے زمانے کا فلسفی اور ارسطو کا بہت بڑا شیدائی و حمایتی تھا۔ المجسطی
بطلمیوس آگ ہے۔ اس نے علوم ارسطو کی اشاعت میں کافی حصہ لیا۔ اپنے زمانے کے مشہور
فلسفیوں میں شمار ہوتا تھا۔ لوگ و علمائے بطالمسہ کا یہ قاعدہ تھا کہ تخصیص و امتیاز کی خاطر
اپنے نام کے ساتھ کوئی ہم عصرت بڑھا لیتے تھے اور غالباً بطلمیوس کے ساتھ غریب کا لفظ
اسی امتیاز کو ظاہر کرتا ہے۔ مترجم یہ ارسطو کا اس قدر فدائی تھا کہ اس کے حالات زندگی
مرتب کیے اور اس کی تصانیف کی عظمت بیان کی۔

براہیوس

یہ رومی فلسفی اپنے زمانے میں نصاب مشہور رہا ہے۔ اس نے ارسطو کی بعض تصانیف کی
تشریح قلم بند کی۔ سوانح نگاروں نے اس کا نام شارحین ارسطو میں درج کیا ہوا ہے۔

بقراطین ایراقلس

بقراط علم طب کا مشہور نام اور ہم عصر علمائے طبیعی کا رئیس تھا اسے بعض اقوام
حکمت میں بدطولی حاصل تھا۔ اسکندراعظم سے تقریباً سو سال پہلے گریکون طب میں اس
چند نہایت عمدہ جوامع لکھیں۔ جن سے دنیا کا ہر طبیب آگاہ ہے۔ کتنے ہی کہ بقراط استقلیوں
کی نسل سے تھا۔ اگر اس سے مراد استقلیوں دوم ہے تو درست اور اگر اول ہے تو ناممکن

اس لیے کہ مورخین بالاتفاق اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ استقلیوس اول طوفانِ نوح سے پہلے گزرا تھا۔ (بقراط اور استقلیوس اول کے درمیان ہزار ہا سال کا عرصہ مانا جاتا ہے) اور طوفان کے بعد اولادِ نوح (حام۔ سام۔ یافت) کے سوا کوئی اور نسل باقی نہیں رہی تھی اس لیے بقراط کو استقلیوس اول کی طرف صرف اسی صورت میں منسوب کیا جاسکتا ہے کہ طوفانِ نوح کو عالم گیر نہ سمجھا جائے۔ بلکہ مقامی قرار دیا جائے۔ اور ایسے لوگ موجود ہیں جو طوفان کو مقامی حیثیت دیتے ہیں۔

بقراط فیروہا کا رہنے والا تھا۔ یہ عموماً دمشق چلا جاتا اور وہاں کے گھنے جنگلوں میں تعلیم و عبادت کے فرائض سرانجام دیا کرتا تھا۔ آج بھی دمشق کے ایک باغ میں ایک چوڑا علقہ بقراط کے نام سے مشہور ہے۔

- ۱۰ بقراط بڑا خدا پرست و زاہد انسان تھا۔ لوگوں کا علاج مفت کرتا اور دیہات میں پھر پھر کر مریضوں کو ڈھونڈتا تھا۔ یہ حکیم دارا بن دارا کے دادا اردشیر کے زمانے میں تھا۔ جالینوس ایک رسالے میں لکھتا ہے: کہ ایک دفعہ اردشیر بیمار پڑ گیا اور بقراط کو علاج کے لیے بلایا بقراط نے اس بنا پر انکار کر دیا۔ کہ ایرانی یونانیوں کے دشمن ہیں۔ ہاں یونان کے دو بادشاہوں کے علاج کے لیے بقراط خوشی سے گیا تھا۔ اس لیے کہ وہ بادشاہ بہ قول جالینوس جمیل سیرت تھے۔ جب یہ بادشاہ صحت یاب ہو گئے تو بقراط فوراً واپس

۱۵ لے ایک نسخے میں تبرہ دیکھا گیا۔ قدیم زمانے میں یہ اس شہر کا نام تھا جسے آج عمان کہا جاتا ہے اور جو ملک شام کا ایک مشہور شہر ہے۔

۱۶ اردشیر کیانی خاندان کا ساتواں بادشاہ تھا جس نے ۱۱۰ سال حکومت کی۔ سلاطین کیانی کے نام کے ترتیب جیوں یہ ہیں: (۱) کیقباد (۲) کیبادوس (۳) کیخسرو (۴) لہراسپ (۵) گشتاسپ (۶) اسفندیار (۷) بہمن اردشیر (۸) ہما زوجہ بہمن (۹) دارا (۱۰) ولہا۔ آخری دارا کو اسکندر اعظم نے شکست دے کر ایران پر قبضہ کر لیا تھا۔ ان کا عرصہ سلطنت تقریباً ۳۷ سال تھا۔

آگیا اور ان کے ہاں ٹھہرنا گوارا نہ گیا، اس لیے کہ دنیوی مال و متاع کے لالچ سے آزاد تھا۔ مشہور ہے کہ حبیب اردو شیر کی بیماری بڑھ گئی تو اس نے یقراط کو طلب کرنے کے لیے سونے کے ہزار قنطار دینے منظور کیے لیکن یقراط نہ مانا اور پیغام کا جواب تک نہ دیا۔

۵ حکیم اقلیمون حدس و فراست میں جواب نہ رکھتا تھا۔ وہ انسان کے ظاہری رنگ و ہنگ سے اندرونی اخلاق و عادات کا صحیح اندازہ لگا لیتا تھا۔ ایک دفعہ یقراط کے شاگردوں نے مشورہ کیا کہ یقراط کی صحیح تصویر بنا کر اقلیمون کے پاس جائیں اور اس کی فراست کا امتحان لیں کہ دیکھیں یقراط کے متعلق کیا کہتا ہے چنانچہ ایسا ہی کیا۔ یقراط کی ہو ہو تصویر تیار کی (یونانی تصاویر کی عبادت کیا کرتے تھے اور اس فن میں لاثانی تھے۔ متاخرین مصوری کے اس درجے تک نہ پہنچ سکے) اور اقلیمون کے آگے رکھ دی۔ اقلیمون نے کہنے لگا، کہ "یہ شخص زنا کو بہت پسند کرتا ہے" شاگرد کہنے لگے "تم غلط کہتے ہو، یہ یقراط کی تصویر ہے" اقلیمون نے جواب دیا "تصویر کسی کی ہو، بات میں نے ٹھیک کی ہے، جا کر دریافت کرو" چنانچہ یہ یقراط کے پاس گئے اور تمام ماجرا کہ سنایا۔ یقراط کہنے لگا "اقلیمون ٹھیک کہتا ہے۔ میں زنا کو پسند کرتا ہوں۔ یہ الگ بات ہے کہ میں اس فعل کا مرتکب نہیں ہوتا۔"

۱۵ یقراط کی بعض تصانیف میں نرمی، شفقت، انکسار، تواضع و محبت پر گراں بہا

۱۵ قنطار کی تعین میں اختلاف ہے۔ فرائد الدریہ و المنجد میں قنطار کا وزن تنور طل دیا ہوا ہے۔ قاموس فیروز آبادی میں قنطار کے آگے لکھا ہے، قنطار = دو صد دینار، یا ستر ہزار دینار۔ یا اسی ہزار درم یا تنور طل سونا۔ یا گائے کی کھانی چاندی سے پُر۔ رطل کے متعلق پھر سمجھ گیا ہے۔ فرائد میں اس کا وزن اٹھالی سیر، قاموس میں نصف سیر اور المنجد میں دس اوقیہ (ایک اوقیہ نصف چٹانک کے برابر) یعنی پانچ چٹانک دیا ہوا ہے۔ واللہ اعلم

ہدایات ملتی ہیں۔ چوں کہ ہمارے ہاں اس کی تصانیف کا سب سے پہلے ترجمہ ہوا اور یہ دنیا کا کامل ترین طبیب تھا (جس کے بعد جالینوس کا درجہ آتا ہے) اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ فن طب کی ایجاد پر لوگوں کی رائے یہاں نقل کروں۔

۵ فن طب کی اختراع و مخترع کے متعلق علمائے اختلاف ہے۔ اسحاق بن حنین اپنی تاریخ میں کہتا ہے۔ کہ ایک قوم اہل مصر کو فن طب کا موجد سمجھتی ہے اور ساتھ ہی ایک حکایت بھی سناتی ہے۔ کہ پرانے زمانے میں مصر کی ایک عورت ہمیشہ رنج و غم و غیض و غضب کا شکار رہا کرتی تھی اور ساتھ ہی چند بیماریوں۔ مثلاً ضعف معدہ، فساد خون۔ احتیاس حوض میں مبتلا تھی۔ ایک نفع اتفاقاً زنجبیل شامی (ایک پودا) کو کھا بیٹھی اور تمام روگ دور ہو گئے۔ اس تجربے سے اہل مصر نے فائدہ اٹھایا اور فن طب کا آغاز ہو گیا۔

۱۰ بعض علماء فلسفے، طب اور دیگر صنائع کا موجد ہرمس (حضرت ادیس) کو قرار دیتے ہیں۔ بعض اختراع کا سہرا اہل قوس (یا قوس) کے سر باندھتے ہیں۔

بعض ساحروں کو اس کا موجد قرار دیتے ہیں۔ بعض کے ہاں اس کی ابتدا بابل، بعض کے ہاں ایران، بعض کے ہاں ہندوستان، بعض کے ہاں چین اور بعض کے ہاں عقب سے ہوئی۔

۱۵ یحییٰ نحوی اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ جالینوس کے زمانے تک آٹھ بڑے بڑے طبیب (دوس الاطبا) گورے ہیں۔ (۱) اسقلیوس الاول (۲) خورس (۳) مینس (۴) برمانینس (۵) افلاطون الطیب (۶) اسقلیوس دوم (۷) بقراط (۸) جالینوس۔ اسقلیوس اول اور جالینوس کے درمیان ۵۵۶ سال کا عرصہ حائل ہے۔ اسی طرح ہر طبیب کی وفات اور دوسرے کی ولادت تک سیکڑوں سال کے لیے وقفے ہیں۔

۲۰ بقراط اپنے زمانے میں رئیس الاطبا تھا۔ یہ اسقلیوس ثانی کے شاگردوں میں سے

۱۵ عقب سسلی کا ایک شہر ہے۔ (نفسی الارب)

ہے۔ اسقلیوس کی وفات کے وقت اس کے تین شاگرد زندہ تھے یعنی باغالیس، فارخس

و بقراط۔ باغالیس و فارخس کی وفات کے بعد بقراط رئیس الاطباء قرار پایا۔

یہی نحوی اسکندرانی (آغاز اسلام میں اسکندریہ کا پادری) کہتا ہے کہ بقراط

یکانہ دہرا، کامل، فاضل، تمام اشیا سے واقف اور ایک فلسفی طبیب تھا۔ بعض لوگ

اس کی عبادت کیا کرتے تھے۔ اس نے عنعنہ قیاس و تجربے کو اس قدر تقویت دی کہ اب

کسی رد و قدح کی گنجائش باقی نہیں رہی۔

بقراط پہلا حکیم ہے جس نے اپنی اولاد کی طرح غربا کو بھی فن طب کی تعلیم دی اس

حکیم کو یہ خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں امرا کی بے توجہی سے یہ فن مٹ ہی نہ جائے۔ اس لیے

غربا کو بھی شامل کر دیا۔ مزید تفصیل کے لیے بقراط کی تصنیف کتاب عمدہ الی الاطباء الغربا

ملاحظہ ہو۔

ایک مورخ نے ذکر کیا ہے کہ بقراط بہمن بن اردشیر کے زمانے میں تھا۔ ایک دفعہ بہمن

بیمار پڑ گیا اور بقراط کو بلا بھیجا۔ شہر والوں نے بہمن کی اس خواہش کے خلاف سخت

صدائے احتجاج بلند کی اور کہا کہ اگر ہم سے بقراط کو چھیننے کی کوشش کی گئی تو ہم علم

یغوت بند کر دیں گے اور سرودھڑ کی بازی لگا دیں گے۔ بہمن کو ان لوگوں پر رحم

آ گیا اور بقراط کو وہیں رہنے دیا۔

بقراط کا ظہور ۹۴۰ سال ہجرت نصر اور شاہ بہمن کے چودھویں سال جلوس میں ہوا تھا

۱۰ اور اتر گزشتہ میں ذکر ہو چکا ہے کہ ان دنوں فن طب صرف امرا و شرفا کو پڑھایا جاتا تھا اور

غربا اس نعمت سے محروم تھے۔ ۱۱ بہمن بن اردشیر۔ کیا نیوں کا ساتواں بادشاہ۔

۱۲ کالڈیہ قدیم میں یوں تو بہت سے بادشاہ گزرے ہیں لیکن وہ بہت مشہور تھے۔ اول نرود بن

کنعان بن سخاریب بن نرود اکیر (نرود اکیر طوفان نوح کے بعد بابل میں پہلا بادشاہ تھا، یہ نرود وہی ہے

جس نے حضرت ابراہیم کو آگ میں پھینکا تھا۔ دوم بخت نصر بن مرداذا ان بن سخاریب۔ یہ چھوٹے

(دبقیہ حاشیہ ص ۱۲۵ پر)

یحییٰ بن یحییٰ کہتا ہے کہ دنیا کے مشہور بڑے طبیبوں میں یہ سہا تو اس تھا اور جالینوس
 آٹھواں کہ جس پر ریاست طب ختم ہو گئی۔ بقراط اور جالی نوس میں ۶۶۵ سال کا عرصہ
 تھا۔ بقراط کی عمر ۹۵ سال تھی، جن میں سے سولہ سال بچپن اور طلبِ علم میں گزرے اور
 ۷۹ سال تعلیم و تدریس میں بسر کیے۔ اس کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ بیٹوں کے نام تاسلوس
 و دارقن ہیں، اور بیٹی کا نام ماناریسا۔ یہی بھائیوں سے زیادہ ذہین تھی۔ بقراط کے دو پوتوں
 کا نام بھی بقراط تھا۔ ایک تاسلوس کا بیٹا تھا اور دوسرا دارقن کا۔
 تلامذہ بقراط کے اسماء یہ ہیں:- لاذن - ماسرجس - ساوری - فولوس (سب سے
 بڑا شاگرد)۔ اسطات - خوس۔

جالینوس کے عہد تک متدرجہ ذیل حضرات بقراط کے مفسر رہے ہیں:-

- ۱۰۔ سنبلقیوس، نسطاس، دیسکوریدس الاول، طیمادوس الفلستینی، مانطیاس،
 ارمراطس ثانی۔ القیاسی بلاذیوس۔

بقراط کی چند کتابوں کی تفسیر جالینوس نے بھی کی ہے تفصیل
تفاسیر جالینوس یہ ہے:- (۱) کتاب عہد بقراط، جالینوس نے تفسیر کی

اور حنین نے یونانی سے ترجمہ کر کے کچھ اپنی طرف سے بھی اضافہ کر دیا۔ عیسیٰ بن یحییٰ
 نے اس کا عربی میں ترجمہ کیا۔

۱۵۔ (۲) کتاب الفصول۔ مفسر جالینوس۔ حنین و عیسیٰ نے عربی میں ترجمہ کیا۔

(۳) کتاب الکسز۔ مفسر جالینوس۔ حنین نے محمد بن موسیٰ کے لیے عربی میں ترجمہ
 کیا۔ چار مقالے۔

بقیہ ماشیہ (۱۲) :- نرود کی اولاد میں سے تھا۔ اس نے یہودیوں کو بہت تباہ کیا۔ مصر پر
 قبضہ جایا، سلطنت کو خاصہ وسیع کیا اور آخر ایرانیوں نے اس سلطنت کا خاتمہ کر دیا۔ بخت نصر کا
 سال جلوس ششم تھا۔ طبقات الأمم للعالمین صاعدین احمد الاندلسی (م ۶۲۲ھ) مطبوعہ مصر (۲۸)

(۴) کتاب الامراض الحادة - مفسر جالینوس - عیسیٰ بن یحییٰ نے عربی میں ترجمہ کیا۔
تین مقالے۔

(۵) کتاب جراحات الراس - مفسر جالینوس - ایک مقالہ۔

(۶) کتاب ابزیدیا - مفسر جالینوس - سات مقالے۔ جالینوس نے پہلے

مقالے کی تفسیر تین مقالوں میں اور دوسرے کی بھی تین مقالوں میں
لکھی۔ چوتھے پانچویں اور ساتویں مقالے کو بلا تفسیر رہنے دیا۔ اور
چھٹے کی آٹھ مقالوں میں شرح لکھی جنہیں عیسیٰ بن یحییٰ نے عربی میں
منتقل کیا۔

(۷) کتاب الاخلاط - مفسر جالینوس - عیسیٰ بن یحییٰ نے احمد بن موسیٰ کی خاطر
عربی میں ترجمہ کیا۔ تین مقالے۔

(۸) کتاب قاعیطرون - مفسر جالینوس - جنین نے محمد بن موسیٰ کی خاطر عربی میں
منتقل کی۔ تین مقالے۔

(۹) کتاب الماء والهواء - مفسر جالینوس - کل تین مقالے۔ جن میں سے صرف دو کو
حنین نے عربی میں منتقل کیا اور حبیش
بن الحسن نے تمام تفسیر کا عربی میں
ترجمہ کیا۔

(۱۰) کتاب طبیة الانسان - جالینوس کی تفسیر تین مقالات پر مشتمل، جس کے
مخمس کو حنین نے اور تمام تفسیر کو عیسیٰ بن یحییٰ نے
عربی میں منتقل کیا۔

۱۵ عیسیٰ بن یحییٰ بن ابراہیم السریانی - حالات حرف العین میں۔

۱۶ حبیش بن الحسن الاشم - حالات حرف الحاء میں۔

یولس

یونان کا قدیم طبیعی حکیم جس کے اقوال کو اطیبانے اپنی تصانیف میں اکثر نقل کیا ہے،
 چوں کہ اُس وقت فنِ طب ابتدائی مارج میں تھا۔ اس لیے اس نے اس فن پر بحث
 کرتے ہوئے جاہر جاٹھو کریں کھائی ہیں۔ ارسطو نے اپنی طبیعی تصانیف میں اس حکیم کی
 تردید کی ہے اور واضح دلائل سے اس کی اغلاط کو واضح کیا ہے۔ ارسطو کے بعد حالینوس
 نے براہین قاطعہ سے اقوالِ یولس کا رد لکھا۔

بطلمیوس القلوذی

یونان کا رہنے والا علمِ ریاضی کا ماہر اور المجسطی وغیرہ کا مصنف تھا۔ یہ حکیم
 اندریاسیوس و انطیمیوس (شاہانِ روم) کے زمانے میں تھا۔ یعنی اہرخس سے دو سو اسی
 سال بعد۔ علمائے طبقات الامم کا خیال ہے کہ بطلمیوس اُن بطالسہ یا بطالمہ میں سے
 تھا جنہوں نے اسکندراعظم کے بعد اسکندریہ وغیرہ پر حکومت کی تھی۔ لیکن یہ خیال
 درست نہیں۔ اس لیے کہ بطلمیوس، المجسطی کے تیسرے مقالے کی آٹھویں نوع (جہاں
 حرکاتِ شمس و دیگر حالات و مشاہدات آفتاب کا ذکر کیا ہے) میں لکھتا ہے:-
 میں نے اندریانوس کے انیسویں سال میں آفتاب کا مشاہدہ کیا۔ بحجتِ نصر

۱۔ اندریاسیوس HADRIAN کا معرب۔ جس نے ۱۱۷ء سے ۱۳۸ء تک حکومت کی۔

۲۔ انطیمیوس ANTONINUS کا معرب۔ جس نے اندریاسیوس کے معاً بعد ۱۳۸ء

سے ۱۶۱ء تک حکومت کی۔

۳۔ اندریانوس اور اندریاسیوس ایک ہی چیز ہیں۔

کے پہلے سال سے اس وقت تک کہ خریف کا معتدل سامویم ہے ۸۹ سال
۶۶ دن اور چھ گھنٹیاں گزر چکی ہیں۔ بخت نصر کے سال اول سے اسکند
کی موت تک جو سکندر ذو القرنین کا دادا تھا، ۲۲۲ مصری سال گزرے۔
اسکندر کی موت سے پہلے شہنشاہ روم یعنی اغسطس کی سلطنت تک ۲۹۲
سال گزرے اور اغسطس کے پہلے سال جلوس سے اس وقت تک ۱۶۱ سال
۶۶ یوم اور دو گھنٹیاں گزر چکی ہیں۔

اس قول سے بطلمیوس کے زمانے کی تعیین مشکل نہیں۔ یعنی بطلمیوس اغسطس سے
۱۶۱ سال بعد گزرا تھا۔ اور مورخین اس امر پر متفق ہیں کہ اغسطس ایک رومی فرمانروا
تھا جس نے بطالسمہ کی آخری فرماں روا ملکہ قلوبطرہ کو شکست دے کر یونانی بطالسمہ کی
سلطنت ختم کر دی تھی۔ اس لیے یہ خیال کہ بطلمیوس فرماں روا یا ان بطالسمہ میں سے
تھا، غلط ہے۔

علم الافلاک کے متعلق جس قدر مواد یونانیوں اور رومیوں نے جمع کیا تھا، وہ
بطلمیوس کے سامنے موجود تھا۔ اس نے کچھ مواد خود بھی جمع کیا اور اس فن پر وہ تصانیف چھوڑ

۱۱۰ آگسٹس کی موت ۱۹ء ق م میں ہوئی تھی۔ اگر اس میں ۱۶۱ سال اور بڑھادے جائیں تو یہ ۱۱۷ء بعد
از مسیح بنتا ہے اور یہ وہی سال ہے جب اندریاسیوس تخت پر بیٹھا تھا۔ چونکہ انیسائیکلوپیڈیا کی وی
ہوئی تاریخیں بالکل یقینی نہیں ہوتیں۔ اس لیے بطلمیوس کے قول کے مطابق ۱۱۷ء کو اندریاسیوس کا
انیسواں سال جلوس تسلیم کرنا پڑے گا، نہ کہ پہلا۔

۱۱۷ اغسطس مغرب سے آگسٹس کا روم کے مشہور بادشاہ جولیس سیزر (۱۰۲ء - ۴۴ ق م) نے
۱۱۷ ق م میں اپنی بااقتداریت کا اعلان کیا اور اپنا نام آگسٹس رکھا۔ سیزر سے پہلے روم میں جمہوریت
تاکم تھی جس میں تمام اختیارات دو مجسٹریٹوں کے سپرد تھے اور انہیں ان لوگوں سے بھی مشورہ
لیا جاتا تھا۔ (انسائیکلوپیڈیا برطانیکا، زیر لفظ روم)

گیا کہ آج تک دنیا ان کا جواب پیدا نہ کر سکی۔ المجسطی اس وقت تک لاثانی کتابت خیال کی جاتی ہے۔ لوگوں نے اس کی شرحیں تو لکھیں۔ مثلاً فضل بن حاتم (ایک نسخے میں ابی ابی حاتم) وغیرہ نے، لیکن اس کا کوئی جواب پیدا نہ ہو سکا۔ محمد بن جابر البتانی نے المجسطی کا اختصار لکھا۔ البوریخان البیرونی الخوارزمی نے مسعود بن محمود بن سبتکین کی خاطر قانون مسعودی تصنیف کی، جس میں بطلمیوس کے نقش قدم پر چلا۔ کوئی تیارین تباران البجلی نے اپنی تقویم بطلمیوسی اصول پر تیار کی۔ الغرض بطلمیوس کے بعد علما کا سب سے بڑا کمال یہ رہا ہے کہ المجسطی کو کسی طرح سمجھ سکیں۔ یا اس کے بیان کردہ اصول پر چند اور دلائل تراش سکیں و بس۔

کہتے ہیں کہ ازمنہ قدیم سے لے کر آج تک مختلف فنون میں صرف تین کتابیں ایسی لکھی گئی ہیں، جو ہر لحاظ سے مکمل ہیں۔ اور فنون متعلقہ کی کوئی بات ایسی نہیں جو ان میں موجود نہ ہو۔ (۱) علم الافلاک پر المجسطی (۲) علم منطق پر کتاب ارسطو، اور نحو پر (۳) کتاب سیبویہ بصری۔

محمد بن اسحاق الندیم لکھتا ہے کہ المجسطی کا مصنف بطلمیوس اذریالوس اور لٹونس (روم کے بادشاہ جو یونان پر مسلط تھے) کے زمانے میں تھا۔ اس حکیم نے کوکب کا مشاہدہ کیا اور مذکورہ بالا فرماں رواؤں میں سے کسی ایک کے لیے المجسطی لکھی۔ یہ پہلا حکیم ہے،

۱۵ لے فضل بن حاتم النیریزی۔ حالات حرف القا میں۔

۱۶ البوریخان البیرونی (۱۰۰۰ء) خوارزم کا مشہور مؤرخ و سیاح جس نے ہندوستان کا بھی سفر کیا تھا۔ علم و فضل میں اس قدر بلند درجہ رکھتا تھا کہ آج تک ایسا اس کی نظیر نہ پیدا کر سکا۔ اس کی چند مشہور کتابیں یہ ہیں (۱) تاریخ ہند (۲) شمار الباتینہ۔

۱۷ سیبویہ ایرانی النسل تھا۔ بصرے میں اقامت اختیار کر لی۔ علم نحو کا امام و مجتہد سمجھا جاتا ہے۔ (مجلس کی تاریخ ادب عربی)

جس نے اصطلاح لابی و دیگر آلاتِ رصد، آلاتِ سطحِ کرہ اور پیمانے استعمال کیے بعض
علماء کا خیال یہ ہے کہ ابرخس پہلا حکیم ہے جس نے آلاتِ رصد کو استعمال کیا تھا۔ بعض
یہ بھی کہتے ہیں کہ ابرخس بطلمیوس کا استاد تھا، حالانکہ یہ قطعاً قلط ہے۔ اس لیے کہ
ان دونوں میں نو سو سال کا فاصلہ تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ بطلمیوس سب سے بڑا ماہرِ افلاک تھا۔ اس نے آلاتِ رصدیہ
کے تقاضے دور کیے اور یہ ظاہر ہے کہ جس نے رصد کی ابتدا کی ہوگی، اسی نے آلاتِ
رصد بھی ایجاد کیے ہوں گے۔

تیرہ مقالوں پر مشتمل ہے۔ یحییٰ بن خالد بن برمک پہلا انسان ہے جس نے
المجسطی اس کتاب کی تفسیر و ترجمے کی طرف توجہ دی۔ کسی علمائے اس کا عربی

یہ یحییٰ بن خالد برمکی بہ قول حمد اللہ مستوفی مصنفِ نزہتِ القلوب (تصنیف ۱۰۴۱ھ) اور شیر
کے وزیرِ گودرز کی اولاد سے اور بہ قول مصنفِ "مبدأ و معاد" جاسپ کی نسل سے تھا۔ ابنِ الفقیہ
اپنی تصنیف کتاب البلدان کے صفحہ ۳۶۲ پر لکھتا ہے کہ کتب کا مشہور آتش کدہ نو بہار لبراسپ کیانی
کے زمانے میں برما کہ تے بنوایا تھا اور بہ قول زکریا بن محمد بن محمود القزوی (م ۹۸۲ھ) یہ آتش کدہ منوچہر
بن ایرج بن فریدون نے تیار کرایا تھا اور برمک صرف متولی تھے مسعودی (م ۳۲۶ھ) اپنی کتاب
مروج الذهب جلد ۵ صفحہ ۶ پر لکھتا ہے کہ نو بہار کا متولی برمک کہلاتا تھا۔ اور یا قوت الحموی
(م ۶۳۶ھ) کا خیال یہ ہے کہ نو بہار کے موجد (پادری) کا خطاب برمک تھا۔

"نازہ تحقیق یہ ہے کہ نو بہار میں "مہ" (چاند کی پرستش ہوتی تھی اور وہ "مہ گاہ" کہلاتا تھا۔
چوں کہ عرب گ نہیں بول سکتے تھے۔ اس لیے "مہ کہ" کہتے رہے۔ چوں کہ "مہ کہ" کی ترکیب ذوق
سلیم پر گراں گزرتی ہے۔ اس لیے یہ لفظ "مک" بن گیا۔ اور بر کے معنی والی و دستور بھی ہوتے
ہیں۔ اور یہ لفظ برمک بن گیا۔

خالد کا جدِ اعلیٰ جاسپ بن یشتاسپ تھا۔ جو نو بہار کا متولی تھا۔ (بقیہ حاشیہ ص ۱۵۱ پر)

میں ترجمہ کیا۔ لیکن یحییٰ کو کوئی ترجمہ پسند نہ آیا۔ آخر ابو حسان اور اسلم (ایک نسخے میں سلمان) صاحب بیت المحکمہ کو اس کام پر لگایا۔ تمام ترجموں میں سے ان کا ترجمہ بہتر و فصیح تھا۔ چنانچہ اسے پسند کیا۔ کہتے ہیں کہ حجاج بن مطر نے بھی اس کا ترجمہ کیا ہے۔ نیریزی کا

(ص ۱۵) کا بقیہ عاشیہ)۔ اس خاندان کا ایک فرد فیروز شاہ ۳۸۰ھ میں مشرق بہ اسلام ہو کر عبداللہ کھلایا جس کے بیٹے کا نام جعفر تھا۔ جب ۳۸۶ھ میں ولید بن عبدالملک اموی کے سپہ سالار قتیبہ بن مسلم باہلی نے یخ کا محاصرہ کر کے تو بہار کو تباہ کر دیا تو جعفر نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ اور کچھ مدت بعد تنگی مذق سے مجبور ہو کر سلیمان بن عبدالملک (۹۶-۳۹۹ھ) کے دربار کا رخ کیا اور وہاں کاتب مقرر ہوا۔ اس کا بیٹا خالد ۳۹۰ھ میں پیدا ہوا۔

زوال امیہ کے بعد خالد پہلے سفاح کے دربار میں کاتب افواج۔ پھر وزیر۔ پھر ۳۹۸ھ میں موصل کا پھر رے اور پھر فارس کا گورنر مقرر ہوا۔ ۳۹۸ھ میں خالد کا بیٹا یحییٰ آذربائیجان کا عامل بنا کر بھیجا گیا۔

یحییٰ ۳۹۹-۴۰۰ھ میں پیدا ہوا، اور ۳۹۹ھ میں چل بسا۔ ہادی کے زمانے میں فصل ربیع وزیر تھا اور یحییٰ شاہ زادہ ہارون کا کاتب۔ جب ۳۹۹ھ میں وفات ہادی کے بعد ہارون الرشید تخت پر بیٹھا تو یحییٰ کو وزیر اعظم بنا لیا۔ جب یحییٰ کی عمر ذرا زیادہ ہو گئی تو پہلے فضل بن یحییٰ اور پھر جعفر بن یحییٰ کو وزیر بنا لیا۔

بر کی اس قدر فیاض، عالم اور با اقبال تھے کہ ہارون الرشید آتش حسد میں جلنے لگا اور ایک رات جلا دیا کہ حکم دے دیا کہ جعفر کا سر کاٹ کر ذرا حاضر کرو۔ یہ سن کر ۳۹۸ھ کا واقعہ ہے۔ یحییٰ فضل کے بعد دوسرے ہارون کو جیل میں پھینک دیا، ان کا سامان ضبط کر لیا اور اس طرح اس عظیم الشان خاندان کو چراغ ہمیشہ کے لیے گل ہو گیا۔ ہر چند کہ ہارون اس واقعے پر اظہارِ ندامت کرتا رہا لیکن تم آپس میں اس نے یحییٰ دغیرہ کو جیل سے رہا نہ کیا۔ جب ہارون کے بعد امون تخت پر بیٹھا تو اس نے فوراً حکم دیا کہ گورنر ہارون کو جیل میں رکھو۔ اس وقت تک یحییٰ و فضل مرچکتے تھے کہ جعفر قتل ہو چکا تھا اس لیے کوئی گورنر جیل میں باقی نہ تھا۔ (بقیہ عاشیہ ص ۱۵۲ پر دیکھیے)

ترجمہ (جس کی اصلاح ثابت نہ کی تھی) مقبول نہیں ہوا۔ اسحاق نے بھی اس کا ترجمہ کیا تھا جس کی اصلاح ثابت ہوئی۔ پہلی اصلاح دوسری سے بدرجہا بہتر ہے۔

بطلیموس کی چند دیگر تصانیف کا بھی عربی میں ترجمہ ہو چکا ہے مثلاً

(۱) کتاب کتبہ الی سورئ تلمیذہ۔ ابراہیم بن الصلت نے ترجمہ کیا۔

حنین بن اسحاق نے اصلاح کی اور اوطوقیوس (ایک نسخے میں انطوقیوس) نے پہلے مقالے کی تفسیر قلم بند کی۔ اس مقالے کا مرتب و جامع ثابت ہے اور عمر بن قرحان۔ ابراہیم بن الصلت۔ النیریزی اور البتانی منسرد شارح ہیں۔

(۲) کتاب الموالید (۳) کتاب الجرب والقتال (۴) کتاب استخراج السہام (۵) کتاب تحویل سنی العالم (۶) کتاب المرض وشریب الدواء۔

(۷) کتاب سیر السبعہ (۸) کتاب الاسری والمجسین (۹) کتاب فی اشتراد السعود و اعطنا عہما (ایک نسخے میں فی اسرار السعود ہے)۔

(۱۰) کتاب المنصین ایہما یفلح (۱۱) کتاب القرۃ مجذول (۱۲) کتاب اقتصاص احوال الکواکب

(۱۳) کتاب الجغرافیائی المعمورۃ من الارض۔ اس کتاب کا سریانی تیز عربی میں ترجمہ ملتا ہے۔ عربی ترجمہ الکندی نے کیا تھا۔

(صفحہ ۱۵۱ کا لقیہ ماشیہ ملاحظہ ہو)۔

یحییٰ کے نو لڑکے تھے۔ یعنی فضل۔ جعفر۔ محمد۔ موسیٰ۔ عباس۔ احمد۔ خالد۔ عبداللہ اور ابان ان میں سے فضل (۱۲۸-۱۹۳ھ) اور جعفر (۱۵۱-۱۵۷) اس قدر فیاض، عاقل، طباع

ذریک تھا کہ برآمدہ کی شہرت اسی کی بدولت ثریا تک جا پہنچی تھی۔

۱۵ اوطوقیوس کے حالات اور آق گزشتہ میں درج ہو چکے ہیں۔

پر قطوس

اسکندریہ کا رہنے والا، علم الاعداد کا ماہر، اور اپنے زمانے میں خاصہ مشہور تھا اس کی منزلت علمی کا اندازہ اس کی بلند تصنیف المقالات الاربع فی طبائع الحدود نواعہ سے ہو سکتا ہے۔

بطلمیوس بدلس (یرس۔ بولس)

- یونان کا فرماں روا جو بطالس سے تعلق رکھتا تھا۔ علم کا شیدائی اور تحقیق و تلاش پر مڑتا تھا۔ ایک دفعہ اسے شہر بابل کی ابتدا، تخلیق عالم اور اسلاف نمرود کے متعلق تحقیق کا خیال پیدا ہوا۔ اِدھر اِدھر بھٹکنے کے بعد آخری بنی اسرائیل کے ان بیت المقدس میں اس کی تشفی ہوئی۔ یہ اس زمانے کا واقعہ ہے جب بنی اسرائیل کی دوبارہ حکومت قائم ہوئی تھی۔ بنی اسرائیل نے اس کی خاطر عبرانی تورات کو یونانی میں منتقل کیا جس میں نمرود کا ذکر موجود تھا۔ اس یونانی تورات کو حنین بن اسحاق نے عربی لباس پہنایا۔
- اس نے فلسفیوں کی ایک جماعت کو اپنا خرمایہ کار بنا رکھا تھا، جو اس کے لیے زمین کا قطر نکالتے اور ربیع بسکوں کو پتے تھے۔ اسے علم الافلاک میں بدطولی حاصل تھا۔ علم کی ایک جماعت کا خیال یہ ہے کہ یہی شخص مشہور بطلمیوس تھا۔ لیکن یہ خیال بے حقیقت ہے۔
- ۱۵۔ ملاحظہ ہوں حالات بطلمیوس۔ اس فرماں روا نے ۳۸ برس تک حکومت کی۔ اس کا استاد ارسطوس المنجم تھا۔

یادِی نوس

دوم کارہننے والا منجم، جس کی مشہور تصانیف یہ ہیں :-

کتاب الطوفان و کتاب الکواکب المذنبیۃ۔

بش

دوم کار یا غنی داں و مهندس، جس نے بعد میں اسکندریہ کو اقامت کے لیے

پسند کر لیا۔ یہ حکیم بطلمیوس کے بعد آیا۔ اس کی چند تصانیف یہ ہیں :-

(۱) تفسیر کتاب بطلمیوس فی تسلیح الکرة۔ ثابت نے عربی میں ترجمہ کیا۔

(۲) اقلیدس کے دسویں مقالے کی تفسیر۔ دو مقالے۔

یادِ غوغیا الہندی الرومی الجلی

اس کی کتاب استخراج المیاء تین ابواب پر مشتمل ہے اور ہر باب کے کئی مقالے ہیں۔

البقراتون

ثابت بن قرۃ حرانی سے کسی نے پوچھا کہ بقراتون نام کے حکیم کتنے ہیں؟ جواب دیا چار

ہیں۔ اول، نسل استقلیبوس کا مشہور بقراتون۔ دوم، ابرقیدس کا بیٹا جو پہلے بقراتون سے نوشت

بعد ہوا۔ کہتے ہیں کہ اس میں آورا استقلیبوس میں نوشتیں حاصل تھیں۔ بقراتون ثانی

کے آخری ایام حیات میں قوم کیوں نیاس کی جنگ شروع ہو گئی تھی۔ سوم، بقراتون

دراقتن بن بقراتون ثانی، جو استقلیبوس اول کی گیارہویں پشت سے تھا۔ چہارم، بقراتون

سوم کا چچا زاد بھائی۔

جب ان کی تصانیف علماء و مترجمین تک پہنچیں تو ان لوگوں نے تمام تقریظوں کو
غلط لفظ کر دیا۔ یہ قسمتی سے یہ تمام تقریظ اظہار واقع ہوئے تھے اور ان کی تصانیف
مضامین میں ایک دوسرے سے ملتی تھیں، آخر ٹھیرے جو ایک دوسرے کے شناگرد
اس لیے ان کی تصانیف بھی وجہ امتیاز نہ بن سکیں۔

کتب میں کہ طب کی پہلی کتاب تقریظ اول بن اغتوسو ہو س کے لکھی تھی۔

بختیشوع بن جواد بن بختیشوع الجندیسا پوری

کنیت ابو جبرئیل، مذہب کا نصرانی، ابو العباس سفاح کا ہم عصر و معالج اور
قرنِ طب میں عام شہرت کا مالک تھا۔ ہارون الرشید کے زمانے تک جندیسا پور۔ کچھ تو علمی
عظمت اور کچھ مصاحبت خلیفہ کی وجہ سے اہل بغداد اس کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے۔
محمد بن اسحاق اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ بختیشوع خلفائے بغداد کے درباروں
میں سے تھا۔ رشید، امین، مامون، معتصم، واثق اور متوکل کا زمانہ دیکھا تھا۔ قرنِ طب میں
یگانہ روزگار تھا۔ خلفائے بغداد کے حرم میں بھی برائے علاج جایا کرتا تھا۔ اس کی مشہور
تصنیف کتاب التذکرہ ہے جو اپنے بیٹے جبرئیل کے لیے لکھی تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ بختیشوع جندیسا پور کا باشندہ تھا۔ اس نے سفاح و منصور کا زمانہ

۱۰ ابو العباس عبداللہ سفاح بن محمد بن علی بن عبداللہ (م ۳۶۰ھ) دولت عباسیہ کا پہلا خلیفہ۔
۱۱ ۱۲۰ھ و ۱۳۰ھ کے پارتوں کے مشرق میں ایک علاقہ پہلے ہلام کہلاتا تھا۔ کلانی عروج کے زمانے
میں اس علاقہ کا دار الحکومت بن گیا تھا، اور اب یہ خطہ خوزستان کہلاتا ہے۔ جندیسا پور اسی خطے کا
ایک مشہور شہر ہے جسے شاہ پور نے بنوایا تھا۔ یہاں پہلے ایک گاؤں تھا جس کا نام جندی نامی ایک
خون دار تھا جس نے اس شہر پر قبضہ کرنے کی اجازت دی کہ اس کا نام (یعنی حافیہ ص ۱۵۶ پر)

نہیں دیکھا، البتہ اس کا والد جو رحیم منصور کا معالج رہا تھا (تفصیل جو رحیم کے حالات میں آئے گی)۔ والد کی غیر موجودگی میں بختیشوع شفا خانہ جندلیا پور کے انتظام پر متعین رہا۔ ہمدی کے زمانے میں حیب شہزادہ ہادی بن ہمدی کسی مرض میں مبتلا ہو گیا تو علاج کے لیے بختیشوع کو جندلیا پور سے طلب کیا گیا۔ ان دنوں شاہی طبیب ابو قریش تھا۔ ہادی کی والدہ خیزران کو یہ امر سخت ناگوار گویا۔ کہ باہر سے ایک طبیب بلا کر شاہی طبیب کی ہتک کا سامان کیا جائے۔ چنانچہ ملکہ بختیشوع کے پیچھے پڑ گئی۔ اور اس غریب کو ایک آدھ دفعہ جوتے بھی لگوا دیے۔ جب ہمدی کو اس حرکت کا علم ہوا تو جھگڑا ختم کرنے کے لیے بختیشوع کو نہایت اکرام و احترام کے ساتھ جندلیا پور بھیج دیا۔ جہاں وہ ۱۱۱۱ تک بیمارستان کے انتظام میں مصروف رہا۔

۵

حیب ہارون الرشید تخت پر بیٹھا اور کچھ عرصے کے بعد کسی سخت مرض کا شکار بن گیا تو اس نے یحییٰ بن خالد کو بلا کر کہا کہ میرے لیے کوئی قابل طبیب تلاش کرو کیجیے کہنے لگا حضور والا! ابو قریش آپ کا خاندانی طبیب ہے اور آپ کے والد محترم اور والدہ ماجدہ کا معالج رہا ہے، اسی سے کیوں نہ علاج کرایا جائے۔ ہارون الرشید کہنے لگا کہ یہ شخص فرق طب سے تقریباً نابلد ہے اور ہم نے اسے محض اس لیے اپنی ملازمت میں رکھا ہوا ہے کہ قدیم نمک خواروں میں سے ہے۔ اس لیے میری خواہش یہ ہے کہ میرے لیے کوئی نہایت قابل طبیب تلاش کیا جائے۔

۱۰

۱۵

(۱۵۵ کا بقیہ حاشیہ)۔ یہی بانیان شہر میں تھا کہ کیا جلسے۔ شاپور نے یہ شرط مان لی۔ اس کے بعد لوگ کہتے پھرتے کہ جندی اور شاپور مل کر ایک شہر بنوا رہے ہیں۔ چنانچہ شہر کا نام ہی جندلیا پور پڑ گیا۔ یہاں بڑے بڑے حکما پیدا ہوئے مثلاً جبریل بن بختیشوع، جو رحیم بن بختیشوع، بنالجزیرہ سہل۔ عیسیٰ بن پھارنجت، عیسیٰ بن شہلافا اور یوحنا کا والد اسویہ۔ (العقلی) لے ابو قریش عیسیٰ المیدلانی خلیفۃ المہدی کا طبیب خاص تھا۔ حالات اب الکتبی میں ملاحظہ فرمائیے۔

حالد۔ جیسا آپ کا بھائی ہادی بیمار ہوا تھا تو آپ کے والد مہدی نے
جنڈیالپور سے ایک طبیب منگوا یا تھا، جس کا نام نجیثشوع تھا۔

رشید۔ تو پھر وہ واپس کیوں چلا گیا؟

حالد۔ آپ کی والدہ اور عیسیٰ ابو قریش کی سازشوں سے گھبرا کر آپ کے والد

نے اُسے واپس بھیج دیا۔

رشید۔ اسی وقت تیز رفتار قاعد روانہ ہوں اور اگر حکیم زندہ ہو تو اُسے

دربار میں فوراً حاضر کریں۔

حکم کی تعمیل ہوئی اور چند روز کے بعد نجیثشوع دربار میں آ پہنچا۔ ہارون الرشید

نے اس کی بہت عزت کی، ذریں خلعت عطا کی اور بے شمار مال و دولت سے نوازا۔

۱۰ کے بعد فرمایا کہ آج سے تمہیں رئیس الاطبا بنایا جاتا ہے اور اس گھڑی سے دُنیا

تمہارے ہر حکم کی تعمیل کرے گی۔

نجیثشوع بن حبریل بن نجیثشوع

طیب ابن طیب۔ اپنے فن میں ماہر و سخا و مروت، حُسنِ معرفت، کثرتِ لغوی

و قیامِ علوٰۃ کی وجہ سے بہت نیک نام تھا۔ جہاں جاتا، لوگ دیدہ و دل میں جگہ دیتے

۱۵ اس کی یہ خوبیاں محمد بن عبدالملک الزیات [ؒ] احمد بن ابی داؤد کو ایک آنکھ نہ بھاتیں

۱۵ محمد بن عبدالملک الزیات پہلے معتمد (۲۱۸-۲۲۷) اور پھر دالت (۲۲۷-۲۳۲) کا وزیر

رہا۔ بہت بڑا ادیب اور مشہور عالم نحو و لغت تھا۔ المتوکل (۲۳۲-۲۳۷) اس پر ناراض ہو گیا اور

اسے اس قدر غائب دیا کہ یہ کتب خانہ میں فوت ہو گیا۔ (وفیات الاعیان لابن خلکان)

۱۵ احمد بن ابی داؤد معتمد کا وزیر (بقیہ حاشیہ ص ۱۵۸ پر)

چنانچہ یہ واقعہ بالذکر اس کے خلاف اکسلتے رہتے۔ واقعہ ان کے پھرنے میں آگیا۔ اس غریب کی تمام جائداد پر قبضہ کرنے کے بعد اسے دارالخلافہ سے نکل جانے کا حکم دے دیا اور وہ اپنے وطن واپس چلا گیا۔

کچھ عرصے کے بعد واقعہ بیمار پڑ گیا۔ جب مقامی طبیب ناکام ہو گئے اور مرض بہت بڑھ گیا تو نجی شیعہ کی طرف قاصد ڈرائے گئے۔ لیکن نجی شیعہ کے آنے سے پہلے ہی اوپر سے بلاوا آگیا اور واقعہ چل بسا۔

جب متوکل نے مسند خلافت سنبھالی تو نجی شیعہ کا سویا ہوا ستارہ جاک اٹھا۔ جاہ و جلال، کثرت اموال، جواں مروی، ظاہری زریب و زینت (لباس، ہیئت، صورت اسباب، قالین وغیرہ) مہمان نوازی اور نڈل و الفاق کی اس معراج تک پہنچا کہ قلم بیان سے عاجز ہے۔

کہتے ہیں کہ متوکل کے زمانے میں شہزادہ معتز باللہ سخت بیمار پڑ گیا، یہاں تک کہ دعا و غذا سب ترک ہو گئی۔ اطیبانے لاکھ سرشیکا لیکن شہزادے کو کوئی آفاقہ نہ ہوا۔ بڑی مصیبت یہ تھی کہ شہزادہ قطعاً کوئی دوا نہ چیتا تھا اور نہ اسے غذا کی خواہش ہوتی تھی۔ اس اثنا میں نجی شیعہ آ پہنچا۔ اس کے بدن پر مین کا نہایت قیمتی جسے تھا شہزادے کے پاس بیٹھ گیا اور لگا، ادھر ادھر کی دلچسپ کہانیاں سنانے۔ شہزادے کا دل کچھ بہلنے لگا حکیم کے جیتے پر نظر جو پڑی تو ہاتھ سے چھو کر کہنے لگا: "کس قدر عمدہ کپڑا ہے۔" حکیم نے کہا: "بے شک، اس پر ایک ہزار درم خرچ ہوئے ہیں۔ اگر تم پسند کرو تو نہایت ملکی سی قیمت پر تمہارے ہاتھ بیچ ڈالوں گا۔" شہزادے نے کہا: "بہت اچھا

(ص ۱۵۷ کا لقیہ عاشیہ)۔ خلیفہ قرآن کے فتنے کا موجد بہت بڑا معتزلہ۔ علیت کے لحاظ سے

علامہ۔ امام احمد بن حنبل کو کوزوں سے بیٹھانے والا اور امام سے مناظروں میں شکست کھا کر بھی

باز نہ آنے والا۔ اس کی وفات فالج سے محرم سن ۲۲۰ھ میں ہوئی۔ (وفیات الامیاء لابن خلدون)

تو فرمائیے! آپ کیا دام لیں گے؟ ”حرف دو سیب کھا لیجیے اور حبیہ آپ کا۔“ معتز نے چھٹ دو سیب اٹھا کر کھالیے۔ ”ہاں یاد آ گیا، اس حبیہ کے ساتھ ایک اور کپڑا بھی پہننا پڑتا ہے جو میرے ہاں موجود ہے۔ اگر تم ایک گلاس سکنجبین کا پی کر دکھاؤ تو وہ کپڑا بھی مل جائے گا۔“ المعتز نے لبالب گلاس اٹھایا اور غٹ غٹ پی گیا۔ بس پھر کیا تھا۔ جگر کی حرارت کم ہو گئی۔ منہ کا ذائقہ رفتہ رفتہ ٹھیک ہو گیا اور شہزادے صاحب بسترِ علالت سے اٹھ بیٹھے۔ متوکل طبیب کی اس حکمتِ عملی کا ہمیشہ تشکرانہ انداز میں ذکر کرتا تھا۔

بعض مؤرخین نے ایک حکایت درج کی ہے جس سے بختیشوع اور متوکل کے باہمی تعلقات پر روشنی پڑتی ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک دن متوکل صحنِ حرم میں ایک چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا، اتنے میں بختیشوع وارد ہوا، اور سلام و کلام کے بعد متوکل کے پاس چبوترے پر جا بیٹھا اس روز طبیب دیبائے رومی کی قمیص پہنے ہوئے تھا، جس کا دامن ایک کنالے سے قدموں سے لگا ہوا تھا۔ متوکل باتیں بھی کرتا جاتا، اور اس پھٹے ہوئے حصے کو چھیرتا بھی جاتا، یہاں تک کہ اس کی شرارت سے وہ شگاف نیچے تک جا پہنچا۔ اس وقت موضوع گفتگو یہ تھا۔ کہ شیطان پر غلبہ حاصل کرنا چاہیے۔ متوکل پوچھنے لگا۔

”کیا شیطان پر قابو پانا ضروری ہے؟“

”بہت ضروری ہے، اور خصوصاً جب اس کا ہاتھ شگاف سے ہوتا ہوا

کسی کے نیچے تک پہنچ چکا ہو۔“

متوکل اس قدر مہنسا کہ زمیں پر لوٹنے لگا اور حکم دیا۔ کہ حکیم کو بے شمار دولت اور خوب صورت خلعتیں بہ طور انعام دی جائیں۔

بختیشوع معبد میں لوہان کی دھونی کے ساتھ عیامت کیا کرتا تھا۔ لوہان کو جلانے

کے لیے بجائے معمولی کوئیوں کے گلاب، درخت لیموں اور بید کے کوئلے استعمال کیا کرتا

تھا، اور اوپر کافور، مشک، پرانی شراب اور مصری بید بھینوں کا پانی چھڑکتا تھا۔

ایک دن متوکل نے کہا: "بختیشوع کبھی ہمیں دعوت تو کھلاؤ" کہنے لگا "بہت اچھا

اعلیٰ حضرت" اور انتظام میں مصروف ہو گیا۔ موسم گرما کی شام تھی کہ متوکل طبیب کے گھر

میں داخل ہوا۔ آرائش، شان و شکوہ اور شوکت و تجمل دیکھ کر دنگ رہ گیا بے حد تعریف

کی جس سے طبیب کا حوصلہ اور بڑھ گیا۔

خدا کی شان چند یوم کے بعد خلیفہ کسی بات پر بگڑ گیا۔ فوراً الحسین بن محمد کو حکم دیا

کہ طبیب کے املاک و خزان پر قبضہ کر لو۔ کہتے ہیں کہ حکیم کے کپڑوں میں سے چار ہزار

ایسے طلائی پاجامے برآمد ہوئے جو ارمینیا کے ریشم سے تیار ہوئے تھے۔ الحسین

سامان کا کچھ حصہ تو شاہی محل میں پہنچا آیا اور باقی بیچ ڈالا۔ صرف چند چیزیں باقی رہ

گئیں۔ یعنی کچھ لکڑی، کوئلہ اور شراب وغیرہ۔ جنہیں خود حسین بن محمد نے چھ ہزار دینار

پر خرید لیا، اور چند یوم کے بعد انہی اشیاء کا ایک حصہ بارہ ہزار دینار پر بیچ ڈالا۔

حمزوں نے بادشاہ کے ہاں اس کی بددیانتی کی شکایت کر دی۔ نیز باقی ماندہ کوئلے،

لکڑی اور شراب کو خریدنے کا ارادہ بھی ظاہر کیا۔ کچھ کچھا کر چھ ہزار دینار قیمت ملے ہوئی

حمزوں نے قیمت ادا کر دی اور صرف چند یوم کے بعد وہی اشیاء بارہ ہزار دینار پر فروخت

کر ڈالیں۔ یہ واقعہ ۲۴۴ھ کا ہے۔

اس طبیب کی وفات اتوار کے دن ۲۱-۲۲ صفر ۲۵۶ھ کو ہوئی۔ ایک لڑکا

عبید القذافی اور تین لڑکیاں یادگار چھوڑیں۔ حکام و فدرائے سلطنت باقی ماندہ مال

کی خاطر سدا ان بچوں کے پیچھے پڑے رہتے۔ نتیجتاً ان کی جمعیت بکھر گئی اور پریشانی بڑھی

بن کر رہ گئے۔

تختیشوع

اپنے زمانے میں مشہور طبیب اور المتقی کا شاہی معالج تھا۔ المتقی کے دربار میں چند اور طبیب بھی موجود تھے مثلاً علی بن الراہبہرناوش اور ثابت بن سنان بن ثابت۔

تختیشوع بن حکمی

یہ تختیشوع اول کی نسل میں سے مشہور طبیب تھا۔ المتقدّم بالمد کے ہاں شاہی طبیب کی حیثیت سے کام کرتا تھا۔ سنان بن ثابت بن قرة (ثابت بن سنان مصنف کتاب تاریخ کا والد) بھی وہی تھا۔ یہ ہر دو طبیب دربار میں قابل ترس طبیب خیال کیے جاتے تھے۔

صرف التاء

تینکلوش (یا تکلوشا)

۱۰. یاہل کار ہنے والا تھا۔ ایک دفعہ عناک نے سات بڑے سیاڑوں کے نام پر سات محل تیار کرائے۔ اور پھر سات قابل منجروں کو بخش دیے۔ یہ حکیم ان سات میں سے ایک تھا۔ اس کی ایک مشہور تصنیف کتاب الوجہ والمحدود آج تک لوگوں کے پاس موجود ہے۔

۱۱. امیر راہبہ کے علالت حرف العین میں۔

۱۲. پشتادی خانہ کی پانچواں بادشاہ جس کے کندھوں پر دو مانیپ تھے۔ اس کے خلاف کارہ لوہار نے بغاوت کر کے اسے قتل کر دیا تھا اور اس کی جگہ فریدوں فرما زوا بنایا گیا تھا۔

تیاذوق

امیر خاندان کے زمانے میں یہ طبیب زیادہ مشہور تھا اور حجاج بن یوسف کا معالج خاص تھا۔ اس کے بعض شاگردوں نے بھی خاص شہرت حاصل کی۔ جن میں سے ایک فرات بن شحاتا (عیسیٰ بن موسیٰ کا طبیب) منصور عباسی کے زمانے تک زندہ رہا۔

۱۷ امیر بن عبد اللہ بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن قریش..... بن اسمعیل۔ اس خاندان کا پہلا بادشاہ معاویہ تھا جس نے دمشق میں حضرت علیؓ کے خلاف بغاوت کر کے خود مختاری کا اعلان کر دیا تھا۔ معاویہ بن ابوسفیان بن حرب بن امیر بن ہاشم کے بعد یزید (۶۰-۶۴ھ) پھر معاویہ ثانی بن یزید (۶۴-۶۸ھ) پھر مروان (۶۸-۶۹۵ھ) پھر عبد الملک بن مروان بن حکم (۶۸۶-۶۸۷ھ) پھر ولید اول بن عبد الملک (۶۸۶-۶۸۷ھ) پھر سلیمان بن عبد الملک (۶۸۶-۶۸۷ھ) پھر عمر بن عبد العزیز بن مروان (۶۸۷-۶۸۸ھ) پھر یزید بن عبد الملک (۶۸۸-۶۸۹ھ) پھر ہشام بن عبد الملک (۶۸۹-۶۸۹ھ) پھر ولید ثانی بن یزید بن عبد الملک (۶۸۹-۶۸۹ھ) پھر یزید بن ولید اول (۶۸۹-۶۸۹ھ) اور آخر میں مروان بن محمد بن مروان جسے مروان الحمار کہتے تھے، تخت نشین ہوا۔ ابو مسلم خراسانی کے حملوں نے اس کی مکر توڑ دی اور حالت فرار میں قتل (۶۸۹ھ) ہوا۔ اس کے بعد عباسی دور شروع ہوا۔ ۱۷ عبد الملک بن مروان کا ایک حکم جسے پیٹے عبد اللہ بن زبیر (مکہ) کے خلاف بھیجا اس نے مکے کا محاصرہ کر کے کعبے پر بھی پتھر برسائے اور ابن زبیر کا سر کاٹ ڈالا۔ یہ ۶۸۳ھ کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد عبد اللہ بن ہشام امیر خراسان کو شکست دی۔ پھر عراق کا گورنر مقرر ہوا۔ عبد الرحمن بن محمد (جو عراق کے ادگر و خلیفہ بن بیٹھا تھا) کو شکست دی۔ وجہ پرالوا وسط شہر کی بنا ڈالی۔ چون برس کی عمر میں ۶۹۵ھ کو فوت ہوا۔ اس نے اپنی زندگی میں ایک لاکھ بیس ہزار آدمی قتل کیے۔ ۱۸ فرات کا ایک یہودی طبیب تھا جو جوانی میں حجاج اور پھر عیسیٰ بن موسیٰ کا معالج خاص رہا۔ ۱۹ عیسیٰ بن موسیٰ عباسی منصور (۱۳۶-۱۵۸ھ) میں ولی ہند تھا۔ لیکن کلابیاب نہ ہو سکا۔

توفیق بن محمد بن الحسین بن عبداللہ بن محمد ابو محمد

ممالک غرنی کا ایک منجم۔ ادیب اور مہندس جو دمشق میں آکر آباد ہو گیا اور یہاں ایسے شاگرد پیدا کیے جو استاد کے علم و فہم کے مداح تھے۔ محمد بن نصر بن صفیر (ایک نسخے میں سعیر۔ دوسرے میں عتقر) تیسرے میں صفیر لکھا ہوا ہے) القیسرانی الشاعر بھی اس کا شاگرد تھا۔ اس کی وفات دمشق میں ۵۱۶ھ کو ہوئی۔

التمیمی المقدسی الطیب

اس کا پورا نام محمد بن احمد بن سعید تھا۔ چوں کہ اس کا نسبی نام (التمیمی) اصلی نام سے زیادہ مشہور تھا۔ اس لیے میں نے اس کا حرف التا میں ذکر کیا ہے۔ اس کا دادا سعید بھی بیت المقدس کا مشہور طبیب تھا۔ اس نے طب کی ابتدائی تعلیم دادا سے حاصل کی اور پھر مختلف شہروں میں گھوم کر تعلیم کو مکمل کیا۔ اس کے معلوماتِ طبی ۱۰ از بس محکم و مفید تھے، اور دعاؤں کی تیاری میں اسے یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ تریاقِ فاروقی میں چند مفردات بڑھا کر اسے کامل تریق دوا بنا ڈالا۔ تریاق پر اس کی چند تصانیف بھی ہیں۔ جن میں سے کچھ بڑی کچھ درمیانی اور کچھ چھوٹی ہیں۔ یہ حسن بن عبید اللہ بن طیف (یا طیف) کے دیار میں رہا کرتا تھا جو اس وقت رملہ اور دیگر نواحی بلاد پر حکمران تھا۔ ان کو ایک دوسرے سے بڑی محبت تھی۔ طبیب نے امیر حسن کے لیے وہ لکھنے ۱۵ (ایک قسم کی خوشبو) اور معجونیں تیار کیں، جو باؤل کے روکنے کے لیے کسیر کا حکم رکھتی تھیں۔

رملہ نام کے عجم میں پانچ مواقع ہیں۔ ان میں سے مشہور فلسطین کا رملہ ہے۔ اسی شہر میں

ادبیں رملی اور کی بنی زینل پیدا ہوئے تھے۔

یہاں سے وہ طیب مصر میں چلا گیا۔ دولتِ علویہ کا زمانہ تھا اور یعقوب بن کلس مستند فہرست پر
 متمکن تھا (یہ المعز والحرز دونوں کا وزیر رہا ہے) پہنچتے ہی یعقوب کا مصاحب بن گیا
 اور اس کی خاطر کئی جلدوں میں ایک کتاب لکھی جس کا نام تھا: مادة البقاہ باصلاح
فساد الهواء والتحرز من عنبر الالباء۔ یہ کتاب قاہرہ میں تیار کی معز کا زمانہ تھا
 المعز کے ہاں دیارِ مغرب و مشرق سے اعلیٰ آیا کرتے تھے، جن سے تیسری کے مناظر

۵
 ۱۵ دولتِ علویہ و خلافتِ فاطمیہ مترادف ہیں۔ اس خاندان کا بانی عبید اللہ تھا جس نے ادارہ کی مد
 سے مراکش میں سوخ پیدا کر لیا، اور خود مختاری کا اعلان کر کے یولس کے پاس ایک شہر مہدیہ کو
 اپنا دار الخلافہ بنالیا۔ ۳۵۶ھ میں سلاطینِ اشدیہ سے علویوں نے مصر چھین لیا اور ۳۸۱ھ
 میں ان کی سلطنت شام سے سواہلِ مراکش تک پھیل گئی۔ جب ۴۲۲ھ میں نارمنز نے مہدیہ و
 قیروان پر قبضہ کر لیا تو فاطمیوں نے قاہرہ کو پایہ تخت بنالیا۔ اس خاندان کو صلاح الدین الیومی
 نے ۵۶۶ھ میں ختم کیا۔ خلفا کی فہرست یہ ہے:-

نمبر شمارہ	سال جلوس ہجری	نام	نمبر شمارہ	سال جلوس ہجری	نام
۱	۲۹۷	مہدی ابو محمد عبید اللہ	۸	۲۲۷	مستنصر ابو تیمم
۲	۳۲۲	قائم ابو القاسم محمد	۹	۲۸۷	مستعنی ابو القاسم احمد
۳	۳۳۲	منصور ابو طاہر اسماعیل	۱۰	۴۹۵	منصور امیر ابو علی
۴	۳۴۱	مُعز ابو تیمم محمد	۱۱	۵۲۲	حافظ ابو المیہون عبد المجید
۵	۳۶۵	عزیز ابو منصور نزار	۱۲	۵۲۲	ظافر ابو منصور اسماعیل
۶	۳۸۶	حاکم ابو علی منصور	۱۳	۵۲۹	ناصر ابو القاسم عیسیٰ
۷	۴۱۱	طاہر ابو الحسن علی	۱۴	۵۴۷-۵۵۵	فاضل ابو محمد عبد اللہ

(طبقات سلاطین اسلام ص ۶۰-۶۱)

اور لمبی لمبی صحبتیں رہتی تھیں۔ تمہی ایک پر انصاف مناظر تھا۔ خواہ مخواہ کسی کی تردید نہیں کرتا تھا، اور حیب تردید کرتا تھا تو نہایت محکم دلائل کے ساتھ۔
۳۷۰ء کے قریب تمہی مصر میں موجود تھا۔

حرف الثا

ثاؤ فرسٹس الحکیم

ارسطو کا بھتیجا، شاگرد اور وصی، جسے مرتے وقت ارسطو اپنی جائداد وغیرہ کا متولی بنا گیا تھا۔ استاد کی وفات کے بعد یہ دارالعلم میں فرائض تدریس سرانجام دیتا رہا۔ چچا کی تصانیف پڑھاتا۔ بڑا عالم، فہیم و ذہین تھا۔ اس کی تصانیف بہت عالمانہ ہیں۔ چند ایک کے نام یہ ہیں:-

- (۱) کتاب الآثار العلویہ۔ ایک مقالہ (۲) کتاب الادب۔ ایک مقالہ
- (۳) کتاب ما بعد الطبیعہ۔ ایک مقالہ۔ جس کا ترجمہ سحبی بن عدی نے کیا۔
- (۴) المحسوس والمحسوس۔ چار مقالے۔ مترجم ابراہیم بن بکوش العشاری۔
- (۵) کتاب الذبات۔ مترجم ابراہیم بن بکوش العشاری۔
- (۶) کتاب قاطیغورياس۔ اس کی نسبت ثاؤ فرسٹس کی طرف دست نہیں۔

ثالیس الملطی

اپنے زمانے کا مشہور فلسفی جو پچھلے فیثاغورس کی صحبت میں تھا، اور پھر اہل مصر سے طبیعیات و فلسفہ سیکھتا رہا۔ یہ پہلا فلسفی ہے جس نے وجود خالق کا انکار کیا۔ یہ کہا کرتا تھا

ثناؤں

اسکندریہ کا مشہور مهندس، جس کی تصانیف تمام دنیا میں پھیل چکی ہیں لاطینیوں کے بعد ہوا۔ چند تصانیف کے نام یہ ہیں:- (۱) کتاب العمل بذات الخلق (۲) کتاب جداول زینج لاطینی موسیٰ المعروف بالقانون المسیر۔ (۳) کتاب العمل بالاصطراب (۴) کتاب المدخل الی المخطی

۵

ثبوت و فروس

اسکندریہ کا رہنے والا مشہور ریاضی دان و مهندس جس کی چند تصانیف کے

نام یہ ہیں:-

(۱) کتاب الآثار۔ تین مقالے (۲) کتاب المساکن۔ ایک مقالہ (۳) کتاب السبل والنہار۔ دو مقالے۔

۱۰

ثناؤں الطیب

اداکل اسلام میں حجاج بن یوسف کا طبیب رہا۔ اس نے اپنے بیٹے کے لیے افعال مرتب کیے تھے کہتے ہیں کہ حجاج نے ایک دن ثاقون سے پوچھا: "مٹی کھانے کا علاج کیا ہے؟" کہا: "تم جیسے فرماں دعا کی قوت انادی" حجاج کے دل میں یہ بات ایل آ کر گئی، کہ بھر زندگی بھر مٹی کھانے کا نام نہ لیا۔

۱۵

ثوقیل بن ثوما النصرانی الملقب الراوی (ایک نسخے میں الزہاوی)
 خلیفہ ہمدی کا رئیس المتجمین، جس نے مشاہداتِ فلکی کو نہایت صحت سے قلم بند
 کیا تھا۔ تقریباً تو نے برس کی عمر پائی۔

ثابت بن سنان بن ثابت بن قرۃ

- ۵ المطیع اللہ اور الاقطع احمد بن یویہ ابوالحسن کے زلمنے میں تھا اور جب تک
 خلیفہ الراضی زندہ رہا، ثابت اس کے دربار میں رہا۔ ثابت فنِ طب کا ماہر اور اس کے
 اصول و فروع پر حاوی تھا۔ شفاخانہ بغداد کا طبیبِ اعلیٰ رہا ہے۔ ہلال بن المحسن بن
 ابراہیم الصائمی (جو ایک فصیح منشی تھا) کا ماموں تھا۔ اس کی تصنیف یعنی کتاب
 التاریخ، جس میں ۲۹۸ سے ۳۶۳ تک کے حالات درج ہیں۔ دنیا بھر میں وسعت
 ۱۰ معلومات کے لحاظ سے لاجواب ہے۔ اس تاریخ پر ہلال بن المحسن کے حواشی بھی ہیں۔ اگر یہ
 دلول نہ ہوتے تو اس زمانے کے اکثر تاریخی واقعات ضائع ہو جاتے۔

۱۱ الاقطع معزالدولہ ابوالحسن احمد بن یویہ (۳۲۰-۳۵۶ھ) آل یویہ کا ایک فرماں بردار طبیب
 سلاطین اسلام میں ابوالحسن احمد ذبح ہے۔

۱۲ ہلال بن محسن بن ابراہیم الصائمی کتاب التاریخ کا مصنف، یحییٰ بن سہل و ابن بلطلان کا دوست
 تھا۔ ابن بلطلان نے ہلال کو صاحبِ مکرمیت، انطاکیہ وغیرہ کے حالات کتاب التاریخ میں صیح کرنے
 کے لیے لکھ بھیجے تھے (ملاحظہ ہو حرف المیم المختار کی ذیل میں) ابن سہل کی بیان کردہ ہدایات
 خاصی تعداد میں درج کتاب میں۔ ہلال کی وفات ۳۸۸ھ میں ہوئی۔ ہلال کی بیاری کا ایک لچپ
 قصبہ ابوالحسن بن سنان (باب الکتلی) کے حالات میں دیکھیے۔

اگر آپ تاریخ کے مفصل مسلسل واقعات کا مطالعہ کرنا چاہتے ہوں تو ابو جعفر طبریؒ کی تاریخ پڑھیے۔ یہ تاریخ آغاز عالم سے ۱۰۰۰ تک کے واقعات بتلاتی ہے پھر احمد (۱۰۰۰) نسخے میں ابن احمد بن ابی طاہر اور اس کے بیٹے عبید اللہ کی کتاب دیکھیے۔ اس میں آپ کے دولت عباسیہ کا مفصل ذکر ملے گا (طبری نے خلافت عباسیہ کا ذکر نہایت اختصار سے کیا ہے) یہ کتاب بھی تقریباً ۱۰۰۰-۱۰۰۰ تک کے واقعات پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد ثابت کی تاریخ ملاحظہ فرمائیے۔ اس نے طبری کے بعض سنین (جمع سنہ - سال) درج کرنے کے بعد ۱۰۰۰ تک کے واقعات بیان کر دیے ہیں۔ اس کے بعد فرغانی کی کتاب پڑھیے جو تاریخ طبری کے حاشیے پر درج ہے۔ اس نے بعض واقعات ثابت سے بھی زیادہ مفصل بیان کیے ہیں

۱۵ ابو جعفر محمد بن جریر الطبری (۸۳۸-۹۲۳ء) نے بغداد، مصر، شام وغیرہ کے سفر کے بعد تاریخ الملوک والرسول لکھی جس میں روایات بہ حوالہ راویاں بیان ہوئی ہیں۔ کتاب نہایت قیمتی معلومات سے لبریز ہے۔ طبری کی دوسری مشہور کتاب تفسیر القرآن ہے۔ طبری المتوکل عباسی کے وزیر عبداللہ بن محمدی کے لڑکے کا اتالیق بھی رہا ہے۔

۱۶ ابو الفدا احمد بن ابی طاہر طیفور کی ولادت بہ مقام بغداد ۱۰۰۰ء میں ہوئی۔ طیفور کے آباد اجداد خراسان سے بغداد میں آئے تھے۔ یہ پینتالیس کتابوں کا معترف ہے جن میں سے مشہور سمرقات الشعرا، تاریخ بغداد اور کتاب المنثور والمنظوم ہیں۔ تاریخ بغداد کی چھٹی جلد کے سوا جو برٹش میوزیم میں محفوظ ہے، باقی تمام تصانیف گم ہو چکی ہیں۔ وفات ۱۰۰۰ء میں ہوئی۔ (انسائیکلو پیڈیا آف اسلام)

۱۷ احمد بن محمد بن کثیر الفرغانی امون کے عہد میں زندہ تھا۔ یہ مورخ بھی تھا اور منجم بھی۔ اس نے فن نجوم کی ایک کتاب کا مقدمہ لکھا تھا۔ یہ کتاب ۱۰۰۰ء میں امسٹرڈم میں بہ مع حاشیے طبع ہوئی۔ (قاموس المشاہیر ص ۱۲۲)

پھر ہلال بن المحسن بن ابراہیم الصائمی کی کتاب کا مطالعہ کیجیے۔ اس نے اپنے ماموں
 ابیہ کے صریح کرمہ حالات کو بیان کرنے کے بعد ۴۴۷ھ تک کے واقعات درج کر دیے
 ہیں۔ چوں کہ ہلال نشی لگا ہوا تھا، اور ہر روز سیکڑوں واقعات اس کے قلم سے نکل
 جاتے تھے، اس لیے اس کی کتاب میں بیس ایسی تفصیل اور سلطنتوں کے وہ مخفی راز
 ملتے ہیں جو اور کہیں سے دست یاب نہیں ہو سکتے۔ یہ خود بھی نشی تھا اور اس کا دادا
 ابراہیم الصائمی، بھی وقائع نگار تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی معلومات دیگر مورخین
 سے بہت وسیع ہیں۔

ان کتابوں کے بعد غرس النعمۃ محمد بن ہلال بن المحسن بن ابراہیم الصائمی کی
 کتاب دیکھیے، جس میں تقریباً ۴۷۷ھ تک کے واقعات درج ہیں۔ اس نے کسی
 رکاوٹ کی وجہ سے کتاب کو ناکمل چھوڑ دیا تھا۔ درنہاگر چاہتا تو چند اور سالوں کے
 واقعات بھی لکھ جاتا۔ اس کے بعد الہمدانی آیا جو ۵۱۲ھ تک کے واقعات لکھ گیا۔
 الہمدانی ابو الحسن بن الراخونی نے ۵۲۷ھ تک کے واقعات کا اضافہ کیا۔ چوں کہ ابن
 الراخونی اس فن کا آدمی تھا، اس لیے اس کی کتاب مقبول نہ ہوئی۔ اس کے بعد
 العقیف عمدۃ المحدثین نے سلسلہ واقعات کو تقریباً ۵۷۷ھ تک پہنچایا۔
 ابن الجوزی نے تقریباً دس سال کا اضافہ کیا۔ اور ابن القادسی نے ۶۱۶ھ تک
 کے واقعات قلم بند کر ڈالے۔

۳۶۵ھ

یہ قول ہلال بن المحسن (ثابت کا بھانجا) ثابت کی وفات ۱۱۷۵ھ القعدہ
 کو ہوئی تھی۔

ابن الجوزی (وفات ۵۹۸ھ و ۶۰۰ھ)

ثابت بن ابراہیم بن زہرون الحرانی الصابی الیوا الحسن

یہ ابواسحق ابراہیم بن ہلال الصابی الکاتب کا چچا تھا۔ بعد ازاں رہا کرتا تھا۔ یہ حیثیت طبیب خاصی شہرت کا مالک تھا لیکن دوسرے کو نامزد پہچاننے میں محل سے کام لیتا تھا۔ اس کی چند تصانیف کے نام یہ ہیں :-

(۱) اصلاح مقالات من کتاب یو حنا بن سرافیون۔

(۲) کتاب جوابات مسائل سئل عنہا۔

ابو الحسن ہلال بن الحسن کہتا ہے کہ ایک دفعہ عزالدولہ نجفیار بن معزالدولہ احمد بن بویہ کا وزیر ابن لقیۃ سحت بیمار ہو گیا۔ مرض کا تعلق خون سے تھا جو تیز و گرم ہو گیا تھا بیماری کے دوسرے دن وزیر کی فصد کھولی گئی۔ اسی شام کو پاگل ہو گیا اور بیل کی طرح دکازنا شروع کر دیا۔ کھانا، پینا، سوال و جواب سب متروک۔ منہ سے جھاگ بننے لگی۔ سانس اکھڑ گئی۔ تنفس تقریباً رُک گیا۔ منہ کھنچ گیا اور موت کے تمام آثار پیدا ہو گئے۔

جب عزالدولہ کو خبر پہنچی تو عیادت کے لیے آیا۔ یہ حال دیکھ کر فوراً ابو الحسن ثابت بن ابراہیم الصابی الحرانی اور دیگر اطباء کے بعد اذ کو طلب کیا۔ رات بھر سوچتے اور مرض کو دیکھتے رہے لیکن کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے۔ ہر سو یاس ہی یاس تھی کہ اتنے میں ابو الحسن ثابت نے دوبارہ فصد کھولنے کا مشورہ دیا، لیکن دوسرے طبیبوں نے اس کے خلاف رائے

دی۔ ثابت پوچھنے لگا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اگر فصد کھولی گئی تو مر جائے گا اور یوں بچے گا؟ سب نے جواب دیا کہ بچتا تو محال نظر آتا ہے۔ عزالدولہ کہنے لگا کہ جب فصد کے سوا کوئی صورت نظر نہیں آتی تو پھر بچکھانے کے کیا معنی؟ ابھی فصد کھول دو۔ چنانچہ حکم کی تعمیل ہوئی۔ ٹھوڑی دیر کے بعد وزیر کی بے حسنی رفع ہو گئی، وہ بے کلی جاتی رہی اور وزیر اچھا بھلا ہو گیا لیکن بول نہ سکتا تھا۔ چوتھے دن فوت گویائی بھی خود کر آئی اور حسب دستور

قصر شاہی کی طرف نہایت شان سے روانہ ہوا۔ طبیب نے اسے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ
فلان روز تم شاہی محل کی طرف پوری محنت کے بعد سوار ہو کر جاؤ گے۔ چنانچہ ایسا ہی
ہوا۔ عزالدولہ اور ابن یقیہ ہر دو نے طبیب کو بے شمار دولت بہ طور انعام دی۔

ابو علی بن مکتیبا نصرانی الکاتب کہتا ہے کہ جب ۳۶۴ھ میں عضدالدولہ بدریغہ السلام

- (بغداد) میں یہ معیت ابو منصور نصر بن ہارون وارد ہوا تو ابو منصور نے مجھے بلا کر پوچھا، کہ
آج کل بغداد میں سب سے اچھا طبیب کون ہے؟ تاکہ اسے بلا کر عضدالدولہ کا معاہدہ
کرایا جائے اور پوچھا جائے کہ آیا بغداد کی آب و ہوا اسے موافق ہے یا مخالف وغیرہ وغیرہ میں
مشورے کے لیے عبدیشوخ الجاثلیق کے پاس گیا وہ کہنے لگا، بغداد کے تمام طبیب بالآخر
ہیں ہاں ابو الحسن الحرانی اپنا جواب نہیں رکھتا۔ فرزند طبیب (ایک نسخے میں فرزند) کہ علم
ہے اور ابو الحسن صدیقی بھی کچھ ایسا ویسا ہی ہے۔ بہر حال میں ابو الحسن سے مل کر بات
کر رہا تھا کہ آیا وہ عضدالدولہ کی ملازمت کے لیے تیار ہے یا نہیں۔ جب ان کی ملاقات ہوئی،
اور تمام ماجرا بیان کیا تو ابو الحسن ملازمت کے لیے تیار ہو گیا لیکن اس شرط پر کہ اسے
عضدالدولہ کے مکمل حالات (کھانا، پینا وغیرہ) سے پوری طرح آگاہ کیا جائے۔
ابو الحسن عضدالدولہ کے ہاں گیا۔ پہلے اس کی صورت دیکھی، آب و خوردش کی
کیفیت پوچھی، اس کے بعد فرمائش خاص سے عضدالدولہ کے پرائیویٹ حالات دریافت
کیے اور اس کام پر تین دن صرف کر دیے۔

چند دن تک تو بادشاہ کا معاہدہ کرتا رہا اس کے بعد وقتاً آنا جانا بند کر دیا۔

جاثلیق کو طبع بہت ہی تو اس نے ترک خدمت پر پہلے تو کچھ ڈانٹ ڈپٹ کی اور پھر پوچھی ابو الحسن
وہ جہاں سے کتراتا تھا اور جاثلیق بہت مصر تھا۔ آخر کہنے لگا، میں وہ جہاں جاتا تو ہوں

- لیکن اگر تم نے عضدالدولہ سے سب کچھ کہہ دیا تو میں صاف بکر جاؤں گا اور کہوں گا کہ
۲۰

مختور! یہ مفسد اپنی طرف سے گھر کر پیش کر رہا ہے۔ وعدہ و وعید کے بعد ابو الحسن کہنے لگا کہ عضد الدولہ رات کا اکثر حصہ بیداری میں گزارتا ہے۔ امور سلطنت میں بے حد متہمک رہتا ہے۔ کھانے، پینے اور مجامعت میں اسراف کرتا ہے۔ اگر یہ بعد او میں پورے ایک سال تک رہا تو عقل کھو بیٹھے گا اور تمام الزام مجھ پر آئے گا۔ ان حالات میں کنارہ کشی بہتر ہے۔ جاٹلیق نے یہ راز مخفی رکھا، اور جب عضد الدولہ دوسری بار عراق میں آیا تو واقعی پاگل ہو گیا۔

۵

ابو الحسن بن ابی الفرج بن ابی الحسن بن سنن کہتا ہے کہ ابو الحسن اپنے زمانے کا بہترین طبیب تھا، اور گزشتہ بڑے بڑے اطباء سے کسی طرح کم نہ تھا۔ ابو الحسن بن ابی الفرج مندرجہ ذیل حکایت سناتا ہے:-

”مجھے والد نے یہ بات سنانی، اور والد کو میرے دادا ابو الحسن نے بتلایا کہ ایک دن میں اور ابو الحسن الحمرانی ابو محمد المہلبی وزیر کے گھر بیٹھے تھے کہ ابو عبد اللہ بن المتحاج الشاعر نے الحمرانی کی طرف نبض دکھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ الحمرانی نے نبض دیکھ کر کہا، آج تم نے کوئی غلطی قضا بہت زیادہ کھائی ہے۔ تم نے غالباً پھینا ہوا دودھ پھرے کے گوشت کے بعد پیا ہے۔ شاعر نے جب تصدیق کی تو حاضرین دنگ ہو گئے۔“

۱۵

اس کے بعد ابو العباس بن المنجم نے ہاتھ آگے بڑھایا۔ نبض دیکھ کر کہنے لگا کہ آپ ٹھنڈی چیزیں بہت کھاتے ہیں اور آج پورے گیارہ انار کھائے ہیں۔ ابو العباس کہنے لگا، یہ طب نہیں الہام ہے میں

۱۶ ابو الحسن بن سنن کا پوتا۔ حالات باب الفتن میں۔

۱۷ ابو محمد الحسن بن محمد المہلبی معز الدولہ دہلی کا وزیر تھا۔ سلسلہ نسب مہلب بن ابی صفا سے ملتا ہے۔ ۳۳۹ھ میں وزیر بنا اور ۳۵۲ھ میں وفات پائی۔ (وفیات الاعیان لابن خلکان)

تھوڑی سی حد حیران ہوا۔ وزیر نے ہمیں اندر بلا بھیجا اور کہا۔ بھائی یہ معجزات دکھا رہے ہو یا طبابت کر رہے ہو۔ وزیر نے ابو الحسن کی چند منٹ تک گفتگو ہی اس کے بعد باہر آئے تو میں نے پوچھا۔ بھائی ابو الحسن؛ فن طب کے تمام اصول و فروع سے تو میں بھی آشنا ہوں، لیکن طب کی کسی کتاب میں یہ لکھا نہیں دیکھا کہ اگر کوئی شخص کوئی غیر مناسب چیز کھائے تو اس کا نام وزن اور تعداد تک بتایا جاسکے۔ خدا کے لیے بتاؤ یہ کیا معاملہ ہے اور تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ شاعر نے پھر سے کا گوشت کھایا تھا اور گائے یا بیل کا نہیں کھایا تھا، اور یہ کہ انار گیارہ ہی تھے دس نہ تھے۔

۱۰۔ المخرانی کہنے لگا کہ یہ چیزیں پہلے میرے دل میں آتی ہیں پھر انہیں زبان ادا کر دیتی ہے۔ فن طب کا اس سے کوئی تعلق نہیں میں نے کہا آپ درست فرماتے ہیں۔ ذرا چلیے آپ کی تاریخ پیدائش اور جنم پتری دیکھیں۔ جنم پتری پر جو نگاہ پڑی تو کیا دیکھتا ہوں کہ سہم الغیب اور سہم السعادة جیسے نہ بردست ستارے مشتری کے درجے میں پڑے ہوئے ہیں۔ بس مجھے یقین ہو گیا کہ المخرانی نہیں بولتا یہ ستارے بول رہے ہیں، اور اس کی فراست و ذہانت کی وجہ یہ ستارے ہیں۔

۱۵۔ ابو الحسن بن ابراہیم الصابئی کہتا ہے کہ ایک دفعہ مجھ پر بخارتے دفعاً غلہ ڈریا۔ جب چچا جلالی (ابو الحسن المخرانی) حیات کو آئے اور منفق و کمیس تو کچھ کہے بغیر چلے۔ حضرت والد ابراہیم نے پوچھا، اتنا تو بتاتے جانیے کہ کس طرح کا بخار ہے۔ فرمانے لگے بخار کی بلغم ہے، آج نہیں بتاؤں گا، ان پچاس دن کے بعد کچھ عرض کروں گا۔

۲۰۔ بخار کی قسم وہ بخار ۵۳ دن تک مسلسل رہا۔

ابو الحسن کی پیدائش بہ مقام رتہ شیب جمعرات (ذی القعدہ کے آخری دو دنوں) میں یہ جمعرات وارد ہوئی تھی (۲۸۳ھ کو ہوئی، اور وفات جمعہ کی شام (ماہ شوال کے ابھی گیارہ دن باقی تھے) ۳۶۹ھ کو بغداد میں واقع ہوئی۔

ثابت بن قرۃ

۵ پورا نسبی نام ثابت بن قرۃ بن کرایا بن ابراہیم بن کرایا بن ماری نوس بن سالانہ (ایک نسخے میں میلانہس) ابو الحسن الحرانی الصائمی۔ اصل وطن حران بعد میں بغداد چلا گیا اور وہیں رہائش اختیار کر لی۔ فلسفے سے خاص لگاؤ رکھتا تھا۔ المعتزہ کے زمانے میں تھا۔ مختلف فنون مثلاً منطق، حساب، علم ہندسہ و علم الافلاک وغیرہ پر کافی کتابیں لکھیں۔ اس کی تصنیف کتاب مدخل الی کتاب اقلیدس بہت عمدہ کتاب ہے۔ اس کی تصنیف کتاب مدخل الی المنطق ورا عمل کتاب الارشاد طبعی کا ترجمہ ہے۔ اس نے کتاب حیلۃ البراء کا اختصار بھی لکھا ہے۔

ثابت بہ مقام حران ۲۲۲ھ کو پیدا ہوا۔ پیشے کے لحاظ سے صرف تھا۔ جب محمد بن موسیٰ بن شاکر بلا و روم سے واپس آیا تو ثابت سے دوستی گانٹھ لی، اس لیے کہ ثابت بڑا فصیح البیان آدمی تھا۔ بعض مورخین کہتے ہیں کہ ثابت حصول علم کے لیے محمد بن موسیٰ کے گھر جایا کرتا تھا۔ چونکہ محمد ثابت کا استاد بن چکا تھا۔ اس لیے استاد کی بنیاد پر گئی وہ یوں کہ ثابت کو المعتزہ کے منجموں میں داخل کر دیا۔ ثابت نے اپنے مورخ

۱۵ رتہ مختلف تہوں کا نام رہا ہے۔ مثلاً ایک رتہ فرات کے کنارے ہے۔ دوسرا بغداد کے مغرب میں ہے۔ تیسرا سفل بغداد میں تقریباً ایک فرسنگ دُور۔ یہاں اقل الذکر رتہ مراد ہے۔ جو شام کے شمال میں ہے۔ ۵۰ میل مشرق میں ہے، یہاں سے صغیر کا گاؤں جہاں علی و معاویہ کی جنگ ہوئی تھی صرف چند میل

یہ یوں فائدہ اٹھایا کہ ہرزین عراقی میں صابیوں کی ایک چھوٹی سی ریاست تسلیم کرائی۔
اس سے ان لوگوں کی مالی حالت درست ہو گئی۔ ثابت کے تعلقات المعتضد سے نہایت
دستانہ تھے۔ یہاں تک کہ خلیفہ کے سامنے بیٹھ جاتا تھا اور ایک دوسرے سے خوب مٹول کرتے تھے۔

نصائیف ابو علی المحسن بن ابراہیم بن ہلال الصائیفی نے بڑی محنت سے ثابت بن
قرۃ کی تمام نقائیف کی ایک فہرست تیار کی ہے جس میں ثابت

کا شجرہ نسب بھی دیا ہوا ہے۔ وہ فہرست یہ ہے :-

۱۱، کتاب فی سکون میں حرکتی الشریان۔ دو مقالے۔ یہ کتاب کندی کے رد پر
متمل ہے۔ یہ دراصل ہریانہ زبان میں تھی۔ ثابت کے ایک شاگرد ویسے
بن اسید النصرانی نے عربی میں منتقل کی اور ثابت نے اصلاح کی بعض علماء کا
خیال یہ ہے کہ اس کتاب کا مترجم حبیب بن الحسن الاحمدم تھا لیکن یہ خیال
درست نہیں۔

ثابت کی وفات کے بعد ابو احمد الحسین بن اسحق المعروف بابن کرئیب نے
اس کتاب کا رد لکھا جس میں کوئی خاص بات پیدا نہیں کی۔

تکمیل کے بعد ثابت نے یہ کتاب اسحاق بن حنین کے پاس بھیجی اسحاق نے
بہت تعریف کی اور کتاب کے آخر میں ایک تقریب بھی لکھی۔

۱۲، کتاب فی شرح السماء الطیبی (۳) کتاب فی قلوب الاسطوانۃ ولسیٹھا
۱۳، کتاب فی السبب الذی لہ جعلت مياہ الارض بالحق۔

۱۵، کتاب فی اختصار کتاب جالی نوس فی الاغذیۃ۔ تین مقالے۔

۱۶، ایک نسخے میں حبیب بن الحسن الاحمدم دیا ہوا ہے (Mlinch 660 WIEN 1062)

حبیب بن حنین (وفات ۲۶۰ھ) کے شاگردوں میں سے تھا۔

۱۷، ابن کرئیب بغداد کا مشہور فلسفی تھا۔ حالات آگے آئیں گے۔

(۶) کتاب فی اثبات الخطین المستقیمین اذا خرجا علی اقل من زاویتی قائمتین المقیاتی بہتہ

خروجہما۔ (۷) ایک اور کتاب اسی معنوی (خبر ۹) پر۔

(۸) کتاب فی استخراج المسائل الهندسیۃ۔ (۹) کتاب فی المربع و قطرہ

(۱۰) کتاب فیما یظہر فی القمر من آثار الکسوف و علامتہ

(۱۱) کتاب فی علل کسوف الشمس والقمر۔ یہ کتاب مکمل کرنے سے پہلے وفات ہو گئی۔

اس زمانے کے چند علمائے اس کی تکمیل کرنی چاہی لیکن نہ کر سکے۔

(۱۲) جواب لہ عن کتاب احمد بن الطیب الیہ۔

(۱۳) کتاب الی راہینہ ستان فی المحث علی تعلم الطب والحکمۃ۔

(۱۴) جوابان عن کتابی محمد بن موسیٰ بن شاکر الیہ فی امر الزمان۔

(۱۵) کتاب فی المسائل المشکوۃ۔ (۱۶) کتاب فی ان سبیل الاتقان الی تعلق علی عمود

واحد مفصلۃ ہی سبیلہا اذا جعلت ثقلاً واحداً بثوتاً فی جمیع العمود علی تساوی۔

(۱۷) کتاب فی مساحۃ الاشکال المسطوحۃ وسائر البسط والاشکال المجتمۃ۔

(۱۸) کتاب فی طبایع الکواکب وتأثیراتہا۔

(۱۹) مختصر لہ فی الاصول من علم الاخلاق (۲۰) کتاب فی مسائل الطیب العلیل۔

(۲۱) کتاب فی سبب خلق الجبال (۲۲) کتاب فی الیطار المحرکۃ فی فلک الیروج و مخرجہا

و توسطہا۔ (۲۳) تین کتابیں المحیطی پر، جن میں سے ایک مکمل ہے کہ سکا۔ اور

یہی سب سے بڑی تھی۔

(۲۴) کتاب فی الاعداء المتحابیۃ (۲۵) کتاب فی آلات الساعة الی تسمی رغانا

(۲۶) کتاب فی عمل شکل مجسم ذی اربع عشرۃ قاعدة تحیط بہ کرۃ معلومۃ۔

(۲۷) کتاب فی الضاح والوجہ الذی ذکر لطلی موسیٰ انہ بہ استخراج عن تقدم معیرات القمر

الدوریۃ وہی المستویۃ۔

(۲۸) کتابہ فی صفتہ (ایک نسخہ میں صنعتہ) استواء الوزن و احتمالہ و شرائط ذالک۔

(۲۹) کتابہ فیما سألہ ابو الحسن علی بن یحییٰ النعمانی عن ابواب علم الموسیقی۔

(۳۰) جوامع عملہا لکتاب نبقوما خس فی الارثما طیقی۔ دو مقالے۔

(۳۱) مقالہ فی الموسیقی۔ (۳۲) اشکال لہ فی العمل۔

(۳۳) جوامع عملہا للمقالہ الأولى من الاربع لبطلی موس۔

(۳۴) جوامع عملہا لباریر میناس۔ (۳۵) جواباتہ عن مسائلہ عنہا ابوسهل النوبختی۔

(۳۶) کتابہ فی قطع المخروط المکافی۔ (۳۷) کتابہ فی مساحتہ الاجسام المتکافئہ۔

(۳۸) کتابہ فی مراتب قرأۃ العلوم (۳۹) کتابہ فی سنۃ الشمس

(۴۰) کتاب فی روتہ الالبہ ! بحتوب (۴۱) کتاب فی روتہ الالبہ من الجداول۔

(۴۲) کتابہ فی العمل بالکمرۃ۔ (۴۳) کتاب فی اختصار ایام البحران لجمالی نوس

تین مقالے

(۴۴) کتاب فی النبض (۴۵) مختصرہ فی الاسطقات لجمالی نوس۔

(۴۶) کتاب فی اختلاف الطول۔

(۴۷) کتاب فی اشکال طرق المخطوط التي یر علیہا نقل المقیاس

(۴۸) کتاب فی الشكل الملقب بالقطر (۴۹) مقالہ فی الهندسۃ القہالہ لسمیل

بن سبیل۔ (۵۰) کتاب فی وضع المفاصل والنقرس۔

(۵۱) کتاب فی صفتہ کون الجبین (۵۲) کتاب فی المولودین لسیبۃ اشہر۔

(۵۳) جوامع عملہا لکتاب بقرط فی الامویۃ والمیاء والبلدان۔

(۵۴) کتاب فی البیاض الذی ینظر فی البدن۔ (۵۵) کتاب فی العروض

(۵۶) جوامع عملہا لکتاب جمالی نوس فی الذبول والادویۃ المنقبۃ۔۔۔۔۔

لہ یہ تین کتابیں درج ہیں۔ (بریل نمبر ۵۴ و ۱۰۰ نمبر ۷۸۶)

- (۵۷) کتاب فی الکثرة (۵۸) جوامع عملها لکتاب جالی نوس فی الاعضاء الآلثة
 (۵۹) کتابہ فی اوجاع الکلی والمثانة و اوجاع المحصى (۶۰) کتاب فی جوامع اناطیقا الاول
 (۶۱) منطلق پر تین مختصر کتابیں (۶۲) مقالة فی اختیار وقت لسقوط النطفة -
 (۶۳) ما وجدنی کتاب فی النفس (۶۴) کتاب فی التمرغ فی اشکال القیاس -
 (۶۵) کتاب فی ما اغفلہ ثاؤن فی حساب کسوف الشمس والقمر -
 (۶۶) مقالة فی حساب کسوف الشمس والقمر (۶۷) کتاب فی الانواع
 (۶۸) کتاب فی الطریق الی الکتاب الفضیلة (۶۹) کتاب فی النسبة المولفة
 (۷۰) رسالہ فی العدد الوفوق (ایک نسخے میں الفوق، دوسرے میں القوف دیا ہوا ہے)
 (۷۱) مقالة فی تولد النار من حجرین (۷۲) مقالة فی النظر فی امر النفس -
 (۷۳) کتاب فی العمل بالمتحین (ایک نسخے میں بالمنجمین ہے) و ترجمہ ما استدرکہ علی
 حدیث فی المتحین (۷۴) کتاب فی مساحۃ قطع المخطوط (۷۵) کتاب فی آلة الزمر -
 (۷۶) جوامع عملها لجالی نوس فی الادویة المفردة -
 (۷۷) کئی کتابیں مشاہدات فکلی پر سریانی و عربی ہر دو زبانوں میں -
 (۷۸) کتاب فی تشریح بعض الطیور (۷۹) کتاب فی اجناس ما تنقسم الیہ الادویة -
 (۸۰) کتاب فی اجناس ما توزن بہ الادویہ (۸۱) کتاب فی ہجاء السریانی و اعرابہ و من العربی -
 (۸۲) مقالة فی تصحیح مسائل البحر بالبرہین الهندسیة (۸۳) کتاب فی الصغار و عنایہ و علاجہ
 (۸۴) اصلاح المقالة الأولى من کتاب ابونوس فی قطع النسبة المحدودہ - دو مقالے -
 پہلے مقالے کی ثوابت نے خوب تفسیر و تشریح کی اور بہت عمدہ اصلاح بھی کی، لیکن
 دوسرے مقالے کی اصلاح نہ کر سکا۔ اس لیے سمجھ میں نہیں آتا۔
 (۸۵) اسحق بن حنین نے المہیطی کو عربی میں منتقل کیا تھا۔ ثابت نے اس کی نہایت عمدہ
 اصلاح کی اور اس کتاب کا ایک عمدہ اعلیٰ و اذنی شرح و تیار کیا جو ثابت

میں کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہمارے پاس موجود ہے۔

(۸۶) المجلدی کا اختصار لکھا اور تیرھویں مقالے کو جوں کا توں رہنے دیا۔ کسی نے

دیگر پوچھی تو کہا کہ اس مقالے کا اختصار ناممکن تھا۔

(۸۷) المجلدی کے پہلے دو مقالوں کی شرح لکھی۔ جسے بعض معاصرین نے اپنی طرف

نسوب کر لیا ہے۔

(۸۸) اقلیدس کا عربی میں ترجمہ کیا۔ نیز دو دفعہ اصلاح کی۔ دوسری اصلاح

پہلی سے بدجا اچھی ہے۔

(۸۹) اقلیدس کے چودھویں و پندرھویں مقالے کی شرح لکھی (المحسن ابراہیم الصابی

نے جو نسخہ تیار کیا تھا، اس میں اس امر کا ذکر تھا)۔

(۹۰) علم نجوم و ہندسہ پر چند مختصرات، جو ثابت نے محمد بن موسیٰ بن شاکر کی اولاد

کے لیے لکھی تھیں۔ یہ مختصرات مع ترجمہ ثابت خود ثابت کے قلم سے لکھی ہوئی

دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔

(۹۱) جوابات۔ دو جز۔ ان سوالات کے جواب جو المعتقد نے پوچھے تھے۔

(۹۲) رسالۃ فی عدو البطارطہ۔ (۹۳) کلام فی السیاستہ جس کا عربی میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

(۹۴) جواب لہ عن سبب الخلاف بین زینع بطلی موس و بین الممتحن۔

(۹۵) ان سوالات کے جوابات جو سند بن علی نے پوچھے تھے۔

(۹۶) رسالۃ فی علل رموز کتاب السیاستہ لافلاطون۔

(۹۷) اختصارہ لقطا خوریاں و باریرا نیاس والقیاس۔

ثابت نے ایک زبان سے دوسری زبان میں بہت سے تراجم کیے ہیں جن

سے ہر صاحب علم واقف ہے۔

ثابت کی طرف مندرجہ ذیل دو کتابیں بھی نسوب ہیں۔ اول ذخیرہ، یہ کتاب

عربی زبان میں ایک اہم کتاب ہے۔ دوم رسالہ فی مذہب الصائبین، عربی۔
میں نے ایک روز ابو الحسن ثابت بن سنان (ثابت بن قرۃ کے پوتے) سے ان کتب کے
متعلق پوچھا تو کہنے لگا۔ ان دو کتب کی نسبت ثابت بن قرۃ کی طرف قائل ہے اس
کی فہرست تصانیف میں ان کا کہیں نام نہیں ملتا۔

ثابت نے سریانی زبان میں بھی چند کتب اپنے مذہب کے متعلق لکھی تھیں۔ مثلاً
۵ (۹۸) رسالہ فی الرسوم والقرائن والسُّنن (۹۹) رسالہ فی تکفین الموتیٰ ودفنہم
(۱۰۰) رسالہ فی اعتقاد الصائبین (۱۰۱) رسالہ فی الطہارۃ والنجاستۃ

(۱۰۲) رسالہ فی السبب الذی لاجلہ الغرالتاس فی کلامہم
(۱۰۳) رسالہ فیما یصلح من حیوان للضحایا وبالاصح۔ (۱۰۴) رسالہ فی اوقات العبادات
(۱۰۵) رسالہ فی ترتیب القراءۃ فی الصلوٰۃ وصلوات الایتمالی الی اللہ عزوجل۔
۱۰ (۱۰۶) ایک سریانی کتاب، ۵۰۰ اوراق پر مشتمل، جس کا ایک باب علم موسیقی پر تھا۔
یہ کتاب عربی میں منتقل نہ ہو سکی۔

ثابت نے موسیقی و علم ہندسہ پر کافی کتابیں لکھی ہیں۔

حکایت ابو الحسن بن سنان الصائبی کہتا ہے:-

۱۵ "میرے ایک بزرگ نے ایک دن مجھے یہ حکایت سنائی کہ ایک دفعہ
ہمارا دادا ثابت بن قرۃ شاہی محل کی طرف جا رہا تھا کہ ایک گھر کے پاس
روٹے دھونے کی آواز سنی۔ وہیں ٹھہر گیا اور پوچھنے لگا کہ آیا وہ قصاب
جو اس دکان میں بیٹھا کرتا تھا، مر گیا؟ لوگوں نے کہا جی ہاں، کل دفعتاً
چل بسا۔ ثابت کہنے لگا۔ وہ نہیں مرا، مجھے اُس کی میت تک لے چلو۔
۲۰ قصاب کے گھر جا کر عورتوں کو رونے پینے سے منع کیا، اور نرم سی غذا

۱۵ لے ابو الحسن بن سنان بن ثابت بن قرۃ الحرانی الصائبی۔ حالات آگے آئیں گے۔

تیار کرنے کی ہدایت کی۔ پھر ایک غلام کو کہا کہ قصاب کے ٹخنوں پر
 لاکھیاں برسانا شروع کرو۔ ہاتھ اس کی نبض پر رکھ لیا اور کچھ دیر کے بعد
 ٹھیرنے کا حکم دیا۔ پھر ایک پیالہ منگوا یا بغل سے دوا کی ایک شیشی نکالی۔
 تھوڑی سی دوا پانی میں ملا کر قصاب کے منہ میں انڈیل دی اور قصاب پی گیا
 ہر طرف شور مچ گیا کہ مُردہ جی اٹھا، مُردہ جی اٹھا۔ طبیب یہ مشکل شاہی
 ۵ دوا دے تاکہ پہنچا تھا کہ قصاب نے آنکھیں کھول لیں۔ اسے وہ نرم
 غذا کھلائی گئی۔ طبیب واپس آ کر کچھ دیر قصاب کے پاس بیٹھا۔ باتوں میں
 مشغول تھا کہ اوپر سے شاہی پیادے حکیم کو بلانے کے لیے آ پہنچے۔
 حکیم شاہی محل کو چل دیا۔ لوگوں کا ایک ہجوم قصر شاہی تک ساتھ گیا۔
 ۱۰ جب خلیفہ کے سامنے پہنچا، تو خلیفہ پوچھنے لگا۔ ثابت! آج تم نے
 کمال کر دیا، اصل معاملہ کیا تھا۔ ثابت کہنے لگا، جہاں پتاہ! بات یہ ہے
 کہ میں جب بھی قصاب کی دکان کے پاس سے گزرتا تو دیکھتا کہ وہ بکرے کا
 بل چیر کر اور کچھ نمک چھڑک کر کھا رہا ہے۔ میں اس کی اس حرکت سے
 نفرت تو کرتا تھا لیکن روکنے کی ضرورت نہ سمجھتا تھا۔ آخر مجھے یقین ہو گیا
 کہ اس پر کھل سکتے کا حملہ ہو گا۔

۱۵

میں چند روز سے اس حملے کی علامات دیکھ رہا تھا۔ اس لیے دوا کی
 ایک شیشی ہر وقت پاس رکھتا تھا۔ آج جب اس کی دکان پر سے
 گننا ادر نے پینے کا شور مٹا تو پوچھا کہ کیا قصاب مر گیا ہے۔ لوگوں
 نے کہا جی ہاں۔ کل اچانک مر گیا۔ میں جھٹ سمجھ گیا کہ سکتے کا شکار ہوا
 ۲۰ ہے میں اندر گیا اور نبض دیکھی تو بند تھی۔ میں نے ایک غلام کو ہدایت
 کی کہ اس کے ٹخنے پر چند ایک مرز میں دوائے تاکہ نبض میں کچھ حرکت

پیدا ہو۔ چناں چہ ایسا ہی ہوا۔ پھر میں نے اس کے مُنہ میں دوا ڈال دی
کچھ دیر کے بعد اس نے آنکھیں کھول لیں اور اسے نرم غذا کھلائی گئی۔
آج رات وہ تیر کے شور بے سے روٹی کھائے گا اور کل اُٹھ کر چلنے
پھرنے لگ جائے گا۔“

ثابت بن سنان (مصنف تاریخ) کے دادا ثابت بن قرۃ نے بمعرات کے دن
۲۶ ماہ صفر ۲۸۸ھ کو وفات پائی۔ ثابت کے دوست ابو احمد یحییٰ بن علی بن یحییٰ
المنعم النذیم نے ثابت کی وفات پر ایک مرثیہ لکھا تھا جس کے چند اشعار یہ ہیں:-

(۱) اللہ کے سوا ہر ذی حیات کو آخر مرنا ہے۔ ایک مسافر کے واپس آنے کی اُمید
تو ہو سکتی ہے، لیکن جو مر جائے وہ واپس نہیں آ سکتا۔

(۲) کچھ لوگ چلے گئے ہیں اور بعض پہ دستور خمیہ زن ہیں جب مسافر کسی زمین میں
اُترتے ہیں تو کچھ سو جاتے ہیں اور کچھ آگے چل پڑتے ہیں۔

(۳) علوم فلسفہ اس کے فراق میں دور ہے، اور روشنیاں مدہم پڑ رہی ہیں۔

(۴) ثابت کے انتقال پر اس کے افریابے حد پریشانی ہیں۔ اس لیے کہ آج علم کا
ایک محکم مینار منہدم ہو گیا ہے۔

(۵) جب موت کا فرشتہ پہنچا تو ثابت کی طیب اور اس کے احباب و اقارب
اُسے نہ بچا سکے۔

(۶) اگر موت کو روکا جاسکتا، تو ثابت کے بہادر حمایتی اُسے ضرور بچا لیتے۔

(۷) اس کے بھائی اس کی محبت کی آج تعریفیں کر رہے ہیں۔ سچ ہے فضا کے الہی
کو روکنا محال ہے۔

(۸) اے ابو الحسن! ہمیں یوں چھوڑ کر نہ جا کہ تیری جُدائی کا عدم ہم سب کو بچھا کر رکھے گا۔

اے یحییٰ بن علی بن یحییٰ المنعم النذیم المتوفی ۳۰۰ھ کے حالات باب الکتب میں ملاحظہ فرمائیے۔

حرف الجیم

جالی نوس

یونان کے ایک شہر فراموس کا رہنے والا مشہور حکیم، جو اپنے زمانے میں اطیبا کا امام اور علمائے طبیعی کا رئیس سمجھا جاتا تھا۔ اس نے فنِ طب و علم البرہان وغیرہ پر نہایت عمدہ کتابیں لکھی ہیں جن کی فہرست خود جالی نوس نے مرتب کی ہے۔ اس فہرست کے ابتدا میں ان تصانیف کے طریقہ تدریس پر بحث کرنے کے علاوہ یہ بھی بتلایا ہے کہ کس کتاب کو پہلے پڑھا جائے اور کس کو بعد میں کتابوں کی تعداد تسو سے زائد ہے۔

ابوالحسن علی بن الحسین المسعودی لکھتا ہے کہ جالینوس کا زمانہ حضرت مسیح سے تقریباً دو سو سال، بقراط سے تقریباً چھ سو سال اور اسکندر اعظم سے تقریباً پانچ سو سال بعد کلہے۔ ارسطو کے بعد بقراط و جالی نوس جیسا کوئی اور حکیم پیدا نہیں ہوا۔

ابن حنیبل الاندلسی کہتا ہے کہ فراموس (جالی نوس کا شہر) یا فرعمین قسطنطنیہ کے مشرق میں ایشیا کا ایک شہر تھا۔ جہاں ایک بہت بڑا جیل خانہ تھا۔ لوگ یونان جس پر تاراض ہو جاتے اُسے اس جیل خانے میں ڈال دیتے۔ یہ حکیم رومیہ کے چھٹے قیصر نیرن

سے قسطنطنیہ سے مشرق کی طرف ایشیا میں ایک شہر تاریخ الحکماء ۱۲۳، ۱۲۵ مسعودی مشہور

تاریخ اور مروج الذهب کا مصنف ہے ۳۳۲ء میں ہندوستان آیا اور ۳۳۶ء میں وفات

پائی۔ (وفیات الامیاء لابن خلکان) ۳۳۲ سینر (۱۰۲ - ۲۲۴ تم) سے پہلے رومیہ میں موجود تھا

تھی۔ سینر نے ۳۳۶ء تم میں اعلانِ لوکیت کیا۔ اور اس کے بعد سلسلہ قیصرہ چل پڑا۔

نیرن پہلا قیصر تھا۔ دوسرا اڈکیٹیونی (OCTAVIAN) سینر (۲۴۴ - ۶۱۴) تیسرا ٹیبریوس

(TIBERIUS) (۱۲ - ۶۳۶) چوتھا گائس کالی گولا (GAIUS CALI GULA)

(۶۳۶ - ۵۴) پانچواں کلادیوس (CLAUDIUS) (۵۴ - ۵۴) اور چھٹا نیرو (NERO) (۵۴ - ۶۸)

جالی نوس نے ایک کتاب ردّ شعر اور ایک اغلاط عوام پر لکھی ہے۔ علم تشریح پر
سترہ مقالے لکھ گیا ہے۔

اس حکیم کے زمانے میں پیروانِ ارسطو کی ایک جماعت اصحاب المظلمہ کے نام سے
مشہور تھی۔ یہ لوگ روحانی بھی کہلاتے تھے، اور ان کا خیال یہ تھا کہ روح انسانی ترقی
کی راہ میں ایک رکاوٹ ہے۔ جالی نوس نے اس اصول کی تردید میں ایک کتاب فی الاسباب
الماہکة لکھی جس میں استبدیادس کی تردید کی سوسطائین اور چند دیگر متقدمین
کی لغزشیں واضح کیں، اور ایک کتاب اصحاب الحیل کے خلاف لکھی۔ اپنی تصنیف
فی الامراض العسرة الیر میں ایک بزرگ کی کہانی جو اصحاب الحیل میں شمار ہوتا تھا
یوں درج کی ہے :-

۱۰ " میں شہر رومیہ میں گھوم رہا تھا کہ ایک مقام پر مجھے آدمیوں کا ایک
بھگدیا نظر آیا۔ وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بازاری حکیم دھواں
تقریر کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ میں حلب کا رہنے والا اور جالی نوس کا
شاگرد ہوں۔ جالی نوس نے اپنے تمام علوم میرے سینے میں بھر دیے
ہیں۔ یہ لو، اس وقت صرف ایک دوا سے آپ کا تعارف کراتا ہوں۔
۱۵ یہ دوا دانتوں کا کیرا نکالنے میں اکیر ہے۔ اگر کسی کے دانت میں درد ہو
تو آگے آئے۔ چنانچہ ایک شخص آگے بڑھا۔ حکیم نے لوبان اور درخت
ابہل کے شیرے سے تیار کردہ ایک معجون سی نکالی اور کونلوں پر رکھ کر
مریض کے منہ کی طرف بڑھائی۔ اس کے دھویں سے مریض نے آنکھیں
بند کر لیں۔ حکیم نے ایک ڈبیہ سے ایک چھوٹا سا کیرا نکالا اور پہلے اس
۲۰ کے منہ میں لے گیا۔ اور پھر نکال کر کہنے لگا۔ یہ لیجیے حضور، کیرا اپنی آنکھ
سے ملاحظہ فرمائیے۔

جب لوگوں نے حکیم کا یہ کمال دیکھا تو جو کچھ پاس تھا، اس کے آگے ڈال دیا۔ جب میں نے یہ صورتِ حالات دیکھی، تو ذرا آگے بڑھ کر کہا۔
لوگو! میں جالی نوس ہوں۔ اس حکیم نے میری شناگر دی کا فلفل دعویٰ کیا ہے اور تم سے یہ محض چالاک کی کے زور پر پیسے وصول کر رہا ہے۔ اس کے بعد میں نے بادشاہ کو یہ قصہ سنایا۔ بادشاہ نے اسے گرفتار کر لیا۔

اسی طرح کی شہیدے بازیاں دیکھ کر جالی نوس نے کتاب فی اصحاب الحمیل لکھی۔ کتاب قاطب جالسنس میں مذکور ہے کہ جالی نوس رومیہ کے شفاخانے میں زخمیوں کا علاج کیا کرتا تھا۔ زہر علاج زخمی بے علاج زخمیوں سے پہلے شفا یاب ہوتے تھے۔ اس طریق علاج سے حکیم کی شہرت اور زیادہ بڑھ گئی تھی۔

حکیم تقلید سے متنفر اور تحقیق کا شیدا کی تھا۔ قل قلطار دیکھنے کے لیے قبریں میں اور سفید چاک کی خاطر جزیرہ لمنوس میں گیا اور ان کا یہ نظر تحقیق معائنہ کیا۔ جالی نوس کے زمانے میں کتاب پرٹھنے کے وہ اصول رائج نہ تھے، جو اس نے خود وضع کیے تھے۔ جالی نوس ہر روز پہلے کسی کتاب کا ایک جز پڑھتا۔ پھر شام کے وقت اساتذہ کے ہاں جاتا اور انھیں سب کچھ سناتا۔ اس کے اساتذہ اسے انوکھا انسان کہا کرتے، جس کی ہر بات عجیب ہوتی تھی۔

جالی نوس بادشاہوں کا دست نگر نہ بنا اور ہر مقدم پر پرہیزا۔ اگر یہ حکیم پیدا نہ ہوتا تو علوم و فنون مٹ جاتے۔ اس نے علم کی کم زور بنیادوں کو از سر نو اٹھایا۔ خواہمیں کو بے نقاب کیا، اور مشکلات کو حل کیا۔ اس کے زمانے میں چند اور حکماء بھی موجود تھے۔ لیکن آج ان کے نام سے دنیا قطعاً نا آشنا ہے۔

قل قلطار کا مفہوم نہیں سمجھ سکا۔ لے ددہ دانیال کے مغربی دروازے سے چالیس میل جانب مغرب ایچین سمندر میں ایک چھوٹا سا جزیرہ۔

محمد بن اسحق الندیم اپنی کتاب میں کہتا ہے کہ جالی نوس یقراط سے چھ سو پچیس سال بعد آیا۔ اور اپنے زمانے کا رئیس الاطیبا تھا۔ یہ اُن بڑے بڑے اطبا میں سے آٹھواں ہے، جن کا پہلا استقلال بیاذس (موجد طب) تھا۔ جالی نوس کا استاد ارمینس رومی تھا۔ اغلو قن (جالی نوس کا ہم عصر فلسفی) سے بھی استفادہ کیا۔ اس نے چند مقالات اغلو قن کی طرف منسوب کیے ہیں۔ اور ان کے درمیان کچھ علمی مناظرے بھی ہوتے رہے۔

جالی نوس اپنی کتاب الاخلاق کے پہلے مقالے میں وفاق پر بحث کرتے ہوئے ایک ایسی قوم کی مثال پیش کرتا ہے جس کے چند آدمی ایک ظالم نے پکڑ لیے۔ انہیں بے شمار اذیتیں دیں اور کہا کہ جب تک اپنے دیگر دوستوں کا گلہ نہیں کرو گے، رہائی نہیں ہوگی۔ ان مظلوموں نے بے انتہا مظالم برداشت کیے لیکن یہ ذلت گوارا نہ کی۔ یہ واقعہ اسکندری سمیت کے پانچ سو چودھویں سال میں ہوا تھا، اور جالی نوس کا زمانہ بھی تقریباً یہی ہے۔

ایک اور جماعت کا خیال یہ ہے کہ جالی نوس لوک الطوائف کے زمانے میں پیدا ہوا، اور قیاذ بن شاپور بن اعنغان (ایک نسخے میں اعنغان اور دوسرے میں اعنغان) کے زمانے میں موجود تھا۔

یہی نحوی اور اسحاق بن حنین کے حساب کے مطابق جالی نوس کی وفات سے اب تک (۶۳۲ھ) تقریباً گیارہ سو ساٹھ سال گزر چکے ہیں۔

بادشاہوں کے ان جالی نوس کی بڑی قدر تھی۔ ان سے اکثر ملتا تھا۔ شہروں میں پھر پھر لوگوں کو فائدہ پہنچاتا تھا۔ چون کہ رومیہ کا بادشاہ جذام کا بیمار تھا، اس لیے اس کے علاج کی خاطر رومیہ جایا کرتا تھا۔

جالی نوس اور اسکندرا الافروسی کی اکثر ملاقاتیں ہوا کرتی تھیں۔ اور اسکندر

اسے نچر کے سروالا جالی نوس کہا کرتا تھا۔ یہ اس لیے کہ نچر کا سر بڑا ہوتا ہے جالینوس کی موت بلوک الطوائف کے زمانے میں واقع ہوئی۔ اس حکیم اور حضرت مسیح کے درمیان صرف ستاون سال کا زمانہ تھا۔

کسی آدمی نے عبید اللہ بن حیریل بن عبید اللہ بن نختیشوع سے پوچھا کہ جالینوس کے زمانے کے متعلق علما میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ کیا آپ کوئی قطعی رائے قائم کر سکتے ہیں۔ عبید اللہ نے اس سوال کا جواب ایک غنیم رسالے میں دیا۔ مورخین کا اختلاف ذکر کرنے کے بعد اس معاملے میں ہارون بن عزرون (ایک نسخے میں عزور ہے) الراسب کی تاریخ کو زیادہ قابل اعتماد قرار دیا ہے۔ ہارون اپنی تاریخ میں ان تمام لوگ و قیصرہ کا ذکر کرتا ہے، جو اسکندر اعظم کے بعد آئے تھے متعلقہ حصہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

”پھر طریانوس تخت سلطنت پر بیٹھا اور انیس سال حکومت کی۔ یہ وہی بادشاہ ہے جس نے ایرانیوں سے الطاکیہ واپس لیا تھا اور

ان زمانہ جالی نوس کے متعلق مصنف مختلف اقوال و آرا کا حوالہ دے رہا ہے۔ ایک مقام پر مسیح و جالی نوس کے درمیان دو سو سال بتلا چکے ہیں۔ اور وہ المعسومی کی تحقیق تھی۔ یہ ستاون سال والی رائے علما کی ایک جماعت کی ہے۔ ہارون بن عزرون کی تاریخوں اور موجودہ محققین کی معین کردہ تاریخوں میں کافی اختلاف ہے۔ ان تفصیل کے مطابق طریانوس کا زمانہ جلوس (۶۳ - ۶۸۱) ہونا چاہیے۔ اس لیے کہ یہ لوگ جالی نوس کی ولادت (۱۱۳ء) طریانوس کے دسویں سال جلوس میں تسلیم کرتے ہیں۔ اس حساب سے طریانوس کا سن جلوس ۶۳ء ہونا چاہیے لیکن انسائیکلو پیڈیا میں طریانوس یعنی (TRAIAN) کا زمانہ سلطنت از ۹۸ء تا ۱۱۷ء دیا ہوا ہے۔ اسی طرح ادریانوس یعنی (HADRIAN) کا ۶۷ء جلوس از ۱۱۷ء تا ۱۳۸ء (یعنی اکیس سال) اور انطونینوس (انٹلی موس) یعنی (ANTONINUS) کا عرصہ حکومت از ۱۳۸ء تا ۱۶۱ء یعنی ۲۳ برس دیا ہے۔

فلسطین کے دائرے کو لکھا تھا کہ میں نے عیسائیت کو کچلنے کی جس قدر کوشش کی یہ ترقی کرتی گئی۔ اب مناسب یہی ہے کہ تلوار نیام میں ڈال لی جائے اور عیسائیوں کو کچھ نہ کہا جائے۔ یہی وہ بادشاہ تھا جس کے دسویں سال جلوس میں جالی نوس پیدا ہوا تھا۔ طریا نوس کے بعد اذریا نوس اکیس سال تک فرماں روا رہا۔ اس کے بعد اظونیتوس نے بارہ سال حکومت کی اور ایلیو پولیس شہر کی بنیاد ڈالی۔ جسے آجکل بعدیاکے کہتے ہیں۔ اس بادشاہ کے زمانے میں جالی نوس منظر عام پر آیا۔ اور اس نے جالی نوس سے کچھ کام بھی لیا تھا۔

جالی نوس اپنی کتاب عمل التشریح کے مقالہ اولیٰ میں لکھتا ہے کہ میں نے یہ کتاب قیصر اظونیتوس کے اوائل جلوس میں اُس وقت لکھی تھی جب میں پہلی بار رومیہ گیا تھا۔

یہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ جب جالی نوس رومیہ میں پہلی دفعہ آیا تھا، تو اس کی عمر تیس برس کی تھی۔ اگر اذریا نوس کے عہد حکومت کو جو اکیس سال تھا، خارج کر دیا جائے تو جالی نوس کی پیدائش طریا نوس کے دسویں سال میں ہوتی ہے۔ حضرت مسیح کا رفع، فیصلہ ظاہر یوس کے انیسویں سال جلوس میں ہوا تھا۔ اُس وقت سے

۱۰
۱۵

۱۵ اس شہر کی بنیاد حضرت سلیمان نے ڈالی تھی کسی وقت بکہ (بنیائے قدیم بنیائے کے درمیان) کا تجارتی مرکز تھا۔ بعل کے معنی آفتاب ہیں۔ یہاں آفتاب پرست رہتے تھے۔ یہ شہر شام کے مشہور شہروں میں سے تھا جسے حضرت ابو عبیدہ نے عمر فاروق کے عہد خلافت میں (۱۵ھ) فتح کیا تھا۔ آج اس شہر کے صرف کتابخانہ میں تاریخ الخلفاء (۱۳۲) کے ظاہر یوس (TIBRIUS) کا معربہ جس نے ۱۳۲ھ تا ۱۳۳ھ حکومت کی۔ حضرت مسیح کا رفع اس کے انیسویں سال جلوس یعنی ۱۳۲ھ میں ہوا تھا۔

ولادتِ جالی نوس تک تہتر سال بنتے ہیں۔“

اسحاق بن حنین اپنی تاریخ میں سخی نحوی کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ جالی نوس کی عمر ستائش برس تھی۔ بسترہ سال تک تعلیم حاصل کی اور ستر برس قرآن تدریس انجام دیے۔ یہ قول اسحاق جالی نوس کی وفات سے ۲۹ھ تک آٹھ سو نپندرہ برس گزر چکے تھے۔ اگر اس میں جالی نوس کی مدتِ زندگی ستائش برس اور سن عیسوی کے باقی تہتر سال شامل کر دیے جائیں، تو یہ ۹۷۵ھ بنے گا۔ یہ بیان زیادہ قریب الصحت ہے۔ واللہ اعلم جالی نوس کے ایک قول سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کا رفع الی السماء پہلے ہو چکا تھا، وہ قول یہ ہے :-

”انصاری کی جماعت رموز و معجزات پر ایمان رکھتی ہے۔ ان لوگوں کے اعمال فلسفیانہ ہیں۔ یعنی جماع سے مرد و زن ہر دو بچتے ہیں۔ ان میں سے چند ایسے افراد (مرد و زن) بھی دیکھنے میں آئے جو عمر بھر جماع سے مجتنب رہے نفس پر پورا پورا غلبہ رکھتے ہیں۔ کھانے اور پینے میں بے پروا ہیں۔ انصاف ان کی گھٹی میں پڑا ہوا ہے۔ یہ لوگ حقیقی فلسفی ہیں۔“

۱۔ اسحاق نے حساب میں غلطی کھائی ہے جالی نوس کا سالِ پیدائش ۷۳۷ھ ہے۔ ستائش برس کی عمر پائی۔ وفات ۸۱۶ھ سنہ ہجری ۶۶۲ھ میں شروع ہوا تھا۔ چونکہ قمری سال شمسی سال سے تقریباً گیارہ دن چھوٹا ہوتا ہے۔ اس لیے ہر سو سال میں تین سال کا فرق پڑ جاتا ہے۔ بالفاظِ دیگر تو شمسی سال ایک سو تین قمری سالوں کے مساوی ہوتے ہیں۔ اس حساب سے اگر ۲۹ھ کو عیسوی میں تبدیل کرنا چاہیں تو نو سال کم کر دیں گے۔ باقی ۲۸۱ برس رہ جائیں گے۔ اس میں ۹۲۲ اور ۱۹۰ کا فرق ہے۔ ۲۹۲ جمع کریں تو میزان ۷۳۳ ہوگی۔ اس میں جالی نوس کی مدتِ زندگی یعنی ۷۷ جمع کریں تو میزان ۸۳۰ ہوگی نہ کہ ۹۷۵۔

اہل علم جانتے ہیں کہ تصانیف میں رہبانیت مسیح سے سو سال بعد آئی تھی اور خصوصاً وہ رہبانیت جس کا ذکر جالی نوس نے کیا ہے (کہ وہ تلاش - خیر - عدل - پاکیزگی تصدیق معجزات و حصول سعادت شرعیہ و عقلیہ میں فلسفیوں سے کم نہ تھے) کم از کم سو سال بعد کی پیداوار ہے۔ اس قول سے جالی نوس کے زمانے کی تعیین دشوار نہیں۔

تصانیف | محمد بن اسحاق التدریم اپنی کتاب میں لکھتا ہے :-

” حنین کی خوش بختی ملاحظہ ہو کہ حبیش بن الحسن الاعلم اور عیسیٰ بن

یحییٰ کے تیار کردہ تراجم حنین کی طرف منسوب ہو چکے ہیں۔ جب ہم

تصانیف جالی نوس کی اس فہرست پر نگاہ ڈالتے ہیں جو حنین نے

علی بن یحییٰ کے لیے مرتب کی تھی تو عفاف معلوم ہوتا ہے کہ حنین کے

اکثر تراجم سریانی زبان میں تھے۔ ہاں اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ

اس نے بعض عربی تراجم کی اصلاح ضرور کی ہے اور کہیں کہیں

تنقید بھی۔“

جالی نوس کی ان سولہ تصانیف کی فہرست جو ہر طبیب کو پڑھنا پڑتی ہے :-

(۱) کتاب الفرق - ایک مقالہ - مترجم حنین -

(۲) کتاب الصناعة - ایک مقالہ - مترجم حنین -

(۳) کتاب الی طوثرن فی النبیض - ایک مقالہ - مترجم حنین -

(۴) کتاب الی اخلوقن فی التاتی لشفاء الامراض - دو مقالے - مترجم حنین -

(۵) کتاب المقالات الخمس فی التشریح - مترجم حنین -

(۶) کتاب الاسطقصات - ایک مقالہ - مترجم حنین -

(۷) کتاب المزاج - تین مقالے - مترجم حنین -

۱۰ علی بن یحییٰ منجم ابو الحسن -

- (۸) کتاب القوی الطبیعة - تین مقالے - مترجم حنین۔
 (۹) کتاب العلل والامراض - چھ مقالے - مترجم حنین۔
 (۱۰) کتاب تعارفِ علل الاعتقاد الباطنة - چھ مقالے - مترجم حنین۔
 (۱۱) کتاب اللیض الکبیر - سولہ مقالے - مترجم حبیش۔ ایک مقالے کا حنین نے عربی میں ترجمہ کیا ہے۔ کتاب کے چار حصے ہیں۔

- (۱۲) کتاب المہیات - دو مقالے - مترجم حنین (۱۳) کتاب ایام البحران - تین مقالے - مترجم حنین۔
 (۱۴) کتاب البحران - تین مقالے - مترجم حنین (۱۵) کتاب حیلۃ البرد - یہ کتاب چودہ مقالوں میں ہے۔ حبیش نے اسے عربی میں منتقل کیا ہے۔ پہلے چھ مقالوں کی حنین نے اصلاح کی اور باقی آٹھ کی محمد بن موسیٰ نے۔

- (۱۶) کتاب تدبیر الاعضا - اس کے چھ مقالوں کا حبیش نے ترجمہ کیا۔

جالی نوس کی باقی لقائیف

- (۱۷) کتاب التشریح الکبیر - پندرہ مقالے - مترجم حبیش۔

- (۱۸) کتاب اختلاف التشریح - دو مقالے - مترجم حبیش۔

- (۱۹) کتاب تشریح الحيوان المیت - ایک مقالہ - مترجم حبیش۔

- (۲۰) کتاب تشریح الحيوان المحی - دو مقالے - مترجم حبیش۔

- (۲۱) کتاب علم بقراط بالتشریح - پانچ مقالے - مترجم حبیش۔

- (۲۲) کتاب علم ارسطو طالیس فی التشریح - تین مقالے - مترجم حبیش۔

- (۲۳) کتاب تشریح الرحم - ایک مقالہ - حبیش نے عربی میں ترجمہ کیا۔

- (۲۴) کتاب حرکات الصدر والرئة - اسطفن بن بسیل نے عربی میں ترجمہ کیا اور حنین

- نے اصلاح کی۔ تین مقالے۔ (۲۵) کتاب علل النفس - دو مقالے۔ اسطفن

- نے ترجمہ کیا۔ اور حنین نے اپنے بیٹے کی خاطر اصلاح کی۔

- (۲۶) کتاب حرکت العَضَل - ایک مقالہ - اصطفیٰ نے ترجمہ کیا اور حُنین نے اصلاح کی۔
- (۲۷) کتاب الصوت - چار مقالے حُنین نے محمد بن عبد الملک الزیات کی خاطر عربی میں منتقل کی۔
- (۲۸) کتاب الحاجة الى النقص - ایک مقالہ - مترجم حُبیش۔
- (۲۹) کتاب المحركة المجهولة - ایک مقالہ - حُبیش نے عربی میں ترجمہ کیا۔
- (۳۰) کتاب الحاجة الى النفس (ایک نسخے میں الى التنفس) ایک مقالہ - نصف کا ترجمہ اصطفیٰ نے اور نصف کا حُنین نے کیا۔
- (۳۱) کتاب آراء بقراط و افلاطون - دس مقالے - مترجم حُبیش۔
- (۳۲) کتاب منافع الاعتصا - سترہ مقالے - حُبیش نے عربی میں ترجمہ کیا اور حُنین نے اغلاط کی تصحیح کی۔
- (۳۳) کتاب خصيب البدن - ایک مقالہ - مترجم حُنین (ایک نسخے میں حُبیش)
- (۳۴) کتاب افضل الهيئات (ایک نسخے میں ہیئت اور دوسرے میں الجبوات ہے) ایک مقالہ - حُنین نے عربی دسریانی ہر دو میں ترجمہ کیا۔
- (۳۵) کتاب سوء المزاج المختلف - ایک مقالہ - مترجم حُنین۔
- (۳۶) کتاب الامتلاء - ایک مقالہ - مترجم اصطفیٰ۔
- (۳۷) کتاب الادوية المفردة - گیارہ مقالے - مترجم حُنین۔
- (۳۸) کتاب الاورام - ایک مقالہ - مترجم ابابہیم بن الصلت۔
- (۳۹) کتاب المنى - دو مقالے - مترجم حُنین۔
- (۴۰) کتاب المولود لسبعة اشهر - ایک مقالہ - مترجم حُنین۔
- (۴۱) کتاب المرة السوداء - ایک مقالہ - مترجم اصطفیٰ۔
- (۴۲) کتاب رداة التنفس - تین مقالے - حُنین نے اپنے بیٹے کی خاطر ترجمہ کیا۔
- (۴۳) کتاب تقدمت المعرفة - ایک مقالہ - مترجم عیسیٰ بن سحبی۔

(۴۴) کتاب الذبول۔ ایک مقالہ۔ ترجمہ حنین۔

(۴۵) کتاب القصد۔ ایک مقالہ۔ عیسیٰ بن یحییٰ نے اعطاف کے ترجمے کا ترجمہ کیا۔

(۴۶) کتاب صفات لعیثی یصرع۔ ایک مقالہ۔ ابن الصلت نے عربی و ہریالی میں منتقل کی۔

(۴۷) کتاب التذیر الملتف۔ ایک مقالہ۔ مترجم حنین۔

(۴۸) کتاب قوی الاغذیہ (ایک نسخے میں الاعضا) تین مقالے۔ مترجم حنین۔

(۴۹) کتاب تدبیر لقرط للامراض الحادة۔ ایک مقالہ۔ مترجم حنین۔

(۵۰) کتاب الکیموس۔ ایک مقالہ ثابت۔ شمالی اور حبیش نے عربی میں ترجمہ کیا۔

(۵۱) کتاب الادویۃ المقابله للادواء۔ دو مقالے۔ عیسیٰ بن یحییٰ نے ترجمہ کیا۔

(۵۲) کتاب ترکیب الادویۃ۔ سترہ مقالے۔ مترجم حبیش الاشم۔

(۵۳) کتاب الی نثر اسابولوس۔ ایک مقالہ۔ مترجم حنین۔

(۵۴) کتاب التریاق الی قیصر۔ ایک مقالہ۔ مترجم عیسیٰ ابن البطرینی

(۵۵) کتاب فی ان الطیب الفاضل فیلسوف۔ مترجم حنین۔

(۵۶) کتاب الریاضۃ بالکرة الصغیرة۔ ایک مقالہ۔ مترجم حبیش۔

(۵۷) کتاب فی کتب یقرط الصحیحة۔ ایک مقالہ۔ مترجم حنین۔

(۵۸) کتاب الحث علی تعلم الطب۔ ایک مقالہ۔ مترجم حبیش۔

(۵۹) کتاب محنة الطیب۔ ایک مقالہ۔ مترجم حنین۔

(۶۰) کتاب ما یعتقدہ رأیاً۔ ایک مقالہ۔ مترجم ثابت۔

(۶۱) کتاب البران۔ پندرہ مقالے۔ کچھ حصہ گم ہو چکا ہے۔

(۶۲) کتاب تعریف المرء حیویہ۔ ایک مقالہ۔ تو مانے ترجمہ کیا اور حنین نے

اصلاح دی۔

۲۰ لہ مراد یوحنا بن البطرینی مامون کا غلام۔ جس نے کئی کتابوں کو عربی میں منتقل کیا۔

(۶۳) کتاب الاخلاق - چار مقالے - مترجم حسین -

(۶۴) کتاب انتفاع الاخیار باعدائهم - ایک مقالہ - مترجم حسین -

(۶۵) کتاب ماذکرہ افلاطون فی طبماؤس - تیس مقالے - میں کا ترجمہ حسین نے اور تین کا ترجمہ اسحاق نے کیا -

(۶۶) کتاب فی اتی المحرک الاول لایتحرك - ایک مقالہ - حسین عیسیٰ - کھچی واسحاق نے اس کا ترجمہ کیا -

(۶۷) کتاب فی اتی قوی النفس تابعه لمراج البدن - ایک مقالہ - مترجم حسین -

(۶۸) کتاب عدد المقایس - مترجم اصطفیٰ واسحاق - مؤخر الذکر نے اپنے بیٹے کے لیے ترجمہ کیا -

۱۰ مجھے جالی نوس کی ایک تصنیف کتاب الفصد پڑھنے کا اتفاق ہوا یہ کتاب کافی ضخیم ہے۔ کم از کم رسالے سے بڑی ہے۔ یحییٰ بن اسحاق نے اسے یونانی سے عربی میں منتقل کر کے کافی اصلاح کی۔ کتاب کے شروع میں ایک مقدمہ لکھا جس کا مخلص یہ ہے کہ طبیب کو اپنے علم و ہنر پر پورا بھروسہ ہونا چاہیے۔ اس مقدمے میں جالی نوس کی مندرجہ ذیل کہانی بھی درج کی ہے :-

۱۵ "میں (جالی نوس) نے نوبہ کے گرد و نواح میں بعض ایسی وحشی قومیں دیکھی ہیں جو وقت ضرورت ایک دوسرے کی فصد کھول لیتی ہیں۔ ایک دفعہ میں نے ایک جنگلی کو دیکھا کہ دوسرے کی فصد کھول رہا تھا۔ بجائے شاہ رگ کے ایک اور چھوٹی سی رگ کا بیج کے ٹکڑے سے کھولنا چاہا، کانچ اندر ہی ٹوٹ گیا۔ مضروب (مرض) کی رگیں

نوبہ صمد صمد کے جنوب میں ایک قصبہ ہے۔ جہاں حضرت بلال پیدا ہوئے تھے۔ میں کے

کے گاؤں کا نام بھی نوبہ ہے۔ (قاموس فیروز آبادی)

پٹھوں سے زیادہ سمحت تھیں کہ بات دھننے سے پھولتی نہ تھیں اور کھول لینے سے سُکرتی نہ تھیں۔“

جالی نوس کا یہ فقرہ ظاہر کرتا ہے کہ جالی نوس مصر میں بھی گیا تھا۔ اس لیے کہ نوبہ جنوب مصر میں ہے۔ اور یہ وحشی قبائل مصر کے جنوب میں رہتے ہیں۔

جبریل بن خنیشوع بن جوہر بن خنیشوع الجندیسا پوری

یہ ایک کامل و فاضل طبیب تھا۔ جس نے فن طب پر کچھ تصانیف بھی چھوڑی ہیں ہارون الرشید و خلفائے مابعد کے درباروں میں رہا۔ اور اپنے والد کی طرح شان و شوکت حاصل کی۔ یہ جندیسا پور کا رہنے والا تھا۔ جندیسا پور کے اطباء اپنے فن میں ہمیشہ مشہور رہے ہیں۔ وجہ یہ کہ ان کے پاس قدیم شاہان ایران کے زمانے کا علم موجود تھا۔ جس سے دوسرے اطباء محروم تھے۔ یہی علم ان کی شہرت و وجاہت کا باعث بنتا رہا۔

کہتے ہیں کہ جب قیصر روم نے شاپور بن اردشیر کو شام میں شکست دی جندیسا پور اور انطاکیہ پر قبضہ کر لیا تو شاہ ایران نے صلح کی درخواست کر دی، اور استحکام محبت کے لیے قیصر روم کی لڑکی سے شادی کا ارادہ ظاہر کیا۔ قیصر روم ماضی ہو گیا اور اپنی لڑکی کو ایران میں بھیجنے سے پہلے وہاں قسطنطنیہ جیسا ایک شہر بنایا جس کا نام جندیسا پور رکھا۔

۱۴ قیصر روم کا نام فیلس تھا۔ اور ایک نسخے میں فیلس دیا ہوا ہے۔ (تاریخ الحکماء ۱۳۴)

۱۵ شاپور ۲۲۲ء میں تخت نشین ہوا اور ۲۴۲ء میں روم پر حملہ کیا اس وقت قیصر گارڈین (۲۳۸ء-۲۴۴ء)

تخت روم پر متمکن تھا۔ قیصر نے شاپور کو شکست دی۔ چودہ سال بعد شاپور نے روم پر دوبارہ حملہ کیا۔

اور قیصر کو زندہ پکڑ لیا۔ (سائکس کی تاریخ ایران جلد اول باب ۲۶)

جندلیا پور کے متعلق ایک اور روایت یہ ہے کہ موجودہ جندلیا پور کی جگہ پہلے ایک گاؤں آباد تھا، جو ایک شخص جندا کے قبضے میں تھا۔ شاہ پور کو یہ گاؤں اس قدر پسند آیا کہ یہاں ایک عالی شان شہر بنانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ لیکن مصیبت یہ تھی کہ جندا اس جگہ کو بڑی سے بڑی رقم پر بھی فروخت کرنے کو تیار نہ تھا۔ آخر شاہ پور کے اصرار پر جندا من گیا کہ شہر بنایا جائے لیکن تعمیر... مشترکہ عرف سے ہو۔ چنانچہ کام شروع ہو گیا۔ ۵ جب وہ گزر پوچھتے کہ یہ عمارت کون بنو رہا ہے تو کار بیکر کہتے، جندا اور شاہ پور شہر کا نام ہی جندلیا پور پر ڈگیا۔

جب یہ شہر تیار ہو گیا اور قیصر نے اپنی لڑکی وہاں بھیجی تو اس کے ہمراہ ہر پیشہ و فن کے ماہرین بھی بھیج دیے۔ کچھ اطباء بھی ساتھ آئے جنہوں نے نوجوانانِ جندلیا پور کو فنِ طب کی تعلیم دینی شروع کر دی۔ ان کا اپنا علم بھی ترقی کرتا گیا۔ لوگوں کے مزاج کے مطابق قواعد و طرقِ علاج وضع کیے۔ اور ہر قوم سے فائدہ اٹھایا اور اس فن میں یہاں تک کمال پیدا کیا کہ دنیا نے ان کو اطباءِ ہندو یونان سے بھی زیادہ قابلِ سمجھا ان حضرات کی تصانیف ان کے کمالِ فن پر شاہد ہیں۔

کسریٰ کے بیسویں سالِ جلوس میں یہ تمام اطباءِ ایرانی دیار میں طلب ہوئے چند روز تک طبی مسائل پر بحث و مناظرہ رہا۔ کئی مشکلات حل ہوئیں اور کئی امرار بے نقاب ہوئے۔ اس مجلس کی سرگزشت پڑھ کر حیرت آتی ہے کہ کس قدر اہم مسائل زیر بحث رہے اور یہ لوگ علم و فضل کے کس مقامِ بلند تک پہنچے ہوئے تھے۔ یہ اجلاس چند حضرات کی کوششوں سے منعقد ہوا تھا۔ جن کے نام یہ ہیں:- ۱۵ جبرئیل درشاہ و شاہی طبیب۔ السوفسطائی اور اس کے اصحاب۔ یوحنا دھیرو۔ ۲۰

جب منصور تختِ خلافت پر بیٹھا اور بغداد کی تعمیر سے فارغ ہو چکا تو بیمار

پڑ گیا۔ اس نے علاج کے لیے چند لیا پور سے جو رحیم بن نختیشوع کو طلب کیا تفصیل آگے آئے گی۔

۵ جب ۱۷۵ھ میں یحییٰ بن خالد بن یزید کسی سخت بیماری میں مبتلا ہو گیا، تو ہارون الرشید نے نختیشوع کو جعفر کے علاج کی اجازت دے دی۔ ان دنوں یہ دستور تھا کہ شاہی حکیم شاہی فرمان کے بغیر کسی اور کا علاج نہ کر سکتا تھا۔ جب جعفر شفا یاب ہو گیا تو نختیشوع سے کہنے لگا کہ میرے لیے کوئی نہایت قابل طبیب تلاش کرو۔ نختیشوع بولا کہ میرا بیٹا جبرئیل قابل ترین طبیب ہے (مجھ سے بھی زیادہ لائق) اسے مقرر کر لو۔ جعفر نے دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ جب وہ آیا تو خلوت میں بلا کر ایک مخفی بیماری کے متعلق مشورہ لیا۔ جبرئیل نے علاج شروع کر دیا، اور جعفر صرف تین دن میں اچھا ہو گیا۔ اس کے بعد جعفر اور جبرئیل کے تعلقات یہاں تک گہرے ہو گئے کہ ایک دوسرے کے بغیر کھانا تاکا نہ کھاتے تھے۔

۱۵ ایک دفعہ یوں ہوا کہ ہارون رشید کی ایک کنیز کا ہاتھ ہوا میں پھیلا ہوا رہ گیا۔ طبییوں نے ہزار سر ٹپکا۔ مالش کی ٹکوری اور دوائیں پلائیں لیکن فائدہ نہ ہوا۔ ہارون نے جعفر سے ذکر کیا۔ جعفر نے جبرئیل کا نام پیش کیا۔ کہا، بلاؤ۔ جب جبرئیل پیش ہوا تو ہارون نے پوچھا۔ تم طبیب کے متعلق کیا جانتے ہو؟ کہا۔ جہاں پناہ! میں گرم کو سرد۔ سرد کو گرم۔ تر کو خشک اور خشک کو تر بنا سکتا ہوں۔ ہارون ہنس دیا اور اس کنیز کے علاج کا حکم دیا۔ جبرئیل نے بعد از معائنہ عرض کی۔ عالم پناہ! دماغ میں ایک تجویز آئی۔ اگر جان کی پناہ ملے اور عتاب سے امان حاصل ہو تو بندہ عمل کرے۔ ہارون نے کہا جو جی میں آئے کرو۔ ماہ دولت ناراض نہیں ہوں گے۔ کہا، خدا اس کنیز کو یہاں محفل میں بلائیے۔ جب کنیز سامنے آئی تو جبرئیل دوڑ کر آگے بڑھا اور کنیز پر یوں چھپٹا، گویا اس کو برہنہ کرنا چاہتا تھا۔ کنیز سخت جھینپی، چہرہ

شرم و جیا سے سرخ ہو گیا۔ پہنے جھکی، پھر ایک جھٹکے سے سمٹی اور ایک دم دونوں
آب رو پچانے کے لیے حرکت میں آگئے۔ تمام حاضرین انگشت بہ دندان رہ گئے
بادشاہ نے فوراً پانچ لاکھ درہم انعام عطا فرمایا، اور ساتھ ہی اپنا طبیب
خاص بنا لیا۔

۵ جب جبرئیل سے اُس کینز کی بیماری کی وجہ پوچھی گئی، تو کہنے لگا کہ جماع کے
وقت کوئی رقیق مادہ اس کے تمام اعضا میں گھوم رہا تھا۔ یہ اُس وقت حرکت کی وجہ
سے گرم تھا۔ جماع کے بعد ٹھنڈی ہوا کی وجہ سے وہ مادہ اعصاب میں جم گیا۔ اب
اسے گرا کر نکلنے کی سبیل صرف یہی تھی کہ کینز کو کسی حیلے سے گرمایا جائے۔
طبیب میں اس قدر ہانت و ذکاوت ہونی چاہیے، کہ وہ حسب موقع کوئی
نئی بات پیدا کر سکے۔

۱۰ جبرئیل ترقی کرتے کرتے یہاں تک پہنچ گیا کہ ہارون الرشید ہر معاملے میں اُس
سے مشورہ لینے لگا۔ ایک دن تمام دیاریوں کو بلا کر کہا کہ آئندہ ہر قسم کی درخواستیں
وغیرہ جبرئیل کی معرفت آئیں۔ میں صرف اس کی سفارش پر عمل کروں گا۔ اس حکم کا
نتیجہ یہ نکلا کہ بڑے بڑے امراء و حکام طبیب کی خوشامد کرنے لگے۔
۱۵ جبرئیل پندرہ سال تک ہارون کی خدمت میں رہا۔ خدا کی شان کہ اس تمام
عرصے میں خلیفہ بیمار نہ ہوا۔ جب طوس میں خلیفہ آخری دفعہ بیمار ہوا، تو جبرئیل پر
جو گوری اس کی تفصیل آگے آئے گی۔

یوسف بن ابراہیم مولا ابراہیم بن الممدی بیان کرتے ہیں کہ مولا ابوالسحق ابراہیم
بن ممدی نے جبرئیل بن نجیشوع سے پوچھا، کہ جالی نوس کا وطن کہاں تھا۔ جواب

لے اقول گا چچا اہ خلیفہ ممدی کا بیٹا۔ پیدائش ۱۹۲ھ اوقات ۲۲۵ھ ان کا مزار سمرقند میں ہے۔

میں ہے۔ (دائرة المعارف الاسلامیہ عربی از محمد ثبات القندی وغیرہ جلد اول صفحہ ۱۰۰)

میں کہتے لگا۔

۵ جالی نوس کی زندگی میں اس کا مولد مملکت روم کے عین وسط میں تھا۔
لیکن اب سلطنت روم کے ایک کنارے پر واقع ہے۔ اس وقت سلطنت
روم کی حدود یہ تھیں:۔ مشرق میں دریائے فرات پر ایک گاؤں نعتیا جو
مستحقات انبار میں سے تھا۔ یہ گاؤں ایک قسم کی چھاؤنی تھی، جہاں روم
وایران کے لشکر بہ مع امرائے افواج جمع ہوا کرتے تھے۔ وجہ کی طرف
روم کی آخری حد دارا تھی جس پر کبھی رومی اور کبھی ایرانی تالیف ہو جاتی
تھی۔ دارا اس العین کا درمیانی علاقہ روم و ایران کی جولان گاہ
بنا ہوا تھا۔ شمال کی طرف ارمینیہ اور مغرب کی طرف مصر آخری حد
تھی۔ ہاں کبھی کبھی رومی ارمینیہ پر قبضہ جمالیتے تھے۔“

۱۰ یوسف بن ابراہیم مولا:۔ میرے ناقص علم میں آج تک رومیوں نے
ارمینیہ پر قبضہ نہیں کیا۔ آپ کو غالباً ارمیناس کے لفظ سے دھوکا
ہوا ہو گا۔ ارمیناس سلطنت روم کا ایک شہر ہے۔ جس کے باشندوں
کو اہل روم اب تک ارمین کہتے ہیں۔“

۱۵ میرے اس اعتراض پر مولا ابواسحاق ابراہیم بن المہدی نے جبریل کی تائید کی اور
ایک خوب صورت چٹائی دکھائی جس پر رومیہ کے ایک باغ کی تصویر بنی ہوئی تھی۔
بیچ میں خوب صورت لڑکیاں کھیل رہی تھیں، اور اس پر شاہ روم کا نام لکھا ہوا
تھا۔ میں نے اپنی غلطی کو تسلیم کیا۔

سلسلہ گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے جبریل نے کہا:

۱۶ انبار بغداد سے گیارہ فرسخ کے فاصلے پر ایک شہر جس کی بنیاد لہراسپ گیلی نے رکھی تھی

(ترجمہ صفحہ ۳۷) ۱۷ دارا اس العین دیار بکر کے شہر میں۔

”جالی نوس کے مولد کا نام سمرنا اور بہ قول بعض سمرنا ہے۔ یہ گاؤں قرۃ^۱ سے دو فرسنگ کے فاصلے پر تھا۔ حبیب ایک دفعہ ہارون الرشید قرۃ کے قریب و جوار میں خیمہ آرا ہوا، تو میں نے گزارش کی۔ جہاں پناہ! میرے استاد اکبر (جالی نوس) کا گھر یہاں سے صرف دو فرسنگ کے فاصلے پر ہے۔ اگر اجازت ہو تو زیارت کر آؤں اور کچھ کھاپی بھی لوں، تاکہ معاصرین کے سامنے اتنا تو کہہ سکوں کہ میں جالی نوس کے گھر گیا تھا اور وہاں کھانے پینے کا لطف اٹھایا تھا۔ میری بات پر ہارون ہنس دیا اور کہنے لگا۔ جبرئیل مجھے خطرہ ہے کہ نہیں رومی فوج کے زخمے میں نہ آ جاؤ۔ میں نے عرض کی۔ عالم پناہ! رومیوں میں یہ کہاں ہمت ہے کہ آپ کی فرود گاہ کے قریب آسکیں۔ اس کے بعد ہارون نے ابراہیم

۱۰
نے جالی نوس کے حالات میں درج ہے کہ وہ فراموس کا لہنے والا تھا۔ فراموس قسطنطنیہ کے مشرق میں یعنی ایشیا میں ایک شہر تھا۔ یہاں سمرنا یا سمرنا کو مولد جالی نوس بتایا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ فراموس و سمرنا ایک ہی شہر کے مختلف نام ہوں۔ لے آج سمرنا کے بالکل قریب ایک شہر کا نام قاریہ ہے۔ ممکن ہے کہ یہ قرۃ کی مسخ شدہ صورت ہو۔ لے ابراہیم بن عثمان بن نسیب ہارون الرشید کا ایک ندیم تھا۔ حبیب ہارون نے براکہ کو تباہ کر دیا تو ابراہیم براکہ کا ذکر کر کے رویا کرتا، اور لوگوں کو قصاص پر اکساتا۔ بسا اوقات مجلسِ عیش میں بیٹھے بیٹھے چلا اٹھتا اور حضرت اوصیٰؑ کے لڑکے نے باپ کی رپورٹ کر دی۔ ہارون نے دربار میں بلایا۔ وہاں حبیب خلیفہ نے پوچھا، تو رو کر کہنے لگا۔ آہ! جعفر کا مثل دنیا میں کہاں مل سکتا ہے۔ اس پر ہارون نے کہا۔ چل، ہوں قدر ہو۔ حبیب ابراہیم جا رہا تھا، تو اس کے لڑکے نے بڑھ کر ایک ہی مار میں باپ کا کام تمام کر دیا۔ یہ غالباً ۱۸۵ھ کا واقعہ ہے۔

(الہراکہ طبع نجم مصنفہ عبد الرزاق کان پوری ص ۵۵)

بن عثمان بن تھیک کو حکم دیا کہ حیریل کے ساتھ پانسو آدمی کر دو میں نے مزاحاً کہا کہ حضور میں نے اُستاد کے گھر کا ارادہ ترک کر دیا ہے۔ ارون نے ایک زور کا ہتھیار لگایا اور کہا اب تیرے ہمراہ ایک ہزار سوار بھیجوں گا۔

قہر درویش بہ جان درویش۔ میرے پاس زیادہ سے زیادہ دس آدمیوں کا کھانا تھا اور پیچھے ایک پوری فوج آرہی تھی۔ سوچ رہا تھا کہ کیا کروں گا۔ اسی سوچ میں مقام مقصود آ گیا۔ گھوڑوں سے اُترے تو کیا دیکھا کہ ہر طرف سے کھانوں کی پلیٹیں چلی آتی ہیں۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ وہاں مسافروں کے لیے ہر وقت کافی مقدار میں کھانا تیار رکھا جاتا ہے۔ پیٹ بھر کر کھایا۔ اس کے بعد فوج کے چند نوجوان شراب خانے میں چلے گئے۔ خوب شراب اُڑائی۔ کباب کھائے اور سورج ڈوبنے کے قریب واپس آئے۔

ابراہیم بن المہدی: کیا جالی نوس کے گھر کے کھنڈرات سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ حکیم ایک امیر آدمی تھا؟

حیریل۔ کیوں نہیں۔ اس کے گھر کے کچھ کمروں کا منہ مشرق کی طرف بعض کا مغرب اور بعض کا جنوب کی طرف ہے۔ شمال کی طرف کسی کا منہ نہ تھا۔ اس وقت شہر کے شمال کی طرف دریائے فرات بہتا تھا۔ تمام بڑے بڑے لوگ مثلاً فلسفیان روم و امرا ئے ایران وغیرہ اپنے گھر اسی طرز پر بناتے تھے کہ کمروں کا منہ شمال کی طرف نہ ہو۔ وجہ یہ کہ شمال دو کمروں میں سورج کی روشنی نہیں پہنچتی اور ایسے کمرے رہائش کے قابل نہیں ہوتے۔

جالی نوس لوگ روم کا خادم تھا، اور روم کے بادشاہ ہر بات میں اعتدال پسند و میانہ دوتھے۔ اگر جالی نوس کے گھر کا دیگر رومی منازل سے موازنہ کیا جائے تو اس کے گھر کی شان کچھ زیادہ ہی نظر

آئے گی۔ کمرے زیادہ اور صحن فراخ۔ ہاں اب صرف کھنڈر باقی رہ گئے ہیں۔

جالی نوس کے گھر کی بعض چھتیں اب تک سالم ہیں۔ جنہیں دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ حکیم بڑا مہمان نواز، حوال مرد اور سخی تھا اور نہ ایک آدمی کو اتنے کمرے کیا کرنے تھے، اس پر ابراہیم خاموش ہو گیا۔

یوسف بن ابراہیم مولانا آپ نے فرمایا ہے کہ شاہانِ روم ہر معاملے میں میانہ روی تھے۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ وہ سخا و مروت و انعام و اکرام میں بھی میانہ روی سے کام لیتے ہوں گے۔ جس سے خادم و مخدوم ہر دو کی شان میں فرق آجاتا ہو گا۔

۱۰ اگر ایک طرف سلاطین روم کی میانہ روی اور جالی نوس کی قیام گاہ پر نگاہ ڈالی جائے، اور دوسری طرف امیر المومنین (ہارون الرشید) کی سخا و مروت اور آپ کے دولت کدے کو دیکھا جائے تو لازماً ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ جالی نوس کی قیام گاہ کو جو نسبت فرماں روائے روم کے محل سے تھی، وہی نسبت آپ کے دولت کدے کو قصرِ خلیفہ سے ہے۔

۱۵ جبریل کا قاعدہ تھا کہ کبھی تو میری باتوں پر خوش ہو کر مولائے ابراہیم بن المہدی کی مجلس میں میری تعریف کرتا، اور کبھی ستمت ناراض ہو جاتا۔ اس موقع پر مجھ سے پوچھنے لگا۔

”اس نسبت سے تمہارا مطلب کیا ہے؟“

میں نے عرض کی کہ نسبت ایک عام لفظ ہے، جو حکمائے روم کے کلام میں عموماً استعمال ہوتا ہے۔ چوں کہ آپ ان حکماء کے شاگردوں کے رئیس ہیں۔ اس لیے میں آپ سے آپ کے استادوں کی زبان میں گفتگو کر رہا ہوں۔ میرا مقصد صاف لفظوں میں یہ ہے کہ فرض کیجیے کہ جالی نوس کا گھر سلاطین روم کے شاہی محل کا نصف ہے

یا ایک تہائی یا ایک چوتھائی یا اس سے بھی چھوٹا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوا ہے کہ منزل جالی نوس اور قصر روم میں جو نسبت ہے آیا وہ ہی نسبت آپ کے دولتکدے اور قصر خلافت میں بھی ہے یا کم و بیش۔ اگر قصر خلافت کا رقبہ ایک فرسنگ ہو اور آپ کی قیام گاہ کا یہ فرسنگ، اور دوسری طرف میانہ روم قصر روم کا محل رہنے میں یہ فرسنگ ہو۔ اور منزل جالی نوس یہ فرسنگ، تو ظاہر ہے کہ ہر دو نسبتیں بالکل برابر ہوں گی۔ یعنی یہ۔ پھر آپ جالی نوس کے متعلق ایک دفعہ کہہ چکے ہیں کہ وہ سخا و مروت میں آپ سے کم درجے کا آدمی تھا۔

میرے اس فتوے پر جبرئیل ناراض ہو گیا اور کہنے لگا:-

”یہ درست ہے کہ مال و دولت کی میرے ان فراوانی ہے۔ اس لیے کہ میرے والد اور دادا شاہی درباروں میں دولت کے ساتھ کھیلتے بستے ہیں اور مجھ پر نہ صرف خود امیر المومنین حد سے زیادہ ہرمان ہے بلکہ امیر المومنین کے تمام اعزہ و اقارب (شاہ زادوں، بھائیوں، چچاؤں وغیرہ) و حکام و روسا نے مجھ پر بے شمار نوازشیں کی ہیں۔ خلیفہ نے مجھے معمولی طبیب کے درجے سے ندیم و مصاحب کے مرتبے تک پہنچا دیا ہے۔ اس وقت تمام حکام و اقارب میری خوشامد کرتے پھرتے ہیں نہ اس لیے کہ میں ان کا علاج اچھا کرتا ہوں یا انھیں مجھ سے محبت ہے۔ یا میں غیبت و عنور میں خلیفہ کے سامنے ان کی تعریف کیا کرتا ہوں۔ بلکہ اس لیے کہ میں امیر المومنین کا مصاحب و ندیم ہوں۔ ان تمام لوگوں نے بارش کی طرح مجھ پر دولت برسانی اور مجھے ایک دولت مند انسان بنا دیا۔“

دوسری طرف جالی نوس کا پالا بخیل پادشاہوں سے پڑا تھا۔

ہوا، تو ایک دن ابراہیم اس سے ملنے گیا۔ دیکھا کہ قرآن شریف پڑھ رہا ہے
ابراہیم نے پوچھا "چوں بیٹی نامہ ایزد" یعنی اللہ کی کتاب کے متعلق کیا خیال
ہے۔ جواب میں کہنے لگا: "خوش۔ وچوں کلیدہ و دمنہ" یعنی خوب ہے کلیدہ و دمنہ
کی طرح۔

جب ہارون الرشید طوس کے مقام پر بیمار ہو گیا اور مرض بڑھ گیا، تو جبرئیل سے کہنے

لگا۔ تم میرا علاج کیوں نہیں کرتے جبرئیل نے کہا میں آپ کو بارہا جماع سے منع کر چکا
ہوں لیکن آپ باز نہیں آتے۔ کئی دفعہ عرض کر چکا ہوں کہ طوس کی آب و ہوا آپ کے
موافق نہیں۔ لیکن آپ نہیں سنتے۔ علاج کروں تو کیا اور شفا ہو تو کیسے۔ اس پر ہارون رشید
ہو گیا اور جبرئیل کو جیل خانے میں ڈلوادیا۔

کسی نے ہارون کو اطلاع دی کہ ایران میں ایک پادری ہے جو فنی طب کا بہت
بڑا فاضل ہے۔ ہارون نے قاعد بھیج کر اسے بلوایا۔ وہ آیا تو کہنے لگا کہ آپ کا پہلا
معالج علم طب سے بالکل کورا تھا۔ ہارون جبرئیل سے اور زیادہ منتظر ہو گیا۔ پادری کا
مطلب عرف اپنا بازار گرانا تھا ویس۔ پادری کے علاج سے مرض بڑھتا گیا۔ جب دیکھا
جاتی تو کہتا۔ اچی صاحب وہ جبرئیل طبیب فتور ڈال گیا ہے۔ دوسری طرف بادشاہ سے
کہتا رہتا کہ آپ بالکل اچھے ہو گئے ہیں اور اس وقت تک آپ کو جس قدر تکلیف ہوئی ہے اس
باعث جبرئیل ہے۔ بادشاہ پر اس پر دس پگنڈے کا یہ اثر ہوا کہ فضل بن الربیع کو بلا کر جبرئیل کے

۱۵
اے فضل بن ربیع، خلیفہ ابو جعفر منصور کے عہد میں فضل کا والد یعنی ربیع بن یونس شاہی اردلی یعنی
عاجب تھا۔ چوں کہ عرب کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ اس لیے اس کے دل میں زہر
کی ہوس تھی۔ باوجودیکہ ربیع براکہ کا پروردہ تھا۔ لیکن ان کے خلاف یہ ہمیشہ سازشیں
رہتا تھا۔ اور حق یہ ہے کہ براکہ کی تباہی دراصل اسی کی کوششوں کا نتیجہ تھی۔ ابو مسلم خراسانی
(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۹ پر)

قتل کے احکام نافذ کر دیے۔ حیرئیل نے فضل بن ربیع سے کہا کہ میرے خون سے ہاتھ لگنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لیے کہ خلیفہ صرف چند یوم کا مہمان ہے۔ فضل بن ربیع نے حیرئیل کو زندہ چھوڑ دیا۔ انہی دنوں فضل بن ربیع پر تویخ کا حملہ ہو گیا۔ جب باقی طبیب علاج سے مایوس ہو گئے تو حیرئیل پہنچا اور کام یاب ہو گیا۔ اس سے ان دنوں میں محبت پیدا ہو گئی جو رفتہ رفتہ بڑھتی ہی گئی۔

جب محمد الا میں سخت علالت پر متمکن ہوا تو اس نے حیرئیل پر انعامات و اکرام کا مینہ برسایا۔ پھر حب ماموں کی یاری آئی تو اس نے اسے جیل خانے میں ڈلوادیا۔ ۲۰۳ء میں حسن بن سہل بیمار ہو گیا۔ جب باقی اطباء کے علاج سے کوئی فائدہ نہ پہنچا تو حیرئیل کو زنداں سے بلوایا اور اس کے علاج سے اچھا ہو گیا۔ حسن نے ماموں کو لکھا کہ ایسے فاضل طبیب کو زنداں میں بند رکھنا درست نہیں۔ چنانچہ ماموں نے معاف کر دیا۔ ۲۰۵ء میں جب ماموں دارالخلافہ میں وارد ہوا تو حیرئیل کو اپنے گھر پر نظر بند کر دیا اور شاہی خدمت کے لیے حیرئیل کے سارے میخانہ طبیب کو بلایا۔ جب ۲۱۰ء میں خلیفہ بیمار پڑ گیا اور تمام اطباء ناکام رہے تو میخانہ طبیب سے کہنے لگا کہ تمہاری ہوا میں بجائے فائدہ کے مجھے نقصان پہنچا رہی ہے۔ جاؤ پہلے چند اطباء سے مشورہ لو اور پھر کوئی دوا تجویز کرو۔ ماموں کا بھائی ابو عیسیٰ کہنے لگا کہ میرے خیال میں حیرئیل

(صفحہ ۲۰۸ کا بقیہ حاشیہ)۔۔۔ بھی اسی ربیع نے خلیفہ منصور سے قتل کرایا تھا۔ جعفر برکی کے قتل (۱۸۴ء) کے بعد فضل بن ربیع کی خواہش پوری ہوئی اور وہ ہارون الرشید کا وزیر بن گیا۔ جب ہارون الرشید کے بعد امین و ماموں میں جنگ چھڑ گئی تو فضل بن ربیع نے امین کا ساتھ دیا اور فضل بن سہل نے ماموں کا۔ جب ۱۹۵ء میں امین قتل ہوا تو فضل بن ربیع بھی ساتھ ہی کیپڑا کر دار کو پہنچ گیا۔ سنہ وفات میں اختلاف ہے۔ بعض ۲۰۲ء اور بعض ۲۰۸ء درج کرتے

ہیں۔ (وفیات الاعیان لابن خلکان)

موزوں ترین آدمی ہے، اُسے بلایا جائے۔ ماموں نے اس تجویز کی پروا نہ کی۔ ابواسحاق (ماموں کا بھائی) ایک اور طبیب یوحنا بن ماسویہ کو لے آیا۔ لیکن میخائیل نے اسے ایک ہی فارم میں اُکھیر کر باہر بھینک دیا۔ ماموں کا مرض بڑھتا گیا اور آخر جبرئیل کو بلانا پڑا۔ اس کی میخانفسی سے عرفین یوم میں مکمل صحت ہو گئی۔ ماموں بہت خوش ہوا۔

دس لاکھ درہم انعام دیے اور ابو عیسیٰ کی سفارش پر تمام ضبط شدہ جائداد واپس کر دی۔ اس کے بعد ماموں جبرئیل کو ابو عیسیٰ جبرئیل کے نام سے یاد کرتا۔ جبرئیل کی منزلت بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچ گئی کہ کوئی شخص اس کی وساطت کے بغیر کسی آرزو میں کامیاب نہیں ہو سکتا تھا۔

۲۱۳ھ میں جبرئیل صحت بیمار ہو گیا۔ جب شفقت و تقاضت بڑھ گئی تو ماموں سے کہنے لگا کہ میرے بچے نجیشوع کو اپنے ہمراہ روم لیتے چلیے۔ ماموں نے نجیشوع کو بلایا۔ فہم و عقل میں باپ کا ثانی پایا۔ اس کی منزلت میں اضافہ کیا اور ساتھ لے گیا۔ جب موت قریب آگئی تو اپنے بیٹے کے لیے ایک وصیت لکھ کر ماموں کو بھجوا دی۔ یہ وصیت سات لاکھ دینار کے متعلق تھی۔ جو لوٹ کھسوٹ۔ خرچ اخراجات۔ ادائے حیراتہ و خرید جائداد کے بعد بھی بچ رہے تھے۔ یہ وصیت میخائیل کے ہاتھ بھیجی۔

جبرئیل کو وفات کے بعد یرامرس جس (ماسرس۔ مارسیوس) میں دفن کیا گیا۔ یہ یرامرس میں تھا۔ جب ماموں بلا روم سے لوٹا، تو حسب وصیت تمام

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

۳۱

۳۲

۳۳

۳۴

۳۵

۳۶

۳۷

۳۸

۳۹

۴۰

۴۱

۴۲

۴۳

۴۴

۴۵

۴۶

۴۷

۴۸

۴۹

۵۰

۵۱

۵۲

۵۳

۵۴

۵۵

۵۶

۵۷

۵۸

۵۹

۶۰

۶۱

۶۲

۶۳

۶۴

۶۵

۶۶

۶۷

۶۸

۶۹

۷۰

۷۱

۷۲

۷۳

۷۴

۷۵

۷۶

۷۷

۷۸

۷۹

۸۰

۸۱

۸۲

۸۳

۸۴

۸۵

۸۶

۸۷

۸۸

۸۹

۹۰

۹۱

۹۲

۹۳

۹۴

۹۵

۹۶

۹۷

۹۸

۹۹

۱۰۰

۱۰۱

۱۰۲

۱۰۳

۱۰۴

۱۰۵

۱۰۶

۱۰۷

۱۰۸

۱۰۹

۱۱۰

۱۱۱

۱۱۲

۱۱۳

۱۱۴

۱۱۵

۱۱۶

۱۱۷

۱۱۸

۱۱۹

۱۲۰

۱۲۱

۱۲۲

۱۲۳

۱۲۴

۱۲۵

۱۲۶

۱۲۷

۱۲۸

۱۲۹

۱۳۰

۱۳۱

۱۳۲

۱۳۳

۱۳۴

۱۳۵

۱۳۶

۱۳۷

۱۳۸

۱۳۹

۱۴۰

۱۴۱

۱۴۲

۱۴۳

۱۴۴

۱۴۵

۱۴۶

۱۴۷

۱۴۸

۱۴۹

۱۵۰

۱۵۱

۱۵۲

۱۵۳

۱۵۴

۱۵۵

۱۵۶

۱۵۷

۱۵۸

۱۵۹

۱۶۰

۱۶۱

۱۶۲

۱۶۳

۱۶۴

۱۶۵

۱۶۶

۱۶۷

۱۶۸

۱۶۹

۱۷۰

۱۷۱

۱۷۲

۱۷۳

۱۷۴

۱۷۵

۱۷۶

۱۷۷

۱۷۸

۱۷۹

۱۸۰

۱۸۱

۱۸۲

۱۸۳

۱۸۴

۱۸۵

۱۸۶

۱۸۷

۱۸۸

۱۸۹

۱۹۰

۱۹۱

۱۹۲

۱۹۳

۱۹۴

۱۹۵

۱۹۶

۱۹۷

۱۹۸

۱۹۹

۲۰۰

۲۰۱

۲۰۲

۲۰۳

۲۰۴

۲۰۵

۲۰۶

۲۰۷

۲۰۸

۲۰۹

۲۱۰

۲۱۱

۲۱۲

۲۱۳

۲۱۴

۲۱۵

۲۱۶

۲۱۷

۲۱۸

۲۱۹

۲۲۰

۲۲۱

۲۲۲

۲۲۳

۲۲۴

۲۲۵

۲۲۶

۲۲۷

۲۲۸

۲۲۹

۲۳۰

۲۳۱

۲۳۲

۲۳۳

۲۳۴

۲۳۵

۲۳۶

۲۳۷

۲۳۸

۲۳۹

۲۴۰

۲۴۱

۲۴۲

۲۴۳

۲۴۴

۲۴۵

۲۴۶

۲۴۷

۲۴۸

۲۴۹

۲۵۰

۲۵۱

۲۵۲

۲۵۳

۲۵۴

۲۵۵

۲۵۶

۲۵۷

۲۵۸

۲۵۹

۲۶۰

۲۶۱

۲۶۲

۲۶۳

۲۶۴

۲۶۵

۲۶۶

۲۶۷

۲۶۸

۲۶۹

۲۷۰

۲۷۱

۲۷۲

۲۷۳

۲۷۴

۲۷۵

۲۷۶

۲۷۷

۲۷۸

۲۷۹

۲۸۰

۲۸۱

۲۸۲

۲۸۳

۲۸۴

۲۸۵

۲۸۶

۲۸۷

۲۸۸

۲۸۹

۲۹۰

۲۹۱

۲۹۲

۲۹۳

۲۹۴

۲۹۵

۲۹۶

۲۹۷

۲۹۸

۲۹۹

۳۰۰

۳۰۱

۳۰۲

۳۰۳

۳۰۴

۳۰۵

۳۰۶

۳۰۷

۳۰۸

۳۰۹

۳۱۰

۳۱۱

۳۱۲

۳۱۳

۳۱۴

۳۱۵

۳۱۶

۳۱۷

۳۱۸

۳۱۹

۳۲۰

۳۲۱

۳۲۲

۳۲۳

۳۲۴

۳۲۵

۳۲۶

۳۲۷

۳۲۸

۳۲۹

۳۳۰

۳۳۱

۳۳۲

۳۳۳

۳۳۴

۳۳۵

۳۳۶

۳۳۷

۳۳۸

۳۳۹

۳۴۰

۳۴۱

۳۴۲

۳۴۳

۳۴۴

۳۴۵

۳۴۶

۳۴۷

۳۴۸

۳۴۹

۳۵۰

۳۵۱

۳۵۲

۳۵۳

۳۵۴

۳۵۵

۳۵۶

۳۵۷

۳۵۸

۳۵۹

۳۶۰

۳۶۱

۳۶۲

۳۶۳

۳۶۴

۳۶۵

۳۶۶

۳۶۷

۳۶۸

۳۶۹

۳۷۰

۳۷۱

۳۷۲

۳۷۳

۳۷۴

۳۷۵

۳۷۶

۳۷۷

۳۷۸

۳۷۹

۳۸۰

۳۸۱

۳۸۲

۳۸۳

۳۸۴

۳۸۵

۳۸۶

۳۸۷

۳۸۸

۳۸۹

۳۹۰

۳۹۱

۳۹۲

۳۹۳

۳۹۴

۳۹۵

۳۹۶

۳۹۷

۳۹۸

۳۹۹

۴۰۰

۴۰۱

۴۰۲

۴۰۳

۴۰۴

۴۰۵

۴۰۶

۴۰۷

۴۰۸

۴۰۹

۴۱۰

۴۱۱

۴۱۲

۴۱۳

۴۱۴

۴۱۵

۴۱۶

۴۱۷

۴۱۸

۴۱۹

۴۲۰

۴۲۱

۴۲۲

۴۲۳

۴۲۴

۴۲۵

۴۲۶

۴۲۷

۴۲۸

۴۲۹

۴۳۰

۴۳۱

۴۳۲

۴۳۳

۴۳۴

۴۳۵

۴۳۶

۴۳۷

۴۳۸

۴۳۹

۴۴۰

۴۴۱

۴۴۲

۴۴۳

۴۴۴

۴۴۵

۴۴۶

۴۴۷

۴۴۸

۴۴۹

۴۵۰

۴۵۱

۴۵۲

۴۵۳

۴۵۴

۴۵۵

۴۵۶

۴۵۷

۴۵۸

۴۵۹

۴۶۰

۴۶۱

۴۶۲

۴۶۳

۴۶۴

۴۶۵

۴۶۶

۴۶۷

۴۶۸

۴۶۹

۴۷۰

۴۷۱

۴۷۲

۴۷۳

۴۷۴

۴۷۵

۴۷۶

۴۷۷

۴۷۸

۴۷۹

۴۸۰

۴۸۱

۴۸۲

۴۸۳

۴۸۴

۴۸۵

۴۸۶

۴۸۷

۴۸۸

۴۸۹

۴۹۰

۴۹۱

۴۹۲

۴۹۳

۴۹۴

۴۹۵

۴۹۶

۴۹۷

۴۹۸

۴۹۹

۵۰۰

۵۰۱

۵۰۲

۵۰۳

۵۰۴

۵۰۵

۵۰۶

۵۰۷

۵۰۸

۵۰۹

۵۱۰

۵۱۱

۵۱۲

۵۱۳

۵۱۴

۵۱۵

۵۱۶

۵۱۷

۵۱۸

۵۱۹

۵۲۰

۵۲۱

۵۲۲

۵۲۳

۵۲۴

۵۲۵

۵۲۶

۵۲۷

۵۲۸

۵۲۹

۵۳۰

۵۳۱

۵۳۲

۵۳۳

۵۳۴

۵۳۵

۵۳۶

۵۳۷

۵۳۸

۵۳۹

۵۴۰

۵۴۱

۵۴۲

۵۴۳

۵۴۴

۵۴۵

۵۴۶

۵۴۷

۵۴۸

۵۴۹

۵۵۰

۵۵۱

۵۵۲

۵۵۳

۵۵۴

۵۵۵

۵۵۶

۵۵۷

۵۵۸

۵۵۹

۵۶۰

۵۶۱

۵۶۲

۵۶۳

۵۶۴

۵۶۵

۵۶۶

۵۶۷

۵۶۸

۵۶۹

۵۷۰

۵۷۱

۵۷۲

۵۷۳

۵۷۴

۵۷۵

۵۷۶

۵۷۷

۵۷۸

۵۷۹

۵۸۰

۵۸۱

۵۸۲

۵۸۳

۵۸۴

۵۸۵

۵۸۶

۵۸۷

۵۸۸

۵۸۹

۵۹۰

۵۹۱

۵۹۲

۵۹۳

۵۹۴

۵۹۵

۵۹۶

۵۹۷

۵۹۸

۵۹۹

۶۰۰

۶۰۱

۶۰۲

۶۰۳

۶۰۴

۶۰۵

۶۰۶

۶۰۷

۶۰۸

۶۰۹

۶۱۰

۶۱۱

۶۱۲

۶۱۳

۶۱۴

۶۱۵

۶۱۶

۶۱۷

۶۱۸

۶۱۹

۶۲۰

۶۲۱

۶۲۲

۶۲۳

۶۲۴

۶۲۵

۶۲۶

۶۲۷

۶۲۸

۶۲۹

۶۳۰

۶۳۱

۶۳۲

۶۳۳

۶۳۴

۶۳۵

۶۳۶

۶۳۷

۶۳۸

۶۳۹

۶۴۰

۶۴۱

۶۴۲

۶۴۳

۶۴۴

۶۴۵

۶۴۶

۶۴۷

۶۴۸

۶۴۹

۶۵۰

۶۵۱

۶۵۲

۶۵۳

۶۵۴

۶۵۵

۶۵۶

۶۵۷

۶۵۸

۶۵۹

۶۶۰

۶۶۱

۶۶۲

۶۶۳

۶۶۴

۶۶۵

۶۶۶

۶۶۷

۶۶۸

۶۶۹

۶۷۰

۶۷۱

۶۷۲

۶۷۳

۶۷۴

۶۷۵

۶۷۶

۶۷۷

۶۷۸

۶۷۹

۶۸۰

۶۸۱

۶۸۲

۶۸۳

۶۸۴

۶۸۵

۶۸۶

۶۸۷

۶۸۸

۶۸۹

۶۹۰

۶۹۱

۶۹۲

۶۹۳

۶۹۴

۶۹۵

۶۹۶

۶۹۷

۶۹۸

۶۹۹

۷۰۰

۷۰۱

۷۰۲

۷۰۳

۷۰۴

۷۰۵

۷۰۶

۷۰۷

۷۰۸

۷۰۹

۷۱۰

۷۱۱

۷۱۲

۷۱۳

۷۱۴

۷۱۵

۷۱۶

۷۱۷

۷۱۸

۷۱۹

۷۲۰

۷۲۱

۷۲۲

۷۲۳

۷۲۴

۷۲۵

۷۲۶

۷۲۷

۷۲۸

۷۲۹

۷۳۰

۷۳۱

۷۳۲

۷۳۳

۷۳۴

۷۳۵

۷۳۶

۷۳۷

۷۳۸

۷۳۹

۷۴۰

۷۴۱

۷۴۲

۷۴۳

۷۴۴

۷۴۵

۷۴۶

۷۴۷

۷۴۸

۷۴۹

۷۵۰

۷۵۱

۷۵۲

۷۵۳

۷۵۴

۷۵۵

۷۵۶

۷۵۷

۷۵۸

۷۵۹

۷۶۰

۷۶۱

۷۶۲

۷۶۳

۷۶۴

۷۶۵

۷۶۶

۷۶۷

۷۶۸

۷۶۹

۷۷۰

۷۷۱

۷۷۲

۷۷۳

۷۷۴

۷۷۵

۷۷۶

۷۷۷

۷۷۸

۷۷۹

۷۸۰

۷۸۱

۷۸۲

۷۸۳

۷۸۴

۷۸۵

۷۸۶

۷۸۷

۷۸۸

۷۸۹

۷۹۰

۷۹۱

۷۹۲

۷۹۳

۷۹۴

۷۹۵

۷۹۶

۷۹۷

۷۹۸

۷۹۹

۸۰۰

۸۰۱

۸۰۲

۸۰۳

۸۰۴

۸۰۵

۸۰۶

۸۰۷

۸۰۸

۸۰۹

۸۱۰

۸۱۱

۸۱۲

۸۱۳

۸۱۴

۸۱۵

۸۱۶

۸۱۷

۸۱۸

۸۱۹

۸۲۰

۸۲۱

۸۲۲

۸۲۳

۸۲۴

۸۲۵

۸۲۶

۸۲۷

۸۲۸

۸۲۹

۸۳۰

۸۳۱

۸۳۲

۸۳۳

۸۳۴

۸۳۵

۸۳۶

۸۳۷

۸۳۸

۸۳۹

۸۴۰

۸۴۱

۸۴۲

۸۴۳

۸۴۴

۸۴۵

۸۴۶

۸۴۷

۸۴۸

۸۴۹

۸۵۰

۸۵۱

۸۵۲

۸۵۳

۸۵۴

۸۵۵

۸۵۶

۸۵۷

۸۵۸

۸۵۹

۸۶۰

۸۶۱

۸۶۲

۸۶۳

۸۶۴

۸۶۵

۸۶۶

۸۶۷

۸۶۸

۸۶۹

۸۷۰

۸۷۱

۸۷۲

۸۷۳

۸۷۴

۸۷۵

۸۷۶

۸۷۷

۸۷۸

۸۷۹

۸۸۰

۸۸۱

۸۸۲

۸۸۳

۸۸۴

۸۸۵

۸۸۶

۸۸۷

۸۸۸

۸۸۹

۸۹۰

۸۹۱

۸۹۲

۸۹۳

۸۹۴

۸۹۵

۸۹۶

۸۹۷

۸۹۸

۸۹۹

۹۰۰

۹۰۱

۹۰۲

۹۰۳

۹۰۴

۹۰۵

۹۰۶

۹۰۷

۹۰۸

۹۰۹

۹۱۰

۹۱۱

۹۱۲

۹۱۳

۹۱۴

۹۱۵

۹۱۶

۹۱۷

۹۱۸

۹۱۹

۹۲۰

۹۲۱

۹۲۲

۹۲۳

۹۲۴

۹۲۵

۹۲۶

۹۲۷

۹۲۸

۹۲۹

۹۳۰

۹۳۱

۹۳۲

۹۳۳

۹۳۴

۹۳۵

۹۳۶

۹۳۷

۹۳۸

۹۳۹

۹۴۰

۹۴۱

۹۴۲

۹۴۳

۹۴۴

۹۴۵

۹۴۶

۹۴۷

۹۴۸

۹۴۹

۹۵۰

۹۵۱

۹۵۲

۹۵۳

۹۵۴

۹۵۵

۹۵۶

۹۵۷

۹۵۸

۹۵۹

۹۶۰

۹۶۱

۹۶۲

۹۶۳

۹۶۴

۹۶۵

۹۶۶

۹۶۷

۹۶۸

۹۶۹

۹۷۰

۹۷۱

۹۷۲

۹۷۳

۹۷۴

۹۷۵

۹۷۶

۹۷۷

۹۷۸

۹۷۹

۹۸۰

۹۸۱

۹۸۲

۹۸۳

۹۸۴

۹۸۵

۹۸۶

۹۸۷

۹۸۸

۹۸۹

۹۹۰

۹۹۱

۹۹۲

۹۹۳

۹۹۴

۹۹۵

۹۹۶

۹۹۷

۹۹۸

۹۹۹

دولت بختیشوع کے حوالے کر دی۔ بختیشوع نے اس ویر کو از سر نو آباد کرایا۔ وہاں یہاں رکھے اور ان کے وراثت مقرر کیے۔

جبرئیل کی آمدنی جبرئیل کو ہر ماہ دس ہزار درہم تنخواہ ملتی تھی۔ ماہ محرم میں پچاس ہزار درہم نقد اور دس ہزار درہم کے کپڑے شاہی عہد اسنے

سے عطا ہوتے تھے۔ ہارون الرشید سال میں دو دفعہ نقد کھاواتا تھا اور دو دفعہ روپتیا تھا۔ ہر موقع پر جبرئیل کو ایک لاکھ درہم، بطور انعام ملتا تھا۔ امرائے رشید کی نوازشات (نقد، کپڑے، گھوڑے، خوشبو وغیرہ شامل) چار لاکھ درہم تک پہنچ جاتی تھیں۔ تفصیل یہ ہے:-

رقم سالانہ	اسمائے بختشندہ
۱۰ پچاس ہزار درہم	(۱) عیسیٰ بن جعفر
” ستر ہزار	(۲) فاطمہ
” تیس ہزار	(۳) ابراہیم بن عثمان بن تہیک
” پچاس ہزار	(۴) الفضل بن ربیع
” ایک لاکھ	(۵) شاہی خزانے اور دیگر امرا سے عطا کردہ کپڑوں اور گھوڑوں کی قیمت
” آٹھ لاکھ	(۶) زرعی جائداد (جند لیا پور۔ بصرہ۔ سوس وغیرہ میں)
” سات لاکھ	(۷) سے سالانہ آمدنی
” چھ لاکھ	(۸) فالتو مال سے
	(۸) یحییٰ بن خالد

۱۔ عیسیٰ بن جعفر ہارون الرشید کی زوجہ زبیدہ (والدہ امین) کا بھائی۔

۲۔ فاطمہ جعفر بن علی کی والدہ کا نام تھا۔ بہت شرفیہ دنیا میں تھی۔

بارہ لاکھ درہم
چھ لاکھ

(۹) جعفر بن یحییٰ ذریہ

(۱۰) الفضل بن یحییٰ

جبرئیل کو یہ تمام دولت ہارون الرشید اور برامکہ سے ملی۔ رشید کی خدمت میں تینیس برس اور برامکہ کے ہاں تیرہ برس رہا۔ اس عرصے میں جس قدر دولت جمع کی اس کی میزان (اجناس و تحائف وغیرہ کے علاوہ سولہ لاکھ دینار بنتی ہے۔ اس رقم میں سے نو لاکھ دینار خرچ ہو گئے اور سات لاکھ بختیشوع کے لیے بچ رہے۔

ابراہیم بن المہدی کہتا ہے کہ ایک شام ناسازی طبع کی وجہ سے میں محمد الامین کی مجلس میں نہ جاسکا۔ دوسرے روز صبح سویرے الامین کی طرف سے جبرئیل عیادت کے لیے آیا، نیز خلیفہ کا مجھے سلام پہنچایا، پھر کان میں کہنے لگا کہ آج الامین نے علی بن عیسیٰ بن جراح کو خراسان کی طرف بھیجا ہے کہ ماموں کو چاندی کی زنجیروں میں باندھ کر پیش کرے۔ لیکن میں آپ سے عرض کر دوں کہ الامین اس مقابلے میں قتل ہو جائے گا اور ماموں غالب رہے گا۔

ابراہیم۔ "اس پیش گوئی پر کوئی دلیل؟"

جبرئیل۔ "دلیل یہ ہے کہ گزشتہ رات الامین نے مجھے اور ابو عصمتہ السبعی (السیقی و السیقی) محافظ کو بلایا۔ کچھ گھیرا یا ہوا تھا۔ ابو عصمتہ کی تلوار، پیٹی اور قبا مجھے پہنادی اور میری ٹوپی، زنار اور دیگر کپڑے اُسے پہنادیے۔ مجھے اس کی جگہ اور اس کو میری جگہ سے دی۔ ظاہر ہے کہ جو بادشاہ ایک نصرانی کو اپنا محافظ بناتا ہے، اس کی خیر نہیں۔ نصرانیت کا بنیادی اصول یہ ہے کہ اگر تمہیں کوئی شخص ایک میل

۱۵

۱۵ علی بن عیسیٰ بن جراح خلیفہ الامین (ماموں کا بھائی) کا سپہ سالار تھا جسے امین نے ماموں کی گرفتاری کے لیے بھیجا۔ ماموں نے ایک فوج طاہر بن حسین الخداعی کی قیادت میں بھیجی۔ سخت مقابلے کے بعد عیسیٰ قتل ہو گیا۔ اس وفات ۱۸۷ھ۔ (قاموس المشاہیر جلد دوم ص ۹۵)

بیگار میں پکڑ لے جائے تو تم دو میل چلے جاؤ۔ اگر تیرے ایک گال پر کوئی تھپڑ مارے تو تو دوسرا بھی آگے کر دے۔ جو بادشاہ ایسے مذہب کے پیروں کو اپنا محافظ مقرر کرتا ہے، پس سمجھ لو کہ وہ ختم ہوا چاہتا ہے اور اس کے برے دن قریب آگئے ہیں۔

۵ ابو عصمۃ السبعی علم طب سے قطعاً ناواقف ہے اس غریب کو میری جگہ مقرر کر دینا مذاق کی انتہا ہے۔ طبیب محافظ عمر ہوتا ہے۔ جو شخص ایک ان پڑھ کو اپنا طبیب یعنی محافظ عمر مقرر کرتا ہے، سمجھو کہ اس کی عمر ختم ہونے والی ہے۔ چنانچہ حیرئیل کی پیش گوئی لفظ بہ لفظ پوری ہوئی۔

۱۰ **واقعہ** ایک دن ایک مقام پر دس طبیب جمع ہو گئے۔ جن میں سے ایک حیرئیل بھی تھا موضوع بحث یہ تھا کہ جاگنے کے بعد معاً پانی پینا چاہیے یا نہ؟

ابن داؤد بن سراقیوں: "خواب سے بیدار ہو کر فوراً پانی پینا بہت بڑی حماقت ہے۔" حیرئیل: "اور اس سے بڑی حماقت یہ ہے کہ جگہ میں پیاس کی آگ بھڑک رہی ہو اور اُسے بھبانے کا سامان نہ کیا جائے۔"

۱۵ ابن داؤد: "تو گویا تم پانی پینے کی اجازت دیتے ہو۔" حیرئیل: "صرف ان لوگوں کو جن کا معدہ گرم ہو، یا نمکین کھانا کھا بیٹھے ہوں۔ مرطوب و بلغمی مزاجوں کو نہیں۔"

ابن داؤد: "تمہارا مطلب یہ ہے کہ ہر آدمی تم عینی طب جاننا ہو۔ تاکہ یہ معلوم کر سکے کہ آیا پیاس کی وجہ نفع ہے یا حرارتِ معدہ۔"

۲۰ حیرئیل: "دہنس کر" اتنی طب تو ابھی سمجھائے دینا ہوں۔ سات کو سوتے میں اگر پیاس لگ جائے، تو چادر وغیرہ سے پاؤں باہر نکال لو۔ اگر پیاس بڑھ جائے تو سمجھو کہ معدے میں حرارت ہے، یا نمکین کھانا کھا یا تھا اور اگر گھٹ جائے

تو مزاج ملتی ہے۔"

یوسف بنی المحکم کہتا ہے کہ میں گریا کی ایک دوپہر کو جبریل کے گھر گیا۔ دیکھا کہ کھانا کھا رہا ہے، اور پلیٹ میں بڑے بڑے پرنڈے بچھنے ہوئے رکھے ہیں۔ مجھے بھی شرکت کی دعوت دی۔ میں نے عذر کیا کہ یہ گرمی کا موسم اور اس پر زاتہ شباب۔ یہ گرم غذا کیسے کھاؤں۔ جبریل پوچھنے لگا۔ کیا آپ غذا میں کچھ پرہیز کیا کرتے ہیں؟ میں نے عرض کی کہ غیر موزوں غذا میں نہیں کھا یا کرتا۔ اس پر جبریل نے کہا۔

۵ "نامناسب و مخالف طبع غذا میں کھانی ہی پڑتی ہیں۔ کبھی محفل احباب

میں دیکھا دیکھی اور کبھی اشتہا سے مجبور ہو کر ردی غذاؤں (پکوڑے

چٹنیاں۔ مٹھائیاں۔ تیل کی چیزیں۔ مترجم) سے واسطہ پڑتا رہتا ہے۔

۱۰ اگر پہلے سے عادت نہ ڈالی ہو تو آدمی بیمار پڑ جاتا ہے۔ آدمی کو

چاہیے کہ ہر روز کوئی ردی چیز بھی کھا لیا کرے۔ لیکن چیزیں بدلتا ہے۔

یعنی جو چیز آج کھانی ہے، وہ کل نہ کھائے۔ ایسا نہ ہو کہ معدہ معتاد ہو جائے۔

جو لوگ بار بار مسہل لیتے ہیں ان کا معدہ مسہل سے مانوس ہو جاتا ہے۔

اس لیے مسہل کی عام مقدار کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اہل اندلس

۱۵ عموماً مسہل لیتے رہتے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ انہیں سقمونیا کے تین درہم سے

جواب دیا جاتا ہے اور ہمیں صرف نصف درہم سے میرا مطلب یہ ہے

کہ ہر ردی چیز نظام جسم کو آخر نقصان پہنچاتی ہے۔ لیکن لیساً اوقات طوعاً

یا کرہاً کھانی پڑتی ہیں۔ اس لیے گاسے گاسے کھا لینی چاہیے تاکہ معدے

میں مضحک کرنے کی صلاحیت باقی رہے اور زیادہ نہیں کھانی چاہیے تاکہ

۲۰ انسانی طبیعت کو ردی اشیاء سے جو نفرت ہے وہ مٹ نہ جائے۔"

میں نے یہ تفصیل جبریل کے والد تختیشوع کو سنائی اور اس نے فوراً قلم بند کر لیں۔

حبرئیل بن عبید اللہ بن نجیشوع بن حبرئیل

حبرئیل کا والد، عبید اللہ پہلے کسی ضلع کا حاکم تھا۔ جب مقتدر نے مسند خلافت سنبھالی، تو عبید اللہ کو شاہی طبیب مقرر کر لیا۔ کچھ زمانہ کے بعد عبید اللہ دنیا سے چل بسا اور دو بچے چھپے چھپور گیا۔ ایک لڑکی اور دوسرا لڑکا۔ لڑکے کا نام حبرئیل تھا۔ جس رات عبید اللہ کی وفات ہوئی۔ اسی رات مقتدر نے انہی ملازمین کو حکم دیا کہ جاؤ اور عبید اللہ کا تمام سامان عنیٹ کر لو۔ عبید اللہ کی تدفین سے فارغ ہو کر اس کی اہلیہ چھپکے سے کہیں چلی گئی۔ یہ ایک حاکم حرشون (حرشون) نامی کی لڑکی تھی۔ مقتدر نے حرشون کو تنگ کرنا شروع کیا۔ کہ تمہاری لڑکی جو کچھ تمہارے پاس بہ طور امانت رکھتی رہی ہے وہ ہمارے حوالے کرو۔ چنانچہ اسے کافی مال و دولت سے ہاتھ دھونا پڑا۔

عبید اللہ کی اہلیہ بچوں کو ساتھ لے کر جا پہنچی۔ وہاں ایک طبیب سے نکاح کر لیا، اور کچھ عرصے کے بعد فوت ہو گئی۔ اس حکیم نے اس کا باقی ماندہ سامان عنیٹ کر لیا اور حبرئیل کو گھر سے نکال دیا۔ حبرئیل گھومنے گھومتے بغداد آ نکلا۔ یہاں ایک طبیب ہرمز نامی سے طب پڑھتی شروع کی۔ کچھ این الیوسف الواسطی سے سیکھی اور

۱۔ لے رحیل کا ایک قریہ جو بغداد سے صرف دس کوس دُور ہے۔ یہ قریہ شاپور ذوالآذات نے بتایا

تھا۔ (نزہت ص ۴۳)۔ ۲۔ الواسطی نسبت واسط کی طرف۔ واسط نام کے کسی شہر میں

میں سے مشہور وہ واسط ہے، جسے حجاج بن یوسف (م ۹۵ھ) نے لبِ دجلہ بغداد سے پچاس

کوس دُور ۸۴ھ میں بنایا تھا۔ ایک واسط مکہ کے نزدیک دادی نخلہ میں ہے۔ جہاں محمد بن ابیہم

ولشیر بن میمون (ہردو محدث) پیدا ہوئے تھے۔ ایک اور واسط باب طوس میں واسط الیہود

کہلاتا ہے۔ جہاں محمد بن حسین واعظ فرضی پیدا ہوا تھا۔ نیز حلب میں ایک قریہ۔ خابور۔ موصل۔

رحیل ولین میں بھی اس نام کے دیہات موجود ہیں۔ نیز شیر کی ایک (باقی حاشیہ ص ۲۱۶ پر)

شاہی شفاخانے میں اکثر جاتا رہتا۔ الغرض جہاں سے جو کچھ ملتا لے لیتا۔
 بغداد میں جبرئیل کے تین ماموں دارالروم میں رہا کرتے تھے۔ جبرئیل انہی کے
 ہاں پناہ گزین تھا۔ یہ تینوں جبرئیل کو طب سیکھنے پر راجع طعن کرتے اور مزاحاً کہا کرتے۔
 ”اس لوٹڈے کو تو دیکھو کہ بختیشوع و جبرئیل بننے کی فکر میں ہے۔ ارے کوئی
 حرفت سیکھ کر روٹی کماؤ۔ کس بہبودہ شغل میں پڑے ہوئے ہو۔“ لیکن جبرئیل پر ان چیزوں کا
 بالکل اثر نہ ہوتا۔

ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ کرمان سے معزز الدولہ کے پاس ایک سفیر آیا، جو
 اپنے ہمراہ دیگر تحائف کے علاوہ ایک افریقی گدھا (زیبرا) ایک سات بالشت کاٹہ
 اور ایک صرف دو بالشت کا بالشتی لایا۔ بغداد کے مشرقی محلے جبرئیل کی دکان کے
 پاس قصر فرج میں اترتا ہر دو کی آپس میں راہ و رسم ہو گئی۔ ہر روز ملتے، نشست برخواست
 رہتی، ادھر ادھر کی باتیں ہوتیں۔ ایک دن سفیر نے جبرئیل سے نقد کے متعلق مشورہ
 لیا۔ اس نے کہا کہ ہونی چاہئے۔ چنانچہ نقد کھولی گئی۔ جبرئیل دو دن ملاحظہ کے لیے
 جاتا رہا۔ اور اس کے بعد دیہی رسم کے مطابق سفیر نے ایک طبق میں بہ طور تحفہ
 چند گپڑیاں، ایک طشت، ایک کوزہ اور چند دیگر اشیاء رکھ کر طبیب کو بھیجیں اور
 ساتھ ہی درخواست کی کہ اس کے ملازمین کا بھی معائنہ کیا جائے۔

سفیر کے ساتھ ایک خوش شکل کینز بھی تھی جسے کمی خون کی بیماری تھی۔ دیلم کے
 اطباء نے بہت ہاتھ پاؤں مارے تھے لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا تھا۔ جبرئیل نے ایک

(۱۱۵ کا بقیہ حاشیہ)۔ منزل اور قدیمہ و صفر کے درمیان ایک موضع کا نام ہے۔ آندلس میں
 بھی ایک واسطہ ہے۔ جہاں ابو عمرو احمد بن ثابت پیدا ہوا تھا۔ نیرالملک و ہمامہ میں اسی نام کے
 دیہات ملتے ہیں۔ بنی سمیر کا ایک قلعہ واسط کہلاتا تھا۔ حجرۃ العقیقہ کے اسفل میں ایک پہاڑ
 بھی اسی نام سے مشہور ہے۔ (قاموس۔ وس ط)

مجنون تیار کر کے کپڑے کو کھلائی۔ چند دنوں میں اس کی رنگت بدل گئی اور تمام شکایت جاتی رہی۔ اس پر سفیر نہایت خوش ہوا۔ طبیب کو ہزار درہم۔ ستلاطون کا ایک ٹیچہ۔ توڑ کے تیار شدہ پارچے اور طلائی دستار عنایت کی۔ پھر کہا۔ جاؤ اور میرے ملازمین سے بھی اپنا حق و عموں کرو۔ کبزنے ایک ہزار درہم اور مختلف کپڑوں کے کئی جوڑے عطا کیے اس کے بعد ایک گھوڑے پر سوار کر کے ایک حبشی غلام ہمراہ کر دیا۔ جب گھر کے قریب پہنچا اور اس کے خالوؤں نے بھائی کے کی یہ شان و شوکت دیکھی تو دوڑ کر آگے بڑھے، اور بڑی عزت و احترام سے گھر لے گئے۔ جبرئیل نے اس موقع پر کہا۔ تم میری عزت نہیں کر رہے بلکہ میرے لباس کے آگے جھک رہے ہو۔

جب یہ سفیر واپس گیا۔ تو فارس و کرمان میں جبرئیل کے کمالات کا خوب چرچا کیا۔ جب جبرئیل تک یہ خبریں پہنچیں تو وہ شیراز کو چل دیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ عضدالدولہ عروج حاصل کر رہا تھا اور شیراز پر قابض ہو چکا تھا۔ جب یہ طبیب شیراز میں پہنچا تو عضدالدولہ نے اپنے دربار میں طلب کیا۔ اور آنکھ کے پٹھوں کے متعلق کوئی سوال پوچھا۔ طبیب نے اس قدر غامض جواب دیا کہ عضدالدولہ نے اسی وقت سے اس کی تنخواہ مقرر کر دی اور ایک مکان بھی رہائش کے لیے دے دیا۔

کچھ وقت کے بعد عضدالدولہ کا ماموں کو کہیں، جو صوبہ فورقت کا حاکم تھا، بیمار پڑ گیا اور عضدالدولہ سے کوئی قابل طبیب علاج کے لیے مانگا۔ عضدالدولہ نے جبرئیل کو بھیج دیا۔ وہاں طبیب کی بڑی تعظیم و تکریم ہوئی۔ کو کہیں جوڑوں کے درد اور ضعف احشا (انترولیوں کی کم زوری) میں مبتلا تھا۔ جبرئیل نے جوارش تغامی

طہ ستلاطون، روم کا ایک شہر جہاں کے کپڑے مشہور تھے۔ (قاموس)

ٹہ تو زیمیر اور فیہ کے درمیان ایک موقع ہے۔ قید عراق سے مکہ جاتے ہوئے راہ میں ایک قلعے کا نام ہے۔ (قاموس)

تیار کر کے پیش کی۔ جس سے کو کبیرین یا لکل تندرست ہو گیا۔ اس نے طبیب کو نعمت و دولت سے مالا مال کر کے شیرازہ میں واپس بھیج دیا۔ یہ ۳۵۶ھ کا واقعہ ہے۔

جب عندالدولہ بغداد میں داخل ہوا، تو جبرئیل بھی ہمراہ تھا۔ اسے وہاں کے شفاخانے میں لگا دیا۔ اب سابقہ الاؤٹس کے علاوہ اسے اور دو قسم کی تنخواہیں ملنے لگیں۔ خاص تنخواہ تین سو درہم ماہانہ اور شفاخانے کی ملازمت کے سلسلے میں تین سو درہم ماہانہ۔ یہ ہفتے میں دو دن اور دو رات شفاخانے میں کام کیا کرتا اور باقی اوقات گھر ہی میں رہتا تھا۔

ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ صاحب ابوالقاسم بن عباد کو معدے کی کوئی شکایت ہو گئی۔ عندالدولہ کو کسی اچھے طبیب کے لیے لکھا۔ عندالدولہ نے یخداو کے تمام اطباء کو جمع کر کے پوچھا، کہ ابوالقاسم کے علاج کے لیے کون سا آدمی

موزوں رہے گا۔ یخداوی طبیب جبرئیل سے حسد کرتے تھے۔ اس سے جان چھڑانے کا ایک ذریعہ مل گیا۔ کہنے لگے حضور وال! اس کام کے لیے موزوں تر یہی طبیب

جبرئیل ہے۔ قابل بھی ہے اور فارسی زبان سے آشنا بھی۔ عندالدولہ کو یہ بات پسند آئی۔ فوراً تیاری کا حکم دے دیا۔ ایک نچر سامان کے لیے اور ایک گھوڑا سواری کے

لیے دے کر رخصت کر دیا۔ جب رے میں پہنچا، تو حاکم رے (ابوالقاسم) نے نہایت شان دار استقبال کیا۔ رہائش کے لیے جگہ دی۔ نیر دربان۔ فراش۔ باورچی۔ خزانچی

اور وکیل اس کی خدمت پر مقرر کر دیے۔ ایک ہفتے کے بعد دربار میں طلب کیا۔ جہاں چند علماء جمع کر رکھے تھے۔ اور رے کے ایک طبیب کو بھی بلا یا ہوا تھا۔ رے کے

اس طبیب نے جبرئیل سے نبض کے متعلق کچھ سوالات پوچھے۔ جبرئیل نے اس قدر

ان عندالدولہ کے عہد کا ایک امیر جس نے ایک زبردست کتب خانہ جمع کر رکھا تھا اور جو بعد میں نضرالدولہ بن رکن الدولہ (۳۶۶ - ۳۸۷ھ) کا وزیر بنا تھا۔

دلیل و مبرہن جوابات دیے اور شکوک کو یوں دُور کیا کہ ہر طرف سے عدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی، اور ابوالقاسم نے خلعت عطا کی۔ اسی مجلس میں صاحب ابوالقاسم نے جبرئیل کو ایک ایسی کتاب لکھنے کا حکم دیا۔ جس میں ہر سے پاؤں تک کے تمام امراض آجائیں، اور اس میں کوئی اور مسئلہ درج نہ کیا جائے۔ جبرئیل نے حکم کی تعمیل کی۔ جس پر صاحب القاسم نے کوئی ایسی چیز یہ طور انعام دی جس کی قیمت ایک ہزار دینار تھی۔ جبرئیل بعد میں عموماً کہا کرتا تھا کہ میرے دو سو وزن کی قیمت ایک ہزار دینار پڑی۔ جب عضدالدولہ تک یہ خیریں پہنچیں تو بہت خوش ہوا، اور جبرئیل سے اور زیادہ محبت کرنے لگا۔

جب جبرئیل بغداد میں نوکر دل اور غلاموں کے ہمراہ واپس آیا، تو اطباء کے بغداد سے یہ خیریت واپس آنے پر مبارک باد دینے کے لیے آئے۔ ایک طبیب ابوالحسین بن کشار یا (سنان کا شاگرد) کہنے لگا: ہم نے کیا بویا اور تم نے کیا کانا۔ ہمارا ارادہ تمہیں یہاں سے نکلانے کا تھا لیکن تم عضدالدولہ کے زیادہ قریبی بن کر واپس آئے۔ جبرئیل ہنس کر کہنے لگا: "انسانی امور اللہ کے اختیار میں ہیں" (عدو شود سبب غیر گر خدا خواہد۔ مترجم) جبرئیل بغداد میں تین سال رہا۔ کتنے میں کہ ایک دفعہ ۱۵ ولیم کا بادشاہ خسرو شاہ بیمار پڑ گیا۔ جسم لاغر ہو گیا اور موت کا خوف لاحق ہو گیا۔ ہر چند اطباء نے علاج کیا، کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر ابوالقاسم حاکم نے کو لکھا کہ میرے لیے کوئی ماہر طبیب تلاش کرو۔ ابوالقاسم نے عضدالدولہ کو لکھا اور چند روز کے بعد جبرئیل دہلی جا پہنچا۔ اس کے علاج سے خسرو شاہ بہت جلد صحت یاب ہو گیا اور اس کو بے شمار دولت یہ طور انعام عطا کی۔

۱۵ حالت باب الکتی میں ملاحظہ ہوں۔

۱۵ خسرو شاہ = عضدالدولہ فنا خسرو شاہ ہشتاہ۔

اس کے بعد خسرو شاہ نے اسے حکم دیا کہ پہلے اس مرض کا پورا حال لکھو اور پھر علاج۔ تعمیل ارشاد میں ایک مقالہ لکھا۔ جس کا نام تھا مقالۃ فی الم الدماغ بشارکۃ المعدة والحجاب۔ حجاب سے مراد وہ پردہ ہے جو سانس اور خوراک کی تازگی کے درمیان حائل ہوتا ہے۔ اور جسے اصطلاح میں ذیافرما کہتے ہیں۔

۵ واپسی پر حیب ابوالقاسم سے ملاقات ہوئی، تو اس نے پوچھا۔ بدن کا بہترین جزو کون سا ہے۔ کہا، خون۔ ابوالقاسم نے کہا کہ اس مسئلے پر ایک مدلل کتاب تیار کرو۔ تعمیل ارشاد میں اس موضوع پر ایک دل چسپ مقالہ لکھا۔ جس میں ہر بات پر زبردست دلائل پیش کیے۔

بغداد میں واپس آ کر ایک عنخیم کتاب لکھی جس میں اصول طب مستعبط کرنے کے علاوہ تمام امراض کے علاج درج کیے اور اس کا نام کافی رکھا۔ اس کا ایک نسخہ بغداد کے دارالعلم میں رکھوا دیا۔ اور شفاخانے میں بھی یہی کتاب برتی جانے لگی۔ اس کتاب (یا کتابش۔ کتاب الاصول) کی وجہ سے حیرئیل ابوعیسیٰ صاحب الکنتاش کہلانے لگا۔ نیز ایک اور کتاب لکھی جس کا موضوع تھا۔ "ابیاد و فلاسفہ میں تطابق پایا جاتا ہے" فلسفہ و مذہب پر اس قدر مکمل کتاب آج تک نہیں لکھی گئی۔ اس نے بے شمار اقوال نقل کر کے ساتھ ساتھ حوالے بھی دیے۔ حیرئیل نے یہودی تریسہ پر ایک کتاب لکھی۔ اس میں حضرت مسیح کی آمد تیر صد اقت پر دلائل دینے کے بعد بیٹوں کی انتظار (کسی نبی کا انتظار) کو باطل قرار دیا۔ نیز ثابت کیا کہ شراب و نان ہر دو کی نیاز جائز ہے۔ گو شراب حرام ہے۔ لیکن یہ طور نیاز دی جاسکتی ہے۔ اس کتاب میں فلسفہ حلال و حرام پر بھی بحث کی۔

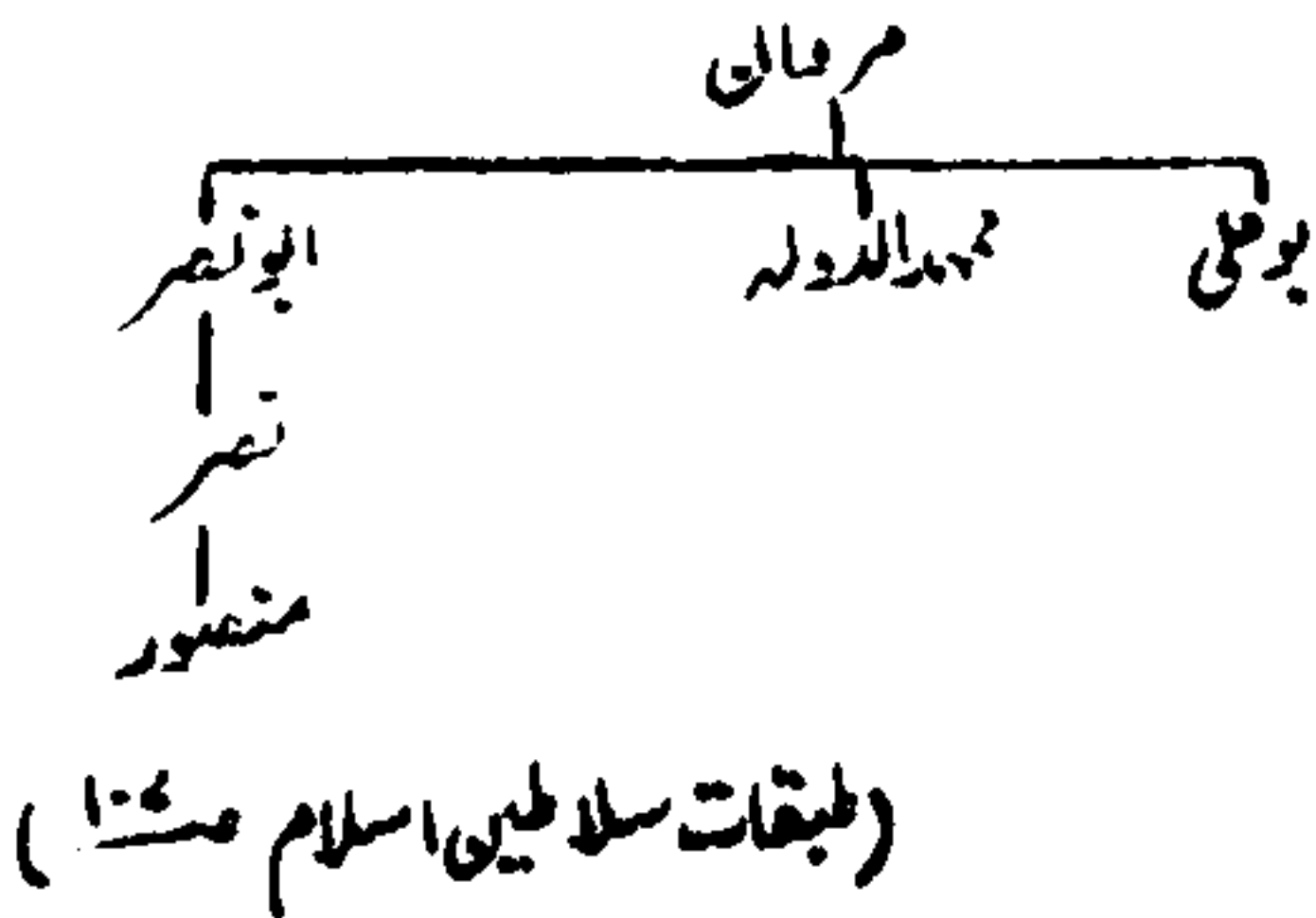
۲۰ ایک دفعہ حیرئیل نے بیت المقدس کا سفر کیا۔ وہاں ایک دن کا روزہ رکھا اور دمشق کی طرف چلا گیا۔ حیب مصر کے فرماں روا عزیز بن المعز العلوی کو معلوم ہوا تو

میں پڑا ہے۔ وہاں جا رہا ہوں۔ سامان وغیرہ کا انتظام کر کے خدمتِ عالی میں حاضر ہوں گا لیکن اس نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا۔

اس کے بعد مہمد الدولہ نے جبرئیل کو طلب کیا اور حقوڑی سی خوشامد بھی کی۔ چنانچہ یہ میاں فارقین کو روانہ ہو گیا۔ اللہ میاں فارقین کو آبِ باراں سے محروم رکھے اور اس کے موجودہ فرماں روا کو ذلیل و رسوا کرے، وہاں پہنچا تو مہمد نے اہبتِ تعظیم و تکریم کی۔

ایک دن مہمد کو مسہل لینا تھا۔ طبیب نے چند گولیاں دے کر ہدایت کی کہ علی الصبح استعمال کی جائیں۔ امیر نے رات کو سونے سے پہلے استعمال کر لیں جب صبح کے وقت طبیب آیا اور دوا کے متعلق دریافت کیا۔ تو امیر امتحاناً گھٹے لگا۔ تمھاری دوا کا

۱۰۔ ابو علی بن مروان نے ۳۸۰ھ میں دیار بکر کے بعض شہروں پر تسلط جمالیا۔ یہ خود تو کچھ خود مختار تھا۔ لیکن اس کے جانشین مہمد الدولہ نے فاطمیوں کی اطاعت قبول کر لی۔ ان امر کی تعداد پانچ تھی یعنی ابو علی حسن بن مروان (۳۸۰ - ۳۸۷ھ)۔ مہمد الدولہ ابو منصور (۳۸۷ - ۴۰۲ھ) نصر الدولہ ابو نصر احمد (۴۰۲ - ۴۵۳ھ) نظام الدولہ نصر (۴۵۳ - ۴۷۲ھ) منصور (۴۷۲ - ۴۸۹ھ) اس سلسلے کو سلا جعفر نے تباہ کیا۔ شجرہ نسب ملاحظہ ہو:-



۱۱۔ میاں فارقین۔ دیار بکر کے شمال مشرق میں ایک مشہور شہر۔

کوئی اثر نہیں ہوا۔ طبیب نے نبض دیکھ کر کہا۔ نبض تو آپ کو جھٹلا رہی ہے۔ امیر
ہنس پڑا اور اصل بات ظاہر کر دی۔ امیر نے پھر پوچھا۔ کتنے دست آئیں گے؟ کہا
پندرہ۔ باقی لوگوں کو اس دوا سے کچھ کم یا زیادہ دست آتے ہیں۔

امیر کے محل سے نکل کر طبیب نے واپسی کی تیاری شروع کر دی۔ امیر نے وجہ
پوچھی تو کہنے لگا۔ کہ تمام دنیا میرے کمالات سے آگاہ ہو چکی ہے اور آپ ہیں کہ
یہ دستور میرا امتحان لے رہے ہیں۔ آپ کے ہاں رہنا میری بے عزتی ہے۔ امیر نے
منّت نوشاہی کے مثالیا۔ اور ایک خچر اور کچھ درہم یہ طور انعام دیے۔

اس عرصے میں شاہِ دہلی نے براہِ راست نیز محمد الدولہ کی معرفت بارہا جبرئیل
کو بلایا لیکن وہ نہ گیا۔ جبرئیل یہاں تین سال رہا۔ جمعہ کے دن ۸ رجب ۳۹۶ھ
کو سپاسی سال کی عمر میں انتقال کیا اور پانچ روز کے باہر مُصلیٰ میں دفن ہوا۔

جبرئیل الکمال

یہ ایک شہساز تھا۔ ماموں کی خدمت پر متعین تھا۔ ماہانہ تنخواہ ایک
ہزار درہم تھی۔ جب ماموں کی نماز سے فارغ ہوتا تو یہ سب سے پہلے اس کے
گھر سے جاتا۔ اس کی پلکوں کو دھوتا اور آنکھوں میں سرمہ لگاتا۔ خوابِ نیم روز
کہ بعد پھر یہی فرض ادا کرتا۔

ایک دفعہ ماموں کا ایک ملازم حسین بیمار ہو گیا۔ یا سمر ماموں کا ایک فرزند (حسین
لوہیہ) کو جانا چاہتا تھا لیکن کارِ سرکار سے فرست نہ سکتی تھی۔ ایک دن شاہی محل میں
آدم تھا کہ جبرئیل کہاں سے ملاقات ہوگی۔ پوچھا۔ امیر المؤمنین کس حال میں ہیں۔ جبرئیل نے
کہا۔ سو رہے ہیں۔ یا سمر نے فرزند کو غنیمت سمجھا اور حسین کی عیادت کو چلا گیا

واپس آیا تو ماموں نے تاخیر کا سبب پوچھا کہنے لگا کہ حبرئیل نے اطلاع دی تھی کہ جہاں پناہ سور ہے میں اس لیے میں حسین کی عیادت کو چلا گیا تھا۔ چونکہ حبرئیل نے غلط بیانی سے کام لیا تھا۔ اس لیے ماموں نے حبرئیل کو بلا کر سخت دھمکایا اور کہا کہ تمہارا کام میری آنکھیں دھونا ہے۔ نہ کہ میرے متعلق دنیا کو خبریں بہم پہنچانا۔ محل سے ابھی نکل جاؤ اور آئندہ کبھی متہ نہ دکھاؤ۔ چند روز کے بعد حبرئیل نے ماموں کو کہلا بھیجا کہ بھوک سے میرا حال تباہ ہو رہا ہے، توجہ فرمائی جائے۔ ماموں نے ایک سو پچاس درہم ماہوار و تعلقہ مقرر کر دیا۔ لیکن ساتھ ہی حکم دے دیا کہ اسے شاہی دربار تک آنے کی اجازت نہ دی جائے۔ چنانچہ حبرئیل کو تا دم مرگ خدمت ماموں کا کوئی اور موقع نہ مل سکا۔

جعفر بن محمد بن عمر ابو معشر السلمی

اسلامی منجم۔ علم التحدیل والا حکام پر کئی کتابیں لکھیں۔ تاریخ ایران و طبقات اہم کا ماہر تھا۔ صنعت احکام پر اس کی چند کتابوں کے نام یہ ہیں :-

- (۱) کتاب الطبائع (۲) کتاب الالوف (۳) کتاب المدخل الکبیر۔
- (۴) کتاب القرانات (۵) کتاب الدول والملل (۶) کتاب الملاحم۔
- (۷) کتاب الاقالیم (۸) کتاب الہیلاج والکذخداہ۔ ابن البازیار کی طرف
- (۹) کتاب المصیبتی (۱۰) کتاب النکت
- (۱۱) کتاب تحادیل الموالید وغیرہ ذلک (۱۲) زیج الکبیر۔ یہ کتاب افلاک و نجوم پر بہت زیادہ روشنی ڈالتی ہے۔ اس میں ایک نقص ہے اور وہ یہ کہ اس میں صحابہ کے لیے دعویٰ پائے جاتے ہیں (۱۳) کتاب الزیج الصغیر المعروف بزیج القرانات۔

ابومعشر شراب پینے کا عادی تھا۔ اور اس کے اس عیب سے ایک دنیا آگاہ تھی۔ ہر نینے جب چاند کمالی پہنچتا تو ابومعشر پر مرگی کا حملہ ہو جاتا۔ یہ حکیم ابو جعفر محمد بن سنان الدستانی کا معاصر اور المعتز کے بھائی الموفق کا منجم تھا۔ جب الموفق نے نصیرے کی حبشی جماعت کا مجاہدہ کیا تو یہ بھی ساتھ تھا۔ علم نجوم میں اس کے مشاہدات مشہور ہیں اور صحیح بھی۔

ابومعشر آقا زین محمدت تھا اور باب خراسان کے تخریب میں رہا کرتا تھا۔ ان دنوں یہ الکندی کے سخت خلاف تھا۔ ہر جگہ لوگوں کو اس کے خلاف بھڑکاتا رہتا۔ اور اس کے فلسفے کو خلاف اسلام ثابت کرتا رہتا تھا۔ الکندی سے جب اور کچھ نہ بن سکا تو ایک ہندس کو بلایا اور کہا کہ جاؤ اور ابومعشر کی محفل میں شریک ہو کر اس کی توجیہ علم الحساب والہندسہ کی طرف منعطف کرو۔ یہ چالی کام یاب ہو گئی ابومعشر ان علوم کے حصول میں لگا گیا اور الکندی کا پیچھا چھوڑ دیا۔ اب کہ وہ خود ان علوم میں اچھا ہوا تھا۔ الکندی کو کس منہ سے کا فر کہتا۔ ابومعشر نے ان علوم کا مطالعہ تو کیا لیکن کمال پیدا نہ کر سکا۔ رفتہ رفتہ علم الاحکام کی طرف توجیہ ہو گئی اور اس شعبے میں خاصی شہرت حاصل کی۔

کہتے ہیں کہ اس حکیم نے علم النجوم کا مطالعہ سینتالیس برس کی عمر کے بعد شروع کیا تھا لیکن پھر بھی کمال پیدا کر لیا۔ اس لیے کہ طبیعت اچھی پانی تھی۔ ایک دفعہ اس حکیم کو جوتش کی وجہ سے کسی اہم سیاسی معاملے کا پیمے ہی پتا چل گیا۔ اور اس نے ہر جگہ مشہور کر دیا۔ اس پر المستعین نے اس کو کورے لگوائے۔ ابومعشر اکثر کہا کرتا تھا :-

۱۔ محمد بن جابر بن سنان ابو عبد اللہ الحرانی المعروف بالیتانی ابو جعفر (م ۳۱۵ھ) حالات آگے آئیں گے۔ ۲۔ الموفق متوکل کا بیٹا تھا۔ لیکن تخت خلافت سے محروم رہا۔ اس کا بیٹا معتقد (۲۷۹ - ۳۲۸ھ) معتد کے بعد فرماں روا بنا۔

”صحیح نعتی پر پہنچا اور پٹ گیا۔“ اس حکیم نے سو سال سے اوپر عمر پائی۔ اور واسط میں فوت ہوا۔

چند دیگر تصانیف | (۱) کتاب المدخل الصغیر (۲) کتاب ترتیب التزارات۔ تقریباً ساٹھ ابواب پر مشتمل (۳) کتاب الموالید الکبیر۔

کمل نہ کر سکا۔ (۴) کتاب سہیۃ الفلک (۵) کتاب الاختیارات۔

(۶) کتاب الاختیارات علی منازل القمر (۷) کتاب الطبائع الکبیر۔

(۸) کتاب السہمین و اعمار الدول (۹) کتاب اقتران النخسین فی برج السرطان۔

(۱۰) کتاب الصور والحکم علیہا (۱۱) کتاب المزاجات (۱۲) کتاب الانواع۔

(۱۳) کتاب المسائل (۱۴) کتاب اثبات علم النجوم (۱۵) کتاب الکامل والشامل (غیر کمل)

(۱۶) کتاب الجہرۃ۔ اس کتاب میں اوقات ولادت پر لوگوں کے اقوال جمع کیے ہیں۔

(۱۷) کتاب الماعول۔ اسے ابو العنسی نے اپنی تصنیف میں شمار کر دیا تھا۔

(۱۸) کتاب تفسیر المنامات من النجوم (۱۹) کتاب القواطع علی السیلابات۔

(۲۰) کتاب الموالید الصغیر مقالتان (۲۱) کتاب ترتیب القرائات والاختراقات۔

(۲۲) کتاب الاوقات علی اثنتی عشرۃ الکواکب۔

(۲۳) کتاب السہام۔ سہام الماکولات والملبوسات (۲۴) کتاب طبائع البلدان

(۲۵) کتاب الامطار والریاح۔

ابن المکتفی ایک مقام پر لکھتا ہے کہ میں نے ابن الجہم کی ایک حکایت اس کے

اپنے قلم سے لکھی ہوئی پڑھی ہے۔ اور وہ یہ کہ ایک دفعہ ابن الجہم نے سندین علی کی ایک

۱۷ ابو العنسی الصیری کتاب الموالید و کتاب المدخل الی النجوم کا مصنف۔ حالات باب الکنی میں۔

۱۸ جعفر بن المکتفی باللہ ابو الفضل۔

۱۹ محمد بن الجہم کے حالات حرف المیم میں۔

تصنیف کتاب المدخل ابو معشر کو عطا کی۔ احمد ابو معشر اس کا مصنف بن بیٹھا۔ ابو معشر نے علم نجوم پڑھانے میں سیکھا تھا۔ بھلا اس میں یہ قابلیت کہاں تھی کہ المدخل حبیبی کتاب لکھ سکتا۔ مزید برآں موالید پر سات مقالے اور قرانات پر دو کتابیں بھی سند بن علی کی تصنیف ہیں۔ جنہیں ابو معشر نے اپنی طرف منسوب کر لیا ہے۔

جعفر بن المکتفی بالدارالوفا

بہت بڑا فاضل، مختلف علوم ادوائیل کا استاد اور خلفائے بغداد کی اولاد میں سے تھا۔ بلند نسب پر اعلیٰ تعلیم نے سونے پر سہاگے کا کام کیا۔ جعفر نے علوم قدیمہ پر چند رسائل بہ طرز جواشی لکھے ہیں۔ یہ قدیم و جدید حکما اور ان کے علمی مدارج سے پوری طرح آگاہ تھا۔

۳۷۷ھ
ہلال بن المحسن کہتا ہے کہ جعفر کی ولادت ۲۹۲ھ اور موت مشکل کے دن ۴۲۷ھ عفر کو واقع ہوئی۔ جعفر ایک عالم۔ فاضل و فاضل انسان تھا۔ جب عضد الدولہ بغداد میں آیا تو اسے جعفر سے ملنے کا شوق پیدا ہوا۔ خفیہ پیغام بھیجا۔ جعفر بلا کا سا جو تاہن اور سر پر ایک بڑی سی چادر اوڑھ کر عضد الدولہ کی قیام گاہ پر جا پہنچا۔ وہاں ملازموں نے ایک کونے میں اسے الگ بٹھا دیا۔ جب عضد الدولہ فارغ ہوا تو اسے اندر بلا دیا۔ ویر تک پاس بٹھائے رکھا، اور بہت تعظیم سے پیش آیا۔ پھر علم جویش پر گفتگو چل پڑی۔ عضد الدولہ نے واقعات مستقبل کے متعلق چند سوالات کیے۔ جن کا جعفر نے تقریباً صحیح جواب دیا۔ یعنی وہی ہوا جو جعفر نے کہا تھا۔

غرس النعمۃ محمد بن الرئیس ہلال بن المحسن الصابی لکھتا ہے :-

”میں نے جعفر کی ایک تحریر (اُس کے اپنے قلم سے) دُم دار ستاروں کی

تاثير پر پڑھی۔ چون کہ جعفر اس فن کا شہرہ آفاق استاد تھا اس لیے نقل کر لی۔

اس کے بعد غرس النعمۃ اس تمام تخریر کو اپنی کتاب میں نقل کرتا ہے۔ یہاں اس میں سے صرف ایک حصہ درج کیا جاتا ہے۔ جعفر کہتا ہے :-

۵ ۲۲۵ھ میں (معتصم کا زمانہ) سوہو میں تقریباً درمیان (کالے رنگ کا ایک دھتیا پیدا ہو گیا۔ یہ منگل ۱۹ رجب ۲۲۵ھ کا واقعہ ہے۔ کچھ روز بعد چند بڑے بڑے حوادث ظاہر ہوئے۔ الکندی لکھتا ہے کہ یہ دھتیا اکیس دن تک نظر آتا رہا اور اس کے بعد معتصم کا انتقال ہو گیا معتصم کی وفات سے پہلے دو دُم دار ستارے آسمان پر نمودار ہوئے تھے چند آدمیوں نے ہارون الرشید کی وفات سے پہلے بھی یہ ستارے دیکھے تھے۔ الکندی کہتا ہے کہ یہ دھتیا دراصل زہرہ کا سایہ تھا جو سورج پر پڑ رہا تھا۔ بہر حال اس دھتے کی حقیقت معلوم کرنے کے لیے کوشش ضروری ہے۔

اس کے بعد جعفر نے اس تخریر میں اُن دُم دار ستاروں پر بحث کی ہے۔

۱۵ جوہرہ (ماہ سے مراد شریانی ماہ ہے) آسمان پر نمودار ہوتے ہیں۔

جعفر القطاع المعروف بالسید البغدادی

علم الکلام منطلق۔ ہندسہ۔ علوم و مذاہب ادائل اور فن تعمیر کا فاضل تھا اعتقاداً شیعہ تھا۔ کچھ اوپر شریس کی عمریانی۔ سینچر کے دن ۱۶ ربیع الثانی ۳۶۰ھ کو بغداد میں فوت ہوا۔ ادا اپنے گھر (محلہ قراع نظر) میں دفن ہوا۔

جرمِ حبس

الطائیکہ کا فلسفی، اپنی ہرزہ میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد مصر چلا گیا اور وہیں
متوطن ہو گیا۔ مصر میں ابو الصلت امیہ المغربی کی اس سے کہیں شناسائی ہو گئی چنانچہ
امیہ اس کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے:-

۵ ”مصر میں الطائیکہ سے ایک طبیب جرمِ حبس نامی تشریف لائے ہیں۔ جن کا
لقب فیلسوف ہے۔ گویا کوئے کو ابو البینا اور نیش خوردہ کو ابو السلام
کا لقب دے دیا گیا ہے۔ یہ صاحب ابو الخیر سلامتہ بن رحمون الیہودی
الطیب المصری کے دوست بھی ہیں اور وہ بدنامی بھی ان کا سب سے
بڑا مشغلہ یہ ہے کہ نہایت غلط و مہمل زبان میں چند ایک فلسفی و طبی مضامین
لکھ کر قریب خوردہ حواریوں کے ہاں بھیج دیتے ہیں۔ ان حواریوں کی سمجھ
میں جب کچھ نہیں آتا تو ان سے مشکل الفاظ و فقرات کی تشریح
طلب کرتے ہیں۔ یہ بزرگ قلم برداشتہ، بے سوچے سمجھے صفحے کے صفحے
تفسیر و تشریح میں سیاہ کر ڈالتے ہیں۔ جنھیں پڑھ کر مارے ہنسی کے
پیٹ میں بل پڑ جاتے۔ ان جناب نے اپنے دوست ابو الخیر سلامتہ
کی شان میں چند اشعار بھی ارشاد فرمائے ہیں۔ ملاحظہ کیجیے:-

۱۵ (۱) ابو الخیر اتنا بڑا جاہل ہے کہ عالم ان کے سامنے آنے سے شرماتا ہے۔
(۲) اس کا مرض اس بد بخت انسان کی طرح ہے، جو ہلاکت کے بے کراں
سمندروں میں غوطے کھا رہا ہو۔

(۳) آپ جب کہیں تشریف لے جاتے ہیں، تو موت اور غسل دینے والا

ہمراہ ہوتا ہے۔“

جوڑیس بن یحییٰ شوع الجندیسیا پوری ابو یحییٰ شوع

یہ فاضلِ خلافت عباسیہ کے اوائل میں پیدا ہوا۔ کتاب الکتاش اس کی مشہور تصنیف ہے۔ ۱۲۸ھ میں، کہ خلافت منصور کا آغاز تھا اور بغداد میں رہا تھا۔ منصور کو عنفِ معدہ، بد ہضمی اور قلة الجوع کی شکایت ہو گئی۔ اطباء نے ہر چند علاج کیا، کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر الربیع کو حکم دیا کہ تمام اطباء کو بلا کر ان کے مشورے سے کوئی قابل طبیب تلاش کرے۔ چنانچہ ربیع نے اطباء کو طلب کیا۔ اطباء نے بالاتفاق رائے دی کہ اس زمانے میں جوڑیس سے بہتر کوئی اور طبیب موجود نہیں۔ منصور نے فوراً عامل جندیسیا پوری کی معرفت اسے طلب کیا۔ پہلے تو جوڑیس نے کچھ چون و چرا سے کام لیا، لیکن آخر شاہی حکم تھا، جانا پڑا۔ چلتے وقت اپنے دو شاگردوں ایراہیم و سرجیس کو ساتھ لے لیا اور اپنے بیٹے یحییٰ شوع کو شفا خانے کا نگران بنا دیا۔ وقتِ رحلت یحییٰ شوع نے اپنے والد سے کہا کہ آپ کی غیر حاضری میں عیسیٰ بن شہلا قمارونیوں کو تنگ کرے گا۔ اس لیے اسے ساتھ لیتے جائیے اور سرجیس کو چھوڑ جائیے۔ جوڑیس نے ایسا ہی کیا۔

جب جوڑیس مدینۃ السلام (بغداد) پہنچا اور دربارِ منصور میں طلب ہوا تو اس نے بادشاہ کے لیے پہلے فارسی اور پھر عربی زبان میں دعا کی۔ بادشاہ اس کی میٹھی گفتگو، اور بلند شخصیت سے بہت متاثر ہوا۔ بیٹے کا حکم دیا اور چند طبی سوالات پوچھے۔ جن کے جواب سے بادشاہ بہت خوش ہوا اور کہنے لگا: "جوڑیس! میں ایک نایاب قابل طبیب کی تلاش میں تھا، تمہارے آنے سے وہ آرزو پوری ہو گئی۔"

جوڑیس نے خلیفہ کی بیماری پر مفصل روشنی ڈالی کہ کس طرح شروع ہوئی کس طرح بڑھی۔ اب کس وجہ سے ہے۔ اور خلیفہ کو یقین دلایا کہ ان شاء اللہ بہت

۱۔ جوڑیس کے ایک بیٹے کا نام بھی یحییٰ شوع تھا۔ ملاحظہ ہو حرف ابیاء۔

میں شفا کے کامل ہو جانے کی متصور نے فوراً ایک خلعت عطا فرمایا اور بیع کو حکم دیا کہ طبیب کی ہائیش کا تسلی بخش انتظام کرے اور ہر طرح کی سہولتیں ہم پہنچائے۔

جب طبیب کے علاج سے تملیفہ تندرست ہو گیا، تو بے حد خوش ہوا اور کہا کہ طبیب کی ہر آرزو پوری کی جاسے۔ پھر پوچھا: تمہاری خدمت کون کرتا ہے؟ کہا میرے شاگرد۔ متصور نے کہا: سنا ہے تم غیر شادی شدہ ہو؟ کہا: بیوی تو ہے لیکن صغیفہ، کہ وطن کو چھوڑ کر یہاں آنے کے قابل نہیں۔

اس گفتگو کے بعد جو رحسین گریسے میں چلا گیا اور متصور نے اپنے نوکر سالم کو حکم دیا کہ تین خوب صورت لونڈیاں اور تین ہزار دینار طبیب کی قیام گاہ پر پہنچا دیے جائیں۔ جب طبیب گریسے سے واپس آیا اور عیسیٰ بن شہلا فانیہ یہ لونڈیاں وغیرہ طبیب کے سامنے پیش کیں تو سخت ناراض ہوا، اور عیسیٰ سے کہنے لگا: او شیطان

کے چیلے! تو مجھے پیدا کرتا چاہتا ہے۔ ان لونڈیوں کو فوراً بادشاہ کے ہاں چھوڑ دو۔ طبیب نے مناسب ہی سمجھا کہ خود بھی ساتھ جائے۔ جب قصر خلافت میں پہنچا، تو متصور نے پوچھا: تم نے یہ کنیزیں واپس کیوں کر دیں؟ کہا: عالم پناہ! ہم شرفی ایک بیوی سے زیادہ نہیں رکھ سکتے۔ بادشاہ کو یہ بات پسند آگئی اور حکم دے دیا کہ آئندہ طبیب بلا اذن حرم میں آجاسکتا ہے۔ اور ساتھ ہی اس کی شان و دیانا کر دی۔ یہ ہے پاکیزگی اخلاق کا پھل۔

جب ۱۵۲ء میں جو رحسین بیمار پڑ گیا تو متصور ہر روز عیادت کے لیے اپنا خاں آدمی بھیجتا۔ جب بیماری بہت بڑھ گئی تو دارالعامہ میں طبیب کی چار پانی منگوائی اور خود چل کر عیادت کے لیے گیا۔ اس موقع پر طبیب نے کہا کہ مجھے وطن میں واپسی کی اجازت دی جائے، تاکہ اہل و عیال کو بھی دیکھ لوں۔ اور اگر مر جاؤں تو آباد اجڑو کے قبرستان میں دفن ہونے کی سعادت حاصل کر سکوں۔ متصور کہنے لگا: اگر تم اس وقت

اسلام قبول کر لو، تو میں تمہیں جنت کی ضمانت دینے کو تیار ہوں۔" کہا۔ میں تو وہاں ہوں گا جہاں میرے آباؤ اجداد ہوں گے۔ خواہ وہ بہنم ہو یا جنت۔ اس پر منصور خوب ہنسنا اور کہنے لگا۔ "جیب سے تم آئے ہو، میرے تمام دکھ درد دور ہو گئے ہیں۔ اب تمہارے بعد کیا ہوگا؟" کہا۔ "میرا شاگرد عیسیٰ بن شہلاقا میرا جانشین ہوگا۔ یہ اپنے فن کا استاد ہے۔" کہا۔ تم اپنا بیٹا ہمارے حوالے کیوں نہیں کرتے؟" جواب دیا۔ "وہ جندیساپور کے شفاخانے میں طبیب اعظم کے فرائض سرانجام دے رہا ہے اور وہاں اس کی سحت ضرورت ہے۔" اس پر منصور نے عیسیٰ کو طلب کیا۔ چند سوالات پوچھے اور جواب سن کر خوش ہوا۔ اس کے بعد جو رحیس کو دس ہزار دینار دے کر رخصت کر دیا، اور حکم دے دیا کہ اگر راہ میں فوت ہو جائے تو بھی وطن پہنچا دیا جائے۔ لیکن طبیب وطن میں زندہ جا پہنچا۔

جابر بن حیان الصوفی

کینے کارہنے والا، علوم طبیعیہ کا ماہر، علم الکیمیا کا فاضل اور متعدد کتابوں کا مصنف تھا۔ علم فلسفہ سے کچھ لگاؤ رکھتا تھا، اور علم باطن سے بھی آشنا تھا۔ علم الباطن اسلامی صوفیوں کا علم ہے جس میں چند بزرگوں نے خاصہ کمال پیدا کیا تھا۔ ان میں سے زیادہ مشہور عارف بن اسد المحاسبی و سہل بن عبداللہ التستری وغیرہ ہیں۔

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵

الاندلسی کہتا ہے۔ کہ میں نے مصر میں اعطرلاب پر جابر بن حیان کی ایک تصنیف دیکھی۔ جس میں ایک ہزار مسائل پر بحث تھی۔

حرف الحاء

الحارث بن کلدة ابن عمرو بن علاج الثقفی

عرب کا ایک طبیب جو طائف کے قبیلہ ثقیف سے تعلق رکھتا تھا۔ حصول طب کے لیے زمانہ جاہلیت میں ایران گیا اور اطبائے ہندلیسا پور وغیرہ سے استفادہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے بعد حلقہ بہ گوش اسلام بن گیا۔ ایران میں تکمیل طب کے بعد مدت تک علاج و معالجہ میں مصروف رہا۔ وہاں ہر سو اس کی شہرت پھیل گئی۔ ایک دفعہ ایک ایرانی امیر نے علاج کے لیے بلایا، اور صحت یاب ہونے کے بعد بہت سی دولت اور ایک لوتڈی یہ طور انعام دی۔ جس کا نام حارث نے سُمیہ رکھا۔ اس کے بعد حارث عرب میں واپس چلا آیا۔ اور یہاں بھی خاصہ مشہور ہو گیا۔

۱۔ طائف، کتے سے دس میل کے فاصلے پر ایک بستی کا نام۔ کہتے ہیں کہ طوفان نوح میں گاؤں پانی پر تیرتا رہا۔ اس لیے طائف کے نام سے مشہور ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ بستی پہلے شام میں تھی۔ پھر حضرت ابراہیم کی دعا سے عرب میں چلی آئی۔ اور اس لیے طائف (گھومنے والی) کے نام سے مشہور ہوئی۔ (قاموس)

۲۔ ثقیف کے لغوی معنی ہیں۔ مرد زریک و چالاک۔ مورث قبیلہ کا نام قسی بن نبیہ بن یکہ بن ہوازن تھا۔ ثقیفی اسی لفظ کا اسم نسوب ہے۔ حضرت ابو عبیدہ ثقیفی (جنہیں حضرت عمرؓ نے ثقیفی بن حارث کی امداد کے لیے ہر حد ایران پر روانہ کیا تھا) اسی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔

سُئیہ کے بطن سے زیادہ پیدا ہوا۔ جسے معاویہ نے اپنا رشتہ دار بنا لیا۔ وہ اس طرح کہ یہ قول معاویہ ایک دفعہ ابوسفیانؑ نے طائف میں اس لوندی کے ساتھ مجامعت کی تھی اور یہ حاملہ ہو گئی تھی۔ اس سے دو بچے پیدا ہو چکے تھے۔ ابوبکرہ و نافع۔ یہ ہر دو بڑے ہو کر بجائے سعیان کے حارث کی طرف منسوب ہو گئے تھے۔ ادواب کی دفعہ زیاد پیدا ہوا۔

حارث آنحضرت صلعم کی خدمت میں آیا اور اسلام قبول کر لیا۔ آنحضرت صلعم بیماروں کو فرمایا کرتے تھے کہ حارث سے علاج کراؤ۔

سعد کہتا ہے کہ ایک دفعہ میں بیمار ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ گو اس وقت سمعت بیمار تھا لیکن آنحضرت کے مس سے دل کو ایک ٹھنڈک سی محسوس ہونے لگی۔ پھر فرمایا تمہارے جگر میں گرمی ہے۔ ثقیف کے بھائی حارث کے پاس جاؤ۔ اور اُسے کہو کہ وہ سات کھجوریں گٹھلیوں سمیت کوٹ کر تمہیں کھلا دے۔ یہ حدیث عمدۃ المروری نے ابن عیینہ سے

۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴۷۲
 ۴۷۳
 ۴۷۴
 ۴۷۵
 ۴۷۶
 ۴۷۷
 ۴۷۸
 ۴۷۹
 ۴۸۰
 ۴۸۱
 ۴۸۲
 ۴۸۳
 ۴۸۴
 ۴۸۵
 ۴۸۶
 ۴۸۷
 ۴۸۸
 ۴۸۹
 ۴۹۰
 ۴۹۱
 ۴۹۲
 ۴۹۳
 ۴۹۴
 ۴۹۵
 ۴۹۶
 ۴۹۷
 ۴۹۸
 ۴۹۹
 ۵۰۰
 ۵۰۱
 ۵۰۲
 ۵۰۳
 ۵۰۴
 ۵۰۵
 ۵۰۶
 ۵۰۷
 ۵۰۸
 ۵۰۹
 ۵۱۰
 ۵۱۱
 ۵۱۲
 ۵۱۳
 ۵۱۴
 ۵۱۵
 ۵۱۶
 ۵۱۷
 ۵۱۸
 ۵۱۹
 ۵۲۰
 ۵۲۱
 ۵۲۲
 ۵۲۳
 ۵۲۴
 ۵۲۵
 ۵۲۶
 ۵۲۷
 ۵۲۸
 ۵۲۹
 ۵۳۰
 ۵۳۱
 ۵۳۲
 ۵۳۳
 ۵۳۴
 ۵۳۵
 ۵۳۶
 ۵۳۷
 ۵۳۸
 ۵۳۹
 ۵۴۰
 ۵۴۱
 ۵۴۲
 ۵۴۳
 ۵۴۴
 ۵۴۵
 ۵۴۶
 ۵۴۷
 ۵۴۸
 ۵۴۹
 ۵۵۰
 ۵۵۱
 ۵۵۲
 ۵۵۳
 ۵۵۴
 ۵۵۵
 ۵۵۶
 ۵۵۷
 ۵۵۸
 ۵۵۹
 ۵۶۰
 ۵۶۱
 ۵۶۲
 ۵۶۳
 ۵۶۴
 ۵۶۵
 ۵۶۶
 ۵۶۷
 ۵۶۸
 ۵۶۹
 ۵۷۰
 ۵۷۱
 ۵۷۲
 ۵۷۳
 ۵۷۴
 ۵۷۵
 ۵۷۶
 ۵۷۷
 ۵۷۸
 ۵۷۹
 ۵۸۰
 ۵۸۱
 ۵۸۲
 ۵۸۳
 ۵۸۴
 ۵۸۵
 ۵۸۶
 ۵۸۷
 ۵۸۸
 ۵۸۹
 ۵۹۰
 ۵۹۱
 ۵۹۲
 ۵۹۳
 ۵۹۴
 ۵۹۵
 ۵۹۶
 ۵۹۷
 ۵۹۸
 ۵۹۹
 ۶۰۰
 ۶۰۱
 ۶۰۲
 ۶۰۳
 ۶۰۴
 ۶۰۵
 ۶۰۶
 ۶۰۷
 ۶۰۸
 ۶۰۹
 ۶۱۰
 ۶۱۱
 ۶۱۲
 ۶۱۳
 ۶۱۴
 ۶۱۵
 ۶۱۶
 ۶۱۷
 ۶۱۸
 ۶۱۹
 ۶۲۰
 ۶۲۱
 ۶۲۲
 ۶۲۳
 ۶۲۴
 ۶۲۵
 ۶۲۶
 ۶۲۷
 ۶۲۸
 ۶۲۹
 ۶۳۰
 ۶۳۱
 ۶۳۲
 ۶۳۳
 ۶۳۴
 ۶۳۵
 ۶۳۶
 ۶۳۷
 ۶۳۸
 ۶۳۹
 ۶۴۰
 ۶۴۱
 ۶۴۲
 ۶۴۳
 ۶۴۴
 ۶۴۵
 ۶۴۶
 ۶۴۷
 ۶۴۸
 ۶۴۹
 ۶۵۰
 ۶۵۱
 ۶۵۲
 ۶۵۳
 ۶۵۴
 ۶۵۵
 ۶۵۶
 ۶۵۷
 ۶۵۸
 ۶۵۹
 ۶۶۰
 ۶۶۱
 ۶۶۲
 ۶۶۳
 ۶۶۴
 ۶۶۵
 ۶۶۶
 ۶۶۷
 ۶۶۸
 ۶۶۹
 ۶۷۰
 ۶۷۱
 ۶۷۲
 ۶۷۳
 ۶۷۴
 ۶۷۵
 ۶۷۶
 ۶۷۷
 ۶۷۸
 ۶۷۹
 ۶۸۰
 ۶۸۱
 ۶۸۲
 ۶۸۳
 ۶۸۴
 ۶۸۵
 ۶۸۶
 ۶۸۷
 ۶۸۸
 ۶۸۹
 ۶۹۰
 ۶۹۱
 ۶۹۲
 ۶۹۳
 ۶۹۴
 ۶۹۵
 ۶۹۶
 ۶۹۷
 ۶۹۸
 ۶۹۹
 ۷۰۰
 ۷۰۱
 ۷۰۲
 ۷۰۳
 ۷۰۴
 ۷۰۵
 ۷۰۶
 ۷۰۷
 ۷۰۸
 ۷۰۹
 ۷۱۰
 ۷۱۱
 ۷۱۲
 ۷۱۳
 ۷۱۴
 ۷۱۵
 ۷۱۶
 ۷۱۷
 ۷۱۸
 ۷۱۹
 ۷۲۰
 ۷۲۱
 ۷۲۲
 ۷۲۳
 ۷۲۴
 ۷۲۵
 ۷۲۶
 ۷۲۷
 ۷۲۸
 ۷۲۹
 ۷۳۰
 ۷۳۱
 ۷۳۲
 ۷۳۳
 ۷۳۴
 ۷۳۵
 ۷۳۶
 ۷۳۷
 ۷۳۸
 ۷۳۹
 ۷۴۰
 ۷۴۱
 ۷۴۲
 ۷۴۳
 ۷۴۴
 ۷۴۵
 ۷۴۶
 ۷۴۷
 ۷۴۸
 ۷۴۹
 ۷۵۰
 ۷۵۱
 ۷۵۲
 ۷۵۳
 ۷۵۴
 ۷۵۵
 ۷۵۶
 ۷۵۷
 ۷۵۸
 ۷۵۹
 ۷۶۰
 ۷۶۱
 ۷۶۲
 ۷۶۳
 ۷۶۴
 ۷۶۵
 ۷۶۶
 ۷۶۷
 ۷۶۸
 ۷۶۹
 ۷۷۰
 ۷۷۱
 ۷۷۲
 ۷۷۳
 ۷۷۴
 ۷۷۵
 ۷۷۶
 ۷۷۷
 ۷۷۸
 ۷۷۹
 ۷۸۰
 ۷۸۱
 ۷۸۲
 ۷۸۳
 ۷۸۴
 ۷۸۵
 ۷۸۶
 ۷۸۷
 ۷۸۸
 ۷۸۹
 ۷۹۰
 ۷۹۱
 ۷۹۲
 ۷۹۳
 ۷۹۴
 ۷۹۵
 ۷۹۶
 ۷۹۷
 ۷۹۸
 ۷۹۹
 ۸۰۰
 ۸۰۱
 ۸۰۲
 ۸۰۳
 ۸۰۴
 ۸۰۵
 ۸۰۶
 ۸۰۷
 ۸۰۸
 ۸۰۹
 ۸۱۰
 ۸۱۱
 ۸۱۲
 ۸۱۳
 ۸۱۴
 ۸۱۵
 ۸۱۶
 ۸۱۷
 ۸۱۸
 ۸۱۹
 ۸۲۰
 ۸۲۱
 ۸۲۲
 ۸۲۳
 ۸۲۴
 ۸۲۵
 ۸۲۶
 ۸۲۷
 ۸۲۸
 ۸۲۹
 ۸۳۰
 ۸۳۱
 ۸۳۲
 ۸۳۳
 ۸۳۴
 ۸۳۵
 ۸۳۶
 ۸۳۷
 ۸۳۸
 ۸۳۹
 ۸۴۰
 ۸۴۱
 ۸۴۲
 ۸۴۳
 ۸۴۴
 ۸۴۵
 ۸۴۶
 ۸۴۷
 ۸۴۸
 ۸۴۹
 ۸۵۰
 ۸۵۱
 ۸۵۲
 ۸۵۳
 ۸۵۴
 ۸۵۵
 ۸۵۶
 ۸۵۷
 ۸۵۸
 ۸۵۹
 ۸۶۰
 ۸۶۱
 ۸۶۲
 ۸۶۳
 ۸۶۴
 ۸۶۵
 ۸۶۶
 ۸۶۷
 ۸۶۸
 ۸۶۹
 ۸۷۰
 ۸۷۱
 ۸۷۲
 ۸۷۳
 ۸۷۴
 ۸۷۵
 ۸۷۶
 ۸۷۷
 ۸۷۸
 ۸۷۹
 ۸۸۰
 ۸۸۱
 ۸۸۲
 ۸۸۳
 ۸۸۴
 ۸۸۵
 ۸۸۶
 ۸۸۷
 ۸۸۸
 ۸۸۹
 ۸۹۰
 ۸۹۱
 ۸۹۲
 ۸۹۳
 ۸۹۴
 ۸۹۵
 ۸۹۶
 ۸۹۷
 ۸۹۸
 ۸۹۹
 ۹۰۰
 ۹۰۱
 ۹۰۲
 ۹۰۳
 ۹۰۴
 ۹۰۵
 ۹۰۶
 ۹۰۷
 ۹۰۸
 ۹۰۹
 ۹۱۰
 ۹۱۱
 ۹۱۲
 ۹۱۳
 ۹۱۴
 ۹۱۵
 ۹۱۶
 ۹۱۷
 ۹۱۸
 ۹۱۹
 ۹۲۰
 ۹۲۱
 ۹۲۲
 ۹۲۳
 ۹۲۴
 ۹۲۵
 ۹۲۶
 ۹۲۷
 ۹۲۸
 ۹۲۹
 ۹۳۰
 ۹۳۱
 ۹۳۲
 ۹۳۳
 ۹۳۴
 ۹۳۵
 ۹۳۶
 ۹۳۷
 ۹۳۸
 ۹۳۹
 ۹۴۰
 ۹۴۱
 ۹۴۲
 ۹۴۳
 ۹۴۴
 ۹۴۵
 ۹۴۶
 ۹۴۷
 ۹۴۸
 ۹۴۹
 ۹۵۰
 ۹۵۱
 ۹۵۲
 ۹۵۳
 ۹۵۴
 ۹۵۵
 ۹۵۶
 ۹۵۷
 ۹۵۸
 ۹۵۹
 ۹۶۰
 ۹۶۱
 ۹۶۲
 ۹۶۳
 ۹۶۴
 ۹۶۵
 ۹۶۶
 ۹۶۷
 ۹۶۸
 ۹۶۹
 ۹۷۰
 ۹۷۱
 ۹۷۲
 ۹۷۳
 ۹۷۴
 ۹۷۵
 ۹۷۶
 ۹۷۷
 ۹۷۸
 ۹۷۹
 ۹۸۰
 ۹۸۱
 ۹۸۲
 ۹۸۳
 ۹۸۴
 ۹۸۵
 ۹۸۶
 ۹۸۷
 ۹۸۸
 ۹۸۹
 ۹۹۰
 ۹۹۱
 ۹۹۲
 ۹۹۳
 ۹۹۴
 ۹۹۵
 ۹۹۶
 ۹۹۷
 ۹۹۸
 ۹۹۹
 ۱۰۰۰

روایت کی ہے۔

محمد بن اسحاق الندیم۔ اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتا ہے کہ حجۃ الوداع میں سعد بیمار ہو گیا۔ جب آنحضرت ﷺ عیادت کو تشریف لائے، تو کہنے لگا: "یا حضرت میں زندگی سے بالواس ہو گیا ہوں۔" آنحضرت نے فرمایا: "مجھے اُمید ہے کہ تم شفا پاؤ گے۔ تم سے ایک قوم فائدہ، اور دوسری نقصان اٹھائے گی۔" پھر آنحضرت ﷺ نے عارث کو سعد کے علاج کا حکم دیا۔ عارث نے بھی اُمید شفا ظاہر کی اور حاضرین سے پوچھنے لگا: "کیا آپ میں سے کسی کے پاس موٹی کھجوریں ہیں؟" ایک نے کہا: "ہیں۔" چند کھجوریں لے کر ان میں پہلے مٹی شامل کی اور اوپر کھن لگا دیا۔ جب سعد نے یہ غذا کھائی، تو اُس جوان گھوڑے کی طرح، جس کے پاؤں سے رسی نکال دی گئی ہو۔ طرارے بھرنے لگا۔

عبدالرحمن بن ابی بکرہ، عارث کا یہ قول نقل کرتا ہے: "جو شخص ایک پُر راحت زندگی چاہتا ہو، اسے چاہیے کہ سویرے جاگے، قرع سے بچے اور عورتوں کی مجلس سے دُور رہے۔"

ابو عمر کا خیال یہ ہے کہ عارث اسلام لانے سے پہلے فوت ہو گیا تھا۔ اس سلسلے

(ع ۲۳۳ کا بقیہ حاشیہ)۔ امام شافعی، محمد بن حنبل اور کئی بن معین جیسے اساتذہ حدیث اس سے

حدیثیں روایت کرتے تھے ۱۶۳ھ میں مکہ سے کوفے میں آیا اور یہیں ۱۹۸ھ میں اس کی وفات ہوئی۔

(تہذیب التہذیب لابن حجر العسقلانی)

۱۵ عبدالرحمن بن ابی بکرہ بن الحارث الشفقی بصرے کا پہلا مسلم مولود تھا۔ اس نے حدیث میں وہ مہارت پیدا کی کہ ائمہ حدیث میں شمار ہونے لگا۔ اس کی وفات ۹۷ھ میں ہوئی (تہذیب التہذیب لابن حجر العسقلانی)

۱۶ ابو عمرو سے مراد ابو عمر (نہان) بن العلاء بن عمار بن العریان المازنی ہے۔ جس نے علم قرأت میں کافی

کمال پیدا کیا تھا۔ اور فقہ اللغة العربیہ کا واضع بھی تھا۔ اس کی (بقیہ حاشیہ ع ۲۳۵ پر)

میں لکھتا ہے۔ کہ ایک دفعہ آنحضرتؐ بیمار ہو گئے۔ سعد بن ابی وقاص کی معرفت حارث کو بلا یا اور اس سے مرض کے متعلق مشورہ لیا۔ اس حکایت سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان کفار سے بھی مشورہ لے سکتے ہیں۔

حارث سارنگی بھی جیاسکتا تھا۔ اور یہ ہنر ایران و یمن سے سیکھ آیا تھا۔ حارث امیر معاویہ کے زمانے تک باقی رہا۔ ایک دن معاویہ نے پوچھا: "حارث! طب کیا چیز ہے؟" (چوں کہ طب کا مقصد قیامِ صحت ہے۔ اس لیے سوال میں طب سے مراد کمالِ تندرستی ہے۔ مترجم) کہا: "محبوک لگنا۔"

الحارث

مترجم حسن بن سہل کا شاگرد اور کئی کتابوں کا مصنف تھا۔ ابو معشر نے اپنی تصانیف میں اس کا ذکر کیا ہے۔

الحسن بن احمد (ایک نسخے میں محمد بن احمد) بن یعقوب ابو محمد
(ایک نسخے میں ابو احمد) الحدادی

یہ حکیم قبیلہ ہمدانی سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کی مشہور تصنیف کتاب الکلیل ہے۔

(ملاحظہ فرمائیے حاشیہ)۔ پیدائش ۱۸۰ھ میں مکہ میں ہوئی اور مدینہ بصرے میں رہا۔ یہاں عیسیٰ بن عمرو الثقفی اور سیبویہ سے ملاقات کی۔ ابو عمرو سے اسی دس برس تک تعلیم حاصل کرتا رہا۔ قرآن حکیم کی ایک تفسیر بھی لکھی تھی۔ فرزدق کے دیوان میں ایک شعر ابو عمرو کی تعریف میں موجود ہے۔ ابو عمرو کی وفات مقام کوفہ ۱۵۴ھ میں ہوئی (دائرة المعارف ۳۸۴)۔ ۱۵۰ھ میں ابن زبیر نے حالات آگے آئیں گے۔ (حاشیہ ۱۵۰ ص ۲۳۶ پر دیکھیے)

جس میں شاہانِ جمیر کے حالات اور شجرہ نسب بھی دیا ہوا ہے۔ کل دس فنون پر بحث کی ہے۔ ستاروں کے بلاپ۔ طبیعیات۔ نجوم۔ قدم و حدودِ عالم، انقلابات دہر پر متقدمین کی آرا اور انسانی نسل و عمر پر بھی دل چسپ بحثیں موجود ہیں۔ اس کی چند اور کتابوں کے نام یہ ہیں:-

(۱) کتاب سرائر المحکمۃ۔ اس میں علم الافلاک، حرکات کوکب، احکام نجوم وغیرہ پر بحث کی ہے۔

(۲) کتاب القوی (۳) کتاب الیسوی فی القستی والترمی والسہام والنتقال۔
 (۴) ایک تقویم، جو اہلِ یمن کا ماخذ ہے۔ یہ شخص یمن کا سب سے بڑا عالم ہو کر رہا ہے۔
 میں نے اس حکیم کے کچھ حالات کتاب النجاة میں بھی درج کیے ہیں۔ اس لیے کہ یہ ایک بہت بڑا ادیب بھی تھا۔ ملاحظہ ہو اس کا قصیدہ دامتر جو شرح سمیت ایک ضخیم جلد ہے۔ الہمدانی کی وفات ۳۳۴ھ کو جیل خانے میں ہوئی۔

(۳۳۵ کا ۵۲ حاشیہ ملاحظہ ہو)۔ عرب کا ایک قبیلہ جس کا مرکز مہدان ہے۔ مہدان شہر کا نام بھی ہے اور قبیلے کا بھی۔ یہ شہر یمن میں صنعاء سے شمال کی طرف واقع ہے۔ اس قبیلے کا جدِ اول مہدان بن مالک بن زید بن ربیعہ بن اذنہ بن الحیار بن زید بن قحطان تھا۔ (انسائیکلو پیڈیا آف اسلام) ۱۰
 ۱۵ شاہانِ جمیر تیسری صدی کے آغاز سے پانچویں صدی کے اختتام تک جنوبی عرب کے اس حصے پر جو سیاد سمندر کے درمیان واقع ہے۔ حکومت کرتے رہے۔ ان کا جدِ امجد حمیر بن یاروب بن قحطان تھا۔ اس خاندان کے فرماں روا تیا کے لقب سے مشہور تھے۔ پہلا تیا حادث تھا۔ دوسرا ذوالقرنین۔ تیسرا بلقیس (مشہور ملکہ سبا جس نے حضرت سلیمان کے ساتھ ہد ہد کی وساطت سے کلام کیا تھا)۔ چوتھا اسعد (اسد) کامل۔ پانچواں حسان۔ چھٹا عمر۔ آخری ذوالنواس جسے خاک حبشہ (نجاشی) نے شکست دے کر خاک پر قبضہ جمایا تھا۔ (تاریخ ادب عربی۔ نکلسن)

الحسن بن مصباح المتعمّم

اسے حساب و علم النجوم سے دل چسپی تھی۔ اس نے ایک تقویم تیار کی جس میں کوکب پر بحث کرتے ہوئے سند ہند کے نظریوں کو باطل ثابت کیا۔ اسے حرکت کوکب وغیرہ کی بنیاد بطلی موسیٰ انکشافات پر رکھی ہے۔ اور آفتابی گردشوں کی تعیین میں رعد گاہوں سے مدد لی ہے۔

الحسن بن عبید اللہ بن سلیمان بن وہب

بیت الریاستہ سے تعلق رکھتا تھا۔ علم ہندسہ میں کمال پیدا کیا۔ اس کی مشہور کتاب یہ ہے :-
کتاب شرح المشکل من کتاب اقلیدس فی النسبہ - ایک مقالہ۔

الحسن بن سوار بن بابا بن بہرام (ایک نسخے میں بہنام) البوخیمر

المعروف بہ ابن الخمار بغدادی

منطق کا فاضل یحییٰ بن عدی کا شاگرد۔ نہایت ذہین و فنی اور مختلف علوم کا طالب العلم تھا۔ پیدائش، ربیع الاول ۳۱۳ھ۔ اس کی تصانیف یہ ہیں :-
۱۱، کتاب المیولی۔ ایک مقالہ۔ ۱۲، کتاب الوفاق بین الفلاسفہ والنصارا۔ تین مقالے۔

۱۳، سند ہند کے حالات اوراقِ آیندہ میں۔

(۳) کتاب تفسیر البیان غوجی مفصل۔ (۴) کتاب تفسیر البیان غوجی مختصر۔

(۵) کتاب الصدیق والصدیقة۔ ایک مقالہ۔

(۶) کتاب سیرۃ الفیلسوف۔ ایک مقالہ۔

(۷) کتاب الآثار المختلفة فی الجواہر المحادثة عن البحار

(۸) کتاب الآثار العلویہ (سریانی سے عربی میں ترجمہ)

(۹) کتاب المس فی اللتب الاربعۃ فی المنطق الموجود۔ اس کتاب میں تاؤ فرسٹس کے

مسائل پر بحث کی گئی ہے۔

(۱۰) مقالۃ فی الاخذات۔

الحسن بن المحضیب (ایک نئے میں المحضیب، دوے میں الخطیب)

فارسی النسل، علم النجوم میں ماہر۔ جس کی کئی تصانیف علم الافلاک پر موجود ہیں۔

چوں کہ اس کی جنم پتری میں سہم الغیب (ستارہ) موجود نہ تھا۔ اس لیے اس کی پیشگوئیاں

غلط ہوتی تھیں۔ اس نے احکام النجوم پر ایک کتاب لکھی تھی۔ جس کا نام تھا کارہمتر

اس کتاب میں جس قدر پیش گوئیاں درج ہیں، سب کی سب غلط نکلیں۔ مثلاً ایک

مقام پر درج ہے کہ جب زحل یروج جوزا کے پہلے درجے میں داخل ہوگا تو شاہ مصر

کی وفات ہو جائے گی۔ میری زندگی میں یہ بات دو دفعہ ہو چکی ہے اور ملک مصر یہ دستور

زندہ ہے۔ اس کی چند دیگر تصانیف کے نام یہ ہیں۔

(۱) کتاب المدخل الی علم البینۃ۔ (۲) کتاب تحویل سنی العالم۔ (۳) کتاب الموالبید۔

(۴) کتاب تحویل سنی الموالبید۔ (۵) کتاب المنثور، جو یحییٰ بن خالد کے لیے لکھی تھی۔

۱۵۔ یحییٰ بن خالد بن برک۔

(۷) کتاب التلک

(۶) کتاب تفتیب الذہب

الحسن ابن الحسن بن الہیثم ابو علی المہند بن البصری زریں مصر

علم ہندسہ کے غوامض و اسرار کا عالم۔ علومِ ادوئل کا فاعل اور کئی تصانیف کا مصنف تھا۔ شاگردوں کی ایک خاصی جماعت پیدا کی۔

۵ اُس زمانے میں مصر کا فرماں روا حاکم تھا۔ جو علومِ حکمیہ میں کافی دل چسپی لیتا تھا۔ جب حسن کا آوازہ علم و فضل سنا، تو شوقِ ملاقات پیدا ہو گیا۔ حسن نے کسی وقت کہا تھا کہ :-

” اگر میں مصر میں ہوتا، تو دریائے نیل کی طاقت کو کسی مفید کام پر لگاتا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ دریا بندی سے پستی کی طرف جاتا ہے اور مصر سے گزرتا ہے۔“

۱۰ جب شاہِ مصر کو الحسن کے ان ارادوں کا علم ہوا، تو اشتیاقِ ملاقات اور بڑھ گیا۔ چنانچہ ایک قاعد بہت سے مال و دولت کے ساتھ اس کی طرف بھیجا۔ الحسن چل پڑا۔ اور جب مصر کے قریب پہنچا، تو بادشاہ نے باب القاہرہ کے پاس ایک نگاہِ خندق پر اس کا استقبال کیا اور نہایت عزت و احترام سے پیش آیا۔ جب حسن کی تھکان اتر گئی تو بادشاہ نے اسے دریائے نیل کی اسکیم یا ودلانی۔ حسن چند کاریگروں کو ۱۵ ہمراہ لے کر چل پڑا۔ آگے جا کر گوشہٴ اقوام کے کھنڈرات نظر پڑے جن پر ستاروں کی تصاویر کھچی ہوئی تھیں اور ہندسہ کی کئی شکلیں بنی ہوئی تھیں۔ نیز یہ عمارات اذیس پایدار و مضبوط معلوم ہوتی تھیں۔ حسن کو یقین ہو گیا۔ کہ وہ لوگ بھی علم ہندسہ کے ماہر تھے۔ ساتھ ہی خیال آیا کہ اگر وہ تو میں علم ہندسہ میں ماہر ہونے کے باوجود

جو مسئلہ میں لکھی گئی تھی۔

قصائیف (۱) تہذیب المحیطی (۲) المناظر (۳) مصادر اقلیدس

(۴) الشکوک علی اقلیدس (۵) مساحة المیستم المتکافی (۶) الاشکال السلاویہ

(۷) صورت الکسوف (۸) العدد والمیستم۔

۵ (۹) قسمۃ النخط الذی استعملہ ارشمیدس فی الكرة (۱۰) اختلاف منظر القمر۔

(۱۱) استخراج مسئلہ عددیہ (۱۲) مقدمۃ ضلع المربع (۱۳) رؤیۃ الکواکب۔

(۱۴) التنبیہ علی ما فی الرعد من الغلط (۱۵) تمبیح الدائرۃ (۱۶) اصول المساحة۔

(۱۷) اعداد الوقت (۱۸) مسئلہ فی المساحة (۱۹) اعمدة (ایک نسخہ میں اعملة) المثلثات

(۲۰) عمل المربع فی الدائرۃ (۲۱) حل شکای من المیستم (۲۲) حل شکای من اقلیدس۔

۱۰ (۲۳) حرکت القمر (۲۴) استخراج اضلع المكعب (۲۵) حل الحساب الہندی۔

(۲۶) ما یرى من السماء اعظم من نصفها (۲۷) خطوط الساعات۔

(۲۸) الكرة اوسع الاشکال المیستمۃ (۲۹) خط نصف النهار۔

(۳۰) الكرة المخرقة (۳۱) ہیئۃ العالم (۳۲) الجزء الذی لا یتجزأ۔

(۳۳) مساحة الكرة (۳۴) کیفیت الارصاد (۳۵) حساب المعاملات۔

۱۵ (۳۶) الہالة وقوس قزح (۳۷) المجرۃ (۳۸) ماہیۃ المجرۃ۔

(۳۹) جواب من خالف فی المجرۃ (۴۰) مسئلہ مہندیۃ۔

(۴۱) شرح قانون اقلیدس (۴۲) استخراج خط نصف النهار لظل واحد۔

(۴۳) اصول الکواکب (۴۴) مرکبات الدوائر اعظام (۴۵) جمع الاجزایہ۔

(۴۶) قسمۃ المقدمات (۴۷) التحلیل والترکیب (۴۸) حساب الخطائین۔

۲۰ (۴۹) شکل ترموس (۵۰) المربع المخرقة (۵۱) استخراج اربعۃ خطوط۔

(۵۲) حرکت الالتفات (۵۳) حل شکوک الالتفات (۵۴) الشکوک علی بطلمیوس۔

- (۵۵) عمل شکوک المحیطی (۵۶) اختلاف المناظر (۵۷) غنوء القمر (۵۸) المكان -
 (۵۹) الاخلاق (۶۰) سمت (۶۱) سمت القبلة بالحساب (۶۲) ارتفاع القطر -
 (۶۳) ارتفاعات الكواكب (۶۴) كيفية الاطلالی (۶۵) الرخامات الأفقیة -
 (۶۶) عمل البنكامل (۶۷) مقالة فی الاثر الذي فی القمر (۶۸) تعلیق فی البحر -
 (۶۹) كتاب البرهان علی ما یراه الفلكيون فی احكام النجوم -

الحسن ابن الامیر ابو علی بن نظام الملک

اپنے دادا نظام الملک کی وجہ سے بغداد میں حالات خوب سازگار تھے۔ خود بھی علوم فلسفہ و نجوم کا فاضل تھا۔ سینچر کے دن ۸ صفر ۶۱۳ھ کو فوت ہوا۔

الحسن بن محمد بن ابی نعیم ابو علی الطیب

اپنے عہد کا مشہور طبیب تھا۔ بیت المقدس میں رہائش اختیار کر رکھی تھی الحسن قمی، تریاقتی اور مقدسی مشائخ میں سب سے بڑا عالم تھا۔ فن طب میں دنیا نے اس سے خاصہ استفادہ کیا۔

۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴۷۲
 ۴۷۳
 ۴۷۴
 ۴۷۵
 ۴۷۶
 ۴۷۷
 ۴۷۸
 ۴۷۹
 ۴۸۰
 ۴۸۱
 ۴۸۲
 ۴۸۳
 ۴۸۴
 ۴۸۵
 ۴۸۶
 ۴۸۷
 ۴۸۸
 ۴۸۹
 ۴۹۰
 ۴۹۱
 ۴۹۲
 ۴۹۳
 ۴۹۴
 ۴۹۵
 ۴۹۶
 ۴۹۷
 ۴۹۸
 ۴۹۹
 ۵۰۰
 ۵۰۱
 ۵۰۲
 ۵۰۳
 ۵۰۴
 ۵۰۵
 ۵۰۶
 ۵۰۷
 ۵۰۸
 ۵۰۹
 ۵۱۰
 ۵۱۱
 ۵۱۲
 ۵۱۳
 ۵۱۴
 ۵۱۵
 ۵۱۶
 ۵۱۷
 ۵۱۸
 ۵۱۹
 ۵۲۰
 ۵۲۱
 ۵۲۲
 ۵۲۳
 ۵۲۴
 ۵۲۵
 ۵۲۶
 ۵۲۷
 ۵۲۸
 ۵۲۹
 ۵۳۰
 ۵۳۱
 ۵۳۲
 ۵۳۳
 ۵۳۴
 ۵۳۵
 ۵۳۶
 ۵۳۷
 ۵۳۸
 ۵۳۹
 ۵۴۰
 ۵۴۱
 ۵۴۲
 ۵۴۳
 ۵۴۴
 ۵۴۵
 ۵۴۶
 ۵۴۷
 ۵۴۸
 ۵۴۹
 ۵۵۰
 ۵۵۱
 ۵۵۲
 ۵۵۳
 ۵۵۴
 ۵۵۵
 ۵۵۶
 ۵۵۷
 ۵۵۸
 ۵۵۹
 ۵۶۰
 ۵۶۱
 ۵۶۲
 ۵۶۳
 ۵۶۴
 ۵۶۵
 ۵۶۶
 ۵۶۷
 ۵۶۸
 ۵۶۹
 ۵۷۰
 ۵۷۱
 ۵۷۲
 ۵۷۳
 ۵۷۴
 ۵۷۵
 ۵۷۶
 ۵۷۷
 ۵۷۸
 ۵۷۹
 ۵۸۰
 ۵۸۱
 ۵۸۲
 ۵۸۳
 ۵۸۴
 ۵۸۵
 ۵۸۶
 ۵۸۷
 ۵۸۸
 ۵۸۹
 ۵۹۰
 ۵۹۱
 ۵۹۲
 ۵۹۳
 ۵۹۴
 ۵۹۵
 ۵۹۶
 ۵۹۷
 ۵۹۸
 ۵۹۹
 ۶۰۰
 ۶۰۱
 ۶۰۲
 ۶۰۳
 ۶۰۴
 ۶۰۵
 ۶۰۶
 ۶۰۷
 ۶۰۸
 ۶۰۹
 ۶۱۰
 ۶۱۱
 ۶۱۲
 ۶۱۳
 ۶۱۴
 ۶۱۵
 ۶۱۶
 ۶۱۷
 ۶۱۸
 ۶۱۹
 ۶۲۰
 ۶۲۱
 ۶۲۲
 ۶۲۳
 ۶۲۴
 ۶۲۵
 ۶۲۶
 ۶۲۷
 ۶۲۸
 ۶۲۹
 ۶۳۰
 ۶۳۱
 ۶۳۲
 ۶۳۳
 ۶۳۴
 ۶۳۵
 ۶۳۶
 ۶۳۷
 ۶۳۸
 ۶۳۹
 ۶۴۰
 ۶۴۱
 ۶۴۲
 ۶۴۳
 ۶۴۴
 ۶۴۵
 ۶۴۶
 ۶۴۷
 ۶۴۸
 ۶۴۹
 ۶۵۰
 ۶۵۱
 ۶۵۲
 ۶۵۳
 ۶۵۴
 ۶۵۵
 ۶۵۶
 ۶۵۷
 ۶۵۸
 ۶۵۹
 ۶۶۰
 ۶۶۱
 ۶۶۲
 ۶۶۳
 ۶۶۴
 ۶۶۵
 ۶۶۶
 ۶۶۷
 ۶۶۸
 ۶۶۹
 ۶۷۰
 ۶۷۱
 ۶۷۲
 ۶۷۳
 ۶۷۴
 ۶۷۵
 ۶۷۶
 ۶۷۷
 ۶۷۸
 ۶۷۹
 ۶۸۰
 ۶۸۱
 ۶۸۲
 ۶۸۳
 ۶۸۴
 ۶۸۵
 ۶۸۶
 ۶۸۷
 ۶۸۸
 ۶۸۹
 ۶۹۰
 ۶۹۱
 ۶۹۲
 ۶۹۳
 ۶۹۴
 ۶۹۵
 ۶۹۶
 ۶۹۷
 ۶۹۸
 ۶۹۹
 ۷۰۰
 ۷۰۱
 ۷۰۲
 ۷۰۳
 ۷۰۴
 ۷۰۵
 ۷۰۶
 ۷۰۷
 ۷۰۸
 ۷۰۹
 ۷۱۰
 ۷۱۱
 ۷۱۲
 ۷۱۳
 ۷۱۴
 ۷۱۵
 ۷۱۶
 ۷۱۷
 ۷۱۸
 ۷۱۹
 ۷۲۰
 ۷۲۱
 ۷۲۲
 ۷۲۳
 ۷۲۴
 ۷۲۵
 ۷۲۶
 ۷۲۷
 ۷۲۸
 ۷۲۹
 ۷۳۰
 ۷۳۱
 ۷۳۲
 ۷۳۳
 ۷۳۴
 ۷۳۵
 ۷۳۶
 ۷۳۷
 ۷۳۸
 ۷۳۹
 ۷۴۰
 ۷۴۱
 ۷۴۲
 ۷۴۳
 ۷۴۴
 ۷۴۵
 ۷۴۶
 ۷۴۷
 ۷۴۸
 ۷۴۹
 ۷۵۰
 ۷۵۱
 ۷۵۲
 ۷۵۳
 ۷۵۴
 ۷۵۵
 ۷۵۶
 ۷۵۷
 ۷۵۸
 ۷۵۹
 ۷۶۰
 ۷۶۱
 ۷۶۲
 ۷۶۳
 ۷۶۴
 ۷۶۵
 ۷۶۶
 ۷۶۷
 ۷۶۸
 ۷۶۹
 ۷۷۰
 ۷۷۱
 ۷۷۲
 ۷۷۳
 ۷۷۴
 ۷۷۵
 ۷۷۶
 ۷۷۷
 ۷۷۸
 ۷۷۹
 ۷۸۰
 ۷۸۱
 ۷۸۲
 ۷۸۳
 ۷۸۴
 ۷۸۵
 ۷۸۶
 ۷۸۷
 ۷۸۸
 ۷۸۹
 ۷۹۰
 ۷۹۱
 ۷۹۲
 ۷۹۳
 ۷۹۴
 ۷۹۵
 ۷۹۶
 ۷۹۷
 ۷۹۸
 ۷۹۹
 ۸۰۰
 ۸۰۱
 ۸۰۲
 ۸۰۳
 ۸۰۴
 ۸۰۵
 ۸۰۶
 ۸۰۷
 ۸۰۸
 ۸۰۹
 ۸۱۰
 ۸۱۱
 ۸۱۲
 ۸۱۳
 ۸۱۴
 ۸۱۵
 ۸۱۶
 ۸۱۷
 ۸۱۸
 ۸۱۹
 ۸۲۰
 ۸۲۱
 ۸۲۲
 ۸۲۳
 ۸۲۴
 ۸۲۵
 ۸۲۶
 ۸۲۷
 ۸۲۸
 ۸۲۹
 ۸۳۰
 ۸۳۱
 ۸۳۲
 ۸۳۳
 ۸۳۴
 ۸۳۵
 ۸۳۶
 ۸۳۷
 ۸۳۸
 ۸۳۹
 ۸۴۰
 ۸۴۱
 ۸۴۲
 ۸۴۳
 ۸۴۴
 ۸۴۵
 ۸۴۶
 ۸۴۷
 ۸۴۸
 ۸۴۹
 ۸۵۰
 ۸۵۱
 ۸۵۲
 ۸۵۳
 ۸۵۴
 ۸۵۵
 ۸۵۶
 ۸۵۷
 ۸۵۸
 ۸۵۹
 ۸۶۰
 ۸۶۱
 ۸۶۲
 ۸۶۳
 ۸۶۴
 ۸۶۵
 ۸۶۶
 ۸۶۷
 ۸۶۸
 ۸۶۹
 ۸۷۰
 ۸۷۱
 ۸۷۲
 ۸۷۳
 ۸۷۴
 ۸۷۵
 ۸۷۶
 ۸۷۷
 ۸۷۸
 ۸۷۹
 ۸۸۰
 ۸۸۱
 ۸۸۲
 ۸۸۳
 ۸۸۴
 ۸۸۵
 ۸۸۶
 ۸۸۷
 ۸۸۸
 ۸۸۹
 ۸۹۰
 ۸۹۱
 ۸۹۲
 ۸۹۳
 ۸۹۴
 ۸۹۵
 ۸۹۶
 ۸۹۷
 ۸۹۸
 ۸۹۹
 ۹۰۰
 ۹۰۱
 ۹۰۲
 ۹۰۳
 ۹۰۴
 ۹۰۵
 ۹۰۶
 ۹۰۷
 ۹۰۸
 ۹۰۹
 ۹۱۰
 ۹۱۱
 ۹۱۲
 ۹۱۳
 ۹۱۴
 ۹۱۵
 ۹۱۶
 ۹۱۷
 ۹۱۸
 ۹۱۹
 ۹۲۰
 ۹۲۱
 ۹۲۲
 ۹۲۳
 ۹۲۴
 ۹۲۵
 ۹۲۶
 ۹۲۷
 ۹۲۸
 ۹۲۹
 ۹۳۰
 ۹۳۱
 ۹۳۲
 ۹۳۳
 ۹۳۴
 ۹۳۵
 ۹۳۶
 ۹۳۷
 ۹۳۸
 ۹۳۹
 ۹۴۰
 ۹۴۱
 ۹۴۲
 ۹۴۳
 ۹۴۴
 ۹۴۵
 ۹۴۶
 ۹۴۷
 ۹۴۸
 ۹۴۹
 ۹۵۰
 ۹۵۱
 ۹۵۲
 ۹۵۳
 ۹۵۴
 ۹۵۵
 ۹۵۶
 ۹۵۷
 ۹۵۸
 ۹۵۹
 ۹۶۰
 ۹۶۱
 ۹۶۲
 ۹۶۳
 ۹۶۴
 ۹۶۵
 ۹۶۶
 ۹۶۷
 ۹۶۸
 ۹۶۹
 ۹۷۰
 ۹۷۱
 ۹۷۲
 ۹۷۳
 ۹۷۴
 ۹۷۵
 ۹۷۶
 ۹۷۷
 ۹۷۸
 ۹۷۹
 ۹۸۰
 ۹۸۱
 ۹۸۲
 ۹۸۳
 ۹۸۴
 ۹۸۵
 ۹۸۶
 ۹۸۷
 ۹۸۸
 ۹۸۹
 ۹۹۰
 ۹۹۱
 ۹۹۲
 ۹۹۳
 ۹۹۴
 ۹۹۵
 ۹۹۶
 ۹۹۷
 ۹۹۸
 ۹۹۹
 ۱۰۰۰

الحسین بن اسحاق بن ابراہیم بن یزید الکاتب الوالحسن

بن ابی الحسن۔ ابو احمد المعروف باین کرزیب

یغداد کے متکلمین میں سے تھا۔ اور فلسفہ طبعی کی طرف زیادہ مائل تھا اس کا

بھائی ابو العلاء علم ہندسہ کا فاضل تھا۔ اور ابو احمد حسین قدیم علوم طبیعیہ

میں یدِ طولی رکھتا تھا۔ اس کی چند کتابوں کے نام یہ ہیں :-

(۱) کتاب الرد علی اثابت بن قرۃ فی نعتہ وجود سکون میں کُل حرکتیں متساوی ہیں۔

(۲) کتاب فی الاجناس والانواع۔

(۳) کتاب کیف یعلم ما مضی من التہار من ساعة من قبل الارتفاع۔

۱۵ اسلامی متکلمین عہدِ امیہ کی پیداوار ہیں۔ یہ اپنے عقاید کو معقولات کے پیرائے میں پیش کرتے تھے۔ اور یونانی فلسفے کے مسلمات ان کے استدلال کی بنیاد تھے۔ ان کی ہمیشہ یہ کوشش ہی ہے کہ یونانی فلسفہ و مذہب میں توفیق و تطابق پیدا کیا جائے۔ اس کوشش نے تین قسم کے فرقے پیدا کر دیے تھے۔ اول وہ جو مذہب کو اصل الامول سمجھ کر فلسفے میں تائیدی دلائل تلاش کرتے تھے ان کو اسلامی علم الکلام کا بانی کہنا چاہیے اور ان میں معتزلہ کو ہر اعتبار سے شرف حاصل ہے۔ دوم وہ جنہوں نے مذہب کو نظر انداز کر کے معقولات کو سب کچھ سمجھ لیا، ان کو فلسفی کہنا زیادہ مؤید ہو گا۔ سوم جنہوں نے فلسفے سے یک گونہ استفادہ کر کے شجرِ اسلامی میں نئی نئی شاخیں نکالی ہیں ان میں باطنیہ و متصوفہ شامل ہیں۔

(مذہبِ اہلِ باطنی تعلیمِ معتزلیہ مرزا محمد سعید اہلہ سے مطبوعہ اردو مرکز لاہور ۱۳۲۲ء)

المجوس (المونیوس)

بہ قول اسحاق بن حنین یہ اُن فلسفیوں میں سے تھا۔ جو جالی نوس کے بعد ہوئے ہیں۔ اس نے ارسطو کی چند کتابوں کی تفسیر لکھی ہے۔ جن کا ذکر حالاتِ ارسطو میں ہو چکا ہے۔ اس کی بعض دیگر تصانیف کے نام یہ ہیں:-

(۱) کتاب مشرح مذہب ارسطو طالیس فی الصناعات -

(۲) کتاب فی اغراض ارسطو طالیس فی کتبہ -

(۳) کتاب حجتہ ارسطو طالیس فی التوحید -

حبش الحاسب المروزی الاصل

لقب حبش۔ اصل نام احمد بن عبداللہ۔ اعلیٰ وطن کو چھوڑ کر بغداد میں رہائش پذیر ہو گیا تھا۔ مامون اور معتصم کا زمانہ دیکھا تھا۔ مشاہدہ کو اکب میں لاثانی تھا۔ اس کی کتابیں یہ ہیں:-

(۱) زیج۔ یہ تقویم السندھند کے اصولوں پر مرتب کی تھی۔ اور آفا میں یہ السندھند

ہی کو قابل اعتماد سمجھتا تھا۔ اس تقویم میں حبش نے محمد بن ابراہیم الفزاری^{۱۰} والنجارزی^{۱۱} کی مخالفت کی ہے۔۔۔۔۔ (لفظ فقرہ سمجھ میں نہیں آیا۔۔۔۔۔)

۱۰ مروزی، مرد شاہ جہاں کی طرف منسوب، جو خراسان میں ایک مشہور شہر ہے۔ نیز بغداد میں

ایک محلے کا نام المرادۃ ہے۔ ہر دو کا اسم منسوب المروزی ہے۔

۱۱ الفزاری کے حالات حرف المیم میں۔

۱۲ محمد بن موسیٰ الخوارزمی کے حالات حرف المیم میں۔

(۲) تریج المعروف بالمتحن۔ یہ تقویم رعد کی مدد سے تیار کی۔ اور مشاہدے کے بعد حرکات کو اکب کا اندراج کیا۔

(۳) التریج الصغیر المعروف بالشاہ (۴) کتاب فی العمل بالاعطرلاب۔

(۵) کتاب التریج الدمشقی (۶) کتاب التریج المامونی۔

(۷) کتاب الایجاد والایجرام (۸) کتاب الرخائم والمقامیمین

(۹) کتاب الدوائر المتماستہ وکیفیۃ الاتصال الی اعمل السطوح المتوسطة والقائمة والمائلة والمنخرقة۔

حبش تقریباً سو سال کی عمر میں فوت ہوا۔

حنین بن اسحاق الطیب النصرانی ابو زید اعبادوی

۱۰ یوحنا بن ماسویہ ابو زکریا کا شاگرد، فن طب و علاج میں ماہر اور ہر مہر سازی میں ناشانی تھا۔ اس نے بہت سی یونانی کتابوں کو سریانی و عربی میں منتقل کیا۔ یونانی و عربی ہر دو زبانوں میں ایک فصیح البیان شاعر و خطیب تھا۔ بغداد کو چھوڑ کر ایران کی طرف چلا گیا۔ اور بصرے میں خلیل بن احمد کے ساتھ رہ کر عربی زبان میں اور زیادہ

اسے عربی زبان کے نحو یوں کے بڑے بڑے مرکز دو تھے: اول بصرہ، دوم کوفہ۔ اول بالذکر کا بانی

ابوالاسود الدولی تھا۔ جسے زیاد حاکم بصرہ (۴۶۰ معاویہ) نے اصول نحو مرتب کرنے کا حکم دیا تھا۔

ابوالاسود نے چند اصول نحو حضرت علیؑ سے سیکھے تھے۔ اس مرکز میں یہ چھ بڑے بڑے نحوی پیدائش

(۱) عمر بن العلاء (۲) خلیل بن احمد (۳) سیمویہ (۴) ببرد (۵) السکاری (۶) ابی ندیبہ خلیل

بن احمد عروض کا موجد ہے۔ اس نے عربی کی ایک لغت کتاب العین لکھنی شروع کی تھی۔ جس کی

تکمیل میں موت حائل ہوئی۔ سن وفات ۱۶۵ھ = ۷۹۲ھ۔

کمال پیدا کیا۔ جب بغداد میں واپس آیا تو المتوکل نے اسے کتابوں کا ترجمہ کرنے کی خدمت پر مقرر کر دیا۔ اور ساتھ چند مشہور علماء (اصطق بن بسیل۔ موسیٰ بن خالد الترمذی۔ یحییٰ بن ہرون وغیرہ) ترجمہ و کتابت کے لیے لگا دیے۔ یہ علماء جب کام کر کے لاتے تو حسین ناقدانہ نظر سے تمام تفحص کر لیتا۔ انہیں عرض فرمایا کہ یہ اپنی نظیر آپ ہی تھا۔

حسین نے جالی نوس و بقراط کی بعض تصانیف کی شرح کی۔ ان کی مشکلات حل کیں۔ اور بعض کا نہایت عمدہ اختصار تیار کیا۔ علمائے اسکندریہ کی طرح جالی نوس کی بعض تصانیف کو مکالمے کی صورت میں تبدیل کیا۔ منطق پر ایک نہایت عمدہ کتاب لکھی۔ جو یہ صحت مریشوں۔ مسہل و داؤد اور صحت بخش غذاؤں پر لاجواب تحریرات چھوڑیں۔ اور کتاب نوس کا مخص تیار کیا۔

حسین کے دو لڑکے تھے۔ داؤد و اسحاق۔ داؤد طبابت کا کام کرتا تھا۔ اسحاق تراجم پہ لگا گیا اور اس فن میں کمال پیدا کر لیا۔ ارسطو کی تصنیف کتاب النفس کی اس تفسیر کا ترجمہ کیا۔ جو تھامس طیبوس نے تیار کی تھی۔ اسحاق کا میلان فلسفے کی طرف زیادہ تھا۔

۱۵ | **حسین کی موت** | ایک دن متوکل مستی کی حالت میں ایک جگہ بیٹھا ہوا تھا کہ وہاں دھوپ آگئی۔ الطی فوری الشرنانی الکاتب کہنے لگا۔ "ہاں بپاہ! خمار کی حالت میں دھوپ نقصان پہنچاتی ہے۔" حسین پاس سے بولی اٹھا۔ "یہ غلط ہے، کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ خمار ایک عارضی حالت ہے۔" اس پر متوکل کہنے لگا۔

۱۶ | **طیفوری سے مراد وہی طیفوری ہے جو اردن الرشید کی والدہ طیفور مولیٰ الخیزران کا طبیب خاص تھا۔ اصل نام عبداللہ تھا۔ اور فتح بن عاقان کے طبیب ہمرائیل بن زکریا الطی فوری کا دادا تھا۔ (تاریخ الحکماء۔ باب الطباء)**

”حنین قابلیت میں اپنا جواب نہیں رکھتا“

اس پر طیفوری حسد سے جل بھین گیا۔

چند روز کے بعد حنین ایک کتاب نکال لایا جس میں حضرت مسیح کی حالت

عصب کی تصویر تھی، اور اردگرد چند آدمی کھڑے ہوئے تھے۔ طیفوری پوچھنے لگا۔

”کیا ان لوگوں نے حضرت مسیح کو سولی پر چڑھایا تھا؟“ حنین کہنے لگا: ”ہاں! ان کے منہ پر

تھوک“ طیفوری کہنے لگا: ”یہ سولی دینے والے خود نہیں، بلکہ ان کی تصویریں ہیں۔“ طیفوری

نے بات کو ذرا موڑ کر متوکل سے جاکہا کہ آج حنین نے تصویر مسیح کی سخت بے عزتی

کی ہے۔ مجھے تھوکے کو کہنا تھا۔ بہتر ہے کہ اس کے متعلق پادریوں سے فتویٰ لیا جائے

چنانچہ چند پادری بلائے گئے۔ طیفوری نے شہادت دی۔ پادریوں نے اس کا زنا

کاٹ دیا، اور لوگوں کے سامنے ستر بار لعنت بھیجی۔ ساتھ ہی متوکل نے حکم دے دیا

کہ آئندہ حنین کی کوئی دوا میرے ہاں نہ آئے، جب تک کہ طیفوری کی موجودگی

ونگرانی میں تیار نہ ہو۔

حنین چھپکے سے اٹھ کر گھر کو چل دیا۔ اور دوسری صبح چار پائی پر مردہ پایا گیا

اس کی موت غالباً اس سخت دماغی عہدے سے واقع ہوئی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں

کہ زہر کھالیا تھا۔ واللہ اعلم۔

۱۵

حنین جماعت حجاب کی طرف منسوب تھا اور اس لیے عبادی کہلاتا تھا۔ عباد

نصاری کی ایک جماعت تھی۔ جس نے باقی لوگوں سے الگ حیرہ کے ایک میدان میں

۱۵ تیسری صدی عیسوی میں چند عربی قبائل نے عراق پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا اور ہمیں منقسم ہو گئے

دقتہ ذقتہ چند قبائل اور شہر تیار ہو گئے۔ جن میں سے اہم حیرہ تھا۔ اس میں تین قسم کے لوگ رہتے

تھے۔ لاء، تنوق، جو اوستنیوں کی کھال والے خیموں میں رہتے تھے۔ دوم، عباد جو موماً تعلیم یافتہ

لوگ تھے۔ ان کا آپس میں رشتہ قرابت تھا۔ (باقی حاشیہ صفحہ ۲۴۷ پر دیکھیے)

اپنے گھر بنائے تھے۔ وہ کہتے تھے: چوں کہ عباد کی نسبت صرف اللہ ہی کی طرف ہو سکتی ہے۔ مثلاً ہم عباد اللہ کہا کرتے ہیں۔ عباد الملک وغیرہ نہیں۔ اس لیے ہم نے اپنے لیے عباد کا نام تجویز کیا ہے۔ عدی بن زید اس جماعت کا مشہور فرد تھا۔

(۲۴۷ کا بقیہ)۔ اور عرب بدو انھیں اپنا استاد سمجھتے تھے۔ سوم، احواف جو تنوق و عباد

کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ یہ شہر کوفہ سے ایک فرسنگ کے فاصلے پر واقع تھا۔ لیکن اب تباہ

ہو چکا ہے۔ (نکسن کی تاریخ ادب عربی)

تاریخ الخلفاء ۳۶ پر مرقوم ہے: حیرہ ایک چھوٹا سا ملک عراق سے مغرب کی طرف صحرائے

شام کے کنارے پر واقع ہے۔

۱۵ حیرہ کے بادشاہ تعداد میں میں تھے۔ اول، عمر بن عاد تھا جس نے زبہ (بنت عمر بن شریب جو

شام کے کچھ حصے اور عراق پر فرماں روا تھا۔ اسی کے والد کو حیرہ نے مار ڈالا تھا۔ زبہ نے حیرہ کو

شادی کا پیغام بھیجا۔ اور حیرہ حیرہ شہر کے قریب پہنچا تو زبہ نے اسے قتل کر ڈالا۔ اس پر حیرہ کے

دزیر عمر بن عاد (قصیر) نے ایک چال چلی کہ اپنی ناک کاٹ ڈالی اور روتا چلا تا زبہ کے ہاں آ گیا کہ

میری ناک حیرہ کے وارثوں نے کاٹ ڈالی ہے۔ زبہ نے اسے پناہ دی۔ جب اعتماد حاصل کر چکا

تو ایک دن دو سواوٹوں پر صندوق لادے جن میں دو دو مسلح آدمی چھپے ہوئے تھے اور یہ اونٹ

زبہ کے محل (اور یہ قول بعض قلعے میں) میں کسی بہانے سے لے آیا۔ وہاں یہ آدمی باہر نکلے اور زبہ کو

مع اس کے سپاہیوں کے موت کے گھاٹ آ مار دیا۔

اس خاندان کے چند دیگر مشہور بادشاہوں کے نام یہ ہیں:-

تسمان اول۔ زقلعہ خوارق کا بانی جس نے اس قلعے کے معاملہ کو اس لیے ہلاک کر دیا تھا کہ

ایسا قلعہ کہیں اور نہ بناتے پھرے۔

مندر اول۔ ایرانی بادشاہوں کا غلام۔ جسے حکومت ایران نے حیرہ کا فرماں روا بنا دیا تھا۔

مندر سوم۔ اسے کنعا (ایک قبیلہ جس میں امر القیس جیسا مشہور شاعر سدا ہوا) کے ایک

(بھیہ عاشبہ ص ۲۴۹ پر)

جس کا ایک قصہ نعمان بن المنذر کے متعلق کافی شہرت حاصل کر چکا ہے۔
 حنین بلاد روم سے یونانی زبان سیکھنے اور کتب حکمت پڑھنے کے بعد موسیٰ
 بن شاگرد کے بیٹوں کے ہاں آیا۔ یہی وہ حضرات ہیں جنہوں نے حنین کو تراجم کی ترقیب
 (صفحہ ۲۶۶ کا بقیہ حاشیہ) بدامیر عارت بن عمر نے کچھ عرصے کے لیے عراق سے نکال دیا تھا ایک دفعہ
 اس نے شراب کے نشے میں اپنے دو قریبی صحابوں کو زندہ دفن کرنے کا حکم دے دیا۔ ہوش میں
 آنے کے بعد سخت نادم ہوا۔ چنانچہ ان کی قبروں پر تیار بنوائے اور سال میں دو مرتبہ ان کی
 زیارت کے لیے جاتا۔ ان دنوں میں وہ ایک دن کو اچھا اور دوسرے کو بُرا سمجھتا۔ اچھے دن
 میں جو شخص پہلے بتا، اُسے سوا دنٹ انعام دیتا، اور بُرے دن پر ہنسنے والے کو فوراً
 قتل کر دیتا۔

عمر بن ہند یہ عمرو بن کلثوم کے ہاتھوں قتل ہوا تھا۔ سبب تعلقات میں ایک معلقہ اسی
 واقعہ کی یاد تازہ کرتا ہے۔

مندرجہ چہارم۔ پھر قابوس اور پھر نعمان ابو قابوس بن مند (۵۸۰ - ۶۶۲۰)
 قصہ عدی بن زید | عربی و فارسی کا ماہر اور انوشیروان کا سیکرٹری۔ جسے نوشیروان کے کسی کام
 پر قسطنطنیہ بھیجا واپسی پر حیرہ میں نعمان بن مند کے ہاں فرود کش ہوا۔ اور اس کی لڑکی پہ فریفتہ
 ہو گیا۔ نعمان نے اسے قتل کر ڈالا۔

اس کے لڑکے کا نام زید بن عدی تھا۔ جو خسرو پرویز کے دربار میں سیکرٹری کے عہدے پر
 فائز تھا۔ زید نے والد کا انتقام لینے کی ٹھان لی۔ ایک دن خسرو پرویز سے کہنے لگا کہ مجھے نہایت
 خواہجورت لڑکیاں کہیں سے لادو۔ زید نے کہا حضور! نعمان کے پاس بے شمار ہیں۔ کہا۔ اچھا تو جاؤ اور
 چند ایک لے آؤ۔ جب زید نعمان کے پاس پہنچا اور مقصد سفر بیان کیا تو اُس سے کہا: کیا ایران کے
 خزان خسرو کے لیے کافی نہیں ہیں؟ زید سے اُس کے ہمراہیوں میں سے ایک نے پوچھا: خزان کسے کہتے
 ہیں؟ کہا: گائے کو۔ واپسی پر اس ہمارے نے تمام قصہ (بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۰ پر)

دی تھی۔ جنینِ حیات تک زندہ رہا، دنیا کا محبوب و محترم رہا۔ آخر وفات کا وقت آپہنچا اور یہ احوالِ عزمِ انسان منگل کے دن ۶ صفر ۱۱۸۴ھ (مطابق یکم دسمبر ۱۱۸۴ء سال اسکندریہ = ۱۱۸۴ء) کو دنیا سے چلی بسا۔
تراجم کے علاوہ باقی چند تصانیف کے نام یہ ہیں :-

- (۱) کتاب احکام الاعراب علی مذہب اليونانیین - دو مقالے۔
- (۲) کتاب المسائل فی الطب للمتعلین - اس کتاب میں حبشہ الا عجم نے بھی کچھ اضافہ کیا ہے۔
- (۳) کتاب الحمام - ایک مقالہ - (۴) کتاب اللین - ایک مقالہ۔
- (۵) کتاب الاغذیہ - تین مقالے - (۶) کتاب تقاسیم علل العین - ایک مقالہ۔
- (۷) کتاب اختیار ادویۃ علل العین - ایک مقالہ۔
- (۸) کتاب مداوۃ امراض العین بالمحید - ایک مقالہ۔
- (۹) کتاب آلات الغذاء - تین مقالے (۱۰) کتاب الانسان واللہ - ایک مقالہ۔
- (۱۱) کتاب الباہ - ایک مقالہ (۱۲) کتاب معرفۃ ادویۃ المعدة وعلاجها - دو مقالے
- (۱۳) کتاب تدبیر الناقہین - ایک مقالہ (۱۴) کتاب المدد والمجزر - ایک مقالہ۔
- (۱۵) کتاب السبب النفی عادت لہ مياہ البحر الحۃ (۱۶) کتاب اللوان - ایک مقالہ۔
- (۱۷) کتاب المولودین لیستہ اشہر - ایک مقالہ۔ یہ کتاب متوکّل کی والدہ کے لیے لکھی تھی۔
- (۱۸) کتاب فی البول (سوال و جواب) تین مقالے۔
- (۱۹) کتاب قاطیغوریاں علی راہی ثامسطیوس - ایک مقالہ۔ (۲۰) کتاب قرص الورد۔
- (۲۱) کتاب القرح وتولدہ - ایک مقالہ (۲۲) کتاب الآجال - ایک مقالہ۔
- (۲۳) کتاب تولد الحصات (۲۴) کتاب تولد النار من البحرین - ایک مقالہ۔

(ص ۲۲۹ کا ایضاً حاشیہ) :- خسرو پرویز کو ستا دیا۔ جس پر پرویز بھڑک اٹھا۔ اور نملان کو
قبول کے آگے ڈال کر مروا دیا۔

۲۵۱، کتاب اختیار الادویۃ المحرقة - ایک مقالہ -

۲۶۱، کتاب استخراج کمیۃ کتب جالی نوس - ابن المنجم کے لیے لکھی۔

حنین کا والد اسحاق مملکت حیرہ کے ایک شہر عبداللہ کا باشندہ اور جماعت عباد کا ایک فرد تھا۔ جب حنین جوان ہو گیا، تو حصول علم کے لیے بغداد میں یوحنا بن ماسویہ کے یہاں پہنچا۔ حنین کی عادت تھی، کہ دورانِ درس میں بہت سوال پوچھتا تھا۔ اور یوحنا کو اس چیز سے نفرت تھی۔ ایک دن کسی سوال پر یوحنا بھڑک اٹھا اور کہنے لگا۔ "تم حیرہ والوں کو طب سے کیا تعلق، جاؤ اور بازار میں کوڑیاں بیچا کرو" حنین دل شکستہ ہو کر چلا گیا اور دنوں غائب رہا۔

دراصل یہ چند لیا پور کے اطبا اپنی اولاد و احباب کے علاوہ کسی اور شخص کو طب کا اہل ہی نہیں سمجھتے تھے اور غالباً حنین کو بھی اسی وجہ سے نکال دیا گیا تھا۔ یوسف طبیب ابوالحسن بیان کرتا ہے کہ ایک دن میں اسحاق بن الحسین کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی پر نظر پڑی۔ جس کے لمبے بال منہ پر پڑے ہوئے تھے۔ اور او میرس (یونانی شاعر، مترجم) کے اشعار پڑھتا ہوا جا رہا تھا۔ آواز کچھ مانوس سی معلوم ہوئی اور خیال گزرا کہ کہیں حنین ہی نہ ہو۔ چنانچہ اسے بلایا۔ اور میرا قیاس درست نکلا۔ ادھر ادھر کی باتوں کے بعد حنین کہنے لگا کہ یوحنا بن الفاعلہ

۱۵ عبداللہ، عراق کا ایک شہر جہاں محمد بن داؤد (مشہور فقیہ) پیدا ہوا تھا۔ (ناموس)

۱۶ شیخ ابوالحسن یوسف طبیب امون کا درباری طبیب اور جبریل بن سبئی شوع و یوحنا بن ماسویہ کا ہم عصر تھا۔ اس فقہ سے جو یوحنا بن ماسویہ کے حالات (حرف ایما) میں درج ہے، معلوم ہوتا ہے

کہ یہ ۲۱۵ء میں زندہ تھا۔ ۲۵۰ء یوحنا بن الفاعلہ۔ یہاں مصنف نے فلسفی کھالی سے حنین

کا استاد یوحنا بن ماسویہ تھا نہ کہ ابن الفاعلہ۔ اسی ابن ماسویہ نے کہا تھا۔ تم حیرہ کے

عبادوں کو طب سے کیا تعلق۔ جاؤ بازار میں کوڑیاں بیچا کرو۔

کی رائے یہ ہے کہ کوئی عبادی علم الطیب نہیں سیکھ سکتا۔ لیکن میں عہد کر چکا ہوں، کہ پہلے یونانی زبان میں کمال پیدا کروں گا، اور پھر علم الطیب میں۔ فی الحال تم سے میری التجا یہ ہے کہ میرے ارادوں کو پردہ راز میں رکھو۔

اس واقعے کے بعد تین سال گزر گئے، اور حنین کی عورت پھر نظر نہ آئی۔ ایک دن میں جبریل بن بختی شوع کے ہاں گیا، تو حنین کو وہاں موجود پایا۔ جبریل کا سلوک اس سے نہایت شریفانہ تھا۔ بعد دریافت معلوم ہوا کہ حنین تراجم کے کام پر لگا ہوا ہے، اور جالی نوس کی ایک تصنیف کتاب التشریح کا ترجمہ کر چکے ہیں۔ میں یہ دیکھ کر بہت مسرور ہوا۔ جبریل کہنے لگا۔

”اللہ کی قسم اگر حنین کو ایسی زندگی عطا ہوئی۔ تو یہ سر جیس کو بھی مات دے جائے گا۔“

وہاں سے میں نکلا۔ تو باہر حنین کو منتظر پایا۔ کہنے لگا۔ ”راج سے چند سال پہلے میں نے تم سے درخواست کی تھی کہ میری کوششوں کو صیغہ لازم میں رکھنا۔ اور آج یہ التجا کرتا ہوں کہ تم نے جو کچھ میرے متعلق ابو عیسیٰ (جبریل) سے سنا ہے، اس کی خوب تشہیر کرو۔“ میں نے کہا۔ بہت اچھا۔ میں تمہارے استاد یوحنا سے بھی ذکر کروں گا۔ اس کے بعد حنین نے لیبل سے ایک کتاب نکال کر یہ ایں ہدایت میرے حوالے کی، کہ یہ یوحنا کو دے دینا اور کہنا کہ یہ اس شخص کی کوشش کا نتیجہ ہے، جسے تم نے درس سے نکال دیا تھا۔“

حنین سے جدا ہو کر میں سیدھا یوحنا کے ہاں پہنچا اور کتاب حوالے کی۔ کتاب کا نام الجوامع تھا۔ پڑھ کر سخت متعجب ہوا اور کہنے لگا۔

۱۵ سر جیس، جو عیسیٰ بن بختی شوع کا شاگرد، اس العین کا رہنے والا۔ جس نے یونانی کتابوں کی ایک کثیر تعداد سریانی میں منتقل کی۔

” دیکھتے ہو یوسف! یہ کتاب انسانی کوشش کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ الہام ہے
روح القدس کی امداد کے بغیر ایسی چیز پیدا کرنا ناممکن ہے“

میں نے عرض کیا، یہ کوئی الہام وغیرہ نہیں، بلکہ اُس غریب حنین کی تصنیف ہے جسے
تم نے محفل درس سے نکال دیا اور کہا تھا کہ جاؤ اور بازار میں کوڑیاں بچا کر دو۔ معاً میں نے
جبریل کے تعریفی کلمات کا ذکر بھی کر دیا۔ یوحنا حیران بھی ہوا، اور نام بھی۔ اور مجھ سے
درخواست کی کہ اللہ کوشش کرو میرے اور حنین کے تعلقات درست ہو جائیں چنانچہ
میری کوشش سے ہر دو کے تعلقات خوش گوار ہو گئے۔

حنین منازلِ علمی کو طے کرتا ہوا اس درجے پر جا پہنچا کہ علوم و فنون کا سرچشمہ
اور فضائل کی کابینہ متصور ہونے لگا۔ جب اس کی شہرت امیر المومنین تک پہنچی، تو
دربار میں بلایا، خلعت عطا کیے اور تنخواہ باندھ دی۔ چوں کہ شہنشاہ روم اور خلفائے
بعد کے تعلقات از بس کشیدہ تھے اور ان دنوں اجنبی پر جاسوسی کا شبہ
ہوسکتا تھا۔ اس لیے خلیفہ حنین کے ہاتھ سے کوئی دوا نہ پینا تھا۔ ایک دن امیر المومنین
کو خیال آیا کہ حنین کے متعلق تحقیق کی جائے کہ کہیں قیصر کا آدمی تو نہیں۔

چنانچہ طبیب کو طلب کر کے ایک خلعت عطا کیا اور چاس ہزار درہم کے
لیے ایک حکم نافذ فرمایا۔ طبیب نے اس نوازش کا شکریہ ادا کیا۔ پھر خلیفہ نے کہا۔
”میں نے تمہیں ایک خاص کام کے لیے طلب کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ میں اپنے ایک
دشمن کو چپکے سے موت کے گھاٹ اتارنا چاہتا ہوں۔ اور اس مقصد کے لیے تم
کوئی ستم قاتل تیار کرو۔“

حنین۔ ”عالم نیاہ! میں صرف مفید اور یہ سے آگاہ ہوں۔ اور سموم قاتل سے
قطعاً آنا سنا ہوں۔ اگر امیر المومنین پسند فرمائیں تو میں کہیں سے یہ چیزیں بھی
سنبکھاتا ہوں۔“

خلیفہ کو یقین نہ آیا۔ چنانچہ کافی ڈانٹ ڈپٹ کے بعد جیل خانہ میں ڈلوادیا۔ اور خفیہ آدمی مقرر کر دیے کہ طبیب کی حرکات و سکنات کے متعلق روانہ مفصل رپورٹ دربار میں بھیجیں۔ جیل میں پہنچ کر حنین تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گیا۔ اور کسی طرح کی پریشانی کا اظہار نہ کیا۔ جب ایک سال گزر گیا، تو بادشاہ نے دربار میں اور دولت

ایک تلوار، ایک چرمی گدی (جو وقت قتل مجرموں کے سر کے نیچے رکھی جاتی تھی) اور چند دیگر آلات عقوبت منگوائے، اور پھر حنین کو طلب کر کے کہا:-

”میں نے تم کو سوچنے کے لیے پورا ایک سال دیا تھا۔ امید ہے کہ تم کسی فیصلے پر پہنچ چکے ہو گے۔ میرا فیصلہ یہ ہے کہ اگر تم میرے حکم کی تعمیل کرو گے، تو یہ دولت علیے میں پادے گے۔ ورنہ یہ تلوار ہوگی اور تمھارا سر۔“

حنین کہنے لگا: ”میرے آقا! میں آپ سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ میرے پاس ادویہ نافعہ کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔“ خلیفہ کہنے لگا: ”بہت اچھا، تو مرنے کے لیے تیار ہو جا۔“ کہا: ”میرا بھی ایک رب موجود ہے، جو قیامت کے دن میرا اور آپ کا فیصلہ کرے گا۔ اگر امیر المومنین اس دربار میں یہ حیثیت مجرم پیش ہونے کو تیار ہیں تو مجھے سر دینے میں کوئی اعتراض نہیں۔“ خلیفہ ہنس دیا اور کہنے لگا: ”میں صرف تمھیں آزار ہا تھا، اب مجھے تمھاری عداقت و شرافت پر یقین آ گیا۔ جاؤ اور آرام و راحت سے زندگی بسر کرو۔ حنین نے زمین خدمت چومی اور امیر المومنین کا شکریہ ادا کیا۔ پھر امیر المومنین نے پوچھا: ”میں نے تمھیں لالچ بھی دلایا اور موت سے بھی ڈرایا، لیکن تم قابو میں نہ آئے، آخر معاملہ کیا ہے؟“ کہا: ”حضور! میری راہ میں تین رکاوٹیں تھیں:-

۱۔ اول۔ مذہب جو دشمنوں سے بھی خیر و احسان کا حکم دیتا ہے۔ دوم۔ فن طب جس کا مقصد انسانوں کو موت سے بچانا ہے، نہ کہ موت کے منہ میں دھکیلنا۔

حسٹون (ایک نسخے میں حسون) النصرانی الراوی الطیب

۱۰۱۰ء سے ۱۰۱۱ء تک قحط حاصل کیا۔ پھر دیار بکرہ میں چلا گیا اور وہاں آمد و
 میا قارقین کے حکما سے ملاقات کی۔ اس کے بعد کچھ دنوں تک لوگوں کا علاج و
 معالجہ کرتا رہا۔ پھر قلیج ارسلان بن مسعود بن قلیج ارسلان بن سلیمان بن قلمش بن
 اسرائیل بن سلجوق کی بادشاہت میں چلا گیا۔ جہاں امرائے دولت کی خدمت

۱۰۱۱ء دیار بکرہ کا ایک شہر جو اب تباہ ہو چکا ہے۔ زید الراوی بن ابی انیستر۔ زید الراوی بن ستان اور
 حافظ عبدالقادر الراوی اسی شہر میں پیدا ہوئے تھے (قاموس و نثریت ص ۱۰۲)
 ۱۰۱۲ء دیار بکرہ، ایک علاقہ جو شام کے شمال میں موجود سلطنت ترکی کے اندر جھیل وان کے
 جنوب کی طرف واقع ہے۔

۱۰۱۳ء یہ نام غلط دیا ہوا ہے اور اس شجرے میں کئی اغلاط ہیں۔ اول۔ قلیج ارسلان ثانی ملک شاہ ثانی
 کا بیٹا تھا نہ کہ مسعود کا۔ مسعود اور ملک شاہ ثانی بھائی تھے۔ دوم۔ مسعود اور ملک شاہ کے
 والد کا نام قلیج ارسلان داؤد ہے نہ کہ قلمش۔ سوم۔ قلمش ارسلان بیغو کا بیٹا ہے، نہ کہ
 اسرائیل کا۔ اس کا صحیح نام یوں ہونا چاہیے۔ قلیج ارسلان بن ملک شاہ ثانی بن قلیج
 ارسلان داؤد بن سلیمان اول بن قلمش بن ارسلان بیغو بن سلجوق۔

سلجوقی ترکوں کا اقتدار ۱۰۲۹ء سے شروع ہوتا ہے۔ جب پہلی مرتبہ مرو میں جغری بیگ
 کے نام کا خطبہ پڑھا گیا تھا۔ رفتہ رفتہ سلجوقیوں کی سلطنت سرحد قباہل سے ایشیائے کوچک تک
 پھیل گئی، اور خاقانے بغداد میں یہ ہمت نہ تھی کہ وہ ان کے اعمال و افعال پر کسی طرح کی
 مگرانی رکھ سکتے۔

سلجوقیوں کے پانچ طبقے تھے تفصیل جدول ذیل میں ملاحظہ ہو (بقیہ حاشیہ ص ۲۵۷ پر)

کرتا رہا۔ پھر دیار بکرہ میں واپس آ گیا۔ اور پہلے خاندان شاہِ ارمنی۔ اس کے بعد نزار دیناری

(صفحہ ۲۵۶ کا لقیہ حاشیہ ملاحظہ ہو) :-

طبقات سلاجقہ	عہد حکومت	پہلا بادشاہ	آخری بادشاہ	تعداد سلاطین	کس نے ختم کیا
سلاجقہ بزرگ	۲۲۹ - ۵۵۲ھ	طغرل بیگ	سنجر	۸	خوارزم شاہی
سلاجقہ کرمان	۵۸۳ - ۲۳۳ھ	علاء الدین قلاوین	محمد شاہ ثانی	۱۱	غز (ترک)
سلاجقہ شام	۲۸۷ - ۵۱۱ھ	تتیش	سلطان شاہ	۴	تابکان بویہ امراتقی
سلاجقہ عراق و کردستان	۵۱۱ - ۵۵۹ھ	مغیث الدین محمود	طغرل ثانی	۹	خوارزم شاہی
سلاجقہ روم	۴۰۰ - ۵۷۰ھ	سلیمان اول بن قتلمش	علاء الدین قلاوین	۱۹	مغل اور عثمانی ترک

قلج ارسلان سلاجقہ روم کا چھٹا بادشاہ تھا۔ اس نے ۵۵۱ھ سے ۵۸۳ھ تک حکومت کی۔

(طبقات سلاطین اسلام ص ۱۳۳ - ۱۳۹)

۱۵ خاندانی ارمنی کا بانی سکمان (سُتمان) تھا جو اپنے آقا قطب الدین اسماعیل (جو سجوقیوں کی طرف سے آذربائیجان کے ایک شہر مزندر حکم رہا تھا) کی خدمت کی وجہ سے قطعی کرمان تھا۔ ۴۹۳ھ میں سکمان نے بنومردان (جن کے پانچ حکم رہا) سے ۳۸ھ سے ۲۸۹ھ تک دیار بکرہ پر حکم رہا اور پہلے فاطمین معراود پھر آل بویہ کی اطاعت کرتے رہے) سے ارمنیہ کا ایک شہر خلاط بھین لیا اور یہیں سے ان کی حکومت شروع ہو گئی۔ جو ۶۰ھ تک جاری رہی۔ اسے ایوبیوں نے ختم کیا۔

قرمان روادوں کے نام یہ ہیں :-

سال جلوس	نام
۴۹۳	سکمان القطبی
۵۰۶	ظہیر الدین ایراسم شاہ ارمن
۵۲۱	احمد
۵۲۲	ناصر الدین سکمان ثانی
۵۷۹	سیف الدین بگمتر
۵۸۹	بہ الدین آق سنقر
۵۹۳	محمد المنصور
۶۰۳ - ۶۰۴	عزالدین بلقان

طبقات سلاطین اسلام ص ۱۵۲

اور پھر خاندان ایوبی کی ملازمت میں رہا۔ اس کے بعد وہاں میں واپس آگیا۔ یہاں سے حلب چلا گیا، اور وہیں ۶۱۵ھ میں اس کی وفات ہوئی۔

۵۱۵ ایوبی۔ صلاح الدین بن ایوب ایک کرد تھا، جسے نور الدین محمود بن زنگی (از اتابکان شام ۵۲۱-۵۶۹ھ) نے حکومت شام پر مقرر کیا۔ کچھ عرصے بعد مصر میں خانہ جنگی شروع ہو گئی اور نور الدین نے صلاح الدین کو اس کے چچا شیر کوہ کے ساتھ قاطمیوں کی مدد کے لیے مصر بھیج دیا۔ جہاں صلاح الدین نے کافی رسوم پیدا کر لیا۔ اور جب ۵۶۲ھ میں شیر کوہ فوت ہو گیا تو صلاح الدین سلطنت کا آمر مطلق بن گیا اور تین برس بعد جب آخری قاطمی خلیفہ فوت ہو گیا تو صلاح الدین نے تخت مصر پر قبضہ جما کر خلیفہ عباسی کی اطاعت کا اعلان کر دیا۔

جب ۵۶۸ھ میں نور الدین زنگی کی وفات ہو گئی تو صلاح الدین نے سارے شام پر قبضہ جما لیا۔ ۵۸۲ھ میں عید ایوبیوں سے بیت المقدس چھین لیا۔ بیت المقدس کا جانا تھا کہ تمام یورپ میں ہرجاں مچا ہو گیا اور مشہور علیی روایاں شروع ہو گئیں۔ صلاح الدین کی وفات (۵۸۹ھ) کے بعد اس کی سلطنت اس کے بیٹے بھائیوں اور بھتیجوں میں بٹ گئی۔ اور اس طرح ایوبیوں کے کئی طبقے بن گئے۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

نام	عہد سلطنت	تعداد سلاطین	پہلا بادشاہ	آخری بادشاہ
(۱) ایوبیان مصر	۵۶۲-۶۵۰ھ	۸	صلاح الدین یوسف ناصر	موسیٰ اشرف
(۲) ایوبیان دمشق	۵۸۲-۶۵۸ھ	۱۳	نور الدین علی افضل	صلاح الدین یوسف سلطان حلب
(۳) ایوبیان حلب	۵۸۲-۶۵۸ھ	۳	غیاث الدین	صلاح الدین یوسف (ایوبیان دمشق)
(۴) ایوبیان الجزیرہ	۵۹۷-۶۴۳ھ	۳	نجم الدین ایوب	منظر غازی
(۵) ایوبیان حماہ	۵۷۴-۶۹۸ھ	۶	تقی الدین عمر منظر اقل	محمود منظر ثالث
(۶) ایوبیان حمص	۵۷۴-۶۶۱ھ	۴	محمد بن شیر کوہ	منظر الدین موسیٰ اشرف
(۷) ایوبیان عرب	۵۶۹-۶۲۶ھ	۶	توکان شاہ بن ایوب معظم	صلاح الدین یوسف مسعود

(طبقات سلاطین اسلام ص ۶۴-۶۹)

المحقیر النافع

الحاکم کے زمانے میں یہ مصر کا ایک یہودی جراح تھا جس کا گزراوقات زخموں کے علاج پر تھا۔ یہ شخص نہایت کم نامی کی حالت میں زندگی بسر کر رہا تھا کہ الحاکم ایک پھوڑے کی وجہ سے بیمار ہو گیا۔ ابن المقشر اور الحطی جیسے اطباء نے علاج کیا، لیکن بے فائدہ۔ مجبوراً اس یہودی کو طلب کیا۔ اس نے پھوڑے پر ایک ایسی دوا چھڑکی جس سے پھوڑا خشک سا ہو گیا۔ اور تین دن میں بالکل صحت ہو گئی۔ الحاکم نے ایک ہزار دینار اور خلعت عطا کرنے کے بعد طبیب خاص بنا لیا۔ اور اس کا نام رکھا۔

المحقیر النافع۔

الحکم بن ابی الحکم الدمشقی

یہ طبیب دولت عباسیہ کے آغاز میں ہو گزرا ہے۔ اس نے بہت لمبی عمر پائی تھی۔ اس کا والد بھی آغاز اسلام میں طبیب تھا۔ جب معاویہ بن ابی سفیان نے یزید کو امیر المذبح بنا کر کئے میں بھیجا تو ابوالحکم کو بہ طور طبیب ساتھ کر دیا۔ حکم ایک مقام پر لکھتا ہے:-

”میرا والد یزید کے ہمراہ کئے گیا تھا اور میں عبدالصمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے ساتھ۔“

یزید اور عبدالصمد کی وفات میں تقریباً ایک سو بیس سال کا زمانہ حائل ہے۔ حکم کا بیٹا حسی بن حکم مشہور طبیب ہو گزرا ہے۔

ابن المقشر ابن مقشر مصری کے حالات حرف المیم میں۔

حکم کی وفات سال ۲۱۵ھ میں دمشق میں ہوئی تھی۔ اس روز عبداللہ بن طاہر بھی
 دمشق میں موجود تھا۔ جب شاہی دسترخوان پر کھانا چُنا گیا اور خاص طبیبوں کو
 طلب کیا گیا، تو ایک بھی نہ ملا۔ جب کچھ وقفے کے بعد رئیس الاطباء ایوب حاضر
 ہوا تو عبداللہ بن طاہر سخت ناراض ہوا کہ کھانے کے وقت طبیب کی غیر موجودگی شاہی
 زندگی کے لیے خطرناک ہے۔ ایوب نے کہا کہ آج حکم کا انتقال ہو گیا تھا۔ ہم سب
 اس کے جنازے میں شریک ہونے کے لیے گئے تھے۔ نیز کہا کہ حکم بہت لمبی عمر لے کر
 مرا ہے اور لطف یہ کہ اس کے حواس میں آخر تک کوئی فرق نہ آیا۔ عبداللہ نے پوچھا
 ”کتنی عمر پائی؟“ کہا۔ ”تقریباً ایک سو پانچ سال“ فرمایا۔ ”حکم کی عمر نصف زمانہ
 تاریخ کے برابر ہے۔“

۱۱۔ مومن نے اپنے سردار طاہر ذوالیمین (ایرانی النسل غلام) کو ۲۰۵ھ میں خراسان کا حاکم بنا کر
 بھیجا۔ یہیں سے سلسلہ طاہر یہ چل پڑا۔ جو ہمیشہ خلیفہ کے ماتحت رہا۔ دار الخلافہ خراسان تھا
 حکم رائل کے نام یہ ہیں۔

- (۱) طاہر ذوالیمین (۲۰۵-۲۰۷ھ) مومن کی طرف سے خراسان کا حاکم تھا۔ اسی نے بغداد فتح کیا تھا۔
- (۲) طلحہ بن طاہر (۲۰۷-۲۱۳ھ) خوارج سے لڑا اور شہید ہوا۔
- (۳) عبداللہ بن طاہر (۲۱۳-۲۳۰ھ) (۴) طاہر بن عبداللہ بن طاہر (۲۳۰-۲۴۸ھ)
- (۵) محمد بن طاہر بن عبداللہ (۲۴۸-۲۵۹ھ) صفاریوں کے پٹے فرماں روا یعقوب بن لیث
 کے ہاتھوں سے قتل ہوا۔ اور اس طرح یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔

۱۲۔ مطلب یہ کہ تقریباً ہر دو سو سال کے بعد تاریخ کا نیا دور شروع ہوتا ہے۔ پرانی قومیں بدوارج۔
 تہذیب۔ زبانیں۔ رہائش کے طریقے و امیال و عواطف تبدیل ہو جاتے ہیں اور نئے تمدن، نئے
 واقعات قلم بند کرتے ہیں۔ حکم ۲۱۵ سال زندہ رہا۔ یہ دیگر الفاظ وہ اقوام و ملل کی نصف
 تاریخ اپنی آنکھوں سے دیکھ گیا تھا۔ ہذا ملاحظہ فرمائی۔ بطور اس مقولہ کا یہی مطلب سمجھ میں آئے۔

عیسیٰ بن الحکم مندرجہ ذیل حکایت کا راوی ہے۔ کہتا ہے کہ:-

” ایک دن میں اپنے والد حکم کے ہمراہ دمشق میں ایک جراح کی دکان سے گزر رہا تھا کہ ایک ہجوم یہ نظر پڑی۔ لوگوں نے بھی ہمیں دیکھ لیا اور چلانے لگے۔ راہ چھوڑ دو کہ الحکم اپنے بیٹے کے ہمراہ آ رہا ہے ہم کیا دیکھتے ہیں کہ جراح نے ایک آدمی کی نغدہ کھول رکھی ہے۔ کئی رگیں کئی ہوئی ہیں۔ اور خون ہے کہ تھمنے میں نہیں آتا جراح مگر دی کہ جانے لیا اور ندے کے ٹکڑے وغیرہ سب استعمال کر رہا ہے۔ لیکن بے نتیجہ۔

میں نے والد سے کہا کہ آپ ہی اس غریب کی کچھ مدد کریں۔ میرے والد نے مجھنا ہوا پستہ منگایا۔ چھلکا اتار لیا، اور منخر پھینک دیا۔ آدھا چھلکا زخم پر رکھ کر ایک مقبوط پٹی سے کس کر یوں باندھا کہ شدت درد سے مریض کی چیخیں نکل گئیں۔ پھر اسے ایک نہریہ لے گئے۔ وہاں مریض کو کنارے پر لٹا دیا اور اس کا بازو زخم تک پانی میں ڈلوادیا۔ نگرانی کے لیے اپنے دو شاگرد مقرر کر دیے، اور انھیں ہدایت کی کہ نماز کے وقت کے علاوہ اس کا ہاتھ پانی سے نہ نکالا جائے۔ ہاں اگر موت کا خطرہ پیدا ہو جائے، تو صرف چند لمحات کے لیے ہاتھ باہر نکالا جائے و بس۔

شام تک تو وہ نہریہ رہا۔ اس کے بعد مریض کو اٹھوا کر اس کے مکان پر پہنچا دیا اور ہدایت کر دی کہ پانچ دن تک یہ پٹی بندھی رہے۔

چوتھے دن جب بازو بہت سوج گیا اور تکلیف بڑھ گئی تو پٹی کو ذرا ڈھیلا کر دیا، اور ساتھ ہی کہا ”موت ورم سے زیادہ بُری

چیز ہے۔ پانچویں روز پٹی کھولی گئی۔ وہ پھلکا جائے زخم پر چپکا ہوا تھا۔ المحکم کہنے لگا۔ "تم اس پھلکے کی بدولت موت سے بچے ہو۔ اور یاد رکھو کہ حیب تک یہ پھلکا خود نہ الگ ہو جائے، اسے اتالنے کی کوشش نہ کرنا، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔" ساتویں دن پھلکا علیحدہ ہو گیا اور نیچے پھلکے کے سانچے میں ڈھلا ہوا خشک خون نظر آیا۔ المحکم نے پھر تنبیہ کی کہ اس خون کو چھیرنے یا کھرچنے کا نتیجہ موت ہوگا۔
الغرض چالیس دن کے بعد یہ خون گوشت میں تبدیل ہو گیا۔
اور مریض بالکل اچھا ہو گیا۔"

حرف الخا

الخاقانی المنجم

علم نجوم۔ حل تقاویم اور واقعات مستقبل کے بتلانے میں مشہور تھا۔ پانچویں صدی ہجری کے پہلے ثلث میں چل بسا۔

حرف الدال

دیاقطیس

یہ قول یحییٰ بن عدی یونان کا ایک الہی فلسفی اور الہیات پر کئی کتابوں کا مصنف تھا۔ اس کی ایک کتاب کا نام فی اثبات الصانع ہے جو اس نے ولیمتراطیس

لے حکیم الہی۔ الہیات پر بحث کرنے والا فلسفی۔

کے لیے لکھی تھی۔

دیقراطیس

یونان کا ایک قدیم حکیم و طبیب جو اپنے عہد میں قواعد مشہور رہا ہے۔ اس نے ایک ایسا شربت تیار کیا تھا، جو عنق جگر۔ عنق معدہ۔ یعنی مزاج اور بڑھی ہوئی تلی کے لیے از بس مفید تھا۔ سالور اقرابادین اخلاط میں اس شربت کا ذکر کیا ہے۔

داود المنجم

خاندان بویہ کے عہد میں یہ حکیم عراق میں تھا۔ علم نجوم۔ حل التاویم اور پیش گوئیاں کرنے میں ید طولی رکھتا تھا۔ سلاطین بویہ اس کی قدر کرتے تھے اس کی وفات تقریباً ۲۳۱ھ میں ہوئی۔

حرف الذال

ذومقراطیس

اپنے عہد کا ایک عظیم المرتبہ یونانی حکیم، جس نے حکمت پر ایک مقالہ بھی لکھا۔ اس کے تبحر علمی سے حکمانے فائدہ اٹھایا۔ اس کی بعض کتابیں مدارس میں پڑھائی جاتی ہیں۔ مترجمین نے اس کا بار بار ذکر کیا ہے۔ اس کا عقیدہ یہ تھا

کہ تمام اجسام ناقابل تقسیم اجزا میں تحلیل ہو سکتے ہیں۔ اس موضوع پر اس کی چند تصانیف کا عربی و سریانی میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اس کے رسائل کافی اونچے درجے کے ہیں۔ یہ سقراط کا ہم عصر اور نسل کے لحاظ سے رومی و افریقی تھا۔ ابن حبل کا بیان یہی ہے۔

ذیوجانس الکلابی (دیوجانس)

یونان کا ایک مشہور فلسفی، جس کا تعلق فلسفیوں کی ان سات جماعتوں میں سے ایک کے ساتھ تھا، جن کا ذکر اڈلاطون کے حالات میں ہو چکا ہے۔ یہ حکیم ایک اٹوکھا فلسفی تھا، جو تمام قواعدِ مذہبی کا مخالف تھا۔ یہاں تک کہ اسے سب کے سامنے قضاے حاجت میں کوئی عار محسوس نہ ہوتی تھی، اور نہ علی الاعلان جماع کرنے میں کوئی شرم۔ برسر بازار حسین عورتوں کو چوم لیتا تھا، اور دلیل یہ دیا کرتا تھا، کہ جو چیز اچھی ہے، وہ خلوت و جلوت ہر جگہ اچھی ہونی چاہیے، اور جو بُری ہے، وہ ہر مقام پر بُری ہونی چاہیے۔ یہ خلوت و جلوت اور زوجہ و غیر زوجہ کا امتیاز خلاف عقل ہے۔ گو عوام ان چیزوں کا خیال رکھتے ہیں۔ لیکن میں ان تکلفات کا پابند نہیں ہوں۔

یہ لوگ اپنوں سے محبت اور بیگانوں سے نفرت کرتے تھے۔ چون کہ یہ تمام عادات عرف گتوں میں مل سکتی ہیں، اس لیے اسے ذیوجانس الکلابی کہا جاتا تھا۔ آج اس زمانے میں بھی ایک ایسا فرقہ پیدا ہو گیا ہے، جو کلابیہ کی طرح تکلفات شرعی و تمدنی کا پابند نہیں، اور یہ اصحاب الملامہ کے نام سے مشہور ہے۔

ذیوجانس کا فلسفہ خام و بے بنیاد تھا۔

ذیاسقوریدوس العین الزری

شام کے ایک شہر عین زریبہ کا رہنے والا فاضل حکیم تھا۔ یونانی فلسفے میں ماہر اور علم نباتات کا عالم تھا۔ پقراط کے بعد گزرا۔ اور اس کی چند تصانیف کی تفسیر قلم بند کی۔ قی طیب میں جامعہ مشہور اور ادویہ مفردہ کا علامہ تھا۔ اس ادویہ کی اجناس و نواع پر بحث تو کی ہے۔ لیکن درجات کا ذکر نہیں کیا۔ اس کی مشہور تصنیف کتاب الحشائش (پانچ مقالوں میں) کے متعلق حالی تو اس لکھتا ہے:-

”میں نے ادویہ مفردہ پر مختلف علما کی چودہ کتابیں پڑھیں۔ ان سب میں بہترین ذیاسقوریدوس کی کتاب تھی۔“

اس کتاب سے اطباء نے بعد نے خوب فائدہ اٹھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کی تصریحات غیر فانی ہیں۔

ذیاسقوریدوس ایک یونانی لفظ ہے جس کے لغوی معنی یہ ہیں:-

ذیاسقو۔ نباتات کا عالم۔ یعنی نباتی۔ زیدوس۔ اللہ۔

یعنی اللہ کا نباتی۔ یہ حکیم کہا کرتا تھا کہ میرا علم اشجار و نباتات کے متعلق الہامی ہے۔ اس نے گرم ہواؤں پر بھی دو مقالے لکھے ہیں۔ جو علمی دنیا میں کافی وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ سیاحت کا بہت شوقین تھا۔ کبھی بحری بحری اس کے متعلق لکھتا ہے:-

”دوسروں کو بچانے والا، پاکیزہ فطرت، دکھ اٹھا کر دوسروں کو فائدہ پہنچانے والا، سیاحت کا شوقین، دریاؤں، جنگلوں اور جزیروں سے مفرد دعائیں تلاش کر کے ان کے فائدے سے آگاہ کرنے والا۔“

۱۵۔ عین زریبہ۔ شام کی سرحد پر مصیبتہ کے قریب ایک شہر ہے۔ جو صیفا (معتصم عباسی

کا ملازم) نے بنوایا تھا۔ (تذکرہ ص ۲۵۱ والقاموس)

کہتے ہیں کہ کتاب المحتشاش میں دراصل تین مقالے تھے، دو بعد کا اضافہ ہیں۔

ذروثوس

روم کا ریاضی دان و ہیئت دان۔ جس کی مشہور تصنیف کتاب الخمسة ہے
یہ کتاب دراصل کئی کتابوں کا مجموعہ ہے۔ مثلاً

- ۱) کتاب المواید (۲) کتاب فی التوازیح والادوار۔
 - ۳) کتاب فی السیلاج والکدخداء (۴) فی تحویل سنی المواید۔
 - ۵) فی ابتداء الاعمال (۶ و ۷) فی المسائل والمواید۔ وغیرہ
- عمر بن الفرخان الطبری نے ان کتب کی تفسیر لکھی ہے۔

ذیوقطس

اسکندریہ کا رہنے والا مشہور یونانی (یعنی حکمت یونان کا ماہر) حکیم جس کی
تصنیف کتاب صناعة الحیجر بہت فاضلانہ رنگ میں لکھی گئی ہے اور اس کا ترجمہ عربی
زبان میں ہو چکا ہے۔

ڈیسقوریڈس

”سب سے پہلا سمرقند ساز“ یعنی شروع کی تاریخ میں صرف اتنا ہی لکھا ہوا ہے۔

۱۷ عمر بن الفرخان ابو جعفر الطبری کے حالات عرف العین میں۔

نظریوں اور غیر صحیح قاعدوں کا آجانا لازمی ہے۔

زوشم (روسم) المصری

مصر کا رہنے والا۔ علم کیمیا کا ماہر، اور چند مشہور کتابوں (کیمیا پر) کا مصنف تھا اسلام سے پہلے گزرا ہے۔ لوگ اس کی تصانیف کو شوق سے پڑھتے ہیں۔

رزق اللہ المصمم الحماص المصری

بہ قول ابو الصلت اُمیہ، یہ حکیم علم التجوم میں کافی دسترس رکھتا تھا۔ اور مصر کے اکثر ساحروں اور ہیئت دانوں کا استاد تھا۔ مصر کی ادبی تواریخ میں اس کے علم و فضل کا اعتراف کیا گیا ہے۔ طبیعت میں مسخران بہت زیادہ تھا۔ چنانچہ اپنے متعلق ایک حکایت یوں سناتا ہے۔

۱۰ " ایک مصری عورت میزے ہاں آئی، اور اپنے مستقبل کے متعلق کچھ پوچھنے

لگی۔ میں نے فوراً پہلے سورج کا ارتفاع لیا۔ پھر اس عورت کے

ستارے کا درجہ متعین کیا۔ اس کے بعد بارہ گھروں والا زائچہ کھینچ کر

عورت کے ہر درجے کا حال سنایا۔ ادھر میں تو فصاحت و بلاغت کا

دریا بہا رہا تھا۔ اور ادھر وہ عورت سنگ میل کی طرح بالکل ساکن و

صامت بیٹھی تھی۔ مجھے اس کی بے حسی پر غصہ تو آیا لیکن غیظ سے کام

۱۵ لیا۔ اس اثنا میں عورت نے ایک درہم میری طرف پھینکا۔ میں نے اٹھا لیا۔

اور پھر زائچہ پڑھنا شروع کر دیا۔ جب مال و دولت کے خانے پر پہنچا

تو کہا کہ تیرا مال والا ستارہ گردش میں ہے اور آج کل تجھے کچھ مالی نقصان پہنچنے والا ہے۔ عورت بول پڑی۔ "تم بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو۔" میں نے پوچھا۔ کیا آج کل واقعی تمہارا کوئی نقصان ہوا ہے؟ کہا۔ "کیوں نہیں، ابھی چند لمحے گزرے ہیں کہ ایک درہم تم پر ضائع کر چکی ہوں۔" یہ کہا اور اٹھ کر چلتی بنی۔

ربین

طبرستان کا رہنے والا ایک یہودی طبیب منجم۔ مهندس اور ریاضی دان۔ جس نے فلسفے کی کئی کتابیں ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کیں۔ یہ اپنی شریعت کا ماہر تھا۔

۱۰۔ ربین۔ ربین دراب ائمہ یہود کے نام تھے۔ اس کا بیٹا علی بھی ایک مشہور طبیب ہو گیا ہے۔ جو وطن کو چھوڑ کر عراق چلا گیا تھا اور وہاں ایک شہر میں رہا جس میں رہائش اختیار کر لی تھی۔

ابو معشر سے کسی نے مطارح شعاع کے مطلق کچھ دریافت کیا۔ فرمایا کہ المجسطی میں مطارح شعاع کا ذکر موجود ہے لیکن تمام مترجمین ترجمے میں اس بحث کو نظر انداز کر گئے ہیں۔ صرف ربین ایک ایسا مترجم ہے جس کے ترجمے (المجسطی) میں یہ بحث ملتی ہے۔ ۱۵۔

۱۵۔ طبرستان ایران کے شمال اور بحیرہ خزر کے جنوبی ساحل کے پاس ایک علاقہ میں ہے۔ استرآباد مشہور شہر ہے۔ ۱۵۔ مطارح۔ واحد مطرح پھینکنے کی جگہ مطارح شعاع سے غالباً وہ مقامات مراد ہیں۔ جن پر کوئی شعاع پڑ رہی ہو۔ واللہ اعلم۔

حرف الزا

ذکر یا الطیفوری

اس کا والد اسرائیل، فتح بن خاقان کا ملازم تھا اور یہ خود افشین کی خدمت میں رہا کرتا تھا۔ اس نے احمد بن موسیٰ منجم کی مندرجہ ذیل حکایت برج کی ہے! جلاکتا ہے کہ:-

۵ " ایک دفعہ میرے چند دوستوں نے فیصلہ کیا کہ ایک دن قطریل کے باغ

میں گزارا جائے، اور خوب کھایا پیا جائے۔ یہ سب باغ میں بیٹھے کھاپی

رہے تھے۔ اس اتنا میں اُن کا ایک بغدادی دوست آیا اور بیٹھتے ہی

شراب کے دو چار جام چڑھا گیا اور چند دقیقوں کے اندر مر گیا۔

سب حیران ہو گئے کہ آخر یہ کیا معاملہ ہے۔ سوچ ہی رہے تھے کہ ایک

۱۰ زہریلے سانپ پہ نظر پڑی، جو خم کے ارد گرد گھوم رہا تھا۔ غور

کرنے سے معلوم ہوا کہ سانپ مٹکے میں پھونکا مار گیا تھا۔ فوراً شراب

گرا دی، کھانا پینک دیا اور ہم سب مرنے کی تیاریاں کرنے لگے

جب دو تین گھنٹے گزر گئے اور کسی کو کچھ بھی نہ ہوا۔ تو پھر سوچنے

لگے کہ مسموم شراب تو سب نے پی ہے، پھر آخر وجہ کیا ہے کہ ایک

۱۵ مرچکا ہے اور باقی زندہ ہیں۔ سوچتے سوچتے یاد آ گیا کہ عیج باغ میں داخل ہوتے

۱۶ ملہ متوکل کا ایک مدبر و ہوشیار مشیر، جس نے خلیفہ کو بے دست و پا بنا رکھا تھا اس کی ریشہ دوانیوں

سے تنگ آ کر لوگوں نے اسے شاکہ میں مار ڈالا۔ (انسائیکلو پیڈیا آف اسلام)

۱۷ افشین۔ حیدر بن کاؤس کا خطاب جو ماموں و معتمد کا ترکی النسل سپہ سالار تھا۔ دشمنوں کے ساتھ

ساز باز رکھنے کے الزام پر شاکہ میں قتل ہوا۔ اس نے دربارِ خلافت میں بہ طور غلام پرورش پائی تھی۔

(قاموس المشاہیر) ۱۸ قطریل۔ عراق کا ایک موضع جہاں نہایت عمدہ شراب تیار ہوتی ہے۔ (قاموس)

ہی ان سب نے بے شمار خشک سیب کھائے تھے۔ اور اسی وجہ سے محفوظ رہے۔ جب یہ حکایت چار بخت کے شاگرد یوحنا تک پہنچی تو اس نے کہا:-

میرے استاد عموماً فرمایا کرتے ہیں کہ خراسان کے علاقے میں سانپ کے کئے کا علاج سیب سے کیا جاتا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ سیبوں کے موسم میں سیبوں کو خشک کر کے گائے کے گھی میں ڈال دیتے ہیں اور یہ چیز تریاق جتنی مفید ہوتی ہے۔ ایک اور شہر عسکر مکرم^۱ میں بچھو کائے کا علاج اسی سے کیا جاتا ہے۔ اور اب عراق میں یہ دوا عام ہو گئی ہے۔ لیوس اپنی کتاب فی خواص المیو ان میں لکھتا ہے کہ جب کوئی اونٹ سانپ کھا بیٹھتا ہے تو زہر کے اثر سے بچنے کے لیے سیب کے درخت کی طرف بھاگتا ہے۔ اگر سیب مل جائیں تو چرچ جاتا ہے۔“

ذکریا الطیفوری کہتا ہے کہ جب افشین باک^۲ کے خلاف جنگ کر رہا تھا، تو محاذ جنگ

۱۔ عسکر مکرم، خوزستان کا ایک شہر جو لشکر بن ظہور نے بنایا تھا۔ اس کی آب و ہوا اچھی ہے لیکن یہاں بچھو بہت ہوتے ہیں۔ (نزہت ص ۱۱۲)

۲۔ باک۔ ایک مدعی نبوت جس نے ۲۰۱ھ میں نبوت کا اعلان کیا۔ خلیفہ مامون نے حمید بن کاوس افشین کو اس کے استیصال کے لیے بھیجا۔ ۲۱۹ھ میں آذربائیجان کے قریب جنگ ہوئی جس میں باک کے ساٹھ ہزار پیرو قتل ہو گئے اور وہ خود جان بچا کر نکل گیا۔ دوسرے سال پھر ایک جنگ میں اس کے ایک لاکھ پیرو کام آئے، اور وہ خود دوبارہ بچ کر نکل گیا۔ ۲۲۲ھ میں افشین نے اس کو وعدہ معافی دے کر ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا۔ لیکن بعد میں اسے ہلاک کر ڈالا۔

(قاموس المشاہیر ص ۱۱۹)

پر میں بھی اس کے ہمراہ تھا۔ ایک دن مجھ سے کہتے لگا کہ چھاؤنی کی تمام دکانوں اور دکان داروں کی ایک فہرست تیار کرو۔ میں نے حکم کی تعمیل کی۔ جب فہرست پیش کی اور افسین نے چند عیدلانی دکان داروں کے نام پڑھے، تو کہتے لگا۔ ذکر یا ان لوگوں کی خاص نگرانی کرو اور معلوم کرو کہ ان میں سے کون دیانت دار و مخلص ہے۔ اس موقع پر میں نے مندرجہ ذیل کہانی سنائی :-

”یوسف لقوة الصیدلانی ماموں کے ہاں عموماً جایا کرتا تھا۔ اور اسے کیمیاگری کا خبط تھا۔ ایک دن ماموں نے کہا۔ یوسف! میرا تو خیال یہ ہے کہ کیمیاگری میں کوئی فائدہ نہیں۔ کہا۔ حضور! ہم عیدلانی ہیں اور عیدلانیوں کی یہ عادت ہے کہ چیز پاس ہو یا نہ ہو، کہتے ہی میں کہہ رہے ہوں نے پوچھا۔ تمہارا مطلب کیا ہے؟ کہا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ کسی عیدلانی دکان دار سے کوئی چیز طلب کریں، جس کے نام و ماہیت تک سے وہ ناواقف ہو، تب بھی کچھ نہ کچھ دکان سے اٹھا کر دے ہی دے گا۔

اس پر ماموں نے چند آدمیوں کو عیدلانیوں کی دکانوں پر بھیجا اور کہا کہ ان سے شفٹیشا (بغداد کے پاس ایک گاؤں کا نام) خرید لاؤ۔ جب یہ بازار میں پہنچے اور شفٹیشا طلب کیا، تو سب نے کہا۔ جی ہاں یہ چیز موجود ہے، اور کوئی نہ کوئی چیز اٹھا کر دے دی۔ جب یہ لوگ واپس آئے تو کسی کے پاس کتک، کسی کے پاس لوسے کی میخ اور بعض کے پاس کچھ بیج وغیرہ تھے۔ اس پر ماموں خوب ہنسا، اور یوسف کے جواب کو پسند کیا۔“

پھر عرض کیا کہ اگر ماموں کی طرح آپ بھی ان لوگوں کا امتحان لینا چاہتے ہوں تو

کر دیکھیے۔ افشین نے اجنبی زبان کی ایک کتاب لے کر اس میں سے بیس غیر مانوس لفاظی انتخاب کر کے چند نوکروں سے کہا کہ جاؤ، عید لانیوں سے یہ دوا میں لے آؤ۔ چنانچہ وہ گئے۔ بعض نے تو ان ادویہ سے محض لاعلمی ظاہر کی۔ اور بعض نے کچھ نہ کچھ اٹھا کر دے دیا۔ اس پر افشین نے سب عید لانیوں کو جمع کر کے ان اجنبی الفاظ کے متعلق سوالات پوچھے۔ جس نے لاعلمی ظاہر کی، اُسے تو چھاؤنی میں رہنے دیا اور جس نے اپنے علم کا رعب قائم رکھنا چاہا، اسے ایک مینی دو گوش چھاؤنی سے نکال دیا۔ اور تمام چھاؤنی میں اس قہقہے کو بہ ذریعہ منادی شہرت دی۔

اس کے بعد افشین نے المامون کو لکھا کہ اگر آپ پسند فرمائیں تو چند دیانت دار عید لانی اطبا کو آپ کے ہاں بھیج دوں۔ مامون نے اس تجویز کو شرف قبولیت بخشا اور دیانت دار عید لانیوں کو اپنے ہاں منگوا لیا۔

حرف السین

سُلیمان بن حسان اللاندسی المعروف بہ ابن حُلجُل

فقیہ طب، علوم ادوئل و تواریخ سلف کا فاضل تھا۔ اس کی ایک چھوٹی سی کتاب کا نام تاریخ المحکما ہے۔ یہ کتاب اس قدر مختصر ہے کہ تسفی نہیں ہوتی۔ اس میں کلام نہیں کہ اندازہ بیان خوب ہے۔

سنان بن الفتح الحمرانی

فقہ حساب و اعداد میں خاصی شہرت حاصل کی اور اس فن پر چند کتابیں

بھی لکھیں۔

سنان بن ثابت بن قرۃ الحرانی ابو سعید

اپنے والد کی طرح ایک مشہور طبیب تھا۔ پہلے المقتدر باللہ اور پھر القاہر کا معالج خاص رہا۔ القاہر کو اس پر بہت زیادہ اعتماد تھا، اور اس سے محبت بھی کرتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک دفعہ اسے اسلام لانے پر مجبور کیا۔ جب یہ نہ مانا تو دھمکایا۔ اور سنان القاہر کے ڈر سے مسلمان ہو گیا۔

القاہر کی یہ عادت تھی، کہ ہر حکم کے ساتھ سخت دھمکی بھی دیا کرتا تھا۔ اس عادت سے تنگ آ کر سنان، خراسان کی طرف چلا گیا۔ پھر کچھ عرصے کے بعد واپس آ گیا اور ۳۳۱ھ کو بغداد ہی میں فوت ہوا۔ سنان کے کمالات المقتدر کے زمانے میں ظاہر ہوئے۔ رفتہ رفتہ اس کا رسوخ اس قدر بڑھ گیا، کہ رئیس الاطباء بنا دیا گیا۔

۳۱۹ھ میں المقتدر کو شکایت پہنچی کہ ایک نیم حکیم نے ایک بھلا چنگا آدمی مار ڈالا ہے تو اس نے محتسب شہر ابو یلیجہ کو حکم دیا کہ کسی طبیب کو علاج معلجے کی اجازت نہ دی جائے۔ جب تک کہ سنان بن ثابت کی دستخطی تحریر اس کے پاس موجود نہ ہو۔ دوسری طرف سنان کو حکم دیا کہ ہر طبیب کا امتحان لے، اور صرف ایسے شخص کو علاج و معالجے کی اجازت دے، جو صحیح معنوں میں اس قابل ہو۔ تھوڑے ہی عرصے میں ان طبیبوں کی تعداد صرف بغداد کے دو حصوں میں تقریباً آٹھ سو ساٹھ تک جا پہنچی۔

ایک دن ایک بلج الصورت۔ باوقار و متین شخص سنان کے سامنے پیش ہوا۔

سنان دیر تک اس کا منہ تکتا رہا۔ لیکن جب اس کے منہ سے کوئی کلمہ نہ نکلا تو سنان بولا۔

”میں جناب والا سے فن طب کے متعلق کچھ سنانے کا آرزو مند ہوں۔“

اس پر اس نے حیب سے میں دینا نکال کر سنان کے آگے رکھ دیے، اور کہا:-

۵ ”حضور! میں نہ تو لکھ سکتا ہوں، نہ پڑھ سکتا ہوں، اور نہ علم طب

کے متعلق کچھ جانتا ہوں۔ میری گزارش تو صرف اتنی ہے کہ یہ حقیر سی

رقم منظور فرمائیے اور مجھے علاج و معالجے کی اجازت دیجیے کہ میرے

اہل و عیال کا وسیلہ معاش ہی ہے۔“

سنان۔ ہاں! لیکن اس شرط پر کہ تم نقد و مسہل کے متعلق کوئی مشورہ نہیں

۱۰ دو گے۔ اور نہ کسی ایسے مرض کا علاج کرو گے۔ جس کے متعلق تم کچھ

نہیں جانتے۔

وہ شخص۔ جناب والا! میں تو ان شرائط کا پہلے ہی سے پابند ہوں۔ سکتجبین اور ادیبہ

مسئلہ کے سوا میرے پاس اور کوئی چیز ہوتی ہی نہیں۔

دوسرے دن ایک حسین نوجوان پیش ہوا۔ سنان نے پوچھا۔ ”تم نے کس سے

۱۵ طب پڑھی ہے؟ کہا۔ اپنے والد سے، وہی سکتجبین والا جس نے کل آپ سے

طبابت کی سند حاصل کی تھی۔“

سنان۔ ہاں یاد آ گیا، ٹھیک ہے۔ لیکن باپ کے مبلغ علم سے آگے پاؤں نہ رکھنا۔

کہتے ہیں کہ حیب الرضا منی فوت ہو گیا، تو بحکم نے سنان کو واسط میں آنے کی

دعوت دی۔ وہاں پہنچا، تو بحکم تعلیم و تکریم سے پیش آیا، اور کہنے لگا کہ مجھ کو

۲۰ تمہارے علم و فضل اور دیانت و مروت پر پورا اعتماد ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم میری

۱۷ بحکم ۳۲۹ میں واسط کا فرماں دوا تھا۔ وہی واسط جسے حجاج نے بنوایا تھا۔

صحت کا خیال رکھو، اور ایک امر پر خاص توجہ دو، اور وہ یہ کہ میں مغلوب الغضب ہوں۔ قرط غصیب میں جب کسی کو ضرب و قتل کی سزا دے بیٹھتا ہوں، تو سکون کی حالت میں سخت پچھتا تا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم میرے اس نقص کو دور کرنے کی کوئی سبیل نکالو۔

اس پرستان لے کہا۔

”جہاں پتہ! آپ ایک سلطنت کے فرماں روا ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی اور آپ سے زیادہ طاقت ور نہیں۔ انسانوں میں یہ کہاں طاقت کہ غیض و غضب کی حالت میں آپ کو روک سکیں۔ جناب والا کو معلوم ہے کہ غصہ اور شراب فاتر العقل بنا دیتے ہیں۔ اس حالت میں آدمی جو کچھ کہتا یا کرتا ہے، اس پر ہوش آنے کے بعد سحت نامم ہوتا ہے۔ اس لیے حضور والا کے لیے بہترین طریق کار یہ ہے کہ غصے میں کوئی سزا نہ دیں، بلکہ حالت سکون کا انتظار کریں۔ اگر حالت سکون میں بھی ملزم آپ کی نظروں میں مجرم ثابت ہو، تو اسے سزا دیجیے، ورنہ معاف کر دیجیے۔ وانا بکتے ہیں کہ اگر غصہ دلانے والا شخص تمہارے حلقہ گرفت کے اندر ہو، تو اسے سزا دینے سے پہلے اچھی طرح سوچو، تب کوئی قدم اٹھاؤ۔ مثل مشہور ہے کہ غصے کے بعد جب تک ایک رات نہ گزر جائے، عقل واپس نہیں آتی۔“

ہر انسان، الٰہی عفو و رحمت کا محتاج ہے، اور جلد بازی سے

اللہ ناراض ہو جاتا ہے۔ قرآن حکیم میں وارد ہے۔

جہاں تک ممکن ہو، عفو و درگزر سے کام لو۔ کیا تم یہ نہیں چاہتے

کہ اللہ بھی تمہارے معاملے میں عفو و درگزر سے کام لے؟

ایک اور مقام پر وارد ہے:-

”عقوبت بڑی نیکی ہے۔“

اگر غصہ فرو ہونے کے بعد آپ ملزم کو گتہ کار ہی سمجھتے ہیں، تو منرا و
عقوبت میں حد سے نہ گزریے، ورنہ بدنامی ہوگی۔ دو چار بار اس
طرح کرنے سے طبیعت میں اعتماد پیدا ہو جائے گا۔ اور یہ خوبی

عادت بن جائے گی۔“

ی حکم نے اس مشورے کو پسند کیا، اور اس پر عمل شروع کر دیا، یہاں تک کہ وہ
نقص دور ہو گیا۔ ساتھ ہی خیرات، دفع ظلم و قیام عدل میں مشہور ہو گیا۔

۱۰ واسط میں ایک دارالضیافتہ جاری کیا۔ جہاں مسافروں، بھوکوں اور غریبوں کو
مفت کھانا دیا جاتا تھا۔ بغداد میں شفاخانہ بنوایا، اور رعیت کو عدل سے نال کر دیا۔
کہا کرتا تھا کہ عدل بادشاہ کے لیے از بس منفعت بخش ہے۔

ی حکم کے دربار میں سنان بہت اونچے مرتبے تک پہنچا۔ حکم نہایت تعظیم سے
پیش آتا اور امرائے دربار بھی بہت عزت کرتے تھے۔

ایک دفعہ ملک میں وبا میں پھیل گئیں، تو وزیر علی بن عیسیٰ نے سنان کی

۱۵ طرف مندرجہ ذیل احکام جاری کیے:-

(الف) چند روز سے قیدیوں کی صحت جسمانی کا مسئلہ میرے ہاں زیر غور ہے۔ یہ

بے چارے ہر قسم کی سہولتوں سے محروم، بھٹیروں کی طرح چھوٹے چھوٹے

کمروں میں قید ہوتے ہیں۔ جب یہ بیمار پڑ جاتے ہیں، تو کوئی انہیں پوچھنے والا

نہیں ہوتا۔ اس لیے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں، کہ آپ ہر جیل خانے میں

۲۰ روزانہ چند ایک طبیب دواؤں سمیت بھیجا کریں۔ جو وہاں معائنے کے

بعد مرلیضوں کا علاج کریں۔

دب) چوں کہ دیہات میں کوئی طبی انتظام موجود نہیں۔ اس لیے آپ اہلیا کی ایک
یا قاعدہ جماعت ترتیب دیں، جو دیہات کا دورہ کرے اور ہر گاؤں میں برقعہ
ضرورت قیام پذیر ہو۔

سنان نے حکم کی تعمیل کی، اور چند روز کے بعد وزیر کو ایک چھٹی لکھی۔ جس کا
مضمون یہ تھا:-

” بندہ نواز! اہلیا کی دیہات گرد جماعت نے ایک خط میں پوچھا ہے
کہ شہر بسورا کی اکثر آبادی یہودیوں کی ہے۔ ہمیں مطلع کیا جائے کہ آیا
ان لوگوں کا بھی علاج کریں یا نہیں۔ نواز شہنشاہ مجھے لکھیے کہ میں ان طبیوں
کو کیا ہدایت دوں؟“

وزیر نے جواب میں لکھا:-

” شفا خانے مسلم و غیر مسلم دونوں کے لیے ہیں۔ ہاں اتنا فرق ضرور ملحوظ
رہے کہ حیوان سے پہلے انسان کا اور غیر مسلم سے پہلے مسلم کا علاج
کیا جائے۔ آپ دیہات گرد جماعت کو تاکید کریں کہ کوئی کافل ان
کے فیض سے خالی نہ رہے۔ اور اگر کہیں کوئی راہ بر نہ ملے تو مناسب
انتظام تک وہیں ٹھہریں۔ اللہ انھیں نیکی کی توفیق دے۔“

۳۰۶ھ میں سنان نے المقعدہ کو ایک شفا خانہ کھولنے کا مشورہ دیا۔ خلیفہ

راضی ہو گیا، اور باب الشام کے پاس شفا خانہ کھولا گیا۔ جس کا نام البیمارستان
المقعدری رکھا گیا۔ اس شفا خانے کا ہوا خرچ دو سو دینار تھا۔ یکم محرم ۳۰۶ھ کو
بازار کھنی میں سنان نے شفا خانہ ستیدہ جاری کیا۔ جس میں چند دیگر ہمراہیوں

سے بسورا غالباً بسرا کا بگاڑ معلوم ہوتا ہے۔ بسرا نواحی بغداد میں ایک گاؤں کا نام تھا۔ جہاں

زاد ابو عبیدہ و ابو القاسم ابن بسری نے جنم لیا تھا۔ (القاموس)

کے علاوہ خود بھی کام کیا کرتا تھا۔ اس شفا خانے کے ماہانہ مصارف پچھ سو دیتار کے قریب تھے۔ یہ رقم یوسف بن یحییٰ المنتعم کے ہاتھوں خرچ ہوتی۔ اس لیے کہ خود ستان پیسے کے معاملے میں بالکل دخل نہیں دینا چاہتا تھا۔

ستان علم ہیئت کا بہت بڑا عالم تھا۔ اور اس فن پر متعدد تصانیف لکھی ہیں، جن کا ذکر ہم خوف طوالت نظر انداز کر رہے ہیں۔ المحسن بن ابراہیم بن ہلال الصائبی نے تصانیف ستان کی ایک فہرست تیار کی تھی جس میں چند ایک کتابوں کے نام یہاں درج کیے جاتے ہیں :-

- (۱) رسالۃ فی تاریخ ملوک السریانیین (۲) رسالۃ فی الاستواء
- (۳) رسالۃ الی بحکم (۴) رسالۃ الی ابن رائق (۵) رسالۃ الی علی بن عیسیٰ الوزیر۔
- (۶) الرسائل السلطانیات والاخوانیات (۷) رسالۃ فی النجوم۔
- (۸) رسالۃ فی شرح مذہب الصائبین
- (۹) رسالۃ فی قسمۃ ایام الجمعۃ علی الکواکب السبعۃ۔ یہ رسالہ ابواسحق ابراہیم بن ہلال الصائبی کی طرف لکھ بھیجا تھا۔
- (۱۰) رسالۃ فی الفرق بین المترسل والشاعر۔
- (۱۱) رسالۃ فی اختیار آیاتہ واجدادہ۔ اس کا عربی میں ترجمہ ہو چکا ہے۔
- (۱۲) نوامیس ہرمس (۱۳) نوامیس السور (۱۴) نوامیس الصلوات الیٰ علیٰ بہا الصائبین۔
- (۱۵) اصلاح کتاب افلاطون فی الاصول الهندسیہ۔ اس میں ستان نے بھی کچھ اضافہ کیا ہے۔
- (۱۶) مقالۃ فی الاشکال ذوات المخطوط المستقیمۃ متی تقع فی الدائرۃ۔ اس میں بھی ستان نے کافی اضافہ کیا ہے۔
- (۱۷) اصلاح عبارتہ ابی سہل الکومی فی جمیع کتیبہ۔ یہ اصلاح ابوسہل کی درخواست پر کی تھی۔

(۱۸) اصلاح، و تہذیب، لمانقلہ، من کتاب یوسف القس۔ یوسف القس نے کتاب
ارشیدس فی المثلثات کو سریانی میں منتقل کیا تھا۔ سنان نے اس کا پہلے
عربی میں ترجمہ کیا۔ اور پھر نظر ثانی میں اصلاح کی۔

سہل بن بشر بن حلیب بن ہانی (ہانا) الاسری

المنجم ابو عثمان

اس نے احکام نجوم پر بہت کتابیں لکھی ہیں۔ آنے والے واقعات کے متعلق
پیش گوئیاں بھی کرتا تھا۔ پہلے ظہیر بن الحسین الامور اور پھر الحسن بن سہل کی
خدمت میں رہا۔

سہل بن بسا یور بن سہل المعروف بہ الکوسج

سایور کا بیٹا، امواز میں رہتا تھا لیکن زبان نوزستان کی بولتا تھا۔ مامون
کے عہد میں مشہور طبیب تھا۔ گو یوحنا بن ماسویہ۔ جورجیس بن یحییٰ شوع۔ مسی
بن الحکم اور زکریا طیفوری سے فصاحت و بلاغت میں کم تر درجے کا آدمی تھا۔

۱۰۔ الحسن بن سہل نوبخت۔ ۱۵۔ سایور کے حالات حرف السین کے متن میں درج ہیں۔

۱۱۔ امواز، ایران و عراق کا درمیانی علاقہ جس پر حضرت فاروق کے عہد میں (فتح ایران سے پہلے)

ساسانیوں کی طرف سے ہرمزان حکومت کیا کرتا تھا۔ ۱۹۔ میں یہ علاقہ مسلمانوں نے فتح کیا۔

۱۲۔ حالات حرف العین میں۔

لیکن علاج کرنے میں کسی سے کم نہ تھا۔ ابرش کے ساتھ بہت گہرے تعلقات تھے اس کی وفات ماموں کی وفات سے چند ماہ پیش تر ہوئی۔

الکوج کی طبیعت میں یونگا پن بہت زیادہ تھا۔ اس سلسلے کی دو حکایتیں سنیں۔

(۱) ۲۰۹ء کا واقعہ ہے کہ الکوج سخت بیمار ہو گیا۔ آخری وصیت کے لیے چند گواہوں کو طلب کیا۔ جب وصیت میں اپنے بچوں کو شمار کرنے لگا تو سب سے پہلے جوڑ حسین بن مریم بن بختی شوع بن جوڑ حسین اُخت جبرئیل اور اس کے بعد یوحنا بن ماسویہ کا نام لکھوایا۔ تشریحی نوٹ میں بیان کیا کہ جوڑ حسین اور یوحنا کی ماں سے میرے ناجائز تعلقات رہے ہیں۔ چوں کہ یہ دونوں ناضل میرے نطفے سے ہیں، اس لیے انہیں اپنی اولاد میں گن رہا ہوں۔

۱۰ ایک دن سہل و جوڑ حسین چوتھے کے بھار (ایسا بھار جو ہر چوتھے دن آئے) پر بحث کر رہے تھے، کہ باتوں باتوں میں گرم ہو گئے۔ سہل جھٹ پول اٹھا، تمہیں شرم نہیں آتی کہ باپ سے لڑ رہے ہو۔ اور اس کے بعد وصیت والا قصبہ تمام محفل کے سامنے بیان کر دیا۔ جوڑ حسین غیظ و غضب سے بھرک اٹھا۔ سہل بولا: اس کے کان میں آیۃ الکرسی پڑھ کر پھونکو کہ اس پر مرگی کا حملہ ہو گیا ہے۔

۱۵ (۲) شعائین کا دن تھا۔ سہل الکوج، دیر جانتیق کی طرف جا رہا تھا کہ یوحنا بن ماسویہ کو ایک عجیب شان سے آتے دیکھا۔ گھوڑے پر سوار تھا اور ساتھ ساتھ خوب صورت غلام جا رہے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر سہل جل گیا اور جھٹ پولیس چوکی پر جا کر کو تو ال کو کہنے لگا۔ "مغزور ایک فریاد لے کر آیا ہوں۔"

۱۵ ابراہیم بن ایوب ابرش عبد مامل کا ایک حکیم جو عہد متوکل (۲۳۲-۲۳۸) تک زندہ رہا۔

۱۵ عیسائیوں کی ایک خاص عید، جس پر کھجور کی ٹہنیاں ہاتھ میں لے کر جلوس نکالتے ہیں۔

میرا بیٹا مجھ سے یاغی ہو گیا ہے اور اب اس کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ مجھے باپ تک ماننے سے انکار کرتا ہے۔" اتنے میں یوحتا چوکی کے سامنے آ پہنچا۔ سہل جھٹ بول اٹھا۔ "حضور! وہ دیکھیے، گھوڑے پہ وہی جا رہا ہے۔" یہ کہہ کر چوہہ دینار کو تو ال کے سامنے رکھ دیے اور عرض کی کہ حضور اس پاچی کو تیس چالیس گھوڑے لگائیے، تاکہ اس کا دماغ درست ہو۔" کو تو ال نے یوحتا کو گھوڑے سے اتار کر پوچھا، کہ تم باپ کو کیوں تنگ کرتے ہو؟ وہ کہنے لگا۔ "جناب میں اس شخص کو جانتا ہی نہیں۔ یہ کون ہے میرا باپ بٹے والا۔" کو تو ال نے زمین پر گرا کر وہ چابکیں رسید کیں کہ خدا کی پناہ۔

سہلیس

روم کا مشہور فلسفی، جس نے بعض تصانیف ارسطو کا ترجمہ کیا۔

سوریائوس

اپنے عہد کا فلسفی اور بعض کتب ارسطو کا شارح۔

سقراط

سقراط کا مشہور نام سقراط الحُب ہے۔ حُب شکرے کو کہتے ہیں۔ چوں کہ یہ عظیم عمر کبیر ایک شکرے میں رہا۔ اس لیے سقراط الحُب کے نام سے مشہور ہو گیا۔

یہ حکیم اس فانی دنیا کی فانی آرائشوں اور ناپائیدار دل چسپیوں کی حقیقت سے پوری طرح آگاہ تھا، اس لیے ان چیزوں سے دور رہتا تھا۔

سقراط، فیثاغورس کا شاگرد۔ علوم الہیہ کا فاضل اہل۔ دنیوی دل کشیوں سے متنفر۔ شرک اور خصوصاً بت پرستی کا دشمن اعظم تھا۔ اس نے یار ہائیونانی پادریوں کے ساتھ بت پرستی پر مناظرہ کیا، اور انھیں سخت شکستیں دیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگوں نے عوام و خواص کو سقراط کے خلاف بھڑکانا شروع کر دیا۔ اور بادشاہ سے اس کے قتل کا مطالبہ کیا۔ بادشاہ نے تنگ آ کر سقراط کو پادریوں کے حوالے کر دیا، کہ جو چاہتے ہو وہ کرو۔ ان لوگوں نے اسے پہلے جیل میں رکھا اور پھر زہر پلا کر ہلاک کر ڈالا۔

۱۰ اس حکیم کی دعیتوں، حکمتوں اور نصیحتوں سے ایک عالم آگاہ ہے اس مذہبی عقائد فیثاغورس و ابیزقلیس سے انور ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اس کے خیالات یوم آخرت کے متعلق خام و ناقابل قبول ہیں۔ بعض مورخین نے بیان کیا ہے کہ سقراط شام کا رہنے والا ایک فلسفی زاہد تھا۔ جس نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی، اور جسے آخر میں قتل کر دیا گیا۔ وجہ قتل یہ تھی کہ فرماں روا اُسے وقت اسے فواجش^۱ سے روکنا تھا، اور یہ روکنا نہیں تھا۔

سقراط عمر بھر ایک بڑے ٹکے میں رہا۔ صرف ایک کپڑے سے کام چلاتا تھا۔ اور متاع دنیوی میں سے کوئی چیز اس کے پاس نہ تھی۔ ایک دن سقراط کے پاس سے بادشاہ وقت کا گزر ہوا۔ سقراط کو قدرے بے توجہ پا کر کہنے لگا۔ تم جانتے نہیں کہ میں تمہارا آقا ہوں اور تم میرے غلام ہو۔ سقراط نے کہا۔ آپ

۱۱ فلسفہ بھی تھا اصناف بھی تھا اور پھر فواجش میں مبتلا تھا۔ بات کچھ سمجھ میں نہیں آئی۔

تو میرا غلام در غلام ہے۔ بادشاہ یہ جواب سنی کر سٹ پٹا سا گیا لیکن خاموش رہا۔ اس کے بعد پوچھا: "تم اس ٹکے میں کیوں رہتے ہو؟" کہا: "اس لیے کہ میں ناپائیدار مکانوں اور محلوں سے متنفر ہوں۔" بادشاہ نے کہا: "اگر یہ ٹکا ٹوٹ گیا تو پھر؟" کہا: "پھر خالی زمین پر۔" اس کے بعد بادشاہ محل کی طرف روانہ ہو گیا۔ چند روز کے بعد اپنے درباریوں سے (جن میں سے اکثر مجوسی تھے) سقراط کے متعلق رائے طلب کی۔ سب نے قتل کا مشورہ دیا۔ سقراط کو یہ سب کچھ معلوم ہو گیا لیکن اپنے ٹکے کو نہ چھوڑا۔ اور کہا موت زندگی سے اچھی ہے۔ انسان موت کی دنیا میں جا کر ہر لحاظ سے کھل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اس پر مقدمہ چلایا گیا۔ ستر ہائیوں نے اس کے خلاف شہادت دی۔ اور بادشاہ نے موت کی سزا تجویز کی۔ اس پر سقراط کی اہلیہ رونے پڑنے لگی۔ سقراط نے وجہ پوچھی، تو کہنے لگی: "تمہیں بیگناہ قتل کیا جا رہا ہے۔" سقراط بول اٹھا: "کیا تم یہ چاہتی ہو کہ میں پہلے کوئی زبردست گناہ کرتا اور پھر قتل ہوتا؟"

ایک دفعہ شاگردوں نے کہا: "آقائے محترم! آپ اپنا علم کتابی صورت میں کیوں منقبت نہیں فرماتے؟" فرمایا: "میں اپنا علم بکریوں کی کھال میں نہیں بھرنا چاہتا۔" اس زمانے میں اچھی کتابوں پر بکریوں کی کھال چڑھائی جاتی تھی تاکہ محفوظ رہیں۔ ایک دفعہ کسی نے پوچھا: "خلق عالم کی محرک کون سی چیز تھی؟" کہا: "اللہ کا جود و کرم۔"

سقراط افلاطون کا ہم عصر اور شعرا کا سخت مخالف تھا۔ جب اس نے ہر جگہ شعرا اور ان کی شاعری کے خلاف وعظ کہنا شروع کیا تو روسا و اکابر کو یہ چیز ناگوار گزری۔ چنانچہ گیارہ بڑے بڑے پادری مل کر بادشاہ کے ہاں گئے۔ اسے سخت بھڑکایا، اور سزائے موت کا مشورہ دیا۔ لیکن بادشاہ

کہتے لگا۔ سقراط ایک مشہور حکیم ہے۔ جس کے پیروں اور ارادت مندوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، اس لیے یوں کھلم کھلا اسے قتل کرنا مناسب نہیں۔ درتہ بے چینی پھیلنے کے علاوہ لوگ کہیں گے کہ بادشاہ جاہل تھا، اس لیے اتنے بڑے عالم کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پادری کہنے لگے ہم اسے چپکے سے زہر بلا دیں گے اور کسی کو خبر تک نہ ہوگی۔ بادشاہ نے سقراط کو جیل خانے میں ڈلوادیا۔ جہاں وہ کسی مہینے رہا۔ ۵

ایک دن سقراط کے ایک ارادت مند سقراطیس نے ایک اور ارادت مند فاڈن سے پوچھا کہ سقراط کی موت کا فیصلہ تو کب سے ہو چکا ہے۔ اب یہ دیر کیوں ہو رہی ہے۔ فاڈن نے کہا۔ بات یہ ہے کہ ہر سال شہر اٹینس سے ایک گھوڑا جس کے پچھلے حصے پر کچھ تصاویر وغیرہ بھی بنائی جاتی ہیں، معبد ایروان تک لایا جاتا ہے اور جب تک یہ گھوڑا اٹینس میں واپس نہ پہنچ جائے، کسی مجرم کی سزا نافذ نہیں کی جاتی۔ ۱۰

اس دفعہ یہ گھوڑا کشتی میں بیمار ہو گیا ہے اور ابھی تک اس معبد میں پہنچا ہی نہیں اور جب تک اٹینس میں واپس نہیں پہنچ جائے گا۔ سقراط کی سزا نافذ نہیں ہوگی۔ فاڈن کہتا ہے کہ ہم سقراط سے عموماً اندھیرے میں ملا کرتے تھے۔ جب اس گھوڑے کے واپس آنے میں ایک دو دن رہ گئے، تو میں سقراط کے ہاں گیا۔ وہاں افریطون پہلے ہی سے موجود تھا۔ افریطون نے کہا کہ ہمتے محافظان زنداں کو ۱۵

روپے کا لالچ دے کر اس امر پر راضی کر لیا ہے کہ اگر آپ یہاں سے نکلنا چاہیں تو وہ مانع نہیں ہوں گے۔

سقراط۔ یہاں سے نکل کر کہاں جاؤں، اور ان لوگوں کو رشوت کہاں سے دےں میری تمام جائیداد تو چار سو درہم مالیت پر بھی نہیں۔

۲۰ افریطون۔ ہماری جانیں اور دولت آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہیں۔ آپ رشوت

بلکہ یونان کا ایک شہر جہاں افلاطون پیدا ہوا تھا۔

وغیرہ کی نکر نہ کریں۔ صرف یہاں سے چلنے کی تیاری فرمائیں۔

سقراط۔ جاؤں کہاں؟

اقرلیطون۔ رومیہ میں۔

سقراط۔ اقرلیطون! تم غلطی پر ہو۔ رومیہ فالے بیگانے ہیں اور آنتیس کے لوگ اپنے ہیں۔ اگر اپنوں نے مجھے قتل کا مستحق قرار دیا ہے، تو بیگانوں سے حُسن سلوک کی اُمید کیسے رکھ سکتا ہوں۔ مزید براں میرے قتل کی وجہ سچائی کی حمایت اور ظلم و عدواں کے خلاف مسلسل جہاد ہے۔ میں یہ فرض تادم واپس ادا کرتا رہوں گا۔ اگر اس فرض کی ادائیگی کی سزا یہاں موت ہے تو وہاں بھی موت ہوگی۔ یہاں چند نفوس کو بچھ سے ہمدردی ہے۔ اور وہاں شاید ایک آتسو تک پہلے والا کوئی نہ ہو۔

اقرلیطون۔ خدا کے لیے آپ اپنے بچوں پر رحم فرمائیں۔

سقراط۔ رومیہ میں بھی بچوں کا یہی حال ہوگا۔ یہاں تو شاید آپ جیسے چند مخلص احباب ان پر رحم کھالیں، لیکن وہاں رومیہ میں انہیں کون پوچھے گا۔ سلسلہ گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے سقراط نے کہا:-

”فرض کرو، کہ تاموس (عزت) انسانی شکل میں متمثل ہو کر مجھ سے

پوچھتا ہے کہ اے سقراط کیا میں نے تیرے آبا و اجداد کا ساتھ نہیں دیا

تھا۔ اور کیا تیری تمام زندگی میری رہ نمائی میں بسر نہیں ہوئی؟ تو

میرا جواب کیا ہوگا؟ ہاں یا نہیں؟

اقرلیطون۔ آپ کا جواب یقیناً ”ہاں“ ہوگا۔

سقراط۔ اچھا اگر ناموس مجھ سے پوچھے کہ کیا یہ قرین انصاف ہے کہ تم پر ظلم

کرے اور تم اس کے جواب میں بے ظلم توڑو، تو میں کیا جواب دوں؟

اقریطون۔ "آپ کا جواب ہی ہوگا کہ یہ اقدام ناجائز ہے۔"

سقراط۔ "پھر اگر ناموس یہ کہے کہ تم پر ظلم تو پادریوں نے کیا ہے۔ اور اس کے

جواب میں تم مجھ پر ظلم توڑ رہے ہو، تو میں کیا جواب دوں۔"

اقریطون۔ "میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔"

سقراط۔ "مطلب عفاف ہے۔ کیا مصائب میں عیرواستقامت کا دامن چھوڑ

دینا خلافِ تنگ و ناموس نہیں؟"

اقریطون۔ "یقیناً خلافِ تنگ و ناموس ہے۔"

سقراط۔ "تو پھر آپ ہی فرمائیں کہ اگر مجھ پر پادری ظلم کریں، تو اس کے جواب

میں ناموس پر ظلم توڑنا اور بے حوصلہ ہو کر ادھر ادھر بھاگتے پھرنا کہاں تک

جائز ہے؟"

سقراط اور اقریطون میں یہ مکالمہ دیر تک جاری رہا۔ اس کے بعد اقریطون

نے کہا کہ سزا کا وقت قریب آ گیا ہے، اگر آپ کی کوئی خواہش ہو تو ہمیں اس

کے پورا کرنے میں بے حد مسرت حاصل ہوگی۔ سقراط نے جواب میں صرف اتنا

کہا کہ میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ میری

سزا کا وقت سر پر آ پہنچا ہے۔

آخری دن ہم حسبِ عادت صبح سویرے جیل خانے میں جا پہنچے۔ پہلے

عاصبِ زنداں قرآن آیا۔ دروازہ کھلوا یا اور ان گیارہ پادریوں کے ہمراہ سقراط

کے کمرے میں چلا گیا۔ ہم کچھ دیر پھیرے اور پھر واپس چلے گئے۔ اس کے بعد دوبارہ

ہمیں سقراط کے اہل جانے کی اجازت ملی۔ دیکھا کہ اس کے پاؤں کی بیڑیاں کٹ چکی

ہیں۔ ہم اندر جا کر زمین پر بیٹھ گئے۔ سقراط بھی چار پائی سے اتر کر نیچے بیٹھ گیا اور

پنڈلیوں کو ملتے ہوئے کہنے لگا۔ اللہ کا انتظام کس قدر عجیب ہے کہ تقریباً

ہر مقام پر دو متضاد چیزیں آپس میں مل رہی ہیں۔ ہر لذت کے بعد الم اور ہر الم کے بعد لذت ہے۔ آج میرے پاؤں کی بیڑیاں اُتری ہیں تو مجھے ٹانگوں کے ہلکے پن میں ایک خاص لطف محسوس ہو رہا ہے۔

اس کے بعد سقراط نفسیات پر گفتگو کرنے لگا۔ اور ہر سوال کا جواب اسی اطمینان سے دیتا گیا اسے موت کی کوئی فکر ہی نہیں۔ دورانِ گفتگو میں کبھی متین بن جاتا اور کبھی مذاق پر اُتر آتا۔ ہم سب حیران تھے کہ موت سے میں پہلے یہ بے فکری و متانت آج تک سُننے میں نہیں آئی۔ اس دوران میں ہمارا ایک ساتھی سیماس کہنے لگا:-

”اُستاد محترم! آج اس حالت میں کہ موت سر پر منڈلا رہی ہے،

آپ سے سوالات پوچھنا ناموزوں معلوم ہوتا ہے اور کل آپ کی

غیر موجودگی میں سوالات پوچھنے کی تمنا بے چین کر دے گی۔“

سقراط کہنے لگا: ”اے سیماس! جستجو رازِ حیات ہے۔ اسے میرے بعد بھی جاری رکھو

کہ مجھے اسی سے مسرت ہوگی۔ جہاں تک جستجو کا تعلق ہے موت و حیات میں کوئی فرق

نہیں۔ زندگی میں بڑے بڑے علمائے ملاقات کا موقع ملتا ہے۔ اور مر کر ہم اسلاؤس

امارس اور ارفالیس جیسے فضلائے دہر کے پاس جا پہنچتے ہیں۔“

نفسیات پر گفتگو کر چکنے کے بعد کسی نے ہیئتِ عالم کے متعلق ایک سوال

پوچھ لیا۔ کہنے لگا کہ زمین گول ہے اور آسمان ایک دوسرے کو محیط ہیں۔ نیز متحرک

ہیں۔ بس حقیقت صرف اتنی ہے، باقی اس موضوع پر جو کچھ دیگر علمائے اورادیس

ارفاؤس۔ اسیدوس اور ایڈقلیس جیسے شعرا نے کہا ہے، وہ سب کچھ

ظنی و غیر یقینی ہے۔ اس موقع پر سقراط نے ان علماء و شعرا کے بہت سے

اقوال نقل کیے۔

پھر فرمایا۔ اب میرے آخری سفر کا وقت قریب آ گیا ہے۔ مناسب ہے کہ میں نہالوں، تاکہ خورتوں کو غسل دینے میں تکلیف نہ ہو۔ دنیا کی ہر چیز فانی ہے میں عنقریب دوسری دنیا کی طرف اور تم اپنے گھروں کی طرف روانہ ہو جاؤ گے۔ اس کے بعد غسل خانے میں چلا گیا۔ اس وقفے میں ہم ہی کتے رہے کہ ایسا شفیق باپ پھر کہاں سے ملے گا۔ ہم اس کے بعد متمیم ہو کر رہ جائیں گے۔ جب غسل سے فارغ ہو کر باہر آیا تو اپنے بیٹوں اور بیوی کو اندر بلا دیا۔ تین بیٹے تھے، دو چھوٹے اور ایک بڑا۔ کچھ نصیحتیں کرنے کے انھیں رخصت کر دیا۔ اس پر اقرلیوں کہنے لگا۔ "امام محترم! ہمیں بھی اپنے اہل و عیال کے متعلق کچھ وصیت فرمائیے۔" فرمایا: "میں تم سے کوئی نئی بات نہیں کہنی چاہتا۔ وہی پڑانی باتیں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اپنی اصلاح کرو۔ اسی سے میں اور میرے ہم مشرب خوش ہوں گے۔"

۱۰ اقرلیوں۔ آپ کی وفات کے بعد ہم کیا کریں گے؟

سقراط۔ رہنس کر، بات یہ ہے کہ آج اقرلیوں کو مجھ پہ اعتماد نہیں رہا۔ وہ سمجھتا ہے کہ آج جس قدر باتیں میں نے کہی ہیں، وہ میں نے نہیں کہیں بلکہ میری نعش بول رہی ہے۔ اقرلیوں! میرے سفر کا وقت قریب آ گیا ہے۔ اگر موت کے بعد تم میری لاش حاصل کر سکو تو جو جی میں آئے کرو۔

۱۵ سلسلہ گفتگو جاری تھا کہ ان گیارہ پادریوں کا نوکر آیا اور کہنے لگا: "سقراط!

میں تمہارے اخلاق عالیہ سے اچھی طرح آگاہ ہوں۔ اور مجھے محکم یقین ہے کہ تم مجھے مجبوراً محض سمجھ کر معاف کر دو گے۔ یہ حیثیت ملازم میرا فرض ہے کہ زہر کا پیالہ تمہاری

خدمت میں پیش کروں۔ ورنہ اصلی مجرم وہ گیارہ قاضی ہیں۔ اللہ کی قسم! تم سے بہتر

۲۰ انسان آج تک اس جیل خانے میں نہیں آیا۔ جب پیالہ آئے، تو نہایت صبر و سکون سے پی لو۔ یہ کہہ کر وہ ملازم چلا گیا۔ سقراط کہنے لگا: "یہ شخص میرے پاس اکثر آیا کرتا۔"

تھا۔ اور یہ اپنے مذہب کا بہت بڑا قائل ہے۔ پھر اقریطون سے کہا: "جاؤ اور اس ملازم سے کہو کہ زہر کا پیالہ لے آئے۔ اگر تیار نہیں تو کر لے۔"

اقریطون: "سورج کافی اوپر آ گیا ہے۔ آپ کچھ ناشتہ تناول فرمائیں۔"

سقراط: "یہ ناشتہ ہی کی تو تیاری ہے۔ ملازم سے کہو کہ میری موت کا پیالہ لائے۔"

اقریطون گیا اور ملازم کو مع کاسہ زہر کے ہمراہ لے آیا۔ سقراط نے پیالے کو

یوں دیکھا، جس طرح ایک طاقت ور سیل کسی مہیب چیز کی طرف دیکھتا ہے۔ ہاتھ بڑھا

کر پیالہ ہاتھ میں لے لیا، اور ملازم سے پوچھا کہ اس سے کس قدر آدمی مر سکتے ہیں؟

اس نے کہا کہ یہ مقدار صرف ایک آدمی کے لیے ہے۔ سقراط نے پوچھا کہ اس

پیالے کے متعلق کوئی اور ہدایت؟ ملازم نے کہا کہ پینے کے بعد ٹھٹنا شروع

کر دیکھیے۔ جب پاؤں بھاری ہوں تو لیٹے جائیے۔

سقراط نے پیالہ منہ کی طرف بڑھایا اور غٹ غٹ پی گیا۔ ہم نے رونا دھونا

شروع کر دیا، اور بعض کی فریادیں تو اس قدر دل گداز تھیں کہ خدا کی پناہ۔ فاذن کتنا

ہے، کہ میں نے منہ ڈھانپ کر رونا شروع کر دیا، اور دل کی یہ حالت تھی، گویا خنجر

چل رہے ہیں۔ اس پر سقراط کہنے لگا۔ میں نے عورتوں کو اسی لیے یہاں سے نکالا

تھا کہ گر یہ وزاری نہ ہو، اور اب تم مرد وہی کام کر رہے ہو۔ چنانچہ ہم تعظیماً

خاموش ہو گئے، اور سقراط نے ٹھٹنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر کے بعد کہنے لگا کہ میرے

پاؤں وزنی ہو گئے ہیں۔ اس پر ملازم نے اسے لٹا دیا اور پاؤں کو پکڑ کر پوچھنے لگا

کہ کیا آپ میری گرفت کو محسوس کر رہے ہیں؟ کہا: "نہیں۔" چند لمحوں کے بعد

پنڈلیوں کو پکڑ کر پوچھنے لگا: "کیا آپ میری گرفت کو محسوس کر رہے ہیں؟" کہا،

"نہیں۔" یونہی وہ پوچھتا گیا۔ یہاں تک کہ کمر تک آ گیا اور ہمیں مخاطب کر کے

کہنے لگا: "جب یہ سردی سقراط کے دل تک جا پہنچے گی، معاملہ ختم ہو جائے گا۔"

اس دوران میں سقراط نے قریطون کو کہا: "بھائی مجھے یاد آ گیا کہ ہمارے ہاں سقراطیوس کا ایک مرقا تھا، وہ سقراطیوس کو ضرور واپس پہنچا دیتا۔" اقریطون نے کہا: "میرا نکھوں پر۔ کوئی اوزار شاد؟" لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ اٹھ کر دیکھا تو آنکھیں پتھرا چکی تھیں۔ اقریطون نے مسافر عدم سقراط کی آنکھیں میچ دیں اور ٹاڑھی کے نیچے سے ایک پٹی ڈال کر اس کے منہ کو ہمیشہ کے لیے بند کر دیا۔ (حسین سے ۵

نفسِ آخرین تک علم و عرفان کے پھول جھڑتے رہے)۔

فاذن کہتا ہے کہ ہمارے زمانے میں کوئی ہستی سقراط سے بڑی موجود نہ تھی فقراطیس نے فاذن سے پوچھا: "وہ مرگ کون کون سے حضرات سقراط کے پاس موجود تھے؟" کہا: "سقراط کے تقریباً تمام شاگرد۔" پوچھا: "افلاطون بھی موجود تھا۔" کہا: "نہیں، بیمار تھا اور اس لیے غیر حاضر۔" ۱۰

سنبل قیوس

روم کا مشہور ریاضی دان و مهندس، جو اقلیدس کے بعد گزرا ہے۔ اس کے پیروں اور شاگردوں کی جماعت کافی وسیع تھی۔ سقراطیوس تھا اور یہ لحاظ فلسفہ یونانی۔ زندگی کا بنی بنی رجعتہ یونان ہی میں بسر ہوا۔ اور اس نے اقلیدس کی شرح بھی لکھی۔

سندین علی المنجم المامونی

۱۵
عہد مامون کا ایک قابل منجم اور سیر کو ایک سے آشنا۔ آلات رصد کے استعمال کا ماہر اپنے زمانے کا بہت بڑا فاضل جسے مامون نے آلات رصد کی اصلاح اور

شماسیہ (بغداد میں ایک رصد گاہ) میں مشاہدہ نجوم کی خدمت پر متعین کیا تھا۔ اس نے اس سلسلے میں کچھ کام تو کیا لیکن مامون کی وفات کی وجہ سے مکمل نہ کر سکا۔ اس کی مشہور تصویم آج تک ماہرین فلک کا ماخذ بنی ہوئی ہے۔ سب سے پہلے ماہودی تھا، پھر مامون کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا۔ معز الدولہ کے محل میں باب الشماسیہ کے پیچھے جو گر جا نظر آتا ہے، وہ اسی نے بنوایا تھا۔ اور مامون کو اس کے متعلق اس قدر خوش طبعی تھی، کہ اسے مشاہدات رصدی کا امتحن مقرر کر رکھا تھا۔ نجوم و حساب میں اس کی تصانیف مشہور ہیں۔

سالورین سہل

شفا خانہ چندلیسا پور کانگراں، فن طب کا فاضل اور کئی کتابوں کا مصنف تھا۔ اس کی مشہور تصنیف اقربا بآذین ہے۔ جو بائیس ابواب پر مشتمل ہے، اور جس پر شفا خانوں میں آج تک عمل ہو رہا ہے۔

سالور کی وفات ۲۰ یا ۲۱ رذی الحجہ ۲۵۵ھ کو ہوئی تھی۔

سلمویہ ابن یسار

ایک فاضل طبیب جسے معتصم نے تخت نشین ہوتے ہی (۲۱۸ھ) طبیب خاص بنالیا، اور حیب یہ مرگیا تو معتصم نے کہا: "میں بہت جلد طبیب سے جا ملوں گا۔ اس لیے کہ میری صحت و زندگی کا محافظ وہی تھا۔ اس کے بعد زندگی کی امید نہیں رہی۔"

حُنین لکھتا ہے کہ جب سلمویہ بیمار پڑ گیا تو معتصم عیادت کو آیا۔ طبیب کا بُرا حال دیکھ کر رو دیا۔ اور پوچھنے لگا۔ "تمہارا جانشین کسے بناؤں؟" کہا "اُس شخی باز یو حنّان ماسویہ کو رکھ لینا۔ لیکن وہ قدامبالغہ پسند واقع ہوا ہے۔ اس لیے اس کی بات کو پہلے تولتا اور پھر تسلیم کرنا۔"

۵ سلمویہ کی وفات کے دن معتصم نے دن بھر کچھ نہ کھایا، اور حکم دیا کہ طبیب کا جنازہ قصر شاہی میں لاؤ۔ چنانچہ لوہان کی دھونیوں اور موم بتی کی روشنی میں پادریوں نے اس کا جنازہ پڑھا، اور پھر اُسے قبرستان کی طرف لے گئے۔

معتصم سال میں دو دفعہ قصد کھلواتا تھا، اور قصد کے بعد سلمویہ اسے کوئی دوا پلایا کرتا تھا۔ سلمویہ کے بعد یو حنّانے اُس کا کام کیا کہ دوا پہلے پلا دی جس سے خون سخت گرم ہو گیا۔ سخت بُخار آ گیا اور چند روز بیمار رہ کر معتصم دوسری دنیا کو چل بسا۔ یہ واقعہ سلمویہ کی وفات سے بیس ماہ بعد ہوا۔

۱۰ حسین بن عبداللہ (سلمویہ کا ایک دوست) کہتا ہے کہ ایک دن میں سلمویہ سے ملنے گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حمام کر کے باہر آیا ہے، پسینہ بہ رہا ہے اور گرمی سے تنگ ہے۔ اُس کے بیٹھا ہی تھا کہ نوکر کھانا لے آیا۔ ایک پلیٹ میں بھنے ہوئے تیر، ایک میں کوئی سبز رنگ کی چیز۔ ایک پیالی میں سرکہ اور ساتھ تین روٹیاں تھیں۔

۱۵ کھانا کھانے کے بعد نصف تولہ شراب منگوائی۔ پانی ملا کر پی لی۔ اس کے بعد ہاتھ دھوئے۔ پھر کپڑے بدلے اور کچھ دھونی سی لی۔ فارغ ہو کر میری طرف متوجہ ہوا۔ اور کہنے لگا کہ گزشتہ تین سال سے سل کا علاج کر رہا ہوں، اور میری فدا ہمیشہ ہی ہوتی ہے۔ جو آپ نے آج دیکھی ہے۔ یعنی بھنے ہوئے تیر،

۲۰ روحِ بادام میں پکی ہوئی کاسنی اور کچھ سرکہ۔ میری یہ عادت ہے کہ جو نہی حمام سے نکلتا ہوں، کھانا کھا لینا ہوں، تاکہ حرارت انضمام فدا میں لگ جائے۔

اور حکیم محفوظ رہے۔

سلاطین کے درباروں میں رہ رہ کر سلوویہ کچھ سیاست بھی سیکھ گیا تھا اور اس کی انجام بینی اس قدر مشہور تھی کہ لوگ دُور دُور سے اس کے پاس مشورہ کے لیے آتے تھے۔

اسمؤل بن ہیوذا المغربی الیہودی

میرا غالب خیال یہ ہے کہ یہ حکیم اُندلس کا رہنے والا تھا۔ اس کا والد اُندلس کو چھوڑ کر مشرق میں چلا آیا تھا۔ اور اوسط درجے کا حکیم تھا۔ سمؤل تقریباً تمام شعبہ ہائے حکمت کا ماہر تھا۔ ریاضی، اعداد، ہندسہ و ہیئت میں خاصی شہرت کا مالک تھا۔ اس کی چند کتابوں کے نام یہ ہیں:

- (۱) کتاب المثلث القائم الزوایۃ۔ یہ کتاب ایک علیی کے لیے لکھی تھی۔ اس میں نہایت عمدہ اشکال کھینچ کر ہر شکل پر یقینی انگیز بحث کی ہے۔
- (۲) منیر فی مباحثہ اجسام الجواہر المخلطۃ لاستخراج مقدار مجہولہا۔
- (۳) کتاب فی اظہار معائب الیہود۔ اس میں تورات کے حوالے دے کر یہودیوں کی تردید کی۔

ان کے علاوہ چند کتابیں طبع پر بھی لکھی تھیں۔

سمؤل آذربائیجان چلا گیا۔ وہاں خاندان ہبلوان کی ملازمت اختیار

لے تبریز سے شمال اور آرمینیہ سے مشرق کی طرف سلطنت روس (موجودہ روس) کا ایک مشہور

علاقہ جہاں زرتشت نے جنم لیا تھا۔ آذربائیجان میں ہبلوان خاندان کچھ عرصے تک حکمران رہا جس

آخری بادشاہ ازیک بن محمد ہبلوان (۶۰۴-۵۶۲ء) تھا۔ (دائرة المعارف ج ۲ ص ۳۳)

کر لی۔ اور مراغہ کو مسکن بنا لیا۔ اور کچھ اولاد بھی ہوئی۔ جو باپ ہی کے نقش قدم پر چلی۔ وفات تقریباً ۵۷۵ھ کو مراغہ میں ہوئی۔

سلامتین رحمون ابوالنخیر

مصر کا ایک یہودی طبیب جو یہ قول ابوالصلت اطباء نے مصر میں قابل ترین آدمی تھا۔ ابوالوفاء بن فاکم سے درس منطق لیا اور اس فن میں کمال پیدا کیا۔
 ۵ ابوالحسن بن رضوان کے شاگرد الکثیر البرقانی سے عالی نوس کی چند کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد دوسروں کو منطق۔ فلسفہ طبیعیہ والہیہ پڑھاتا رہا۔ بعض کتابوں کی تفسیر و تلخیص بھی کی۔ لیکن اس کی تصنیفی کوششیں مقبول نہ ہوئیں۔ بات کو لیا کر دیتا اور جواب میں محبت سے کام لیتا، اس لیے قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا تھا۔
 ۱۰ ایک دفعہ مجھے سلامہ سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ بعض علمی مسائل پر گفتگو چل پڑی تو اس نے اس قدر غلط بیانیوں سے کام لیا، جن کی توقع ایک مبتدی سے بھی نہیں ہو سکتی تھی۔ دعوے بڑے اور علم کم۔ مندرجہ ذیل اشعار کا پورا پورا مصداق تھا۔

(۱) وہ پانی میں سے گزرنے کی ابھی تیاری ہی کر رہا ہوتا ہے کہ موج دریا اسے ساحل پر آ لیتی ہے، اور وہ وہیں ڈوب جاتا ہے۔

(۲) تم دو سوشہ سواروں کو نیچا دکھانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ لیکن تم صرف

۱۵ لے مراغہ، آذربائیجان میں ایک شہر جو کسی وقت آذربائیجان کا دارالخلافہ تھا (نزمین ص ۴۵)

۲۵ مبشر بن ابوالوفاء فاکم کے حالات حرف المیم میں۔

۳۵ ابوالحسن بن رضوان المصری کے حالات باب الکلی میں۔

ایک شہسوار کے آگے سے بھاگ نکلے۔

ابوالصلت تقریباً ۱۵۵ھ میں سلامتہ سے مصر میں ملا۔ یہ الفاطمہ دیکر سلامتہ
۱۵۵ھ میں زندہ تھا۔

حرف الشین

شجاع بن اسلم بن محمد بن شجاع الحاسب المصری ابو کامل

اپنے عہد کا عالم، فاضل و حساب داں جس سے لوگوں نے خاصہ فائدہ
حاصل کیا۔ اور جس نے علم الحساب پر چند کتابیں بھی لکھی تھیں۔

شکح المتعمد الاعلیٰ البغدادی

بغداد کا رہنے والا جسے واقعات مستقبل بتلانے میں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔
ایک غلام ہر وقت ساتھ رہا کرتا تھا۔ جو نہی کسی نے سوال پوچھا۔ جھٹ زانچہ
بنا کر جواب تیار کر دیا۔

غرس النعمۃ محمد بن ہلال اپنے والد کی ایک کہانی والد ہی کی زبانی یوں
روایت کرتا ہے :-

”ابو القاسم الوتار (ایک نسخہ الوتار) نے چند علماء کو دعوت پر
بلایا۔ چنانچہ میں، ابو علی بن الحواری، ابو الحسن الدیلمی اور ابو طاہر
الطیب العلوی سوار ہو کر جا رہے تھے کہ راستے میں ابو الحسن البتی بلا
اور کہنے لگا کہ ذرا وزیر سلطنت مویذ الماک ابو علی الرضخی کے ہاں چلیے،

کچھ کام ہے۔ راستے میں شکیح الاعلیٰ کا گھر پڑتا تھا، خیال آیا کہ چلو
اس سے بھی مشورہ لے لیں۔ چنانچہ اسے آواز دی، وہ باہر آیا۔ ہم
نے کہا کہ زرا کچھ نکال کر بتلاؤ کہ ہمارا کام ہو گا یا نہیں۔ کہنے لگا تمہارا
مقصد صرف مذاق اڑانا ہے، اس لیے نہیں بتلاؤں گا۔ ہم نے اصرار
کیا تو کہنے لگا۔ آج تم کہیں عنیافت پہ جا رہے ہو۔ جہاں آسمان ستاروں
سمیت تھکے آگے رکھا جائے گا، اور باقی رہا ابو الحسن البتی کے
متعلق، تو اس کا کام نہیں ہو گا۔ اس پر ابو الحسن الاعلیٰ کو کوسنے لگا کہ
تیرا بھلا نہ ہو، تیرا بیڑا غرق ہو، تجھ پر اور تیرے جوتش پر لعنت
وغیرہ وغیرہ۔ وہاں سے چل کر ہم سیدھے وزیر کے مکان پر پہنچے۔
اطلاع کرائی۔ طلب کیے گئے۔ ابو الحسن کی تحریری درخواست پیش
کی لیکن وزیر نے درخواست پھاڑ ڈالی، اور کام کرنے سے انکار کر دیا۔
ہم نے ہر چند سفارش کی، اور شکیح الاعلیٰ کی پیش گوئی کا بھی حوالہ دیا،
کہ شاید اس پیش گوئی کو جھٹلانے کے خیال ہی سے کام کر دے لیکن اس
پر کوئی اثر نہ ہوا۔ ہم وہاں سے اٹھ کر ابن الوتار کے ہاں پہنچے اور
آسمان و کواکب کا انتظار کرنے لگے۔ کھانے کے آخر میں زنگی زنگ
کی پلٹیں آئیں، جن میں انڈوں کی سفیدی، گوشت اور لوبیا کونیا
رنگ دیا ہوا تھا۔ اور اوپر انڈے کی زردی نے نجوم سما کا سماں باندھ
رکھا تھا۔ ہم الاعلیٰ کی پیش گوئی پر واقعی بہت حیران ہوئے اور دعوت
کے دوران میں اسی کا ذکر ہوتا رہا۔

سب کچھ بتا دیا۔ وزیر نے فیصلہ کر لیا کہ وہ آئندہ دربار خلافت سے عمار شدہ احکام کی بالکل پروا نہیں کرے گا۔ اس پر رشیق اور اس عورت نے سوچا کہ یہ راز کس نے کھولا ہے۔ سوچنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ عمار طبیب کے سوا اس راز سے کوئی اور آگاہ نہ تھا، اس لیے یہ اسی کا کام ہو سکتا ہے۔ انھوں نے فیصلہ کیا کہ حکیم کا کام تمام کر دیا جائے، ورنہ ہمارا بتایا یا کام بگڑ جائے گا۔ چنانچہ ۵ واسطی فوج کے ایک فوجی قمر الدولہ کے دو لڑکوں، ایک ملازم دوسرا بے کار کو اس کام کے لیے آمادہ کیا گیا۔

ایک رات حب حکیم دارالوزارت سے نکل کر دارالخلافت کو جا رہا تھا تو یہ لڑکے پیچھے پیچھے ہو لیے۔ حب حکیم باب الغلۃ المنطلۃ کے پاس پہنچا تو ان دونوں نے سنگیتوں سے حکیم پر حملہ کر دیا۔ حکیم کے آگے آگے ایک غلام مشعل اٹھائے جا رہا تھا اس پر بھی وار کیا۔ غلام تو یہیں ڈھیر ہو گیا۔ البتہ حکیم چوٹ کھا کر مایہ تباہی تک بھاگتا چلا گیا۔ قاتل پھپھا کر رہے تھے۔ راتنے میں ایک اور شخص آگے سے آگیا دیکھتے ہی شور مچا دیا کہ پکڑو۔ پکڑو۔ قاتل اس پر جھپٹ پڑے، اور اس غریب کو بھی موت کی تیند سلا دیا۔ اُدھر حکیم بھی ختم ہو چکا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس خون چکاں واقعے کی خبر ہر سو پھیل گئی۔ لوگ آئے اور حکیم کی نعش کو اٹھا کر اس کی قیام گاہ پر لے گئے۔ جہاں وہ اسی رات دفن کر دیا گیا۔

چوں کہ حکیم کے ہاں شاہی حرم اور دیگر امرا کی امانتیں جمع رہتی تھیں اس لیے شاہی محل اور قبر فذات سے بہ یک وقت حکم جاری ہوا کہ حکیم کے گھر پر پہرہ لگا دیا جائے۔

۲۰ معمولی تگ و دو کے بعد قاتل گرفتار ہو گئے اور دوسری صبح ان کے پیٹ چاک کر کے انھیں باب الغلۃ المنطلۃ کے سامنے باب المذبح پر

لٹکا دیا گیا۔

حکیم کی موت ۱۸ جمادی الاول ۴۲۰ھ کو واقع ہوئی۔

صاعد بن ہدیتہ اللہ بن الموصل ابو امین النضرانی الحظیری الطیب

اصلی وطن حظیرہ تھا جسے چھوڑ کر بغداد میں آ گیا۔ عیسائیوں کے ہاں دستور ہے کہ ان کے ہاں حبیب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو بپتیسے تک کوئی ساتا نام رکھ لیتے ہیں اور بپتیسے کے بعد اس کا یا قاعدہ نام رکھا جاتا ہے۔ صاعد کا پیدائشی نام (ایک دگر بچے کے نام پر) ماری تھا۔ انصاری کی خدمت میں رہا، اور بہت دولت سمیٹی۔ خلیفہ اس کی عزت کیا کرتا تھا۔ اور صاعد علم المنطق، فلسفہ اور دیگر فنون حکمیہ میں اچھی مہارت رکھتا تھا۔ اس میں چند نقائص بھی تھے۔ یعنی غرور، حماقت، پندار و ظلم۔ اپنے ہاتھ سے کتابیں نقل کیا کرتا تھا۔ اور آخری دم تک بادشاہ کا منظور نظر رہا۔ وفات - ۲ رزی الحجہ ۵۹۱ھ کو بغداد میں ہوئی۔

صالح ابن ہبلہ البندی

ہارون الرشید کے زمانے میں خاصہ مشہور طبیب تھا اور طب ہندی کا ماہر تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ رشید کے سامنے کھانا چاہتا گیا۔ اور شاہی طبیب جبرئیل بن بختی شوع غیر حاضر تھا۔ ادھر ادھر تلاش کیا لیکن نہ ملا۔ رشید سخت برہم ہو گیا۔ اتنے میں جبرئیل آ پہنچا۔ رشید نے کڑک کر پوچھا۔ تم کہاں تھے؟ کہا۔ جہاں پناہ آپ کا پچیرا بھائی ایراہیم بن صالح دم توڑ رہا ہے اور غالباً نماز عشا سے پہلے ختم

ہو جائے گا۔ آپ مجھ پر ناراض ہونے کی بجائے اپنے بھائی کی مصیبت پر افسوس ہائیں۔“
یہ سن کر رشید کو بہت عدم ہوا، کھانا اٹھا دیا اور رونا شروع کر دیا۔ جعفر بن یحییٰ
کہنے لگا: ”حضور والا! جبرئیلؑ رومی (یونانی) کا قاضی ہے اور صالحؑ طب ہندی
کا۔ اگر جناب ارشاد فرمائیں تو صالح کو تلاش کر کے ابراہیم کے پاس بھیجا جائے۔“ رشید
نے اس تجویز سے اتفاق کیا۔ چنانچہ صالح کو بھیج دیا گیا۔ صالح نے ابراہیم کی منہ
دیکھی۔ دل وغیرہ کا معائنہ کیا اور پھر جعفر کے ہاں واپس آ گیا۔ جعفر اسے رشید کے
ہاں لے گیا۔ رشید نے حالت پوچھی، تو کہنے لگا:۔

”اے امیر المومنین! آپ کا حکم تمام سلطنت میں نافذ ہوتا ہے۔ اور
کسی میں یہ ہمت نہیں کہ آپ کی خواہش کے خلاف دم مار سکے۔ میں
آپ کو اپنے متعلق تین باتوں کا اختیار دیتا ہوں۔ کہ اگر ابراہیم آج رات
یا اس بیماری کی وجہ سے فوت ہو جائے، تو میرے تمام غلام آزاد
کر دیے جائیں۔ میرے موشی قبیض کر لیے جائیں۔ میرا مال غریبوں میں
بانٹ دیا جائے۔ اور میری بیویاں مطلقہ سمجھی جائیں۔“

رشید: تم ایک ایسی بات کے متعلق قسم کھا رہے ہو جس کے وقوع یا عدم وقوع
کا علم صرف اللہ کو حاصل ہے۔ یہ دیگر الفاظ تم غیب کے متعلق حلف اٹھا
رہے ہو۔“

صالح: ”غیب کی تعریف یہ ہے کہ اس پر کوئی دلیل قائم نہ کی جاسکے۔ اور جو کچھ
میں کہہ رہا ہوں، اس کے متعلق مجھے پختہ یقین ہے، اور میرے پاس
حتمی دلائل موجود ہیں۔“

صالح کے یقین دلانے پر رشید خوش ہو گیا۔ کھانا منگوا یا۔ کھانے سے
فارغ ہو کر ایک دو گھونٹ نبیذ پی۔ اس اثنا میں ایک قاصد ابراہیم بن صالح

کی خبر موت لے کر آ پہنچا۔ رشید نے پہلے تو جعفر بن یحییٰ کو دو چار سخت کُست سنائیں کہ ایسا پاجی طبیب ہمارے گلے پڑا ہے۔ اور پھر ہندوستان اور اس کی طب پر لعنت بھیجی اس کے بعد نہایت درد و کرب کی حالت میں کہنے لگا: کس قدر مقام افسوس ہے کہ ہمارا بھائی دم توڑ چکا ہے اور ہم نیمبہ پی رہے ہیں۔ یہ کہہ کر تھوڑی سی نیمبہ میں نمک ملا یا اور پی گیا۔ چند لمحوں کے بعد تمام نیمبہ تھے ہو گئی۔ علی الصبح ابراہیم کی تعزیت کو روانہ ہو گیا۔ وہاں پہنچا، تو برآمدے میں کرسیاں، گدیے اور مستند پڑے دیکھے۔ یہ سب چیزیں مع قالینوں کے اٹھوا دیں اور ایک معمولی چٹائی پر بیٹھ گیا (غلفاً) عیاسیہ میں تعزیت کے موقع پر چٹائیوں پر بیٹھنے کا دستور یہیں سے چلا، صالح بھی پاس کھڑا ہوا تھا۔ جب دُشونی کی بو (جو مُردوں کو دی جاتی ہے) اس برآمدے تک پہنچی، تو صالح چلا کر کہنے لگا۔

”جہاں پتاہ! بڑا ظلم ہو گا۔ اگر آپ نے میری بیوی کو مُطلقہ سمجھ لیا،

میرا مال ضبط کر لیا اور اپنے بھائی کو زندہ دفن کر دیا۔ اللہ کی قسم

آپ کا بھائی زندہ ہے، مجھے اس کے پاس جانے دیجیے۔“

صالح کے اصرار پر اُسے ابراہیم کے پاس جانے کی اجازت مل گئی۔ کچھ دیر کے بعد

تکبیر کی صدا بلند ہوئی۔ صالح تکبیر پڑھتا ہوا واپس آیا، اور ہارون الرشید سے

کہنے لگا: ”عالم پتاہ! ذرا آئیے، آپ کو تماشا دکھاؤں۔“ بادشاہ چند خواص کے

ساتھ ابراہیم کے سر پہ جا کھڑا۔ صالح نے ایک سُونی نکالی اور ابراہیم کے ایک

ناخن (بائیں ہاتھ کے انگوٹھے) میں چھبوا دی۔ ابراہیم کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی

اور ہاتھ کھینچ لیا۔ صالح نے پوچھا: ”کیا مُردے کو تکلیف کا احساس ہوا کرتا ہے؟“

خدا کے لیے مجھے اس کا علاج کرنے دیں۔ اس کے جسم کی خوش بوئیں دھو ڈالیں،

کفن اتار دیں اور معمولی کپڑوں میں چار پائی پڑھا دیں۔ ایسا نہ ہو کہ اس اثنا میں

کہیں ہوش آجائے۔ اور یہ مردوں کی خوش بو میں اور کفن دیکھ کر مر ہی جائے۔ میں
امیر المومنین کے سامنے اس کا علاج کرتا ہوں۔ انشاء اللہ چند لمحوں میں اٹھ بیٹھے گا۔

امیر المومنین نے ابوسلمہ کو حکم دیا کہ صالح کی تجویز کو جامہ عمل پہناؤ۔ جب سب

کچھ ہو چکا اور ابراہیم کو معمولی کپڑوں میں بستر پہ لٹا دیا گیا، تو صالح نے ایک ٹھیکنی

اور کچھ کندس منگوائی۔ کندس باریک پس کر ٹھیکنی کے ذریعے ابراہیم کی تاک میں

پڑھادی۔ صرف دس دقیقوں کے بعد ابراہیم کے بدن میں پہلے حرکت پیدا ہوئی،

پھر کچھ چھینکیں آئیں، اور اٹھ بیٹھا۔ رشید کے استفسار پر کہنے لگا۔ میں ایک

نہایت میٹھی اور گری نیند سورا تھا کہ خواب میں ایک کتا نظر آیا، جو کاسٹن کے لیے

میری طرف بڑھا۔ میں نے ہاتھ سے روکا اور اس نے میرے انگوٹھے کو کاٹ لیا۔ یہ

دیکھتے رہا میں ہاتھ کا انگوٹھا دکھا کر، ابھی تک یہاں درد ہو رہا ہے۔

اس واقعہ کے بعد ابراہیم برسوں زندہ رہا۔ مہدی کی بیٹی عباسیہ

سے شادی کی۔ اور مصر و فلسطین کا عامل رہا۔ وفات مصر میں ہوئی اور

وہیں مدفون ہوا۔

حرف الطاء

طور یوس

ایک طبعی حکیم، کتاب الرویا کا مصنف، جس کے زمان و مکان کا

کچھ بھی پتا نہیں۔

۱۰ کندس، ایک درخت کی جڑ جسے دافع جنوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

طیموخارس

یونان کا ریاضی دان، منجم اور سیرکواکب سے آشنا حکیم، جس کے مشاہدات فلکی کا ذکر بطلمیوس نے اپنی کتاب المجسطی میں کیا ہے۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ طیموخارس مجھ (بطلمیوس) سے ۲۲۰ سال پہلے گزر چکا ہے۔

طینقروس

بابل کا رہنے والا حکیم جس کے متعلق بعض تاریخوں میں مذکور ہے کہ یہ معبد مریم (مذکورہ) اور اراق میں بیان ہو چکا ہے کہ ایک بادشاہ نے سات ستاروں کے نام پر ہیکل بنوائے تھے) کا متولی تھا۔ اس کی ایک تصنیف کا نام کتاب الموالید علی الوجہ المحدود ہے۔

صرف العین

عبداللہ الطلی فوری

ایک فاضل طبیب، فتح بن خاقان کے معالج خاص اسرائیل بن زکریا الطلی فوری کا دادا جس کے لیے حنین نے کئی طبی کتابوں کا ترجمہ کیا تھا۔ چون کہ یہ ہادی اور ہارون الرشید کی والدہ الخیزران کا معالج خاص تھا۔ اس لیے اسے خیزران، خلیفہ ہمدی کے محل میں کینز کی حیثیت سے داخل ہوئی تھی (بانی جامعہ ملیہ اسلامیہ)۔

ہادی اس پر بہت مہربان تھا۔

یوسف بن ابراہیم، مولا ابراہیم بن المہدی کہتا ہے کہ میں نے طیفوری سے ایک نعرہ پوچھا: سنا ہے کہ موسیٰ الہادی کو منہ کھلا رکھنے کی عادت ہے اور ملازم خاص کو بار بار کہتا پڑتا ہے کہ اپنا منہ بند کیجئے۔ طیفوری نے کہا: یہ بالکل غلط ہے۔

ہادی بہ ہر حال نہایت حسین انسان ہے۔ وہ چپ ہو، بول رہا ہو یا سنس رہا ہو۔

یوسف کہتا ہے، کہ میں نے ایک دفعہ اس امر کا ذکر مولا ابراہیم بن المہدی سے کیا۔ اس نے بھی طیفوری کی تصدیق کی۔

العباس بن سعید الجوبہری ^{المتمم}

سیر کو ایک کا عالم، آلاتِ رصد سے واقف، جسے مامول نے حکم دیا تھا کہ بغداد کی مشہور رصد گاہ شماسیہ میں بند بن علی، خالد بن عبد الملک المرورونی اور یحییٰ بن ابی منصور کے ساتھ مل کر حرکاتِ کوکب کا مشاہدہ و تعیین کرے۔ اس کی تقویم

۳۰۲ کا یقیہ حاشیہ)۔ اسے خلیفہ نے ایک لاکھ درہم میں خریدا تھا۔ یہ کنیز اپنے حسن و جمال اور دیگر کمالات کی بدولت مہدی کو اس قدر پسند آئی کہ ۱۵۹ھ میں اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا۔ لیکن ہادی اور ہارون اس کے بطن سے قبل از آنادی پیدا ہو چکے تھے۔ مہدی کی وفات کے بعد گو ہادی تخت نشین تھا۔ لیکن انتظامِ سلطنت خیزمان کے ہاتھ میں تھا۔ چل کہ ہادی ہارون کی جان لینے پر نکل چکا تھا۔ اس لیے بہ قول بعض رواۃ خیزمان نے چند کنیزوں سے مل کر ہادی کو ہلاک کر ڈالا۔ ہارون کو تخت پر بٹھا دیا۔

۳۰۶ مروالدز۔ مرو نام کے دو شہر ہیں۔ ایک خراسان میں اور دوسرا جیوں کے کنارے رگستان خراسانی مرو سے متمیز کرنے کے لیے جیونی مرو کا نام مرو الرند رکھ دیا گیا (باقی حاشیہ منظر)

آج تک مشہور سہی آتی ہے۔ ان چار علما کو یہ فخر حاصل ہے کہ اسلام میں آلاتِ رصد کا استعمال سب سے پہلے انہی حضرات نے کیا تھا۔ اس کی چند کتابوں کے نام یہ ہیں۔
 (۱) کتاب الزیج (۲) کتاب تفسیر اقلیدس۔
 (۳) کتاب الاشکال التي فی المقالة الاولى من کتاب اقلیدس۔

عبداللہ ابن المقفع

فارسی الاصل، فاضل و کامل، فصیح النشائنگار اور پہلا مسلم مصنف جس نے ابو جعفر منصور کے حکم سے بعض منطقی کتابوں کا ترجمہ کیا۔ اس کی چند کتابوں کے نام یہ ہیں۔

- (۱) ارسطو کی تین کتابوں۔ قاطیغورایس۔ باری ارمینیا س و انا لوطیقا کا ترجمہ۔
- (۲) فروریوس الصوری کی تصنیف ایسا غوجی کا آسان عبارت میں ترجمہ۔
- (۳) ہندوستان کی مشہور کتاب کلیلہ دومنہ کا ترجمہ۔

(بقیہ صفحہ ۳۰۵ کا حاشیہ) نہ الرود۔ رود کا معرب معلوم ہوتا ہے۔ رود کے معنی ہیں دریا۔ یہاں دریا سے مراد دریائے جیحون ہے یعنی جیحون والا مرو۔ یہ وہی مقام ہے۔ جہاں ساسانیوں کے آخری بادشاہ یزدجرد (موت ۳۱ھ = ۲۳ اگست ۶۵۱ء) کو حضرت عثمان (م ۳۵ھ) کی فوجوں نے آخری شکست دی تھی (تاریخ خلفائے اسلام ص ۲۲۴) ڈاکٹر محمد اقبال پروفیسر پنجاب یونیورسٹی نے جو نقشہ "ایران بہ عہد ساسانیوں کے آخر میں دیا ہے۔ اس میں مرو ایک اور دریا کے کنارے پر دکھایا گیا ہے۔ جو جیحون سے تقریباً سو میل دور مغرب میں ہوتا ہے۔ باقی نقشے بھی ڈاکٹر صاحب کی تائید کرتے ہیں۔

۱۵ انوشیرواں (۵۳۱ - ۵۷۹) نے حکیم بزدویہ کو یہ حکم دیا کہ وہ (بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰۶ پر)

(۴) رسالہ فی الادب والسیاستہ۔

(۵) الیتیمہ فی طاعة السلطان۔ (ایک رسالہ ہے)

عبداللہ بن مسرور البصرانی

مشہور منجم ابو معشر البصرانی کا غلام و شاگرد، جو استاد سے برسوں فائدہ اٹھاتا رہا، اور استاد کی زندگی ہی میں نام پیدا کر لیا تھا۔ اس کی چند تصانیف کے نام یہ ہیں۔

(۱) کتاب مطرح الشعاع۔

(۲) کتاب تحادیل سنی الموالید۔

(۳) کتاب تحادیل سنی العالم۔

(۳۰۶ کا بقیہ حاشیہ) ۱۔ ہندوستان سے کلید دومنہ (اس کتاب کا یہ نام بعد میں پڑا) کا ایک نسخہ حاصل کرنے کا انتظام کرے۔ یہ زودیہ کام یاب ہوا، اور اس کتاب کو پہلوی زبان میں منتقل کیا۔ اس کے بعد امام ابو الحسن عبداللہ بن المقفع (المتفح) کو ابو جعفر منصور عباسی نے عربی میں ترجمہ کرنے کی ہدایت کی۔ پھر ابو الحسن نصر بن احمد سامانی نے کسی فاضل سے اس کا فارسی میں ترجمہ کرا دیا۔ مدد کی نے تمام کتاب نظم کر ڈالی۔ پھر ابو المنظر بہرام شاہ بن سلطان سعود بن ابراہیم بن سعود بن محمود بن سبکتگین (۵۱۲-۵۲۸) کے حکم سے ابو المعانی نصر اللہ بن محمد بن عمید نے اس المقفع کی عربی کتاب کا فارسی میں ترجمہ کیا اور اسی ترجمے کا نام کلید دومنہ ہے۔ چون کہ ابو المعانی کا اندازہ بیان قدسے مغفل تھا۔ اس لیے حسین بن علی واعظ کا شفی نے امیر شیخ احمد سہیلی کے حکم سے آسان تر فارسی میں منتقل کیا۔ اور نام انوار سہیلی رکھا۔ (انوار سہیلی مطبوعہ نول کشور ۱۳۵۵ھ)

عبداللہ ابن اباجور القاسم الہروی

فرغانہ کی اولاد اور اپنے زمانے کا مشہور منجم، جس کی چند تصانیف کے نام یہ ہیں :-

(۱) کتاب زاد المسافر (۲) کتاب الزیج المعروف بالخالص

(۳) کتاب الزیج المعروف بالمرزوقہ (۴) کتاب الزیج البدیع

(۵) کتاب زیج السدھند (۶) کتاب زیج المرات

(۷) کتاب زیج المرتج علی التاریخ الفارسی۔

عبداللہ ابن الحسن الصیدانی المنجم

یہ حکیم نجوم و ہندسہ کا عالم تھا اور حساب کی طرف زیادہ مائل تھا۔ اس نے چند کتابیں بھی لکھی تھیں، مگر نام معلوم نہیں۔

عبداللہ ابن علی النصرانی

کنیت ابو علی۔ عرف دندانی۔ قدیم زمانے میں ایک مشہور منجم و مصنف تھا۔

لہ فرغانہ۔ سمرقند سے تقریباً دو سو میل مشرق کی طرف دریائے سیحون پر ایک مشہور شہر۔

عبداللہ بن سہل بن زویحہ المنجم

مامونی منجم جو اپنے فن میں کافی شہرت رکھتا تھا۔ مامون عرف ایسے علما کا انتخاب کیا کرتا تھا جن کی منزلت علمی سے ایک عالم آگاہ ہوتا تھا۔

منصور اور اس کے جانشینوں سے سادات اس قدر خائف ہو چکے تھے کہ مامون

- ۵ کے زمانے میں بھی ظاہر ہونے کی حرمت نہ کرتے تھے۔ ان کے تھاں رہنے کا اثر یہ ہو رہا تھا کہ عوام سادات کو انبیا جتنا بلند مرتبت سمجھتے تھے۔ اور ان کی تعریف کرتے وقت تمام شرعی حدود سے گزر جاتے تھے۔ مامون نے پہلے تو عوام کو سزا دینی چاہی لیکن یہ سوچ کر کہ اس سے بغاوت پھیل جائے گی، ایک نئی چیز دماغ میں آئی کہ کسی بڑے سید کو امام الملت کا عہدہ دے کر اس سے بیعت کر لی جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ سادات کو حیاں زندگی بسر کرنے کا حوصلہ ہو جائے گا۔ جب عوام سے ان کا میل ملاپ بڑھے گا، تو دنیا ان کے معائب سے بھی آشنا ہو جائے گی۔ موجودہ درپردہ زندگی کی وجہ سے عوام کو ان کے متعلق بہت زیادہ خوش ظنی ہے۔ منظر عام پر آنے سے یہ خوش ظنی جاتی رہے گی، اور لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ عام انسانوں کی طرح سیدوں میں بھی کم زوریاں ہوتی ہیں اور ان میں بھی بعض فاسق اور بعض نیک ہوتے ہیں۔ اور جب عوام سادات کی حقیقت سے آگاہ ہو جائیں گے تو امام الملت کو اپنے عہدے سے معزول کر دیں گے۔

اس نکتہ و پتہ کے بعد فضل بن سہل سے کہا کہ میں اولاد علیؑ سے ایک امام منتخب کرنا چاہتا ہوں، کون سا آدمی زیادہ موردی ہو گا۔ قدرے غور و فکر کے بعد ہر دو نے امام رضاؑ کو پسند کیا۔ اور فضل کو (جو مامونی ارادوں سے بے خبر تھا) ہدایت

۱۵ لے سادات کا خیرہ نسب یہ ہے۔ علیؑ (نہجۃ) حسینؑ (م ۶۱ھ)۔ (تقیہ حاشیہ ص ۳۱ پر)

کی کہ انتخاب امام کا اہتمام کرے۔ چنانچہ حضرت رضا کو امام بنا دیا گیا اور آپ کی بیعت کے لیے ایک ایسا وقت چنا گیا کہ مشتری سرطان میں داخل ہو چکا تھا۔ عبداللہ بن سہیل کہتا ہے کہ اس معاملے میں مجھے مامون کی نیت معلوم کرنے کا خیال آیا کہ معاملہ خاصہ اہم تھا۔ چنانچہ میں نے مامون کی طرف ایک چٹھی لکھی اور ایک قابل اعتماد فرانس کے ہاتھ بھیج دی۔ چٹھی کا مقصود یہ تھا۔

”اعلیٰ حضرت! فضل بن سہیل نے بیعت کے متعلق جو وقت انتخاب کیا

ہے، وہ درست نہیں مشتری سرطان میں پڑا ہوا ہے اور چوتھے خانے

میں مرتب ہے۔ موجودہ صورت میں ہر دستاروں کا اثر منحوس ہے۔“

مامون نے جواب میں لکھا:-

”خط کا شکریہ۔ جزاک اللہ۔ فضل بن سہیل سے دستاروں کی

حالت کا قطعاً ذکر نہ کرنا۔ اگر وہ اپنے ارادے سے ٹل گیا تو میں

تم کو ذمے دار بھیراؤں گا۔“

ان حالات کے پیش نظر میں فضل کی رائے کو سراہنا رہا۔ یہاں تک کہ بیعت ہو گئی

اور مجھ کو ذمے دار بھیرنے کا سوال پیدا نہ ہو سکا۔

(صفحہ ۳۰۹ کا یقیہ حاشیہ)

زین العابدینؑ (دم ۹۴ھ) محمد باقرؑ (دم ۱۱۳ھ) جعفر صادقؑ (دم ۱۴۸ھ)

موسیٰ کاظمؑ (دم ۱۸۳ھ) علی رضاؑ (دم ۲۰۲ھ) محمد جواد (دم ۲۲۰ھ) علی ہادی

(دم ۲۵۴ھ) حسن عسکریؑ (دم ۲۶۰ھ) امام محمد ہادی (قائب ۲۶۶ھ)

(طبقات سلاطین اسلام ص ۶۲)

عید الشکرین الحسن ابوالقاسم المعروف بغلام زحل

بغداد کا مشہور منجم و حساب داں، جس کے دلائل نہایت زور دار ہوا کرتے تھے ابوسلیمان المنطقی کا دوست تھا۔ علمی مسائل پر یہ ایک دوسرے سے بحث کرتے تھے اور اس طرح ایک دوسرے کے علم سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ ابوسلیمان منطقی اکثر کہا کرتا تھا کہ عید الشکر کی بحث سے مجھے بہت فائدہ پہنچا۔ اس سلسلے میں کچھ واقعات بھی سپرد قلم کیے ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے :-

ایک دن میرے ہاں چند علما جمع ہو گئے۔ جن میں سے قابل ذکر یہ تھے :-
 ابو زکریا الضمیری (ایک نسخہ الضمیری) النوشجانی ابوالفتح۔ ابو محمد العروسی۔ المقدسی القومسی اور غلام زحل۔ علمی مسائل پر گفتگو چل پڑی۔ معاملہ علم النجوم تک جا پہنچا کانی بحث و مباحثہ ہوا۔ اور بات کہیں سے کہیں نکل گئی۔ اس پر النوشجانی نے کہا کہ بات کو مختصر کرو، اور کسی نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کرو۔ سوال تو صرف اتنا ہے کہ آیا حرکات نجوم کی بنا پر پیش گوئیوں کی کوئی حقیقت ہے؟ اس پر غلام زحل نے کہا۔
 "معاملہ یہ ہے کہ پیش گوئیوں کی صحت و عدم صحت کا تعلق اشکال و آثارِ فلک سے ہے۔ کبھی کوئی ایسی شکل نکل آتی ہے کہ ہر چند دلائل سے کام لیں۔ پیش گوئی قطعی ثابت ہوتی ہے۔ بعض اشکال ایسی بھی ہوتی ہیں کہ خواہ دلائل معمولی ہوں، نتائج قطعی و یقینی ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات ایسی اشکال رونما ہوتی ہیں کہ صحت کا امکان زیادہ اور عدم صحت کا احتمال کم ہوتا ہے۔ ہر حال میں پیش گوئیاں یقینی و قطعی نہیں ہو سکتیں۔ ان میں صحت و عدم صحت دونوں کا احتمال ہوتا ہے" ابوسلیمان المنطقی کہنے لگا کہ یہ بہترین جواب ہے۔

ابوسلیمان محمد بن معشر البستی المعروف بالمقدسی۔ اخوان الصفا میں سے ایک بزرگ۔

اس کی تصانیف یہ ہیں:-

- (۱) کتاب التیسیرات۔ ایک مقالہ۔ (۲) کتاب الشعاعات۔ ایک مقالہ۔
- (۳) کتاب احکام النجوم۔ (۴) کتاب التیسیرات والشعاعات الکبیر۔
- (۵) کتاب الاختیارات۔ (۶) کتاب الجامع الکبیر۔
- (۷) کتاب الاصول المجرّده۔

یہ قول ہلال بن المحسن غلام زحل کی وفات سینچر کے دن ۳ محرم ۳۷۳ھ کو ہوئی۔

عبدالرحمان بن اسماعیل بن بدر المعروف بالافلیدس الثانی

اندلس کا ہندس و منطقی جس نے آٹھ منطقی کتابوں کا خلاصہ ایک جلد میں تیار کیا تھا۔ اس کا بھانجا ابو العباس احمد بن ابی حاتم کتائبے کہ افلیدس اندلس کو پھوڑ کر مشرقی ممالک میں چلا گیا تھا اور وہیں فوت ہوا۔

عبدالرحمان بن محمد بن عبدالکریم بن یحییٰ بن

وافدا للغمی الاندلسی

اندلس کا ایک طبیب جس نے جالی نوس و ارسطو وغیرہ کی تصانیف کا بالاستیعاب مطالعہ کیا تھا۔ اور ادویع مفردہ کا اتنا پڑا ماہر تھا کہ جالی نوی اور ذیوسفورینس

۱۵ لہ ذیوسفورینس العین ندبی کے حالات حمت الذال میں گنہ چکے ہیں۔

کی تصانیف (مفردہ دواؤں پر) کا پہلے مطالعہ کیا اور پھر پان سو اوراق میں ان کو نئے ڈھنگ پر مرتب کیا۔ علاج کے متعلق اس کا عقیدہ یہ تھا کہ جس مرض کا علاج غذا سے ہو سکے، وہاں دوا ہرگز استعمال نہ کی جائے۔ اگر دوا کا استعمال کرنا ہی پڑے تو مفرد دواؤں سے کام لیا جائے۔ اور اگر مفرد دواؤں سے کام نہ چلے تو صرف دو تین دوائیں ملا کر حاجت روائی کی جائے۔

اس طبیب نے تقریباً علاج امراض کے نہایت سہل علاج تجویز کیے ہیں پانچویں صدی ہجری کے وسط میں طلیطلہ کو وطن بنا لیا تھا۔ پیدائش ماہ ذی الحجہ ۳۸۹ھ۔

عبدالرحمان بن عمر بن محمد بن سہل الصوفی الواسع الرازی

عقدا الدولہ فنا خسرو بن بویہ کا دوست، فسا کا رہنے والا فارسی الاصل ہے مولد علم النجوم کا ماہر اور ایک فاضل حکیم تھا۔ عقدا الدولہ کو کہا کرتا تھا کہ مجھے اس امر پر تازہ ہے کہ نحو میں میرا استاد ابو علی الفارسی النسوی۔ تقاویم کے

۱۰
اس طلیطلہ ہسپانیہ کا دار الخلافہ میڈوڈ کے جنوب میں ۴۵ میل دور ایک شہر جس کا موجودہ نام (TOLEDO) ہے۔ فسا صوفیہ فارسی کا ایک شہر جو فسا بن طہورت نے بنایا تھا۔ بعد میں تباہ ہو گیا اور گشتاسپ بن لراسپ نے اسے دوبارہ بنایا۔ سلاج بن یوسف کے حکم سے آذامرد (عادل فسا) نے اس شہر کا نقشہ بدل دیا۔ (تذکرہ ص ۳۵)

۳۵
ابو علی حسن بن احمد بن عبدالعقار بن محمد بن سلیمان شیرازی ۲۸۵ھ میں پیدا ہوا۔ ۳۲۵ھ میں حصول طب کے لیے بغداد آیا۔ بغداد سے ہیئت الدولہ ہمدانی کے (یعنی ماہیہ ص ۳۶۵)

حل کرنے میں ابن الاعلم اور کواکب ثابتہ واماکن ثوابت کا عبدالرحمان الصوفی تھا۔ اس کی چند تصانیف یہ ہیں:-

(۱) کتاب الکواکب الثابتة (مُصَوَّر)

(۲) کتاب الارجوزة فی الکواکب الثابتة (مُصَوَّر)

(۳) کتاب التذکرۃ و مطارح الشعاعات۔

یہ قول بلال بن الحسن عبدالرحمان کی ولادت جمعہ و ہفتہ کی درمیانی رات

۱۴ محرم ۲۹۱ھ اور وفات منگل کے دن ۱۳ محرم ۳۷۶ھ کو ہوئی۔

عبدالرحمان بن عبدالکریم السمری

لقب ثقۃ الدین شرف الاسلام، سرخس کا باشندہ اور قرن طیب کا ماہر

تھا۔ جب تقریباً ۵۸۰ھ میں ابن خطیب الفخر الرازی، بنو مزہ کے ہاں کوئی وسیلہ معاش تلاش کرنے کے لیے بخارا کی طرف روانہ ہوا۔ اور راہ میں سرخس سے گزرا تو عبدالرحمان نے بہت خاطر دہماری کی، جس کا صلہ فخر الرازی نے اس شکل میں ادا کیا کہ اسے پہلے القائلون سمجھائی۔ اور پھر یہ کتاب اسی کے نام پر منسوب کر دی۔

(ص ۳۱۴ کا بقیہ حاشیہ)۔ دربار میں چلا گیا۔ دہلی سے محمدالدولہ کے آیا۔ عقاید کے

محال سے معترضی تھا۔ علم انجوم پر کافی کتابیں لکھیں۔ مثلاً کتاب الایضاح۔ کتاب التکملہ وغیرہ۔ وفات ۳۷۷ھ میں ہوئی۔

۱۵ مل بن الحسن ابوالقاسم العلوی المعروف بہ ابن الامم المتونی ۳۷۵ھ

۱۶ سرخس۔ خراسان کا ایک شہر جو افراسیاب نے بنوایا تھا۔

(تذکرہ ص ۱۸۵)

دیباچے میں عبدالرحمان کی بہت تعریف کی۔ اور کہا:-

”میں یہ کتاب عبدالرحمان کے نام منسوب کر رہا ہوں۔ یہ حکیم ایک محقق علامہ، اطبیب و حکما کا سردار اور بہت بڑا فاضل ہے۔ اللہ اسے تمام مصائب سے محفوظ رکھے۔ اس علامہ زماں، فاضل دورا اور پیرو سنت رسولؐ نے مجھ پر اس قدر احسانات کیے اور میری مشکلات کو رفع کرنے میں اس قدر دل چسپی لی کہ میں نے اس کتاب کو اس کی طرف منسوب کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کے علاوہ چند اور وجوہ بھی تھیں۔ اول، اس کتاب کی اکثر مباحث عبدالرحمان کی رد و قدح سے درجہ تکمیل تک پہنچی تھیں۔ دوم، آج اس فن کے رموز و معارف کو عبدالرحمان سے زیادہ کوئی نہیں جانتا۔ وہ اس کتاب کے ابواب و اصول کا ماہر ہے۔ اور میرے نکاتِ علمیہ و غرائبِ حکمیہ کو (جو کسی پہلی یا پچھلی کتاب میں نہیں ملتے) خوب سمجھتا ہے۔“

عبدالودود الاندلسی

۱۵ اصل وطن بلنسیہ کو چھوڑ کر عراق و خراسان میں چلا آیا۔ اور محمد بن ملک شاہ کے دربار میں عزت پائی۔ فن طب میں کہاں تک ماہر تھا۔ مندرجہ ذیل قطعے سے اندازہ لگائیے:-

قطعہ

سے اندازہ لگائیے:-

(۱) عبدالودود ایک ایسا طبیب ہے جس کا علاج قتل سے بہ درجہ زیادہ تکلیف دہ ہے۔

۱۵ بلنسیہ، ہسپانیہ کے مشرق میں ایک صوبہ میں کا دارالخلافہ بھی بلنسیہ (VALENCIA)

ہے۔ یہ مشرقی اسپین میں ایک مشہور نیندرگاہ ہے۔

(۲) اگر یہ طبیب موجود نہ ہوتا۔ تو موت و زندگی کی ملاقات دشوار ہو جاتی۔

عبد السلام بن عبد القادر بن ابی صالح بن حنک دوست

بن ابو عبد اللہ الجلی البغدادی عرف الرکن

بہت بڑا عوفی، علوم ادب کا مشہور عالم اور دربار امامیہ ناصریہ میں مکرم و محترم تھا۔ بعض درباریوں نے حسداً مشہور کر دیا کہ یہ معطل ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسے زیر حراست کر لیا گیا۔ اور اس کی تصانیف عنایت کر لی گئیں۔ ان تصانیف میں کچھ ایسا مواد مل گیا جس سے اس کا معطل ہونا ثابت ہو گیا۔ نتیجتاً بادشاہ نے اسے نکال دیا اور وہ بغداد کے ایک محلے رحیمہ میں مقیم ہو گیا۔ اس کی تمام تصانیف نذر آتش کر دی گئیں۔ کتبہ میں کہ اس مقصد کے لیے عبید اللہ النعمی البکری المعروف ابن المارستانیہ کو بلا یا گیا۔ عبید اللہ ایک منیر چڑھ گیا۔ پھر تمام فلسفیوں اور خصوصاً عبد السلام پر لعنت بھیجی۔ اور پھر عبد السلام کی تصانیف پر روشنی ڈالنی شروع کی۔ ایک کتاب اٹھاتا، ادھر ادھر سے پڑھ کر سنا تا آگ میں پھینک دیتا۔

الحکیم یوسف السبئی الاسرائیلی کہتا ہے کہ جس دن عبید اللہ کتابیں ملارہا تھا میں بغداد ہی میں تھا۔ اس جاہل نے کیا کیا کہ ابن البیثم کی کتاب البیثم اٹھائی

۱۔ ناصریہ۔ الناصری بن اللہ کی طرف نسبت ہے ۲۔ معطل۔ غلام شریعت کا منکر۔

۳۔ ابن البیثم۔ ابو علی محمد بن الحسن بن البیثم البصری ثم المصری (وفات ۳۳۰ھ) ایک بہت

بہا فاضل تھا۔ اس کی تصانیف کی فہرست "عقود الجواہر" مستفہ جلیل بیگ ص ۱۱۵ پر

ملاحظہ فرمائیے۔ تقریباً پچھ سو صفحات میں دی ہوئی ہے۔

اس میں سے شکل فلک دکھا کر کہتے لگائے یہ ایک زبردست مصیبت، ہولناک آفت اور بلا انگیز قیامت ہے۔ اس کے بعد کتاب پھاڑ کر آگ میں پھینک دی۔ اندازہ لگائیے کہ یہ شخص کتنا بڑا جاہل تھا۔ اسے اتنی بھی خبر نہ تھی کہ علم الہییت الہی صفت تخلیق پر وہ ایمان افروز روشنی ڈالتا ہے کہ دل انوار الہیہ سے بھر جاتا۔

عبدالسلام مرعے تک جیل خانے میں رہا۔ اور شیخ کے دن ۱۴ ربيع الاول ۵۸۹ھ کو آزاد ہوا۔ دوبارہ شاہی غنایات کا مورد بن گیا، اور اس کے بعد مدتوں زندہ رہا۔

عبدالرحیم بن علی بن المرزبان ابو احمد الطیب المرزبانی

اصفہان کا رہنے والا، علم شرعی و طبیعی کا ماہر جس پر بعض سلاطین لوہے کے کافی نوازشات کیں۔ خوزستان و تتر میں قاضی اور شفاخانہ بغداد کا ناظم اعلیٰ رہا۔ وفات جمادی الاول ۳۹۶ھ۔

عبدالحمید بن اسع ابو الفضل بن ترک الجلی کنیت ابو محمد

علم الحساب کا مشہور عالم جس کی بعض تصانیف کے نام یہ ہیں:-

(۱) کتاب الجامع فی الحساب۔ اس میں چھ کتابیں ہیں۔

(۲) کتاب نوادر الحساب و خواص الاعداد۔

اسے تترکوشتر و شوستر بھی کہتے ہیں۔ جو خوزستان کا ایک بڑا شہر ہے۔ اسے ہر تنگ پشیلے نے بنوایا تھا۔ بعد میں تباہ ہو گیا۔ اعداد و شیر پاک نے اس کی تجدید کرائی۔ (نزہت علماء)

علی بن عبدالرحمان بن یونس بن عبدالاعلیٰ المصری المنتمی

آپ کا والد عبدالرحمان مصر کا مشہور محدث و مورخ تھا۔ اور آپ کا دادا یونس امام شافعی کا دوست تھا۔ علی علم نجوم۔ ادب و شاعری میں کافی دست گاہ رکھتا تھا۔ حاکم کے لیے مشاہدہ کو اکب کے بعد ایک تقویم تیار کی جس کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ علی حساب و سیر کو اکب کا بہت بڑا فاضل تھا۔

علی بن اماجور (ماجور)

حرکات کو اکب کا ایک مشہور فاضل جس کے اقوال بہ طور سند پیش کیے جاتے ہیں۔

علی بن رین الطبری ابو الحسن الطیب

ایک مشہور طبیب جو دالیان طبرستان کے درباروں میں رہا کرتا تھا۔ علوم حکمیہ و طبیعیہ میں بھی ید طولی رکھتا تھا۔ ایک دفعہ طبرستان میں ایک شورش سی بپا ہو گئی۔ جس کی وجہ سے ابن رین رے میں چلا گیا۔ محمد بن زکریا الہمازی نے اس کی شاگردی قبول کی۔ اس کے بعد رے میں رہا اور منقیم ہو گیا۔ اس کی

۱۰ شافعی (۱۵۰ - ۲۰۴) شافعی کا نام محمد، والد کا نام ادیس اور والدہ کا نام ام الحسن بنت حمزہ بن قاسم بن یزید بن حسن بن علی بن ابی طالب تھا۔ سلسلہ نسب عبدالمنان سے جاملتا ہے۔ پہلے امام مالک اور پھر محمد بن حسن شیبانی سے علم حاصل کیا۔ آپ کی قبر مصر کے ایک موضع فراقہ میں ہے۔ ۱۵۰ محمد بن زکریا ابو بکر الہمازی (وفات ۳۲۰ھ)

مشہور کتاب فردوس المحکمۃ مختصر لیکن نہایت اچھی کتاب ہے۔ اس میں سات
انواع ہیں جو تیس مقالوں پر مشتمل ہیں۔ اور ان مقالوں میں تین سو ساٹھ فصول
ہیں۔ چند باقی کتابوں کے نام یہ ہیں :-

(۱) کتاب تحفہ الملوک (۲) کتاب کتابش المحضرة -

(۳) کتاب منافع الاطعمۃ والاشربة والعقاقیر -

محمد ابن اسحاق اپنی کتاب میں لکھتا ہے :-

” علی بن رین کا مشہور نام ابن سہل الطبری تھا۔ سہل کا نام رین بھی

تھا۔ رین یہودی پادری کو کہتے ہیں۔

ابن رین، مازیہ ابن قارن کے لیے کتابیں لکھا کرتا تھا۔ المعتم

کے ہاتھ پر مشرف یہ اسلام ہونے کے بعد شاہی ندیا میں شامل ہو گیا۔

اور متوکل نے اسے مصاحب بنا لیا۔“

علی بن العباس المجوسی

ایران کا ایک مشہور طبیب، عرف ابن المجوسی۔ ابو ماہر (ایک نسخے میں

ابوطاہر) کا شاگرد۔ جس نے کافی تلاش و مطالعہ کے بعد عند الدولہ فنا خسرو بن

بوہیہ کے لیے کتاب القوانین لکھی۔ جو الملکی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ کتاب اس

قدراہم تھی کہ ابن سینا کی تصنیف کتاب القانون کے ظہور تک اطباء کا اندر ہی

اس کے بعد کچھ متروک ہو گئی۔ الملکی بہ لحاظ عمل اچھی ہے۔ اور القانون

بہ لحاظ علم۔

علی بن احمد بن سعید بن حزم بن غالب بن صالح الاندلسی ابو محمد

مغربی اندلس کے صوبے تبلہ کے ایک گاؤں اقلیم الروایہ کا رہنے والا تھا
وہاں سے یہ اپنے والد کے ہمراہ قرطبہ میں آکر آباد ہو گیا اور یہاں بلند مناصب پر
فائز ہوا۔ اس کا والد ابو عمر احمد بن سعید اپنے المتصور محمد بن عبداللہ بن عامر بن
اس کے بعد المتصور کے بیٹے المنظر کا وزیر رہا۔ اسی طرح علی کچھ عرصے تک عبداللہ بن
المنظر باللہ بن ہشام بن عبدالجبار بن عبدالرحمان الناصر لدین اللہ کا وزیر
رہا۔ پھر اس خدمت سے مستعفی ہو کر حصول علوم میں محو ہو گیا۔ منطق پر ایک
کتاب التقریب لکھی جس میں شرعی و فقہی مثالوں سے استدلال کیا اور اسلوب
کے بعض اصولوں کی تردید کی۔ یہ تردید کم فہمی کا نتیجہ تھی۔ اس کی چند شاندار

۱۰ ہ ہشام دوم بن حکم دوم بن عبدالرحمان سوم الناصر لدین اللہ نے منصور محمد بن عبداللہ
بن ابی عامر کو اپنا وزیر مقرر کیا۔ وزیر نے خلیفہ کو قید کر کے عمان سلطنت خود سنبھال لی۔
اور شاندار فتوحات حاصل کیں۔ ۹۸۳ء میں قلعہ گارمان ۹۸۴ء میں سمان کا ۹۸۶ء
میں سپیلونڈا۔ ۹۸۷ء میں گامبرا پر قبضہ کر لیا۔ اس نے کل ستائیس جنگیں لڑیں
اور صرف ایک میں شکست کھائی۔ ۹۸۷ء کو میں کے راستے میں انتقال کیا۔
۹۸۷ء قرطبہ کا اکیسواں خلیفہ جس نے صرف چند ماہ سلطنت کی ۹۸۷ء میں تخت نشین
ہوا اور اسی سال محمد ثالث بن عبدالرحمان بن عبید اللہ بن عبدالرحمان ثالث (۴۱۳-
۴۱۶ء) تخت خلافت پر قابض ہو گیا۔

(طبقات سلاطین اسلام ص ۱۶)

تصانیف اصول فقہ پر بھی ہیں۔ جن میں داؤد بن علی بن خلف الاعنہانی اور دیگر اہل ظاہر کی اقتدا کی گئی ہے۔

علی کا بیٹا ابورافع الفضل بیان کرتا ہے کہ میرے والد کی تمام تصانیف (فقہ، حدیث، اصول، تاریخ، لیل و نخل، ادب، نحو، شعر، خطابت وغیرہ پر) چار سو کے قریب ہیں۔ جن کے اوراق کی تعداد انہی ہزار سے کم نہیں۔

پیدائش ۲۹، ۳۰، رمضان ۳۸۴ھ۔ وفات اواخر شعبان ۴۵۶ھ۔

علی بن احمد العمرانی الموصلی

حساب و ہندسہ کا عالم جسے کتابیں جمع کرنے کا بہت شوق تھا۔ دور دور سے طلبہ علم حصول علم کے لیے اس کے پاس آتے۔ اور جہاں سے کوئی کتاب ملتی ساتھ لے آتے۔ اس کی چند تصانیف کے نام یہ ہیں:-

(۱) کتاب شرح کتاب الجبر والمقابلہ لابن کامل شجاع بن اسلم الحاسب المصری۔

(۲) کتاب الاختیارات (۳) چند کتابیں نجوم پر۔

اس کی وفات ۳۴۴ھ میں ہوئی۔

۱۰ ظاہر یہ کا امام، شافعی کا معتقد، کوفے میں پیدا ہوا، اور بغداد میں نشوونما پائی۔ سال وفات ۳۴۰ھ (وفیات الاعیان لابن خلکان)

۱۱ ظاہر یہ آیات و حدیث میں کسی قسم کی تاویل نہیں کرتے، بلکہ ہر حکم کے وہی معنی لیتے ہیں

جو الفاظ سے بھیجے میں آتے ہوں وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے ہاتھ موجود ہیں۔ اس لیے کہ ان کا ذکر

قرآن شریف میں آیا ہے اس فریقے کا بانی داؤد بن علی تھا، جسے ابن حزم اور شہرستانی

جیسے اکابر نے بعد میں زیادہ فروغ دیا۔ (تاریخ ابوالفدا ص ۱۱۱)

علی بن عبداللہ بن ابیہور

والد سے تعلیم و تربیت پائی۔ اور اپنے عہد میں کافی شہرت حاصل کی۔
چند کتابوں کا بھی مصنف ہے۔

علی بن احمد الانطاکی ابو القاسم المجتہب

۵ اپنے اعلیٰ وطن انطاکیہ کو چھوڑ کر بغداد میں آباد ہو گیا۔ اور یہ قول بلال بن
المحسن بن ابراہیم الصائبی بہ روز جمعہ ۱۳ ذی الحجہ ۳۷۶ھ کو بغداد ہی میں فوت ہوا۔
عبداللہ کا مصاحب و ندیم تھا۔ علم ہندسہ، علم الاعداد و علوم اوائل کا فاضل
تھا۔ جب اس سے کوئی سوال کیا جاتا، تو جواب میں فصاحت و بلاغت کا پورا
زور دکھلاتا۔

۱۰ مضامین بالا پر علی بن احمد نے چند ایک نہایت عمدہ کتابیں لکھی ہیں۔
بعض کے نام یہ ہیں:-

(۱) کتاب التخت الکبیر فی الحساب الہندی۔

(۲) کتاب الحساب علی التخت بلا مجو۔

(۳) کتاب تفسیر الارثما طیقی۔

(۴) کتاب شرح اقلیدس۔

(۵) کتاب استخراج التراجم۔

(۶) کتاب الموازین العدویہ۔

(۷) کتاب الحساب بلا تخت بل بالید۔

علی المرتقیؑ

ایک مشہور طبیب جس نے حنین بن اسحاق کے طبی مسائل کی تفسیر لکھی۔
 کہتے ہیں کہ علی المرتقی شراب پی کر کتابیں لکھا کرتا تھا۔ اور اس کی وجہ یہ ہو سکتی
 ہے کہ دماغ عموماً جمود و بروودت کی طرف مائل رہتا ہے۔ اور شراب اس میں
 حرارت عمل پیدا کر دیتی ہے۔

علی بن الحسن ابوالقاسم العلوی المعروف بہ ابن الاعلم

علم الہدیت و سیر کو الکیب کا مشہور عالم اور ایک تقویم کا مؤلف تھا۔ عضدالدولہ
 اس پر بہت مہربانی کیا کرتا تھا۔ اور اس کے مشاہدات و نتائج کو قابل اعتماد سمجھ کر
 واقعات و حوادث میں اس سے مشورہ لیا کرتا تھا۔ اس کی تقویم دنیا میں آج تک
 استعمال ہو رہی ہے۔ عضدالدولہ کے بعد جب اس کا بیٹا مصعب الدولہ تخت
 نشین ہوا تو حکیم، ابٹاف شامانہ سے محروم ہو گیا۔ بقیہ زندگی خلوت میں گزار دی۔
 ۳۷۴ھ میں حج کیا اور اتوار کے دن ۸ محرم ۳۷۵ھ کو عسیلہ میں فوت ہوا۔
 اللہ اس پر رحم فرمائے۔

عسیلہ۔ اگر زائر مدینہ سے نجف کی طرف روانہ ہو۔ تو ستادین میل پر یمن
 نخل آئے گا۔ اس مقام سے عسیلہ صرف دو میل کے فاصلے پر شکر پر واقع ہے۔

(نزهت منک)

علی بن ابراہیم

المتقی کا طبیب تھا۔ علی باجنتی شروع۔ انوش اور ثابت بن سنان بن ثابت ہر ایک وقت المتقی کے معالج تھے۔

علی ابن ابراہیم بن مکش (ایک نسخے میں یکس) ابو الحسن

یہ ایک فاضل و ماہر سکن اندھا طبیب تھا۔ اور ان چوبیس مشہور اطباء میں سے ایک تھا، جنہیں عضدالدولہ نے شفاخانہ بغداد میں مقرر کیا تھا۔ یہ وہاں فن طب کا درس دینے پر متعین تھا۔ اس کی تصانیف بہت کم ہیں۔ اور جو ہیں، ان کی حیثیت بھی چھوٹے چھوٹے مقالوں سے زیادہ نہیں۔ ہاں اس کے والد نے ایک کتاب القوائین لکھی تھی، جس کا حجم اوسط درجہ کا ہے۔

ہلال بن الحسن الصائسی لکھتا ہے۔

علی بن ابراہیم ایک قابل فاضل و لاثانی طبیب تھا۔ شب

جمعہ ۲۵-۲۶ رذی قعدۃ ۳۹۲ کو فوت ہوا۔ چونکہ نابینا تھا اس لیے جب کسی مریض کو دیکھنے جاتا، تو کسی کو اپنے ساتھ لے جاتا

جو زبان، چہرہ و قارورے کے رنگ سے طبیب کو اطلاع دیتا۔

گو شراب پینے کا عادی تھا۔ تاہم ایک جہلن کو اس کی

علمی منزلت کا اعتراف ہے۔

علی بن اسماعیل ابوالحسن الجوهری علم الدین بغدادی المعروف بہ کتاب اللار

فہم و ذکا میں لاجواب، علم ہندسہ و ریاضی میں ماہر، طریف الطبع، آلات فلکیہ کے استعمال سے شناسا اور لطائف ہندسہ سے آگاہ جس کے لطائف علمی سے دنیا پر دستور محظوظ ہو رہی ہے اشعار بھی اچھے کہتا تھا۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:-

(۱) عورت کی زینت اس کا چہرہ ہے اور مرد کی زینت اس کے اعمال۔ اے مرد! تو حسن جسمانی پر مت اترا۔ بلکہ بلند اعمال سے حسین بن۔

(۲) تم یہ کبھی خیال نہ کرو کہ تمہارے بعد میری محبت میں کوئی فرق آگیا ہے نہیں ہرگز نہیں۔ میں تم سے بہ دستور محبت کرتا ہوں۔ عاشق وہ نہیں جس کی محبت صرف زمانہ وصل تک ہو دلیں۔ بلکہ وہ ہے جس کی محبت کو جدائی کے طویل ایام کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں۔

علی الافرقی

دولت حمادیہ کے عہد میں ایک شاعر طیب تھا۔ دو شعر ملاحظہ ہوں:-

۱۔ دولت حمادیہ کا بانی حماد تھا جس نے ۳۹۸ھ میں الجزائر (شمالی افریقہ) کے ایک شہر بجایہ میں حکومت کی بنیاد ڈالی۔ یہ سلسلہ ۵۲۸ھ تک جاری رہا۔ بعد میں اسے الموحدین (۵۲۳ - ۶۶۷ھ) نے ختم کر ڈالا۔ حکمرانوں کے نام یہ تھے: (۱) حماد (۳۹۸ - ۴۱۹ھ) (۲) القائد بن حماد (۴۱۹ - ۴۲۶ھ) (۳) محسن بن القائد (۴۲۶ - ۴۲۸ھ) (بقیہ حاشیہ ص ۳۲۷ پر)

- (۱) اے پیکرِ حسن! خدا کے لیے مجھ پر رحم کھا۔ میں تجھ کو دل و جان سے چاہتا ہوں۔
 (۲) میں تیرا غلام ہوں، اور تیرے سوا میرا کوئی اور آقا نہیں، اور نہ کسی اور سے مجھے محبت ہے۔

علی بن النضر المعرف باللوب

- ۵ مصر کی سطح مرتفع کا ایک قاضی جس نے علومِ اوائل، ادب، شاعری و نجوم میں کمال پیدا کیا تھا۔ ابو الصلت مجہدین مصر کے متعلق لکھتا ہے:-
 مصر کے منجم یہاں کے طیبوں جیسے ہیں کسی نے بہت کمال کیا تو ایک آدھ تقویم مرتب کر ڈالی و بس۔ نہ تفتیش و تحقیق سے تعلق اور نہ تلاشِ اسباب و میادی سے سروکار۔ بالکل سطحی علم۔ ہاں قاضی ابو الحسن علی بن النضر مستثنیٰ ہے۔ جس کا علم وسیع، فضل و ارفع، نثر فصیح و نظم بلخ پر ایک عالم شاہد ہے۔ ایک دفعہ مصر کے ذریعہ الفضل سے وسیلہ معاش کی التماس کی۔ ذریعہ یہ التماس مسترد کر دی۔ مایوس ہو کر ایک قصیدہ لکھا، جس کے چند اشعار یہ ہیں:-
 (۱) شاہی دربار میں عزت تلاش کرنے اور بالکل بے دست و پا ہونے کے درمیان بھی ایک راستہ موجود ہے، جو صرف اللہ کی نوازش سے نظر آ یا کرتا ہے۔

۳۲۹ کالجیہ حاشیہ)۔ (۴) بلکین بن محمد بن حماد (۲۲۸-۲۵۴)۔ (۵) الناصر بن
 (۶) بلکین بن محمد (۲۵۴-۲۸۱)۔ (۷) بلکین (۲۸۱-۳۰۰)۔ (۸) العزیز (۵۰۰-۵۲۷)
 (۹) بلکین بن العزیز (۵۲۷-۵۴۷)۔ (۱۰) بلکین (۵۴۷-۵۷۷)۔ (۱۱) بلکین (۵۷۷-۶۰۰)۔ (۱۲) بلکین (۶۰۰-۶۲۷)۔ (۱۳) بلکین (۶۲۷-۶۵۷)۔ (۱۴) بلکین (۶۵۷-۶۸۷)۔ (۱۵) بلکین (۶۸۷-۷۱۷)۔ (۱۶) بلکین (۷۱۷-۷۴۷)۔ (۱۷) بلکین (۷۴۷-۷۷۷)۔ (۱۸) بلکین (۷۷۷-۸۰۷)۔ (۱۹) بلکین (۸۰۷-۸۳۷)۔ (۲۰) بلکین (۸۳۷-۸۶۷)۔ (۲۱) بلکین (۸۶۷-۸۹۷)۔ (۲۲) بلکین (۸۹۷-۹۲۷)۔ (۲۳) بلکین (۹۲۷-۹۵۷)۔ (۲۴) بلکین (۹۵۷-۹۸۷)۔ (۲۵) بلکین (۹۸۷-۱۰۱۷)۔ (۲۶) بلکین (۱۰۱۷-۱۰۴۷)۔ (۲۷) بلکین (۱۰۴۷-۱۰۷۷)۔ (۲۸) بلکین (۱۰۷۷-۱۱۰۷)۔ (۲۹) بلکین (۱۱۰۷-۱۱۳۷)۔ (۳۰) بلکین (۱۱۳۷-۱۱۶۷)۔ (۳۱) بلکین (۱۱۶۷-۱۱۹۷)۔ (۳۲) بلکین (۱۱۹۷-۱۲۲۷)۔ (۳۳) بلکین (۱۲۲۷-۱۲۵۷)۔ (۳۴) بلکین (۱۲۵۷-۱۲۸۷)۔ (۳۵) بلکین (۱۲۸۷-۱۳۱۷)۔ (۳۶) بلکین (۱۳۱۷-۱۳۴۷)۔ (۳۷) بلکین (۱۳۴۷-۱۳۷۷)۔ (۳۸) بلکین (۱۳۷۷-۱۴۰۷)۔ (۳۹) بلکین (۱۴۰۷-۱۴۳۷)۔ (۴۰) بلکین (۱۴۳۷-۱۴۶۷)۔ (۴۱) بلکین (۱۴۶۷-۱۴۹۷)۔ (۴۲) بلکین (۱۴۹۷-۱۵۲۷)۔ (۴۳) بلکین (۱۵۲۷-۱۵۵۷)۔ (۴۴) بلکین (۱۵۵۷-۱۵۸۷)۔ (۴۵) بلکین (۱۵۸۷-۱۶۱۷)۔ (۴۶) بلکین (۱۶۱۷-۱۶۴۷)۔ (۴۷) بلکین (۱۶۴۷-۱۶۷۷)۔ (۴۸) بلکین (۱۶۷۷-۱۷۰۷)۔ (۴۹) بلکین (۱۷۰۷-۱۷۳۷)۔ (۵۰) بلکین (۱۷۳۷-۱۷۶۷)۔ (۵۱) بلکین (۱۷۶۷-۱۷۹۷)۔ (۵۲) بلکین (۱۷۹۷-۱۸۲۷)۔ (۵۳) بلکین (۱۸۲۷-۱۸۵۷)۔ (۵۴) بلکین (۱۸۵۷-۱۸۸۷)۔ (۵۵) بلکین (۱۸۸۷-۱۹۱۷)۔ (۵۶) بلکین (۱۹۱۷-۱۹۴۷)۔ (۵۷) بلکین (۱۹۴۷-۱۹۷۷)۔ (۵۸) بلکین (۱۹۷۷-۲۰۰۷)۔ (۵۹) بلکین (۲۰۰۷-۲۰۳۷)۔ (۶۰) بلکین (۲۰۳۷-۲۰۶۷)۔ (۶۱) بلکین (۲۰۶۷-۲۰۹۷)۔ (۶۲) بلکین (۲۰۹۷-۲۱۲۷)۔ (۶۳) بلکین (۲۱۲۷-۲۱۵۷)۔ (۶۴) بلکین (۲۱۵۷-۲۱۸۷)۔ (۶۵) بلکین (۲۱۸۷-۲۲۱۷)۔ (۶۶) بلکین (۲۲۱۷-۲۲۴۷)۔ (۶۷) بلکین (۲۲۴۷-۲۲۷۷)۔ (۶۸) بلکین (۲۲۷۷-۲۳۰۷)۔ (۶۹) بلکین (۲۳۰۷-۲۳۳۷)۔ (۷۰) بلکین (۲۳۳۷-۲۳۶۷)۔ (۷۱) بلکین (۲۳۶۷-۲۳۹۷)۔ (۷۲) بلکین (۲۳۹۷-۲۴۲۷)۔ (۷۳) بلکین (۲۴۲۷-۲۴۵۷)۔ (۷۴) بلکین (۲۴۵۷-۲۴۸۷)۔ (۷۵) بلکین (۲۴۸۷-۲۵۱۷)۔ (۷۶) بلکین (۲۵۱۷-۲۵۴۷)۔ (۷۷) بلکین (۲۵۴۷-۲۵۷۷)۔ (۷۸) بلکین (۲۵۷۷-۲۶۰۷)۔ (۷۹) بلکین (۲۶۰۷-۲۶۳۷)۔ (۸۰) بلکین (۲۶۳۷-۲۶۶۷)۔ (۸۱) بلکین (۲۶۶۷-۲۶۹۷)۔ (۸۲) بلکین (۲۶۹۷-۲۷۲۷)۔ (۸۳) بلکین (۲۷۲۷-۲۷۵۷)۔ (۸۴) بلکین (۲۷۵۷-۲۷۸۷)۔ (۸۵) بلکین (۲۷۸۷-۲۸۱۷)۔ (۸۶) بلکین (۲۸۱۷-۲۸۴۷)۔ (۸۷) بلکین (۲۸۴۷-۲۸۷۷)۔ (۸۸) بلکین (۲۸۷۷-۲۹۰۷)۔ (۸۹) بلکین (۲۹۰۷-۲۹۳۷)۔ (۹۰) بلکین (۲۹۳۷-۲۹۶۷)۔ (۹۱) بلکین (۲۹۶۷-۲۹۹۷)۔ (۹۲) بلکین (۲۹۹۷-۳۰۲۷)۔ (۹۳) بلکین (۳۰۲۷-۳۰۵۷)۔ (۹۴) بلکین (۳۰۵۷-۳۰۸۷)۔ (۹۵) بلکین (۳۰۸۷-۳۱۱۷)۔ (۹۶) بلکین (۳۱۱۷-۳۱۴۷)۔ (۹۷) بلکین (۳۱۴۷-۳۱۷۷)۔ (۹۸) بلکین (۳۱۷۷-۳۲۰۷)۔ (۹۹) بلکین (۳۲۰۷-۳۲۳۷)۔ (۱۰۰) بلکین (۳۲۳۷-۳۲۶۷)۔ (۱۰۱) بلکین (۳۲۶۷-۳۲۹۷)۔ (۱۰۲) بلکین (۳۲۹۷-۳۳۲۷)۔ (۱۰۳) بلکین (۳۳۲۷-۳۳۵۷)۔ (۱۰۴) بلکین (۳۳۵۷-۳۳۸۷)۔ (۱۰۵) بلکین (۳۳۸۷-۳۴۱۷)۔ (۱۰۶) بلکین (۳۴۱۷-۳۴۴۷)۔ (۱۰۷) بلکین (۳۴۴۷-۳۴۷۷)۔ (۱۰۸) بلکین (۳۴۷۷-۳۵۰۷)۔ (۱۰۹) بلکین (۳۵۰۷-۳۵۳۷)۔ (۱۱۰) بلکین (۳۵۳۷-۳۵۶۷)۔ (۱۱۱) بلکین (۳۵۶۷-۳۵۹۷)۔ (۱۱۲) بلکین (۳۵۹۷-۳۶۲۷)۔ (۱۱۳) بلکین (۳۶۲۷-۳۶۵۷)۔ (۱۱۴) بلکین (۳۶۵۷-۳۶۸۷)۔ (۱۱۵) بلکین (۳۶۸۷-۳۷۱۷)۔ (۱۱۶) بلکین (۳۷۱۷-۳۷۴۷)۔ (۱۱۷) بلکین (۳۷۴۷-۳۷۷۷)۔ (۱۱۸) بلکین (۳۷۷۷-۳۸۰۷)۔ (۱۱۹) بلکین (۳۸۰۷-۳۸۳۷)۔ (۱۲۰) بلکین (۳۸۳۷-۳۸۶۷)۔ (۱۲۱) بلکین (۳۸۶۷-۳۸۹۷)۔ (۱۲۲) بلکین (۳۸۹۷-۳۹۲۷)۔ (۱۲۳) بلکین (۳۹۲۷-۳۹۵۷)۔ (۱۲۴) بلکین (۳۹۵۷-۳۹۸۷)۔ (۱۲۵) بلکین (۳۹۸۷-۴۰۱۷)۔ (۱۲۶) بلکین (۴۰۱۷-۴۰۴۷)۔ (۱۲۷) بلکین (۴۰۴۷-۴۰۷۷)۔ (۱۲۸) بلکین (۴۰۷۷-۴۱۰۷)۔ (۱۲۹) بلکین (۴۱۰۷-۴۱۳۷)۔ (۱۳۰) بلکین (۴۱۳۷-۴۱۶۷)۔ (۱۳۱) بلکین (۴۱۶۷-۴۱۹۷)۔ (۱۳۲) بلکین (۴۱۹۷-۴۲۲۷)۔ (۱۳۳) بلکین (۴۲۲۷-۴۲۵۷)۔ (۱۳۴) بلکین (۴۲۵۷-۴۲۸۷)۔ (۱۳۵) بلکین (۴۲۸۷-۴۳۱۷)۔ (۱۳۶) بلکین (۴۳۱۷-۴۳۴۷)۔ (۱۳۷) بلکین (۴۳۴۷-۴۳۷۷)۔ (۱۳۸) بلکین (۴۳۷۷-۴۴۰۷)۔ (۱۳۹) بلکین (۴۴۰۷-۴۴۳۷)۔ (۱۴۰) بلکین (۴۴۳۷-۴۴۶۷)۔ (۱۴۱) بلکین (۴۴۶۷-۴۴۹۷)۔ (۱۴۲) بلکین (۴۴۹۷-۴۵۲۷)۔ (۱۴۳) بلکین (۴۵۲۷-۴۵۵۷)۔ (۱۴۴) بلکین (۴۵۵۷-۴۵۸۷)۔ (۱۴۵) بلکین (۴۵۸۷-۴۶۱۷)۔ (۱۴۶) بلکین (۴۶۱۷-۴۶۴۷)۔ (۱۴۷) بلکین (۴۶۴۷-۴۶۷۷)۔ (۱۴۸) بلکین (۴۶۷۷-۴۷۰۷)۔ (۱۴۹) بلکین (۴۷۰۷-۴۷۳۷)۔ (۱۵۰) بلکین (۴۷۳۷-۴۷۶۷)۔ (۱۵۱) بلکین (۴۷۶۷-۴۷۹۷)۔ (۱۵۲) بلکین (۴۷۹۷-۴۸۲۷)۔ (۱۵۳) بلکین (۴۸۲۷-۴۸۵۷)۔ (۱۵۴) بلکین (۴۸۵۷-۴۸۸۷)۔ (۱۵۵) بلکین (۴۸۸۷-۴۹۱۷)۔ (۱۵۶) بلکین (۴۹۱۷-۴۹۴۷)۔ (۱۵۷) بلکین (۴۹۴۷-۴۹۷۷)۔ (۱۵۸) بلکین (۴۹۷۷-۵۰۰۷)۔ (۱۵۹) بلکین (۵۰۰۷-۵۰۳۷)۔ (۱۶۰) بلکین (۵۰۳۷-۵۰۶۷)۔ (۱۶۱) بلکین (۵۰۶۷-۵۰۹۷)۔ (۱۶۲) بلکین (۵۰۹۷-۵۱۲۷)۔ (۱۶۳) بلکین (۵۱۲۷-۵۱۵۷)۔ (۱۶۴) بلکین (۵۱۵۷-۵۱۸۷)۔ (۱۶۵) بلکین (۵۱۸۷-۵۲۱۷)۔ (۱۶۶) بلکین (۵۲۱۷-۵۲۴۷)۔ (۱۶۷) بلکین (۵۲۴۷-۵۲۷۷)۔ (۱۶۸) بلکین (۵۲۷۷-۵۳۰۷)۔ (۱۶۹) بلکین (۵۳۰۷-۵۳۳۷)۔ (۱۷۰) بلکین (۵۳۳۷-۵۳۶۷)۔ (۱۷۱) بلکین (۵۳۶۷-۵۳۹۷)۔ (۱۷۲) بلکین (۵۳۹۷-۵۴۲۷)۔ (۱۷۳) بلکین (۵۴۲۷-۵۴۵۷)۔ (۱۷۴) بلکین (۵۴۵۷-۵۴۸۷)۔ (۱۷۵) بلکین (۵۴۸۷-۵۵۱۷)۔ (۱۷۶) بلکین (۵۵۱۷-۵۵۴۷)۔ (۱۷۷) بلکین (۵۵۴۷-۵۵۷۷)۔ (۱۷۸) بلکین (۵۵۷۷-۵۶۰۷)۔ (۱۷۹) بلکین (۵۶۰۷-۵۶۳۷)۔ (۱۸۰) بلکین (۵۶۳۷-۵۶۶۷)۔ (۱۸۱) بلکین (۵۶۶۷-۵۶۹۷)۔ (۱۸۲) بلکین (۵۶۹۷-۵۷۲۷)۔ (۱۸۳) بلکین (۵۷۲۷-۵۷۵۷)۔ (۱۸۴) بلکین (۵۷۵۷-۵۷۸۷)۔ (۱۸۵) بلکین (۵۷۸۷-۵۸۱۷)۔ (۱۸۶) بلکین (۵۸۱۷-۵۸۴۷)۔ (۱۸۷) بلکین (۵۸۴۷-۵۸۷۷)۔ (۱۸۸) بلکین (۵۸۷۷-۵۹۰۷)۔ (۱۸۹) بلکین (۵۹۰۷-۵۹۳۷)۔ (۱۹۰) بلکین (۵۹۳۷-۵۹۶۷)۔ (۱۹۱) بلکین (۵۹۶۷-۵۹۹۷)۔ (۱۹۲) بلکین (۵۹۹۷-۶۰۲۷)۔ (۱۹۳) بلکین (۶۰۲۷-۶۰۵۷)۔ (۱۹۴) بلکین (۶۰۵۷-۶۰۸۷)۔ (۱۹۵) بلکین (۶۰۸۷-۶۱۱۷)۔ (۱۹۶) بلکین (۶۱۱۷-۶۱۴۷)۔ (۱۹۷) بلکین (۶۱۴۷-۶۱۷۷)۔ (۱۹۸) بلکین (۶۱۷۷-۶۲۰۷)۔ (۱۹۹) بلکین (۶۲۰۷-۶۲۳۷)۔ (۲۰۰) بلکین (۶۲۳۷-۶۲۶۷)۔ (۲۰۱) بلکین (۶۲۶۷-۶۲۹۷)۔ (۲۰۲) بلکین (۶۲۹۷-۶۳۲۷)۔ (۲۰۳) بلکین (۶۳۲۷-۶۳۵۷)۔ (۲۰۴) بلکین (۶۳۵۷-۶۳۸۷)۔ (۲۰۵) بلکین (۶۳۸۷-۶۴۱۷)۔ (۲۰۶) بلکین (۶۴۱۷-۶۴۴۷)۔ (۲۰۷) بلکین (۶۴۴۷-۶۴۷۷)۔ (۲۰۸) بلکین (۶۴۷۷-۶۵۰۷)۔ (۲۰۹) بلکین (۶۵۰۷-۶۵۳۷)۔ (۲۱۰) بلکین (۶۵۳۷-۶۵۶۷)۔ (۲۱۱) بلکین (۶۵۶۷-۶۵۹۷)۔ (۲۱۲) بلکین (۶۵۹۷-۶۶۲۷)۔ (۲۱۳) بلکین (۶۶۲۷-۶۶۵۷)۔ (۲۱۴) بلکین (۶۶۵۷-۶۶۸۷)۔ (۲۱۵) بلکین (۶۶۸۷-۶۷۱۷)۔ (۲۱۶) بلکین (۶۷۱۷-۶۷۴۷)۔ (۲۱۷) بلکین (۶۷۴۷-۶۷۷۷)۔ (۲۱۸) بلکین (۶۷۷۷-۶۸۰۷)۔ (۲۱۹) بلکین (۶۸۰۷-۶۸۳۷)۔ (۲۲۰) بلکین (۶۸۳۷-۶۸۶۷)۔ (۲۲۱) بلکین (۶۸۶۷-۶۸۹۷)۔ (۲۲۲) بلکین (۶۸۹۷-۶۹۲۷)۔ (۲۲۳) بلکین (۶۹۲۷-۶۹۵۷)۔ (۲۲۴) بلکین (۶۹۵۷-۶۹۸۷)۔ (۲۲۵) بلکین (۶۹۸۷-۷۰۱۷)۔ (۲۲۶) بلکین (۷۰۱۷-۷۰۴۷)۔ (۲۲۷) بلکین (۷۰۴۷-۷۰۷۷)۔ (۲۲۸) بلکین (۷۰۷۷-۷۱۰۷)۔ (۲۲۹) بلکین (۷۱۰۷-۷۱۳۷)۔ (۲۳۰) بلکین (۷۱۳۷-۷۱۶۷)۔ (۲۳۱) بلکین (۷۱۶۷-۷۱۹۷)۔ (۲۳۲) بلکین (۷۱۹۷-۷۲۲۷)۔ (۲۳۳) بلکین (۷۲۲۷-۷۲۵۷)۔ (۲۳۴) بلکین (۷۲۵۷-۷۲۸۷)۔ (۲۳۵) بلکین (۷۲۸۷-۷۳۱۷)۔ (۲۳۶) بلکین (۷۳۱۷-۷۳۴۷)۔ (۲۳۷) بلکین (۷۳۴۷-۷۳۷۷)۔ (۲۳۸) بلکین (۷۳۷۷-۷۴۰۷)۔ (۲۳۹) بلکین (۷۴۰۷-۷۴۳۷)۔ (۲۴۰) بلکین (۷۴۳۷-۷۴۶۷)۔ (۲۴۱) بلکین (۷۴۶۷-۷۴۹۷)۔ (۲۴۲) بلکین (۷۴۹۷-۷۵۲۷)۔ (۲۴۳) بلکین (۷۵۲۷-۷۵۵۷)۔ (۲۴۴) بلکین (۷۵۵۷-۷۵۸۷)۔ (۲۴۵) بلکین (۷۵۸۷-۷۶۱۷)۔ (۲۴۶) بلکین (۷۶۱۷-۷۶۴۷)۔ (۲۴۷) بلکین (۷۶۴۷-۷۶۷۷)۔ (۲۴۸) بلکین (۷۶۷۷-۷۷۰۷)۔ (۲۴۹) بلکین (۷۷۰۷-۷۷۳۷)۔ (۲۵۰) بلکین (۷۷۳۷-۷۷۶۷)۔ (۲۵۱) بلکین (۷۷۶۷-۷۷۹۷)۔ (۲۵۲) بلکین (۷۷۹۷-۷۸۲۷)۔ (۲۵۳) بلکین (۷۸۲۷-۷۸۵۷)۔ (۲۵۴) بلکین (۷۸۵۷-۷۸۸۷)۔ (۲۵۵) بلکین (۷۸۸۷-۷۹۱۷)۔ (۲۵۶) بلکین (۷۹۱۷-۷۹۴۷)۔ (۲۵۷) بلکین (۷۹۴۷-۷۹۷۷)۔ (۲۵۸) بلکین (۷۹۷۷-۸۰۰۷)۔ (۲۵۹) بلکین (۸۰۰۷-۸۰۳۷)۔ (۲۶۰) بلکین (۸۰۳۷-۸۰۶۷)۔ (۲۶۱) بلکین (۸۰۶۷-۸۰۹۷)۔ (۲۶۲) بلکین (۸۰۹۷-۸۱۲۷)۔ (۲۶۳) بلکین (۸۱۲۷-۸۱۵۷)۔ (۲۶۴) بلکین (۸۱۵۷-۸۱۸۷)۔ (۲۶۵) بلکین (۸۱۸۷-۸۲۱۷)۔ (۲۶۶) بلکین (۸۲۱۷-۸۲۴۷)۔ (۲۶۷) بلکین (۸۲۴۷-۸۲۷۷)۔ (۲۶۸) بلکین (۸۲۷۷-۸۳۰۷)۔ (۲۶۹) بلکین (۸۳۰۷-۸۳۳۷)۔ (۲۷۰) بلکین (۸۳۳۷-۸۳۶۷)۔ (۲۷۱) بلکین (۸۳۶۷-۸۳۹۷)۔ (۲۷۲) بلکین (۸۳۹۷-۸۴۲۷)۔ (۲۷۳) بلکین (۸۴۲۷-۸۴۵۷)۔ (۲۷۴) بلکین (۸۴۵۷-۸۴۸۷)۔ (۲۷۵) بلکین (۸۴۸۷-۸۵۱۷)۔ (۲۷۶) بلکین (۸۵۱۷-۸۵۴۷)۔ (۲۷۷) بلکین (۸۵۴۷-۸۵۷۷)۔ (۲۷۸) بلکین (۸۵۷۷-۸۶۰۷)۔ (۲۷۹) بلکین (۸۶۰۷-۸۶۳۷)۔ (۲۸۰) بلکین (۸۶۳۷-۸۶۶۷)۔ (۲۸۱) بلکین (۸۶۶۷-۸۶۹۷)۔ (۲۸۲) بلکین (۸۶۹۷-۸۷۲۷)۔ (۲۸۳) بلکین (۸۷۲۷-۸۷۵۷)۔ (۲۸۴) بلکین (۸۷۵۷-۸۷۸۷)۔ (۲۸۵) بلکین (۸۷۸۷-۸۸۱۷)۔ (۲۸۶) بلکین (۸۸۱۷-۸۸۴۷)۔ (۲۸۷) بلکین (۸۸۴۷-۸۸۷۷)۔ (۲۸۸) بلکین (۸۸۷۷-۸۹۰۷)۔ (۲۸۹) بلکین (۸۹۰۷-۸۹۳۷)۔ (۲۹۰) بلکین (۸۹۳۷-۸۹۶۷)۔ (۲۹۱) بلکین (۸۹۶۷-۸۹۹۷)۔ (۲۹۲) بلکین (۸۹۹۷-۹۰۲۷)۔ (۲۹۳) بلکین (۹۰۲۷-۹۰۵۷)۔ (۲۹۴) بلکین (۹۰۵۷-۹۰۸۷)۔ (۲۹۵) بلکین (۹۰۸۷-۹۱۱۷)۔ (۲۹۶) بلکین (۹۱۱۷-۹۱۴۷)۔ (۲۹۷) بلکین (۹۱۴۷-۹۱۷۷)۔ (۲۹۸) بلکین (۹۱۷۷-۹۲۰۷)۔ (۲۹۹) بلکین (۹۲۰۷-۹۲۳۷)۔ (۳۰۰) بلکین (۹۲۳۷-۹۲۶۷)۔ (۳۰۱) بلکین (۹۲۶۷-۹۲۹۷)۔ (۳۰۲) بلکین (۹۲۹۷-۹۳۲۷)۔ (۳۰۳) بلکین (۹۳۲۷-۹۳۵۷)۔ (۳۰۴) بلکین (۹۳۵۷-۹۳۸۷)۔ (۳۰۵) بلکین (۹۳۸۷-۹۴۱۷)۔ (۳۰۶) بلکین (۹۴۱۷-۹۴۴۷)۔ (۳۰۷) بلکین (۹۴۴۷-۹۴۷۷)۔ (۳۰۸) بلکین (۹۴۷۷-۹۵۰۷)۔ (۳۰۹) بلکین (۹۵۰۷-۹۵۳۷)۔ (۳۱۰) بلکین (۹۵۳۷-۹۵۶۷)۔ (۳۱۱) بلکین (۹۵۶۷-۹۵۹۷)۔ (۳۱۲) بلکین (۹۵۹۷-۹۶۲۷)۔ (۳۱۳) بلکین (۹۶۲۷-۹۶۵۷)۔ (۳۱۴) بلکین (۹۶۵۷-۹۶۸۷)۔ (۳۱۵) بلکین (۹۶۸۷-۹۷۱۷)۔ (۳۱۶) بلکین (۹۷۱۷-۹۷۴۷)۔ (۳۱۷) بلکین (۹۷۴۷-۹۷۷۷)۔ (۳۱۸) بلکین (۹۷۷۷-۹۸۰۷)۔ (۳۱۹) بلکین (۹۸۰۷-۹۸۳۷)۔ (۳۲۰) بلکین (۹۸۳۷-۹۸۶۷)۔ (۳۲۱) بلکین (۹۸۶۷-۹۸۹۷)۔ (۳۲۲) بلکین (۹۸۹۷-۹۹۲۷)۔ (۳۲۳) بلکین (۹۹۲۷-۹۹۵۷)۔ (۳۲۴) بلکین (۹۹۵۷-۹۹۸۷)۔ (۳۲۵) بلکین (۹۹۸۷-۱۰۰۱۷)۔ (۳۲۶) بلکین (۱۰۰۱۷-۱۰۰۴۷)۔ (۳۲۷) بلکین (۱۰۰۴۷-۱۰۰۷۷)۔ (۳۲۸) بلکین (۱۰۰۷۷-۱۰۱۰۷)۔ (۳۲۹) بلکین (۱۰۱۰۷-۱۰۱۳۷)۔ (۳۳۰) بلکین (۱۰۱۳۷-۱۰۱۶۷)۔ (۳۳۱) بلکین (۱۰۱۶۷-۱۰۱۹۷)۔ (۳۳۲) بلکین (۱۰۱۹۷-۱۰۲۲۷)۔ (۳۳۳) بلکین (۱۰۲۲۷-۱۰۲۵۷)۔ (۳۳۴) بلکین (۱۰۲۵۷-۱۰۲۸۷)۔ (۳۳۵) بلکین (۱۰۲۸۷-۱۰۳۱۷)۔ (۳۳۶) بلکین (۱۰۳۱۷-۱۰۳۴۷)۔ (۳۳۷) بلکین (۱۰۳۴۷-۱۰۳۷۷)۔ (۳۳۸) بلکین (۱۰۳۷۷-۱۰۴۰۷)۔ (۳۳۹) بلکین (۱۰۴۰۷-۱۰۴۳۷)۔ (۳۴۰) بلکین (۱۰۴۳۷-۱۰۴۶۷)۔ (۳۴۱) بلکین (۱۰۴۶۷-۱۰۴۹۷)۔ (۳۴۲) بلکین (۱۰۴۹۷-۱۰۵۲۷)۔ (۳۴۳) بلکین (۱۰۵۲۷-۱۰۵۵۷)۔ (۳۴۴) بلکین (۱۰۵۵۷-۱۰۵۸۷)۔ (۳۴۵) بلکین (۱۰۵۸۷-۱۰۶۱۷)۔ (۳۴۶) بلکین (۱۰۶۱۷-۱۰۶۴۷)۔ (۳۴۷) بلکین (۱۰۶۴۷-۱۰۶۷۷)۔ (۳۴۸) بلکین (۱۰۶۷۷-۱۰۷۰۷)۔ (۳۴۹) بلکین (۱۰۷۰۷-۱۰۷۳۷)۔ (۳۵۰) بلکین (۱۰۷۳۷-۱۰۷۶۷)۔ (۳۵۱) بلکین (۱۰۷۶۷-۱۰۷۹۷)۔ (۳۵۲) بلکین (۱۰۷۹۷-۱۰۸۲۷)۔ (۳۵۳) بلکین (۱۰۸۲۷-۱۰۸۵۷)۔ (۳۵۴) بلکین (۱۰۸۵۷-۱۰۸۸۷)۔ (۳۵۵) بلکین (۱۰۸۸۷-۱۰۹۱۷)۔ (۳۵۶) بلکین (۱۰۹۱۷-۱۰۹۴۷)۔ (۳۵۷) بلکین (۱۰۹۴۷-۱۰۹۷۷)۔ (۳۵۸) بلکین (۱۰۹۷۷-۱۱۰۰۷)۔ (۳۵۹) بلکین (۱۱۰۰۷-۱۱۰۳۷)۔ (۳۶۰) بلکین (۱۱۰۳۷-۱۱۰۶۷)۔ (۳۶۱) بلکین (۱۱۰۶۷-۱۱۰۹۷)۔ (۳۶۲) بلکین (۱۱۰۹۷-۱۱۱۲۷)۔ (۳۶۳) بلکین (۱۱۱۲۷-۱۱۱۵۷)۔ (۳۶۴) بلکین (۱۱۱۵۷-۱۱۱۸۷)۔ (۳۶۵) بلکین (۱۱۱۸۷-۱۱۲۱۷)۔ (۳۶۶) بلکین (۱۱۲۱۷-۱۱۲۴۷)۔ (۳۶۷) بلکین (۱۱۲۴۷-۱۱۲۷۷)۔ (۳۶۸) بلکین (۱۱۲۷۷-۱۱۳۰۷)۔ (۳۶۹) بلکین (۱۱۳۰۷-۱۱۳۳۷)۔ (۳۷۰) بلکین (۱۱۳۳۷-۱۱۳۶۷)۔ (۳۷۱) بلکین (۱۱۳۶۷-۱۱۳۹۷)۔ (۳۷۲) بلکین (۱۱۳۹۷-۱۱۴۲۷)۔ (۳۷۳) بلکین (۱۱۴۲۷-۱۱۴۵۷)۔ (۳۷۴) بلکین (۱۱۴۵۷-۱۱۴۸۷)۔ (۳۷۵) بلکین (۱۱۴۸۷-۱۱۵۱۷)۔ (۳۷۶) بلکین (۱۱۵۱۷-۱۱۵۴۷)۔ (۳۷۷) بلکین (۱۱۵۴۷-۱۱۵۷۷)۔ (۳۷۸) بلکین (۱۱۵۷۷-۱۱۶۰۷)۔ (۳۷۹) بلکین (۱۱۶۰۷-۱۱۶۳۷)۔ (۳۸۰) بلکین (۱۱۶۳۷-۱۱۶۶۷)۔ (۳۸۱) بلکین (۱۱۶۶۷-۱۱۶۹۷)۔ (۳۸۲) بلکین (۱۱۶۹۷-۱۱۷۲۷)۔ (۳۸۳) بلکین (۱۱۷۲۷-۱۱۷۵۷)۔ (۳۸۴) بلکین (۱۱۷۵۷-۱۱۷۸۷)۔ (۳۸۵) بلکین (۱۱۷

(۲) اس درمیانی راستے پر چل، اور حکام کے غرور و خوشامد کی ذلت سے بچ۔

(۳) میں نے چند ایک فضائل علمی حاصل کیے۔ اس خیال سے کہ وزیر محترم و معظّم اپنے سائے میں زندگی کے چند دن بسر کرنے کا موقع عطا فرمائیں گے۔ اور میرے فضائل کی قدر کہیں اور ہو یا نہ ہو، یہ غرور کریں گے۔

(۴) میرا یہ خیال یقین کے درجے تک پہنچا ہوا تھا، اور اس حقیقت کو بھولا ہوا تھا کہ زمانہ جامِ زلال پلانے کے بعد اسی سے میرے نظام تنفس کو مختل کر کے رکھ دے گا۔

(۵) میں اس بے مروت زمانے سے جنگ کروں گا، اور اگر جھوٹ بولوں تو اللہ میری مدد نہ کرے۔“

علی بن احمد بن علی ابوالحسن لعرف بہ ابن سہل الطیب

یغداد میں پیدا ہوا۔ وہیں تعلیم حاصل کی۔ اپنے زمانے کے بڑے بڑے اساتذہ سے ادب و طب کا درس لیا۔ پھر موصل چلا گیا۔ وہاں سے آذربائیجان پہنچا۔ اور خلاط کے والی شاہ ارمن کا طبیب خاص مقرر ہو گیا۔ یہاں طلبہ حکمت کو ادب و حکمت کا درس دیتا رہا۔ پھر یہاں سے ایک واقعہ کی وجہ سے چلا گیا۔ واقعہ یہ تھا کہ ایک دن شاہ ارمن کا قارورہ دیکھ رہا تھا کہ پاس سے توشہ خانے کا ایک ملازم بول اٹھا: ”آپ پیشاب کا امتحان چکے کر کیوں نہیں کرتے؟“ جب حکیم باہر آیا

۱۵ خلاط، ارمینیہ کا ایک شہر ہے (اقاموس)

تو اس ملازم کو خوب آڑے ہاتھوں لیا۔ اور پوچھا کہ یہ سوال کسی کے کئے سے کیا تھا یا بطور خود سوچا تھا؟ کئے لگا، یہ سوال میں نے اس لیے پوچھا تھا کہ بعض طبیب قارورہ چکھتے بھی ہیں حکیم نے کہا۔ یہ درست ہے لیکن بادشاہ کے سامنے اس قسم کا سوال پوچھنا از حد خطرناک ثابت ہوا ہے۔ اس لیے کہ بادشاہ کو یہ خیال ہو گیا ہے کہ شاید میں اس کے علاج میں پوری دل چسپی نہیں لے رہا۔

اس واقعہ کے بعد حکیم کچھ اُداس سارہنے لگا۔ گو اس ملازم کو کچھ رشوت دے دی تھی کہ آئندہ اس قسم کی حرکت نہ کرے۔ لیکن جی اُچاٹ ہو گیا، اور وہاں سے روانہ ہو کر موصل پہنچا۔ جمال اللہ نے رزق میں فراخی دی اور مرتے دم تک وہیں رہا۔ موصل کے عرصہ قیام میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور طویل العمر ہونے کی وجہ سے اس قدر معیف ہو گیا تھا کہ چلنا پھرنا دو بھر ہو گیا۔ گھر ہی میں رہ کر طلبہ کو پڑھاتا رہتا۔ خود حکیم سے کسی نے تاریخ ولادت کے متعلق پوچھا تو کہا۔ میں بغداد کے باب الازج میں ۲۳ رذی قعد ۵۱۵ھ کو پیدا ہوا تھا۔ اس کی وفات موصل میں بدھ کے دن ۱۳ (ایک نسخے میں ۲۰) محرم ۶۱۰ھ کو ہوئی۔ اس نے طب پر چار جلدوں میں ایک کتاب نکلی تھی، جس کا نام المختار ہے۔

علی بن یقظان الشیبی

سبب کارہنے والا جس کا ذکر بعض مصری مصنفین کی کتابوں میں یوں ملتا ہے کہ ابن یقظان ۵۴۴ھ کو مصر میں آیا۔ یہاں سے یمن اور یمن سے عراق اور دیگر ممالک شرقیہ کی طرف نکل گیا۔ موصل میں پہنچا تو وزیر جمال الدین ابو جعفر محمد ملہ اندلس میں ایک شہر۔ (قاموس)

بن علی بن ابی منصور اصفہانی کی تعریف میں ایک قصیدہ پڑھا جس کے چند اشعار یہ ہیں۔ (ترجمہ)

(۱) میرے عزیز بھائیو! میں اپنے عہدِ وفا پر قائم ہوں۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ تمہارا کیا حال ہے۔ کہیں تم بدل تو نہیں گئے؟

(۲) میں نے تمہاری یاد میں کتنے ہی جامِ شراب چڑھائے۔ کیا تم نے بھی میری یاد میں کوئی پیالہ پیایا ہے؟

(۳) مصر کی یاد میں دل بے چین ہے۔ اور میں ایک غم زدہ عاشق کی طرح ہر وقت روتا رہتا ہوں۔

(۴) ہر شہر میں میری بے تاب نگاہیں اہلِ مصر کو یوں ڈھونڈتی ہیں، گویا میں ابھی ان سے جدا نہیں ہوا۔

(۵) اگر ان عزیز دوستوں کی جدائی میں مجھے جامِ صبر پینا ہی پڑا، تو میں اسے شہد سے بھی زیادہ لذیذ سمجھوں گا۔

(۶) آہ۔ تم سے رخصت ہونے کے بعد مجھے کس قدر غیر آباد بیا باتوں اور دشوار گزار وادیوں سے گزرتا پڑا۔

(۷) اور آخر میرے ارادوں کی اونٹنیاں موصل میں جمال الدین کے ہاں آکر رکیں۔

علی بن احمد بن علی بن محمد بن دواس القناوی سطلی
ابوالحسن

علم الاوائل اور علم نجوم میں خاصی شہرت پیدا کی۔ اور حیب اپنے وطن کو چھوڑ کر

بغداد میں اقامت گزری ہو، تو کافی لوگوں نے اس کے علم سے فائدہ اٹھایا۔ علی کی وفات بغداد میں ربیع الاول، ایک تسخے میں ربیع الاول، ۶۱۲ھ کو ہوئی۔

علی بن علی بن ابی علی السیف الادی

- ۵۔ آمد میں ۵۵۵ھ کو پیدا ہوا۔ اپنے شہر کے علما سے فقہ شافعی کی تعلیم حاصل کی۔ پھر عراق چلا گیا۔ اور بغداد میں حصول علم کے لیے مدتوں رہا۔ یہاں ابن بنت الممتی المنکفوت کی مجلس میں اکثر شامل ہوتا۔ اور علمی مباحث میں دل چسپی لیتا تھا۔ علوم اوائل کا درس کرخ کے یہود و نصارا سے لیا۔ چنانچہ اس کے عقائد میں کچھ فتور سا آ گیا۔ اس پر فقہا بگڑ گئے اور اسے بھاگ کر مصر میں پناہ لینا پڑی۔ مصر ۵۹۲ھ میں پہنچا، اور مدرسہ متنازل العزیز میں فرود کش ہوا۔ جہاں شہاب طوسی فرائض تعلیم انجام دیا کرتا تھا۔ علی نے یہاں نہ صرف اپنی تصانیف شائع کیں۔ بلکہ انھیں تصاب تدریس بھی بنا ڈالا۔ کچھ عرصے کے بعد مصر سے شام میں آ گیا اور دمشق کے ایک مدرسے میں تدریس پر مامور ہوا۔ جب شاہ الکامل نے آمد پر قبضہ کیا اور اسے بتلایا گیا کہ یہاں کے والی نے علی کو آمد کی قضا (منصب قضا) پیش کی تھی اور

لے آمد دیا۔ بکر کا دوسرا نام ہے۔ (ایمان بہ عہد ساسانیان ص ۳۰۶، اسلام، ۵) لیکن ترمذی القلوب ص ۱۳۳ پر مذکور ہے کہ آمد دیار بکر کا ایک شہر ہے۔ جو دریائے دجلہ کے کنارے واقع ہے۔ ترمذی کا بیان زیادہ قابل اعتماد ہے۔

۶۔ کرخ۔ بغداد کے مغرب میں ایک محلہ۔ (ترمذی ص ۱۳۳)

۷۔ الکامل۔ محمد کامل ایوبی سلطان مصر و دمشق۔ یہ ایوبیان مصر کا چوتھا فرماں روا تھا۔

دہت حکومت از ۵۹۶ھ تا ۶۱۵ھ۔ (طبقات سلاطین اسلام ص ۶۷)

ان کی آپس میں خط و کتابت بھی تھی تو الیکال اس سے بدظن ہو گیا۔ مجبوراً اسے مدرسہ سے ہاتھ دھو کر پڑا اور ایوس ہو کر خانہ نشین ہو گیا۔

اس کی چند تصانیف یہ ہیں :-

(۱) کتاب الیاسر فی علم الاوائل - پانچ جلد -

(۲) کتاب ایکار الافکار فی اصول الدین - چار جلد -

(۳) کتاب المحقائق فی علوم الاوائل - تین جلد -

(۴) کتاب الماتخذ، علی فخر الدین بن خطیب المرینی فی شرح الاشارات - ایک جلد

عمر بن القرخان ابو حفص الطبری

مترجمین کا رئیس اور حرکات و احکام نجوم کا فاضل تھا۔ ابو معشر البلیخی کہتا ہے :-

”عمر بن القرخان ایک بلند پایہ عالم و حکیم تھا۔ پہلے یحییٰ بن خالد اور

پھر فضل بن سهل کے دربار میں رہا۔ کہتے ہیں کہ جعفر بن یحییٰ بن خالد

بن برمک کی ولادت پر مریخ و قمر میں چند ایک مدارج تھے۔ عمر نے

ان کو بارہ حصوں میں تقسیم کر کے جو نتائج اخذ کیے، وہ بالکل صحیح

نکلے۔ اس عمل کا موجد عمر تھا۔“

ابو معشر نے اپنی تصنیف کتاب المذاکرات (جو شاذان بن بحر کے لیے

لکھی گئی تھی) میں کہتا ہے۔ کہ عمر کو اپنے وطن سے فضل بن سهل نے بلا کر ماموں کے

سلطنت پیش کیا۔ اور ماموں نے اسے ترجمہ کتب پر لگا دیا۔ اس کی لکھی ہوئی بعض

کتابیں آج تک خزان سلطانیہ میں موجود ہیں۔ اس نے نجوم و دیگر فنون حکمیہ پر

کافی کتابیں لکھی تھیں۔ جن میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں :-

- (۱) تفسیر کتاب الاربع - لیبلی موس - متن کا ترجمہ ابو یحییٰ البیہقی نے کیا تھا۔
 (۲) کتاب المحاسن - ۳۱، کتاب التفاق الفلاسفہ و اختلافہم فی خطوط -

عمر بن محمد بن خالد بن عبد الملک المرورودی

- مامونی رعد پر اس کے دادا خالد بن عبد الملک (رعد کا متولی) نے سند
 بن علی، یحییٰ بن ابی منصور اور عباس بن سعید الجومہری کے ہمراہ جو مشاہدات
 قلم بند کیے تھے، ان کی بنا پر عمر نے ایک چھوٹی سی تقویم مرتب کی تھی مشاہدات
 فلکی میں بھی کچھ درک رکھتا تھا۔ اس کی چند تصانیف یہ ہیں:-
 (۱) کتاب تعدیل الکواکب - (۲) کتاب مناعۃ الاصطرلاب المسطح -

عمر بن عبد الرحمن بن احمد بن علی الکرمانی القزلبی

الاندلسی الیوا حکم

- ۱۰ علم ہندسہ و اعداد کا ایک فاضل، جو جزیرہ کے ایک شہر حران میں حصول طب

۱۰ لے یحییٰ بن ابی منصور المنعم المامونی ^{۱۱} مشائخہ میں زندہ تھا۔ حالات حرف الیا میں ملاحظہ ہوں۔
 ۱۱ جزیرہ سے مراد دیار بکر ہے۔ نیز جزیرہ دیار بکر کے ایک شہر کا نام بھی ہے (زہدت صفحہ ۱۱۱)۔
 بعض مقالات پر الجزیرہ کا لفظ سبع تر معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اور اس سے مراد و جلد و
 ذرات کا وہ آب لیا گیا ہے۔ دیار بکر کی کوئی قید نہیں۔ یہاں جزیرہ سے دیار بکر نہیں بلکہ صرف دعا بکر مراد ہے۔
 ۱۲ حمال - شام کا ایک شہر جیزات سے مشرق کی طرف تقریباً (بقیہ حاشیہ ص ۳۳ پر)

دہندسہ کے لیے آیا۔ اور پھر اندلس میں واپس چلا۔ وہاں جاکر سرحد اندلس کے ایک شہر سرقسطہ میں اقامت اختیار کی۔ احوال الصغریٰ کے رسائل پہلی بار اندلس میں اسی حکیم کی یہ دولت پہنچے تھے۔ شعبہ جراحی میں خاص مہارت رکھتا تھا اس کی وفات سرقسطہ میں ۱۱۵۸ھ کو ہوئی۔ اور توے برس سے زیادہ عمر پائی۔

عمر بن احمد بن خالد بن ابومسلم الحضرمی الاشبیلی الاندلسی

اشبیلیہ کا ایک مشہور فلسفی، منجم و طبیب، جو اخلاق و فلسفہ سیاست میں یونانی فلسفیوں کے زیادہ قریب تھا۔ وفات ۲۲۹ھ۔

عمر الحیام

خراسان کا امام، زمانے کا علامہ، یونانی فلسفے کا معلم اور توحید کا مبلغ جس کی تعلیم کا منحصر یہ ہے کہ تزکیہ نفس کے لیے حرکات بدنیہ میں پاکیزگی کا ہونا ضروری ہے۔ اور سیاست مدنیہ کی بنیاد یونانی اصول پر رکھنی چاہیے۔ یہ شاعر بھی تھا۔ اس کی تعلیم کا صوفیوں پر اس قدر اثر ہوا کہ ان لوگوں نے اسے اپنی طرفیت کا جز بنا لیا۔ اور خلوت و جلوت میں اس کی تبلیغ کرنے لگے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ تعلیم ملت بیضا کے لیے زخم مار و نیش کڑوہ سے کم نہ تھی۔

(۳۳۳ھ کا یقینہ حاشیہ)۔ ۵۰ میل فُرد واقع ہے۔ یہاں ۱۱۶۱ھ میں شام کا مشہور عالم نام

ابن تیمیہ پیدا ہوا تھا۔ یہ شہر ارغنداب بنی سام بن لوح نے بنایا تھا۔ ایک ضعیف رفاہیت کے

مطابق حضرت ابراہیمؑ کا مولد بھی یہی شہر تھا۔ (تذکرہ شہرہ)۔

جب علمائے اس کے مسلک پر روقلح کی اور دُتیا اس کے پیچھے پڑ گئی
یہاں تک کہ اسے جان کا خطرہ پڑ گیا، تو اس نے اپنی زبان و قلم کے رخس سرکش کو
لگام دیا اور جالی بچانے کی خاطر حج کے لیے چلا گیا۔ جب بغداد میں پہنچا، اور یاران
طریقت اس کے گرد جمع ہونے شروع ہوئے، تو ڈر سے دروازہ بند کر کے خانہ
نشین ہو گیا۔ حج سے واپس آتے کے بعد اپنے گاؤں میں خاموش سی زندگی گزارنے
لگا۔ صبح و شام صرف مسجد میں جاتا، درتہ گھر سے کبھی باہر نہ نکلتا، اور نہ اپنے
عقائد کا کہیں ذکر کرتا۔ اس کی خاموشی اس قدر مشہور ہو گئی کہ ملک میں اس کا
یہ روایت عرب المثل بن گیا۔

علم النجوم اور حکمت میں بے مثال تھا۔ اس کے اشعار ذیل اس کے اندرونی
جذبات و عقائد پر مدغم سی روشنی ڈالتے ہیں۔

۱۰ (۱) جب سے کہ اپنی محنت سے فوت لایوت حاصل کرنا شروع کی ہے، اور
اپنے نفس کو اس تھوڑی سی غذا پر راضی کر لیا ہے۔

(۲) تو زمانے کی تمام معیبتوں سے بچ گیا ہوں۔ اب دنیا میری دشمن ہو یا
دوست، مجھ پر اس کا کوئی اثر نہیں۔

۱۵ (۳) زمانے میں یہ دستور ہے کہ ہر سعادت کا انجام بد بختی ہوتا ہے۔

(۴) اے میری روح اپنے مسکن (جسم) میں قدمے اور آرام کر۔ تیرے مسکن
کی دیواریں عنقریب بوسیدہ ہو کر گر پڑیں گی اور تو آزاد ہو جائے گی۔

عسائی بن علی بن عسائی بن داؤد بن الجراح ابو القاسم

ذہیر کا بیٹا، مختلف فنون کا امام، علوم ادو اعلیٰ کا فاضل اور بہت سی حدیثوں کا

ذی الحجہ ۳۳۱ھ کو پیدا ہوا۔ اس کی چند تصانیف کے نام یہ ہیں :-

۱) کتاب اختصار کتاب ارسطو طالیس فی المعمور من الارض۔

۲) کتاب اغراض کتب ارسطو طالیس المتطقیہ۔

۳) کتاب معانی ایساغوجی۔ ایک مقالہ۔

۴) کتاب فی العقل۔ ایک مقالہ۔

اس نے سریانی زبان سے بھی چند ترجمے کیے۔ مثلاً

۵) کتاب التیمیہ۔ ایک مقالہ۔ ۶) کتاب الحيوان لارسطو طاليس۔

۷) کتاب منافع اعضاء الحيوان، یہ تفسیر یحییٰ النحوی۔

۸) کتاب سوفسطیقا الفص لارسطو۔

۹) کتاب مہولہ (ایک نسخے میں مہولہ) فی الاخلاق۔

۱۰) کتاب خمس مقالات من کتاب نیکولاؤس فی فلسفۃ ارسطو طاليس۔

ہلال بن المحسن بن ابراہیم کتاب ہے کہ ایسی ذرعتہ کی وفات بروز جمعہ

۲۲، ۲۳ شعبان ۳۹۸ھ کو ہوئی تھی۔

علی بن اُسَید التصرانی العرانی

۱۵ ثابت بن قُرۃ کا شاگرد، مختلف فنون کا فاضل اور فنِ ترجمہ (سریانی سے عربی) میں اُستاد تھا۔ اور ثابت بن قُرۃ کے ہمراہ تراجم کیا کرتا تھا۔

عیسیٰ بن یاسر

ایک قابل طبیب جس کی چند تصانیف کے نام یہ ہیں:-

(۱) کتاب قوی الاغذیہ (۲) کتاب من لایحقرہ طبیب

اس کی کتابوں سے پتا چلتا ہے کہ اس کا طریقہ علاج دل کش اور اٹو کھا تھا۔

عیسیٰ بن قسطنطین الیوموسیٰ الطیب

یہ ایک فاضل طبیب تھا جس نے چند کتابیں بھی لکھی تھیں۔

عیسیٰ بن المرز بن طیب

اس کی دو تصانیف کے نام یہ ہیں:-

(۱) کتاب الالوان (۲) کتاب الرواح والطحوم

عیسیٰ بن علی

ایک فاضل و مشہور طبیب، حنین کا شاگرد جس کی دو کتابوں کے نام یہ ہیں:-

(۱) کتاب تذکرۃ الکجالین۔ یہ کتاب ہر زمانے میں اطباء کے زیر استعمال رہی۔

(۲) کتاب المنافع التي تستفاد من اعضاء الحيوان۔

عسائی بن سحی بن ابراہیم

حُنین کا شاگرد، فن ترجمہ (یونانی سے عربی میں) میں استاد اور طب پر ایک کتاب کا مصنف تھا۔

عسائی بن صہار سخت

۵۔ چندسیا پور کا ایک مشہور طبیب، جس نے طب پر کئی کتابیں لکھیں۔ یہ جوڑ عسائی بن سختی شوع کا شاگرد تھا۔

جوڑ عسائی کے حالات میں مذکور ہو چکا ہے، کہ جوڑ عسائی سخت بیماری کی حالت میں چندسیا پور کو چلا گیا تھا۔ جب وطن پہنچ کر اچھا ہو گیا، تو منصور نے اسے پھر دربار میں بلا یا۔ اتفاقاً ان دنوں جوڑ عسائی صحت پر سے گر پڑا تھا، اور چلنے پھرنے کے قابل نہ تھا۔ اس لیے اپنی جگہ عسائی بن صہار سخت کو بھیجا جا یا۔ اس کے انکار کرنے پر اپنے ایک اور شاگرد ابراہیم کو بھیج دیا۔ اور عسائی چندسیا پور کے شفا خانے میں ہی وفات پزیرا۔ طبابت سرانجام دیا۔

عسائی بن شہلافا الجندیسیا پوری تلمیذ جوڑ عسائی بن سختی شوع

۱۵۔ جوڑ عسائی کے حالات میں بیان ہو چکا ہے کہ جب خلیفہ منصور نے جوڑ عسائی کو بغداد میں طلب کیا تو یہ عسائی بھی ساتھ تھا۔ جب جوڑ عسائی بیمار ہو کر اپنے وطن کو روانہ ہوا، تو اپنی جگہ اس عسائی کو دربار میں چھوڑ گیا۔ اسے رشوت کی لت پڑ گئی۔ اور رشوت بھی پادریوں سے لیتا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ خلیفہ منصور دودھ کرتے کرتے ایک مقام

نصیبین کے پاس سے گزرا۔ عیسیٰ بھی ہمراہ تھا۔ اس نے نصیبین کے اسفت کو لکھا کہ مجھے فلاں فلاں اشیا بھیج دو۔ اور یاد رکھو کہ میں شام ہی معالج ہوں، اور میرے اختیارات کا یہ عالم ہے۔ کہ امیر المومنین کی موت و حیات میرے ہاتھ میں ہے۔ چنانچہ چاہوں بیمار بنا دوں اور حب چاہوں اچھا کر دوں۔ پادری نے یہ خطر بیچ کو بھیج دیا۔ اس نے خلیفہ کو شے دیا۔ جس پر عیسیٰ کے تمام املاک و اموال ضبط کر لیے گئے۔ اور اسے نہایت ذلت کے ساتھ دربار سے نکال دیا گیا۔

بد عملی کا نتیجہ ہمیشہ یہی ہوتا ہے۔

عیسیٰ الطیب البغدادی المعروف بہ سوسہ

یہ طیب المقتدر کے زمانے میں نیز اس سے پہلے بغداد میں رہا کرتا تھا، اور زیدان القہرمانہ کا طیب تھا۔ کچھ عرصے پہلے ابو غوسق بن الفرات اور پھر اس کے بھائی ابو الحسن الوزیر کا معالج رہا۔

۱۰ عراق کے شمال میں موصل سے تقریباً سوسو میل جنوب کی طرف دریائے دجلہ کے مغربی کنارے پر ایک مشہور شہر ۱۱ ابو غوسق کا اصل نام جعفر بن محمد جو اپنے بھائی ابو الحسن کی وزارت (مقتدر باللہ) کے بعد قاہم شرقیہ کا عاقل مقرر ہوا تھا۔ وفات ۲۹۷ھ۔

۱۲ ابو الحسن علی بن محمد بن موسیٰ ابن الحسن بن الفرات جعفر کا بھائی تھا۔ ۲۲۱ھ میں پیدا ہوا تھا۔ مقتدر باللہ نے ۲۹۶ھ میں اسے وزیر مقرر کیا، اور اسی سال معزول کر دیا۔ ۳۰۲ھ میں دوبارہ وزیر بنایا، اور ۳۰۶ھ میں دوبارہ معزول کر کے جیل میں ڈال دیا۔ ۳۱۱ھ میں سہ بارہ وزیر بنا لیکن سازشوں سے باز نہ آیا۔ اس لیے ۳۱۲ھ میں اپنے بیٹے ابو الحسن بن علی کے ہمراہ قتل کر دیا گیا۔ (دائرة المعارف ص ۲۲۹)

دیبا میں اس کا اعتماد اس حد تک بڑھ گیا تھا کہ اسے تمام واقعات بتا دیے جاتے تھے۔ ایک وزیر کا خط دوسرے وزیر کی طرف نہیں لے جاتا تھا۔ اور اگر ان میں کوئی شکریہ بھی وغیرہ پیدا ہو جاتی تو اس کی اطلاع قہرمانہ ہی کی وساطت سے خلیفہ تک پہنچائی جاتی تھی۔

عسائی بن الحکم

۵

دمشق کا رہنے والا۔ ہارون الرشید کا ہم عصر اور ایک قابل طبیب تھا۔ یوسف بن ابراہیم مولا ابراہیم بن المہدی کہتا ہے کہ مجھے ۲۲۵ھ میں دمشق جاتے کا اتفاق ہوا۔ عسائی بن الحکم کے ہاں ٹھہرا۔ اُن دنوں مجھے نزلے کی سخت شکایت تھی عسائی نے مجھے مرغن غذا میں کھلانا اور برت کا پانی پلانا شروع کر دیا۔ میں نے کہا کہ نزلے میں یہ چیزیں مضر ہوتی ہیں۔ کتنے لگا۔ آپ کے وطن میں مضر ہوتی ہوں گی لیکن یہاں کی آب و ہوا میں یہ مفید ہیں۔ جب چند روز کے بعد میں وہاں سے روانہ ہوا تو عسائی مشایعت کے لیے راہب (مقام) تک آیا۔ رخصت ہوتے وقت کتنے لگا "خشک غذا میں کھانا اور گرم پانی پینا" میں نے کہا "لیکن اب تک تم اس کے خلاف چلتے رہے" جواب دیا "ایک میزبان کے لیے سخت نامناسب ہے کہ تو انہی طلب کی آڑ لے کر مہمان کو بھوکا اور پیاسا رکھے" پھر کہا "میرے والد ایک سو پانچ سال کی عمر میں فوت ہوئے تھے۔ اور آخر تک نہ تو چہرے پر کوئی جھری پڑی اور نہ رنگت میں فرق آیا تھا۔ اس کی دیر یہ تھی کہ زندگی بھر وہ چند اصولوں پر عامل رہے۔ جن میں سے دو یہ تھے۔ اول۔ دھوپ میں خشک کیا ہوا گوشت کبھی نہیں کھاتے تھے۔ دوم۔ حمام سے نکل کر ہمیشہ ٹھنڈے پانی سے ہاتھ پاؤں دھویا کرتے تھے۔ آپ بھی ان اصولوں پر عمل کریں۔ فائدہ اٹھائیں گے"

۲۰

عیسیٰ بن یوسف المعروف بہ ابن العطار (الطائر)

القاهرہ کا طبیب و مشیر، نیز خلیفہ و وزیر اسکے درمیان سفیر ستان بن ثابت
بھی القاهرہ کا طبیب تھا۔ لیکن عیسیٰ خلیفہ کی نظروں میں بہت بچا ہوا تھا۔

عیسیٰ النفسی الطیب

سیف الدولہ علی بن عبداللہ بن محمدان کا طبیب تھا۔ جب سیف الدولہ
کے سامنے کھانا چٹا جاتا تھا تو وہاں چوبیس طبیب موجود ہوتے تھے۔ ان میں سے
کسی کو دو اور کسی کو تین تنخواہیں ملتی تھیں۔ یعنی سیف الدولہ بعض سے دو فن اور
بعض سے تین فن سیکھتا تھا۔ اور ہر فن کے لیے ایک تنخواہ مقرر تھی۔ یہ جیسے
تین تنخواہیں لیا کرتا تھا۔ ایک سریانی سے عربی میں ترجمہ کرنے کے لیے اور یاتی
دو دیگر فنوں کے لیے۔

عطار بن محمد الحاسب

اپنے زمانے میں علم ہیئت کا مشہور عالم، جس کی دو تصانیف کے نام یہ ہیں۔
(۱) کتاب ترکیب الافلاک۔
(۲) کتاب المرایا المحرقة۔

عبدوس بن زید

تذکرہ کا مصنف اور ایک کامل طبیب، جو چند علامات سے پتا چلا لیتا تھا کہ فلاں
مرض کے ہونے کا امکان ہے۔

جب اللعام بن عبد اللہ اپنے والد کی زندگی میں ایک مفراوی مرض کا شکار
ہو گیا اور ساتھی قویخ کا بھی حملہ ہو گیا تو عبدوس نے اسے خراسانی اجوائن اور سوٹے
کا پانی رینڈی کے تیل کے ساتھ ملا کر پلایا۔ اس میں کچھ خوش بو بھی ملا دی تھی۔ اس
سے اس کے دکھ دور ہو گئے۔ دوسرے دن اسے جو کا پانی دیا، اور وہ بالکل تن درست
ہو گیا۔ باقی اطبا اس نسخے پر حیرت زدہ ہو گئے۔

علوی الذیری

۱۰ مصر کی سطح مرتفع پر قوص سے شمال کی جانب جبل بو قیراط کے دامن میں ایک
گاؤ در البلاء آباد ہے۔ جو ذیل کے مغربی کنارے پر واقع ہے۔ یہاں کھجوریل کے
ہیتے بنتے ہیں اور باغیچوں کی بہتات ہے۔ علوی اسی گاؤں کا رہنے والا تھا۔ اس کا
فدلیہ معاش یہ تھا کہ امر اور دوسا کی جنم پتریاں تیار کر کے ان کے پاس لے جاتا اور
ان سے کچھ لے آتا۔ منطق میں ایسا خود ہی کی شرح مصنف متی کے علاوہ اور کچھ نہیں
۱۵ جانتا تھا۔ اس کا دعویٰ یہ تھا۔ میں نے ایک ایسا ستارہ معلوم کیا ہے جس کی روح
الو الہی نامی میری مطیع ہو چکی ہے۔ اور اسی کی یہ دولت میں صاحب الجنت ہوں اور
دیوانے گرفت مس سے اچھا کر سکتا ہوں۔

القسطی (مصنف کتاب ہذا) کہتا ہے: ایک نفع میرا ایک سال مرگی اور سکتے کا

(۲) جس میں پر اللہ بازان رحمت نہ برساتے لیکن تم سدا آباد و شاد رہو۔
 (۳) تم نگلاب کا وہ پھول ہو جس کے پہلو میں کا تمنا چھپا ہوا ہے اللہ اس کا نئے
 (غالباً اس کا شوہر مراد ہے) کو تباہ کرے۔ جو تمھارے پہلو میں پیوست
 ہو چکا ہے۔

حرف الغین

غراب الخطیب العقلی

یہ یونانی فلسفے کا استاد جزیرہ سسلی کا رہنے والا اور فن مناظرہ میں ماہر
 تھا۔ دُور دُور سے طلبہ اس کے ہاں درس لینے آیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ یونان
 کا ایک نوجوان تھلیسناس غراب کے ہاں آیا اور کہنے لگا کہ اگر آپ فن مناظرہ میں
 مجھے ماہر بنا دیں تو میں کچھ رقم جناب کی خدمت میں پیش کروں گا۔ غراب نے یہ
 شرط مان لی۔ جب وہ یونانی نوجوان کامل الفن بن چکا تو رقم کے متعلق اس کا
 ارادہ بدل گیا۔ چنانچہ استاد کے پاس آیا اور پوچھنے لگا: "مناظرے کا فائدہ کیا ہوتا
 ہے؟" استاد نے کہا: "زورِ دلائل سے مقابل کو خاموش کرنا یا اپنی بات متوانا"
 کہنے لگا: "بہت اچھا، آئیے پھر آپ کی اُجرت کے متعلق بحث کریں۔ اگر آپ میرے
 دلائل کے زور سے مغلوب ہو کر خاموش ہو گئے، تو ظاہر ہے کہ آپ اُجرت
 کے مستحق نہیں ہوں گے اور اگر آپ خاموش نہ ہونے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ
 میں ابھی اس فن کا ماہر نہیں بنا اور اُجرت مہارت پہ ملنی تھی۔ نتیجتاً آپ کو اُجرت
 نہیں ملے گی۔ استاد کہنے لگا: "میں تم سے یقیناً بحث کروں گا۔ اگر میں جیت گیا

تو ظاہر ہے کہ تمہیں اجرت ادا کرنی پڑے گی۔ اور اگر میں ہار گیا تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ فوق مناظرہ میں تم استاد سے بھی زیادہ قابل بن چکے ہو۔ اور میری تعلیم کا مقصد ہی تمہیں قابل بنانا تھا۔ اس لیے ہر صورت تمہیں اجرت ادا کرنی ہوگی۔

حاضرین میں سے ایک بول اٹھا: منخوس کوئے کا منخوس اٹھا۔ یعنی جیسا استاد ویسا شاگرد۔

حرف الف

الفصل بن عالم النیریزی

نیرزی ایران کا ایک شہر ہے۔ ناصاف لکھا ہوا ہو، تو تبریز کا دھوکا ہوتا ہے۔

الفصل علم ہندسہ، ہیئت و حرکات نجوم کا فاضل تھا۔ اس کی چند کتابیں یہ ہیں۔

(۱) شرح المجسطی۔ (۲) شرح اقلیدس (۳) زیج کبیر علی مذہب المسند متذہب

(۴) کتاب الزیج الصغیر (۵) کتاب سمت القبلة۔

(۶) تفسیر کتاب الاربعۃ لبطلی موسیٰ۔

(۷) کتاب احداث الجوی۔ معتقد کے لیے لکھی گئی۔

(۸) کتاب الآلة التي يعرف بها بعد الالتماس۔

الفصل بن محمد بن عبد الحمید بن واسع البورزق الحمیلی

حساب کا فاضل جس نے حساب پر کئی کتابیں لکھی ہیں۔ دو کے نام یہ ہیں۔

۱۱ کتاب المعاملات (۲) کتاب المساحة

الفصل بن لوحيات الواسل

فارسی الاصل، مشہور متکلم ہیں۔ کما توکر مشکلمین کی کتابوں میں اکثر ملتا ہے۔
 محمد بن اسحاق الندیم، ابو عبد اللہ المرزبانی اور چند دیگر علمائے اس کے حسب نسب
 پر پوری روشنی ڈالی ہے۔ ہارون الرشید نے اسے دارالکتب کا ناظم مقرر کیا تھا
 جس میں صرف حکمت کی کتابیں تھیں۔ یہ فارسی کتب حکمت کو عربی میں منتقل کیا کرتا
 تھا۔ اور اس کے علم و تصانیف کی بنیاد فارسی کتب پر تھی۔
 اس کی چند تصانیف کے نام یہ ہیں:-

- ۱) کتاب البهطان (ایک نسخے میں التهمطان) فی الموالید۔
- ۲) کتاب الغال النجومی (۳) کتاب الموالید (۴) کتاب المدخل۔
- ۵) کتاب تحویل سنی الموالید (۶) کتاب التشبیه والتمثیل۔
- ۷) کتاب المتشکل من اقوال المنجمین فی الاخبار والمسائل والموالید وغیرہ۔

فہرست (فراط) بن شحنا ما الیہوی

اپنے زمانے کا مشہور طبیب جسے تباذوق اپنے تمام شاگردوں میں سے قابل ترین
 شاگرد سمجھا تھا۔ ایام جوانی میں حجاج بن یوسف کے پاس رہا۔ اور آخری ایام
 حیات میں منصور کے دلی محمد عیسیٰ بن موسیٰ عباسی کا طبیب خاص مقرر ہوا۔ عیسیٰ عباسی

۱۵ ملہ تباذوق، حجاج بن یوسف کا طبیب خاص تھا۔

اس سے ہر امر میں مشورہ لیا کرتا تھا۔ اور اس کا مشورہ از بس صحیح و عاقل ہوتا تھا۔
 موسیٰ بن اسرائیل کے حالات میں اسی طرح کے مشورے کا ذکر آئے گا۔ فرات کی
 وفات عہد منصور ہی میں ہو گئی تھی۔ اس کی وفات کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ
 اکثر کہا کرتا تھا: فرات! اللہ تم پر رحمت کی بارش برسائے۔ تمہارے بتلانے
 ہونے نتائج یوں مرتب ہو رہے ہیں، گویا تم مستقبل کو دیکھ رہے تھے اور تمام افعال
 تمہاری نگاہ کے سامنے تھے۔“

الفتح بن نجیبہ (ایک نسخے میں نجیبہ) الاصرطلابی

بغداد کا رہنے والا۔ آلاتِ فلکیہ کے استعمال سے واقف۔ اور اصطرلاب کے
 استعمال میں اس قدر ماہر تھا کہ لوگ اسے اصطرلابی کہتے تھے۔ بدھ کی رات
 ۶ جمادی الاول ۳۰۵ھ کو فوت ہوا۔

فرخان شاہ بن نصیر بن فرخان شاہ المنجم

ایک مشہور عجمی منجم، جو دیلمی سلاطین کے زمانے میں بغداد آیا۔ اس کی
 پیش گوئیاں ہر طرف مشہور ہو گئیں۔ ۲۵، ۲۶ جمادی الاول ۳۸۱ھ کو بغداد
 ہی میں فوت ہوا۔ یہ حالات ہلال بن محسن کی کتاب سے ماخوذ ہیں۔

فروریوس الصوری

ساحل شام کے ایک شہر صور کا رہنے والا جس کا اصلی نام امونیوس تھا۔ بعد میں میل کر فروریوس ہو گیا۔ جالی نوس کے بعد گذرا تھا۔ علم فلسفہ و علوم ارسطو کا فاضل تھا۔ ارسطو کی چند کتابوں کی تفاسیر بھی لکھی۔ (ملاحظہ ہوں حالات ارسطو)

۵ جب ہم عصر علمائے اس کے پاس شکایت کی کہ ارسطو کی تصانیف سمجھ میں نہیں آتیں تو اس نے ایک مختصر سا مقدمہ لکھا جس کا نام ایساخوجی ہے۔ یہ کتاب طلبہ کتب ارسطو کے لیے آج تک حضور راہ بنی ہوئی ہے۔ اس کی چند تصانیف کے نام یہ ہیں :-

(۱) ایساخوجی (۲) کتاب المدخل الی القیاسات المحلیہ۔ ابو عثمان دمشقی نے

اس کتاب کا ترجمہ کیا۔

(۳) دو کتابیں جو اناطولیہ مصری کی طرف منسوب ہیں۔

(۴) کتاب الرد علیٰ نوس فی العقل والمعقول۔ نو مقالے۔ سریانی زبان میں۔

(۵) کتاب اخبار الفلاسفہ۔ اس کا چوتھا مقالہ سریانی زبان میں دیکھنے کا اتفاق

ہوا ہے (۶) کتاب الاسطقات۔ ایک مقالہ سریانی زبان میں۔

فلوٹرخس

اپنے عہد کا مشہور فلسفی، جس کی چند کتابوں کے نام یہ ہیں :-

(۱) کتاب الآرا الطبیعیۃ۔ اس میں امور طبیعی پر فلسفیوں کی آرا درج ہیں

پانچ مقالے۔

- (۲) کتاب الغضب -
 (۳) کتاب قیماول علیہ مداراؤ الغدو (ایک پتے میں العدو) والا فتوح بہ -
 (۴) کتاب الریاقۃ - ایک مقالہ - قسطانے اس کا ترجمہ کیا ہے -
 (۵) کتاب فی النفس - ایک مقالہ -

فلو طرخس

اس نام کے دو فلسفی ہو گزرے ہیں۔ ایک کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور دوسرا
 یہ ہے۔ اس کی مشہور تصنیف ہے :-
 کتاب الاتہار وخواصہاد ما فیہا من العجائب والجمالی وغیرہ -

فلو طین (ایک نسخے میں فلو طیس)

یونان کا ایک حکیم جس نے ارسطو کی بعض تحریروں کی شرح لکھی۔ اور اسی
 وجہ سے اس کا شمار مترجمین ارسطو میں ہوتا ہے۔ فلو طین کی تصانیف رومی سے
 شریانی میں تو منتقل ہوئی ہیں لیکن عربی زبان میں بھی منتقل ہوئی یا نہیں؟ مجھے
 معلوم نہیں۔

فیثاغورس

یونان کا مشہور حکیم و فلسفی، جو ابیذقلس کے بعد گزرا۔ اور حبیب سلیمان بن

- داؤد علیہ السلام کے اصحاب شام سے مصر میں آئے تو ان سے اس نے حکمت سیکھی اور علم ہندسہ پہلے ہی مصریوں سے سیکھ چکا تھا۔ کہتے ہیں کہ یونان میں علم ہندسہ فیتا غورس کی وساطت سے پہنچا۔ کیوں کہ یہ مصر سے یونان میں واپس آ گیا تھا اور اپنے ہمراہ علوم ہندسہ و طبیعیات لے کر آیا تھا۔ فیتا غورس موسیقی کا موجد ہے۔ اس نے
- ۵ نغموں کو عددی نسبتوں سے متوازن بنایا۔ اور کہا کرتا تھا کہ میں نے یہ روشنی چراغ نبوت سے حاصل کی ہے۔ ترتیب عالم و خواص اعداؤ کے متعلق عجیب عجیب انکشافات کیے۔ یوم آخرت کے متعلق اس کے عقائد ایبید قلس سے ملتے جلتے ہیں۔ وہ کہا کرتا تھا کہ اس مادی عالم سے آگے ایک لطیف روحانی و نورانی دنیا ہے۔ جہاں صرف ان لوگوں کی رسائی ہو سکتی ہے جو غرور، ریا، حسد و دیگر عیوب سے پاک ہوں۔
- ۱۰ اور صرف یہی لوگ حکمت الہیہ سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ جس طرح کہ نعمات کان تک کان کی کوشش کے بغیر پہنچتے ہیں۔ اسی طرح روحانی لذائذ روح تک روح کی کوشش کے بغیر پہنچ جاتے ہیں۔
- ۱۵ ارسطو کے والد نیقوماخس نے فیتا غورس سے اس قدر فائدہ اٹھایا کہ دنیائے اسے نیقوماخس فیتا غوری کے نام سے یاد کیا۔ گو ان دونوں میں زمانے کے لحاظ سے کئی سو سال کا فاصلہ تھا۔ تاہم نیقوماخس کو فیتا غورس کا شاگرد کہنا موزوں ہوگا۔

قطنون (قطنون) العدوی

یونانی سلطنت کے آخری ایام میں گوندا۔ عدد و مساحت میں بیڑ طولی رکھتا تھا۔ علوم پر اس کی چند کتابیں بھی ملتی ہیں۔ یہ حکیم بطلمی موس بدلس (مشہور حکیم بادشاہ)

کے زمانے میں تھا۔ اس کی چند کتابیں یہ ہیں :-

(۱) کتاب فی الحساب - قلوپطرہ کی طرف منسوب

(۲) القانوں - یہ ایک نہایت مفصل و مفید کتاب ہے۔ جو قلوپطرہ کی طرف

منسوب ہے۔ کہتے ہیں کہ قلوپطرہ نے اس کتاب کو اپنی تصنیف قرار

دیا تھا۔

۵

سے قلوپطرہ، یطلی موس سیزوہم کی لڑکی (۶۸-۶۹ ق م) میں پیدا ہوئی۔ سترہ برس کی عمر میں ملکہ مصر بن گئی۔ اور اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ مل کر حکومت کرنے لگی۔ بھائی کی نیت میں فتور آگیا اور قلوپطرہ کو اختیارات سے محروم کر دیا۔ یہ شام میں چلی گئی۔ جہاں یازدہابی اختیارات کے ذرائع سوچنے لگی۔ عین اس زمانے میں جولیس سیزر (۱۰۲ - ۴۴ ق م) پومپی کا تعاقب کرتا ہوا مصر میں آگیا۔ جب قلوپطرہ کا حال سنا تو اس کی امداد پر تڑپا گیا۔ چنانچہ لڑائی ہوئی، اور قلوپطرہ پھر مصر کی ملکہ بن گئی۔ اب کی مرتبہ وہ ایک اور چھوٹے بھائی کو ساتھ لے کر انتظام حکومت چلانے لگی لیکن کچھ دنوں کے بعد اسے زہر دے کر میدان صاف کر دیا۔ ملکہ اکثر رومہ میں سیزر سے ملنے جاتی۔ لوگوں نے ان تعلقات پر نکتہ چینی کی۔ لیکن حالات میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔ قتل سیزر کے بعد قلوپطرہ نے انٹینی سے تعلقات قائم کر لیے۔ جنھیں ناقابل برداشت سمجھ کر ۳۱ ق م میں اکیٹوین سیزر (OCTAVIAN) نے ان دونوں پر حملہ کیا اور ایکٹیم (ACTIUM) کے مقام پر انھیں شکست دی۔ یہ دونوں بھاگ کر اسکندریہ پہنچے۔ سیزر نے پیغام بھیجا کہ اگر تم انٹینی کو ہلاک کر دو تو میں تم سے صلح کر سکتا ہوں۔ اس پر ملکہ نے اپنی موت کا بھوٹا پیغام انٹینی کو بھجوا دیا۔ اس نے جوش محبت میں خودکشی کر لی۔ پھر سیزر نے بھی آنکھیں بدل لیں۔ اس پر قلوپطرہ نے ایک سخت زہریلا سامپ اپنے سینے سے چٹا لیا۔ اور اس طرح ۲۹ اگست ۳۱ ق م کو یطلی موسی (یطالمہ یا یطالمہ) خاندان کی آخری ملکہ دنیا سے رخصت ہو گئی۔ (انسائیکلو پیڈیا برطانیکا - لفظ - (CLEO)

فورون اللذی

یونان کے اُس دور کا فلسفی حیب فلسفہ ابتدائی مدارج میں تھا۔ اور اس کے اصول و قواعد بھی نااستوار تھے۔ اس فلسفی نے ایک خاص فرقے کی بنیاد ڈالی جو اُس قدیم فلسفہ طبعی کا متلاشی و قائل تھا، جس کی تعلیم فیثاغورس، تالس الملطی اور دیگر یونانی و مصری فلسفی دیا کرتے تھے۔ یہ فلسفہ ارسطو سے ایک سو سال پہلے تک یونان میں رائج رہا۔ اس کے بعد کیا ہوا۔ ارسطو کے الفاظ (کتاب الحيوان) میں سنہ ۵۰۰ء سے آج سے ایک سو سال پہلے یعنی سقراط کے زمانے تک یونان میں قدیم طبعی فلسفہ رائج رہا۔ سقراط کے بعد دنیا فلسفہ سقراط و افلاطون یعنی فلسفہ مدنیہ کی طرف مائل ہو گئی۔

۱۰۔ آج بعض فلسفی فیثاغورس کی حمایت میں کتابیں لکھ رہے ہیں۔ مثلاً محمد زکریا الرازی جو ارسطو کی تردید اور فیثاغورس کی حمایت میں کافی کتابیں لکھ چکا ہے۔ اگر نظر تحقیق سے دیکھا جائے تو رازی کی غلط روی واضح ہو جاتی ہے۔ اس اجمال کی تفصیل رازی کے حالات میں آئے گی۔

فورون کا فرقہ اصحاب اللذۃ کے نام سے مشہور تھا۔ حصولِ فلسفہ سے ان کا مقصد محض روحانی و دماغی لذت تھا و بس۔ یہ فرقہ ان سات فرقوں میں سے ایک ہے۔ جن کا ذکر افلاطون کے حالات میں ہو چکا ہے۔

قنون الاسکندی

مصر کا ایک قدیم ریاضی دان و منجم جس کی دو کتابیں خاصی مشہور ہیں۔

(۱) کتاب القانوں۔ اس میں حرکات نجوم پر بطلی موسیٰ نظام کے مطابق بحث کی اور آسمان کے اقبال و ادبار پر ارباب طلسم کے زاویہ نگاہ سے روشنی ڈالی ہے۔

(۲) کتاب الافلاک۔ اس میں آسمانوں کی ہیئت، تعداد و حرکات کو بطلی موسیٰ تصریحات کے مطابق بلا دلیل بیان کیا گیا ہے۔ یعنی خالی دعویٰ ہیں، دلیل کوئی نہیں۔

قالیس (والیس) المصری

قدیم زمانے کا ایک فاضل منجم و ریاضی دان جس نے نجوم و ریاضی پر بہت عمدہ کتابیں لکھیں۔ اس کی چند تصانیف کے نام یہ ہیں۔

(۱) البریدج (الزیرج) الرومی۔ یہ کتاب دنیائے علم میں بہت مشہور ہے۔ اس کی تفسیر بزرگمہر نے کی تھی۔

(۲) کتاب فی الموالبید۔ الایدعہ اپنی تصنیف فی الموالبید میں لکھتا ہے کہ قالیس

نے موالبید پر دس مکمل کتابیں لکھی ہیں، جو گزشتہ تمام کتابوں کا پتھر ہیں۔ اگر

کوئی شخص کسی ایسی بات کے علم کا دعویٰ کرے، جس کا ذکر ان کتابوں میں

موجود نہیں تو سمجھ لو کہ وہ غلط کہہ رہا ہے۔

(۴) کتاب السلطان

(۳) کتاب المسائل الکبیر

(۶) کتاب تحویل سنی العالم

(۵) کتاب الامطار

۱۵
سے بزرگمہر۔ الوشرواں کا تفسیر۔

قلی غرویس

ایک یونانی طبیب، جس کے زمانے کے متعلق ہمیں کوئی علم نہیں اور نہ کسی مورخ نے اس پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کی کتابوں سے (جس کی ایک فہرست عمرو بن النقع نے مرتب کی تھی) اس کے کچھ حالات معلوم ہوتے ہیں۔

قولیس الاجائیطی عرف القوابلی

اپنے زمانے کا مشہور طبیب جو زنانہ امراض کا ماہر تھا۔ دایہ کا کام کینے والی عورتیں اس کے پاس آتیں۔ ولادت کے بعد پیدا ہونے والی بیماریوں کا علاج پوچھتیں، اور یہ طبیب امراض کی بہترین تشخیص کے بعد ایسی عمدہ دوائیں تجویز کرتا کہ عموماً شفا ہو جاتی۔ اسی بنا پر اس کا نام القوابلی (قوابل کا واحد ناپلہ = دایہ) پڑ گیا۔

یہ طبیب اسکندریہ کا رہنے والا تھا۔ جالی نوس کے بعد گزرا۔ اس کا زمانہ بحی النحوی کے بعد تھا۔ یعنی ظہور اسلام کے اوائل میں۔ اس کی بعض تصانیف کے نام یہ ہیں۔

(۱) کتاب الکناش فی الطب۔ اس کا ترجمہ حنین نے کیا۔ اس کا مشہور نام کناش افریا ہے۔

(۲) کتاب فی علل النساء

۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

(بتیہ حاشیہ مد ۳۵۶ پر)

نما ت بعد نر من یحیی النحوی ۳۶۲

قائلیس

مشہور آدرسی طبیب۔

حرف القاف

قسطائین لوقا الیعل کی النصرانی

عہد اسلام کا ایک شامی فلسفی جو دور عباسیہ میں روم کی طرف چلا گیا تھا۔ وہاں رومیوں کی بہت سی کتابیں پڑھ ڈالیں۔ پھر شام لوٹ آیا۔ جب فرمال روئے بغداد (عباسیہ) کو اس کی قابلیت کا علم ہوا، تو بغداد میں ترجمہ کتب (یونانی سے عربی میں)

۳۵۵ء کا یقینہ حاشیہ)۔ جالی نوس حضرت مسیح سے تقریباً دو سو سال بعد اور آنحضرت صلعم سے تقریباً چار سو سال پہلے گرا تھا۔ اور یحییٰ نحوی اوائل اسلام میں موجود تھا۔ حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں جب عمرو بن عاص نے مصر کو فتح کیا، تو وہاں یحییٰ نحوی سے بھی ان کی ملاقات ہوئی تھی۔

اب ذرا اصل عبارت پر نگاہ ڈالیے۔ یہ تو عارف ہے کہ جو شخص یحییٰ نحوی کے بعد آیا وہ یقیناً جالی نوس کے بعد آیا تھا لیکن بعد کے معنی عموماً معاً بعد ہوا کرتے ہیں۔ اور اس کتاب میں یہ لفظ (بعد) تقریباً انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اس لیے یہ اعتراف کیے بغیر چارہ نہیں کہ یہاں یہ عبارت کچھ محرف ہے۔

۱۵ قسطا کی وفات تقریباً (۲۱۹-۲۲۰) ۳۵۵ء میں ہوئی تھی اور مامول کی ۲۱۸ء میں۔ اس لیے اقلب یہی ہے کہ قسطا کو مامول ہی نے دربار خلافت میں طلب کیا ہوگا۔

کے لیے بلا لیا یعقوب بن اسحاق کندی کا ہم عصر اور علم عدد، ہندسہ، نجوم، منطق، طب اور علوم طبیعیہ کا ماہر تھا۔

اس کی چند کتابوں کے نام یہ ہیں :-

(۱) کتاب المدخل الی الهندسہ۔ سوال و جواب کی طرز پر ایک اچھی کتاب ہے۔

(۲) کتاب المدخل الی الہیتہ و حرکات الافلاک والکواکب۔

(۳) کتاب الفرق بین النفس والروح۔ ۴۷۰ چار کتابیں اختلاط الاربعہ پر۔

(۵) کتاب المرایا المحرقة۔ (۶) کتاب الاوزان والمکاییل۔

(۷) کتاب الیاستہ۔ تین مقالے۔ (۸) کتاب موت النجاة۔

(۹) کتاب الاعداء۔ (۱۰) کتاب ایام النجران۔

(۱۱) کتاب العلة فی اسوداد الخیش وغیرہم (۱۲) کتاب البروحہ واسباب الريح۔

(۱۳) کتاب القرسطون (ایک نسخے میں الفرسطون)۔

(۱۴) کتاب المدخل الی المنطق (۱۵) کتاب العمل بالکرة النجومیہ۔

(۱۶) کتاب شرح مذاہب اليونانیین (۱۷) کتاب نوافین الاقدیمیة۔

(۱۸) کتاب شکوک کتاب اقلیدس (۱۹) کتاب الختام۔

(۲۰) کتاب الفردوس فی التاریخ (۲۱) کتاب استخراج المسائل العددیة

(۲۲) کتاب نوادر اليونانیین و ذکر مذاہبہم۔

اس کی تصانیف اور بھی ہیں۔

محمد بن اسحاق الندیم کہتا ہے :-

”قسطابن لوقا طب، فلسفہ، ہندسہ، اعداد و موسیقی میں ماہر اور

۱۵ لہ یعقوب کندی متوکل (۲۳۲ - ۲۴۸) کے عہد میں مشہور ہوا تھا۔

(عقود الجواهر معنیہ جمیل بیگ التعلیم طبع بیروت ۱۳۲۶ھ ص ۹۹)

یونانی و عربی کا فصیح البیان مصنف تھا۔ ارمینیہ میں فوت ہوا ہے
سے ابو عیسیٰ بن منجم کے اس خط کا جواب دیا تھا۔ جس میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ذکر تھا۔ اور یہیں
الفردوس فی التاریخ لکھی۔

ایک اور مؤرخ لکھتا ہے :-

” قسطنطین بڑا عالم و مصنف تھا۔ شاہِ ارمینیہ ستھاریب کی دعوت
پر ارمینیہ چلا گیا۔ اور وہاں کے ایک فاضل پادری ابو الخطریق
کی خدمت میں مختلف علوم و فنون کی بہت سی کتابیں پیش کیں۔
(قسطنطین بعض دیگر علما کو بھی کتابیں دے چکا تھا) اور وہیں فوت
ہوا۔ اس کی قبر پر احتراماً ائمہ و بزرگ جیسا ثقبہ تعمیر کیا گیا۔“
اس میں کوئی کلام نہیں کہ قسطنطین اس لحاظ سے بہترین مصنف تھا کہ طویل مضامین
کو نہایت مختصر الفاظ میں ادا کرتا تھا۔

قینون ابو نصر الطیب

اپنے زمانے کا مشہور طبیب جو عزالدولہ بختیار بن معز الدولہ کا طبیب خاص
تھا۔ ایک دفعہ بختیار کی آنکھیں تقریباً بے نور ہو گئیں۔ قینون کو بلا کر کہا کہ حیات تک
بصارت واپس نہ آجائے، تم یہاں سے مرت ہو اور صرف ایک دن میں علاج کرو۔
طبیب نے کہا۔ اس شرط پر کہ تمام شاہی نوکر و خادم میرے حکم کے ماتحت
کر دیے جائیں۔ اور اگر کوئی خادم میرے حکم سے سرتابی کرے تو اس کا سر اڑا دیا جائے۔
بختیار نے منظور کر لیا۔ اس کے بعد ایک ٹب میں کھانڈ کا شیرا بھر کر بختیار

الطہرانی الرازی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی میرے پاس موجود ہے۔

حرف الکاف

کرسفس

اپنے زمانے میں یونان کا مشہور حکیم جس کا فلسفہ ابتدائی مدارج میں تھا۔ اور اس کے اصول و قواعد غیر منضبط تھے۔ اس کے تلامذہ و پیرو اصحاب المنطلہ کہلاتے تھے۔ یہ فرقہ سات فرقوں میں سے ایک ہے، جن کا ذکر حالات افلاطون میں آچکا ہے۔ وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ فلسفی شہر اٹینیہ (یونان میں فلسفیوں کا شہر) کے ایک معبد کے برآمدے میں درس فلسفہ دیا کرتا تھا (منطلہ و منطلہ۔ خیمہ) سائبان یا کوئی چادر وغیرہ جو دھوپ سے بچنے کے لیے لٹکانی جائے۔ مترجم

کنکہ (یا کیکہ) الہندی

ابو معشر اپنی کتاب الالوف میں لکھتا ہے کہ کنکہ ہندوستان کا مشہور منجم تھا۔ بعد مسافت کی وجہ سے ہم اس کے حالات سے نا آشنا ہیں ہندوستان قوم کی آبادی بہت زیادہ، سلطنت بہت وسیع اور حکمت و معرفت میں تمام گزشتہ اقوام سے بڑھی ہوئی ہے۔

چین کے بادشاہ کہا کرتے تھے کہ دنیا میں اصلی بادشاہ صرف پانچ ہیں۔ اور تمام عالم ان کے زیر نگیں ہے۔ اولیٰ، شاہ چین جو انسانوں کے بادشاہ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ اس لیے کہ چین کے لوگ بادشاہ کی بہت سے حکم الناس کی یہ توجیہ درست معلوم نہیں ہوتی۔ (بقیہ حاشیہ ص ۳۶۱ پر)

زیادہ اطاعت کرتے ہیں۔ دوم، فرماں روا نے ہند جو ملک المہکتہ کے نام سے مشہور ہے۔ سوم، ملک التترک، جو بہادر ترکوں کی وجہ سے ملک السباع (درندوں کا بادشاہ) کہلاتا ہے۔ چہارم، ملک ایرانی، جو اپنی سلطنت کی وسعت، ہیبت، سرسبزی اور معمورہ ارضی کے وسطی حصوں میں ہونے کی وجہ سے ملک الملوک کہلاتا ہے۔ پنجم، شاہ روم، جو رومیوں کے جہانی ۵ حسن و خوبی نظام کی وجہ سے ملک الرجال کے نام سے مشہور ہے۔

ہندوستان ہر زمانے میں سرچشمہ علوم و معدن حکمت سمجھا جاتا رہا ہے افسوس صرف اس امر کا ہے کہ ہندوستان ہم (مصلوبوں) سے بہت دور ہے اس لیے ہم اس کے علوم و فنون پر سیر حاصل تبصرہ کرنے سے قاصر ہیں۔ ہاں اتنا معلوم ہوا ہے کہ ہندوستان میں علم نجوم کے تین اسکول (مذہب) ۱۰ مسلک) ہیں: اول، سندھند کا۔ دوم، ارجہر کا اور سوم، ارکنڈ کا۔ ہمارے ہاں صرف سندھند کے اصول پہنچے ہیں۔ جن کی بنیاد پر ہمارے علما نے تقادیم مرتب کی ہیں۔ سندھند کے نقال یہ ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۰) میرے ناقص خیال میں اس کی توجیہ یہ ہے کہ چین کی آبادی ہرنے میں بہت زیادہ رہی ہے۔ ۱۹۴۰ء میں چین کی آبادی تقریباً پینتالیس کروڑ تھی۔ آج ۱۹۴۲ء میں تقریباً چھ کروڑ ہے۔ یعنی تقریباً پونے دو سو سال میں صرف نو کروڑ کا اضافہ ہوا۔ بارہوی صدی کے اواخر (قطع کا زمانہ) میں تقریباً تیس کروڑ آبادی ہوگی۔ اس لیے شاہ چین کو شاہ انساناں کا نام سجتا تھا۔

۱۵ ارجہر، یہ آریہ بحث کا بھائے ہے جو ہندوستان میں علم نجوم کا آدم سمجھا جاتا ہے۔ اس کی ولادت ۱۹۴۰ء کو پٹنہ میں ہوئی۔ یہ گردش زمین کا قائل تھا۔ اس کی مشہور تصنیف آریہ بھٹا ہے۔ جس میں علم نجوم کے اصول و مسائل پر بحث کی گئی ہے۔ (قاموس المشاہیر ص ۱۵)

(۱) محمد بن ابراہیم الفزاری (۲) بخش بن عبداللہ بغدادی (۳) محمد بن موسیٰ الخوارزمی (۴) حسین بن محمد بن حمید المعروف بابن الآدمی وغیرہ۔ سند ہند کے معنی میں، غیر قالی زمانہ۔

ہندوستان سے چند ایک کتابیں یہاں پہنچی بھی ہیں، جن کے نام یہ ہیں :-
 (۱) بیافر۔ اس لفظ کے معنی "نردانش" ہیں۔ موسیقی اور سرود وغیرہ پر لکھی گئی تھی۔

(۲) کلیلہ و دمنہ۔ ایک ہندو اخلاقی کتاب ہے۔

(۳) حساب العدد۔ اس کتاب کو ابو جعفر محمد بن موسیٰ الخوارزمی نے مسوط بنایا۔

اس میں حساب کے مشکل مسائل نہایت عمدہ طور پر حل کیے گئے ہیں۔ طریقے

سہل، الفاظ قلیل، سمجھنا آسان۔ اس کتاب کو دیکھ کر پتا چلتا ہے، کہ

ہندوستانیوں کے دماغ کس قدر مخترع۔ طبیعت کتنی سلیم اور مذاق کتنا رفیع

ہے۔

کنکتہ کی چند تصانیف کے عربی نام یہ ہیں :-

(۱) کتاب التمزودانی الاعداد (۲) کتاب اسرار الموالیہ

(۳) کتاب القرائات الکبیر ۱۵

(۴) کتاب القرائات الصغیر

۱۵ حالات حرف المیم میں۔

۱۵ حالات حرف المیم میں۔ یہاں نام غلط دیا ہوا ہے۔ صحیح نام محمد بن الحسین بن حمید

المعروف بابن الآدمی ہے۔

کتیفات الطیب النصرانی البغدادی

بغداد کا رہنے والا طیب جس کا علم کم تھا لیکن ہاتھ میں شفا تھی فسائیری^{۱۵} کا معالج خاص تھا۔ جب فسائیری کی کسی حرکت پر خلیفہ القائم باللہ اور اس کا وزیر رئیس الرؤسا ابن المسلمۃ ناراض ہو گیا تو فسائیری اپنے چند دوستوں کے ساتھ بغداد سے بھاگ نکلا۔ اور وزیر نے دُور تک ان کا پیچھا کیا۔ ان دوستوں میں کتیفات بھی شامل تھا۔

کعب العمل المحاسب البغدادی

عراق کا حساب دان جو باصنیٰ قریب میں گُزرا ہے۔ دُنیا اس کے عرف سے آگاہ ہے۔ اور اصلی نام کو تقریباً کوئی نہیں جانتا۔ یہ عرف حساب میں ماہر ہونے کی وجہ سے تھا۔ وفات ۵۹۳ھ کو بغداد میں ہوئی۔

۱۵ فسائیری ایک غلام تھا۔ جو رقتہ رقتہ القائم باللہ کی اواج کا سپہ سالار بن گیا۔ کسی بات پر خلیفہ سے بگڑ گئی اور مصر بھاگ گیا۔ وہاں سے کچھ فوج لے کر خلیفہ بغداد پر چڑھائی کی۔ القائم باللہ کو گرفتار کر لیا۔ اور شاہ مصر المستنصر باللہ کو عالمِ اسلامی کا خلیفہ بنا دیا۔ ڈیڑھ برس بعد طغرل بیگ سلجوقی نے فسائیری کو شکست دے کر القائم باللہ کو پھر تخت پر بٹھایا اور اس کا سر کاٹ کر خلیفہ کے پاس بھیج دیا۔ یہ واقعہ ۵۲۵ھ - ۱۰۵۵ء کا ہے۔

(قاموس المشاہیر ص ۱۲۸)

کیسان بن عثمان بن کیسان ابو سہل الطیب

النصرانی المصری

مصر کا رہنے والا معزز الدولہ و عز الدولہ کے زمانے کا طیب اور اپنے
فن کا استاد تھا۔ اس نے مصر میں نماذنی قصریہ کی خدمت کی۔ العزیز کے زمانے
میں قصر میں رہا کرتا تھا۔ وفات ۶ شعبان ۳۶۸ ھ۔

حرف اللام

کیلون (لیتلون) المتعصب

یونان کا ایک فلسفی جو فلسفہ افلاطونی کا اس قدر حامی تھا کہ المتعصب
کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اس کی مشہور کتاب کا نام مراتب کتب افلاطون و
اسماء ما عتق ہے۔

۱۵ قصر۔ اس نام کے ایران، عراق، شام و مصر میں ستادوں کو وضع تھے۔ آج بھی مصر میں کئی
قصر ملتے ہیں۔ مثلاً قصر دعلیہ۔ قصر فرافرا و غیرہ۔ یہاں یہ معلوم کرنا کہ کیسان کس میں
رہتا تھا، قدرے دشوار ہے۔

لوقیس

ایک قدیم کتاب میں لکھا ہوا ملا کہ لوقیس اپنے زمانے کا مشہور فلسفی اور ارسطو کا شاگرد تھا۔

صفت المیم

بیشربن فاتک ابوالوفا

دمشق کا رہنے والا جس نے بعد میں مصر کو اپنا وطن بنا لیا۔ علوم اداتل کا فاضل اور چند دیگر فنون میں بھی یدِ طولی رکھتا تھا۔ اس سے فضلا کی ایک بہت بڑی جماعت نے استفادہ کیا۔ جن کا فیض دنیا میں مدتوں جاری رہا۔ بیشرب کا لقب الامیر تھا۔ اس کی ایک بیٹی علم حدیث کی استاد سمجھی جاتی تھی۔ اور اسکندریہ میں درس دیا کرتی تھی۔ یہ حکیم پانچویں صدی ہجری کے آخر میں گزرا ہے۔

بیشربن احمد بن علی بن احمد بن عمرو الرازی

ابوالرشید الحاسب

اس کے آباؤ اجداد رے کے رہنے والے تھے۔ بیشرب بغداد میں پیدا ہوا اور وہیں سکونت پذیر ہو گیا۔ کنیت ابوالرشید اور لقب البران تھا۔ علم حساب

خواص اعداء، جبر و مقابلہ، ہندسہ، ہیئت، تقسیم میراث و چند دیگر علوم کا فاضل تھا اور دنیا اس سے فائدہ اٹھاتی تھی۔

حبیب ناعر لدین اللہ ابو العباس احمد نے رباط خاتونی سلجوقی اور مدرسہ نظامیہ کے لیے شاہی دارالکتب سے کچھ کتابیں دینا منظور کیں۔ تو کتابوں کا انتخاب بشر کے سپرد ہوا۔

یہ درباریوں میں احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ دولت جمع کر رکھی تھی حبیب اس نے موصل جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو خلیفہ نے ایک خط الملک العادل ابوبکر بن ایوب کی طرف دے کر بھیجا۔ بشر کی ملاقات ابوبکر سے نصیبین یا بصرہ کے مقام پر ہوئی اور یہیں حکیم کی وفات بھی واقع ہوئی۔ موت ۵۸۹ھ پیدائش ۵۳۰ھ

محمد بن ابراہیم الفزاری

علم نجوم و احکام نجوم کا فاضل اور اسلام کا پہلا حکیم جس نے احکام نجوم کی

۱۵ خاتونی = خاتون کا اسم منسوب۔ ترکان خاتون، ملک شاہ بن الہ ابرہہ ابرہہ بن جغری بیگ بن میکائیل بن سلجوق (۴۶۵-۴۸۵ھ) کی (جو سلجوقی خاندان کا تیسرا فرماں روا تھا) بیوی تھی۔ اس نے نظام الملک ماضی کو وزارت سے معزول کرانے کے بعد ابو العتائم فارسی کو اس عہد پر مقرر کر دیا تھا۔ ۱۶ نظام الملک ماضی (۶۱۰-۶۱۸ھ) نے بغداد میں ۶۱۰-۶۱۸ھ کو مدرسہ نظامیہ کی بنیاد ڈالی تھی۔

۱۷ ملک سیف الدین عادل ابوبکر خاندان ابوبکر کا تیسرا بادشاہ تھا۔ اس نے ۵۹۵ھ سے ۵۹۶ھ تک سلطنت کی۔ (برائوں کی تاریخ ادب فارسی۔ سلجوقی پریس) ۱۸ دیسر۔ دیار بکر میں ماروین کے پاس ایک شہر۔ (قاموس)

طرف توجہ دی۔ دولت عباسیہ کے اوائل میں گزرا تھا۔

۱۵۶ء کا واقعہ ہے کہ منصور کے دربار میں ایک ہندوستانی منجم سندھ نامی

وارد ہوا اس کے پاس ایک کتاب تھی جس میں حرکات فلک، مطالع بروج، کسوف و خسوف و دیگر واردات فلکی کا نہایت کمال و مفصل حال دیا ہوا تھا۔ ہر مسئلے کو دائروں اور شکلوں سے واضح کیا گیا تھا۔ کتاب کئی ابواب پر مشتمل تھی۔
۵ سندھ کا دعویٰ یہ تھا کہ اس کی یہ کتاب ایک اور کتاب کا ملخص ہے، جو ہندوستان کے ایک بادشاہ فیض کی تصنیف تھی۔ منصور کو یہ کتاب پسند آگئی اور الفزاری (محمد بن ابیاریم) کو عربی میں ترجمہ کرنے کا حکم دے دیا۔ اس ترجمہ کا نام منجموں نے السندھ الکبیر رکھا ہوا ہے۔

۱۰ سندھ کی کتاب ہندوستانی زبان میں تھی۔ سندھ کے لفظی معنی غیر فانی نامہ ہیں۔ عہد ماملوں تک منجم اسی کتاب کو استعمال کرتے رہے۔ اس کے بعد ایک مامونی حکیم ابو جعفر محمد بن موسیٰ الخوارزمی نے اس کا اختصار لکھا اور اس کی تصریح کے مطابق ایک ایسی تقویم تیار کی، جس میں سندھ کی اوساط کو تو قابل اعتماد سمجھا لیکن میل و تعادیل کو نظر انداز کر دیا۔ تعادیل کی بنیاد ایرانی اصولوں پر اور میل و تعادیل کی بنیاد بطلی موسیٰ نظام پر رکھی۔ تقریب پر کئی نئے باب لکھے۔ جن میں علم ہند سے ناواقف ہونے کی بنا پر خاصی غلطیاں کیں۔ بہر حال الخوارزمی کی یہ کوششیں از بس مقبول ہوئیں اور منجموں نے ان سے بہت فائدہ اٹھایا۔

۱۵ جب عبداللہ ماملوں بن ہارون الرشید بن محمد المہدی بن ابی جعفر عبداللہ المنصور کو علوم حکمیہ کے حاصل کرنے کا خیال آیا (اور یہ وہ زمانہ تھا کہ المجسطی کی

۱۵ اوساط، میل و تعادیل اور تقریب علم النجوم کی اصلاحات ہیں، جن کا مفہوم کسی لغت سے بھی دست یاب نہیں ہو سکا۔ (مترجم)

ابن شیراز اپنی تاریخ میں لکھتا ہے :-
 " رازی کی وفات ۳۶۴ھ میں ہوئی تھی :-"

ابن عیسیٰ اندلسی اپنی کتاب میں لکھتا ہے :-

۵ " مشہور اسلامی ادیب و طبیب محمد بن زکریا الرازی پہلے شفا خانہ
 رہے اور پھر شفا خانہ بغداد میں قرآن طبابت سرانجام دیتا رہا۔
 ابتدا میں سارنگی بجایا کرتا تھا۔ اس کے بعد فلسفہ و طب کی طرف
 متوجہ ہوا اور متقدمین کی طرح ہر دو فنوں میں کمال پیدا کیا۔ اس
 نے طب پر چند ایک نہایت عمدہ کتابیں لکھی ہیں۔ مثلاً :-

۱۰ (۱) الجامع - ستر مقالے - (۲) وہ کتاب جو منصور بن عاتق کی طرف
 لکھ کر بھیجی تھی - (۳) کتاب الاقطاب (۴) الطب المکی، جو
 طبرستان کے والی علی بن دہسوزان کی طرف لکھ کر بھیجی تھی۔
 (۵) کتاب فی التقسیم والتشجیر (۶) کتاب فی الدساکیروالعزل -
 (۷) فی الطب الروحانی (۸) کتاب فی النفس (۹) کتاب فی المجددی
 والحصیہ (۱۰) کتاب الفصول (۱۱) کتاب الشکوک - یہ کتاب
 بقراط و جالی نوس پر لکھی تھی۔

۱۵ فی کیمیا پر بارہ کتابیں لکھیں۔ رازی کی رائے یہ تھی کہ سونا بنانا
 ممکن ہے، محال نہیں۔ آخر عمر میں اندھا ہو گیا تھا۔ اس کی وجہ
 آنکھوں سے مسلسل پانی کا بہنا تھا۔ کسی نے کہا۔ آنکھوں کا آپریشن
 کیوں نہیں کرتے۔ کہنے لگا دنیا کو دیکھ دیکھ کر تھک گیا ہوں۔ رازی الملک
 کے عہد میں زندہ تھا۔ المتقدم کا بھی پھر عہد دیکھا تھا۔

۲۰ محمد بن اسحاق التمیم اپنی کتاب میں لکھتا ہے :-

(۳) کتاب فی ان الانسان له خالق حکیم (۴) کتاب سمع الکلیان - ایک مقالہ -
 (۵) کتاب ایسا غوجی، جسے منطق کا دروازہ کہنا زیادہ موزوں ہوگا۔
 (۶) کتاب حمل معنی تا طبعور یا اس۔

(۷) کتاب حمل معانی انا لوطیقا الاولی الی الی تہام القیاسات الحملیۃ۔

(۸) کتاب ہیئۃ العالم (۹) کتاب الرد علی من استقل بعقول التمدتہ۔

(۱۰) کتاب اللذۃ - ایک مقالہ (۱۱) کتاب السبب فی قتل یرح السموم - ایک مقالہ

(۱۲) کتاب فیما جرى بینہ وبين سبب المنانی (۱۳) کتاب الخریف والرابع۔

(۱۴) کتاب الفرق بین الرویا المتذرة وبين سائر ضروب الرویا۔

(۱۵) کتاب الشکوک علی جالینوس (۱۶) کتاب کیفیات الایصار

(۱۷) کتاب الرد علی التاشی فی نقضہ الطب۔

(۱۸) کتاب فی ان عنایۃ الکیمیاء الی الوجوب اقرب منها الی الاتناع۔

(۱۹) کتاب الباء - ایک مقالہ (۲۰) کتاب المتصوری فی الطب - دس مقالے۔

(۲۱) کتاب المحادی فی الطب - اس کا دوسرا نام ہے - الجامع المحاضر لعنایۃ الطب۔

بارہ مقالے (۲۲) کتاب فی ادراک ما یبقی من کتب جالینوس کما لم ینکرہ حنین

ولا جالینوس فی فہرستہ - ایک مقالہ۔

(۲۳) کتاب فی ان الطین المنتقل بہ فیہ منافع - ایک مقالہ۔

(۲۴) کتاب فی ان الحجیۃ المقرطہ تضر بالابیان۔

(۲۵) کتاب فی الاسباب المیلۃ لقلوب الناس عن افاضل الاطباء الی احسانہم

(۲۶) کتاب فیما یقدم من الفواکہ والاعذیۃ وما یؤخر۔

(۲۷) کتاب الرد علی احمد بن الطیب فیما رده علی جالینوس من امر الطعم المر۔

(۲۸) کتاب الرد علی المشمعی المتکلم فی رده علی اعماب البیولا۔

(۲۹) کتاب الرد علی جریر الطیب فیما خالف فیہ من امر التوت الشامی بعقب البطنج۔

- (۶۲) كتاب تفسير كتاب قلو طرخس في تفسير كتاب طيمائوس -
- (۶۳) كتاب نقضه على سهل البليخي فيما ناقضه به في اللذة -
- (۶۴) كتاب في العلة التي يحدث لها الورم من الزكام في روس لبعض الناس -
- (۶۵) كتاب التلطف في الصال العليل الى بعض شهواته -
- (۶۶) كتاب العلة في السباع واليوم -
- (۶۷) كتاب الرد على ابن اليمان في نقضه على المسمعي في السيولا -
- (۶۸) كتاب النقض في الكيال في الامامة (۶۹) كتاب نقض كتاب التدبير -
- (۷۰) كتاب اختصار كتاب جالي نوس في حيلة البرء -
- (۷۱) كتاب تلخيصه لكتاب العليل والامراض (۷۲) تلخيصه لكتاب المواضع الآله
- (۷۳) كتاب نقض النقض على البليخي في العلم الالهي -
- (۷۴) كتاب رسالة في قطر المربع (۷۵) كتاب في السيرة الفاضلة -
- (۷۶) كتاب في جواهر الاجسام (۷۷) كتاب في وجوب الادوية -
- (۷۸) كتاب المعامل في العلم الالهي (۷۹) كتاب دفع معنار الاغذية -
- (۸۰) كتاب رسالة في العلم الالهي لطيفة (۸۱) كتاب في علة جذب حجر المناطيس -
- (۸۲) كتاب الرد على سهل في اثبات المعاد (۸۳) كتاب في ان النفس ليست بحميم -
- (۸۴) كتاب النفس الصغير (۸۵) كتاب ميزان العقل -
- (۸۶) كتاب في السكره ودمقاله (۸۷) كتاب القولنج - ايك مقاله -
- (۸۸) كتاب تفسير جالي نوس لبعول بقراط -
- (۸۹) كتاب القبول ويسمي المرشد -
- (۹۰) كتاب في الاشفاق (الاشفاق) على اهل التحصيل من المتكلمين والمنطقيين -
- (۹۱) كتاب في الأتية وعلاجهما (۹۲) كتاب نقض كتاب الوجود لمنصورين طلحة -

(۹۳) کتاب ما يدعى من عيوب اللوليا (۹۴) کتاب فی آثار الامام الفاضل المعصوم -

(۹۵) کتاب فی الاربام والحركات والعشق -

(۹۶) کتاب فی استقراغ المجهولين قبل التفتيح -

(۹۷) کتاب فی الامام والمأموم المحققين (۹۸) کتاب شروط النظر -

(۹۹) کتاب خواص التلاميذ (۱۰۰) کتاب الآراء الطبيعية ۵

(۱۰۱) کتاب ترتيب اكل الفواكه (۱۰۲) کتاب خطأ غرض الطبيب

(۱۰۳) کتاب ما يعرض في صناعة الطب (۱۰۴) کتاب عنفة مداد معجون لا نظيرة

(۱۰۵) کتاب نقل الأنتيين في الشعر (۱۰۶) تصيدة في العنطة اليونانية -

(۱۰۷) رسالة في الحجر (۱۰۸) رسالة فيما لا يلحق مما يُقطع من البدن -

(۱۰۹) رسالة في تعطيش السمك والعلجة فيه (۱۱۰) رسالة في تدبير الماء والتنج ۱۰

(۱۱۱) رسالة في غروب الشمس والكواكب -

(۱۱۲) رسالة في انثة لا يوجد شراب يفعل فعل الشراب الصحيح في البدن -

(۱۱۳) رسالة في المتطق -

(۱۱۴) رسالة في انثة لا تصور لمن لا رباغته له بالبرهان ان الارض كرتية -

(۱۱۵) رسالة في استدارة الكواكب (۱۱۶) رسالة في كيفية النحو ۱۵

(۱۱۷) رسالة في البحث عن الارض الطبيعية هي الطين ام الحجر -

(۱۱۸) رسالة في العادة (۱۱۹) رسالة في العطش وزيادة الحرارة لذلك -

(۱۲۰) رسالة في الثلج وقول بعض الجهال انّه يعطش -

(۱۲۱) رسالة في حلة عتيق الناظر في النور وتوسعه في الظلمة (۱۲۲) كتاب اطعمه المرضى -

(۱۲۳) كتاب في ان العلل اليسيرة اعسر تعرفا من الخليطة في بعضها ۲۰

(۱۲۴) كتاب في قدم الاجسام وحدثها (۱۲۵) كتاب في ان بعض الناس ترك الطبيب

(۱۲۶) رسالۃ فی العلل المشککة -

(۱۲۷) کتاب فی أن الطیب المحاذق لا یقید علی ابراء جمیع العلل -

(۱۲۸) کتاب العلل القاتلة (۱۲۹) رسالۃ فی عنایة الطیب ووعقبا وتمریرہا -

(۱۳۰) رسالۃ لم عار جہالی الاطباء والنساء فی المدن اکثر من العلماء -

(۱۳۱) کتاب المشجر فی الطب علی سبیل کتاب (۱۳۲) کتاب فی امتحان الطیب -

(۱۳۳) مقالۃ فیما ینبغ ان یستدک فی احکام النجوم علی راہی الفلاسفة الطبیعیین -

من لم یقل منهم ان الکواکب احياء -

محمد بن محمد بن طرخان ابو نصر الفارابی

مارواد النهر سے آگے ترکوں کے ایک شہر فاراب^۱ کا رہنے والا مسلم حکیم جو

اپنے وطن کو چھوڑ کر بغداد میں اقامت گزین ہو گیا تھا۔ یوحنا بن حبیلاد (ایک نسخے میں

خیلان ایک اور میں حیلان) سے (جو المقدر کے زمانے میں بغداد ہی میں فوت ہوا تھا)

علوم حکمیہ حاصل کیے اور تمام اقران و امثال سے گویا سبقت لے گیا۔ منطقی کتابوں

کی اس طرح تفسیر کی کہ ہر مشکل حل کر کے رکھ دی۔ اس فن کی ضروری مباحث کو نہایت

عمدہ کتابوں میں محفوظ کر دیا۔ اور ان پہلوؤں کی تکمیل کی، جنہیں کندی نامکمل چھوڑ گیا

تھا۔ منطق کے پانچ طریقوں یعنی قیاس، بطلان وغیرہ پر نہایت عمدہ بحث کی۔

الغرض منطق پر اس کی تصانیف پوری پوری روشنی ڈالتی ہیں۔ ان کتابوں کے علاوہ

اس نے ایک اور کتاب میں تمام علوم کی غرض و فائیت پر نہایت فاعلانہ بحث کی

۱۔ فاراب۔ دہ است نزد سیمون دھنی الارب، سیمون روسی ترکستان کا مشہور دریا ہے۔

۲۔ المقدر کا زمانہ سلطنت از ۲۹۵ھ تا ۳۲۲ھ تھا۔

تھی۔ جس کا مطالعہ طلباء کے علم کے لیے ضروری ہے۔ ایک کتاب افلان وارسطو کے مقاصد پر لکھی جس کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ فارابی کتنا بڑا فلسفی و محقق تھا۔ اس کتاب میں تحقیق و نظر کے لیے کچھ ہدایات بھی دی ہیں۔ ہر علم کے اسرار و رموز پر بحث کی ہے۔ فلاطونی فلسفے کی فرض و غایت بتلانے کے بعد اس حکیم کی تصانیف دی ہیں۔ پھر ارسطو کے متعلق ایک شان دار مقدمہ لکھنے کے بعد اس کے فلسفے کا مقصد

۵

بتلایا ہے۔ ارسطو کی ہر کتاب پر تبصرہ کیا ہے۔ اور علم الہی پر روشنی ڈالتے ہوئے علم طبعی سے مدد لی ہے۔ الغرض اس موضوع پر یہ بہترین کتاب ہے۔ تمام علوم کی غرض و غایت پر بحث کرنے کے علاوہ اس کتاب نے منطق کو سہل الفہم بنا دیا ہے۔ فارابی نے دو اور کتابیں بھی لکھی تھیں۔ ایک کا نام السیاسة المدنية اور دوسری کا السيرة القاعدہ تھا۔ ان میں ارسطو کے علم الہی پر فاضلانہ بحث کی ہے اور بتلایا ہے کہ کس طرح انسان کو کامل بننے کے لیے چھ روحانی منازل سے گزرتا پڑتا ہے اور کس طرح ان کا لازمی نتیجہ جسمانی اوصاف کا حصول ہوتا ہے۔ ان کتب میں انسانی مراتب اور اس کی نفسانی طاقتوں سے بھی بحث کی ہے۔ فلسفہ و الہام کا فرق واضح کیا ہے۔ اچھی اور بُری سیاست پر روشنی ڈالی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ مدنیت ملکی اخلاق و الہامی قوانین کے بغیر کامل نہیں بن سکتی۔

۱۰

ابو نصر فارابی اور ابولبشر متی بن یونس ہم عصر تھے۔ فارابی عمر میں چھوٹا تھا لیکن علم و فضل میں بڑا تھا۔ بغداد اور دیگر اسلامی ممالک کے حکماء ابولبشر کی منطق تصانیف کا نہایت شوق سے مطالعہ کرتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ تصانیف سہل الحصول و کثیر الشرح ہیں۔ ابولبشر کی وفات بغداد میں الراضی کے عہد خلافت میں ہوئی تھی

۱۵

۱۵ الراضی کا عہد خلافت ۳۲۲-۳۲۹ھ تھا۔ تاریخ فلسفہ اسلام میں ڈاکٹر طریقی نے لکھا ہے۔ ابولبشر نے ابولبشر کی تاریخ وفات ۳۱۸ھ یعنی ۹۲۷ء عری ہے۔ اور یہ (بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۷۷ پر)

ابو نصر فارابی حلب میں سیف الدولہ ابوالحسن علی بن ابی الہیجا عبد اللہ بن حمدان کے ہاں آیا، اور تہذیبوں اس کے پاس اہل تصوف کے لباس میں رہا۔ سیف الدولہ اس کی منزلت علمی سے آگاہ تھا۔ اس لیے اس کی بہت قدر کیا کرتا تھا۔ فارابی سیف الدولہ کے ہمراہ دمشق گیا اور وہیں ۳۳۹ھ میں فوت ہوا۔ اس کی تصانیف کے نام یہ ہیں :-

- (۱) کتاب البرہان (۲) کتاب القیاس الصغیر (۳) کتاب اللطائف
- (۴) کتاب الجدل (۵) کتاب المختصر الصغیر (۶) کتاب المختصر الکبیر
- (۷) کتاب شرائط البرہان (۸) کتاب النجوم (۹) تعلیق کتاب فی القوۃ
- (۱۰) کتاب الواحد والوحدة (۱۱) کتاب آراء اہل المدینۃ الفاضلة
- (۱۲) کتاب ما ینبغی ان یتقدم الفلسفة (۱۳) کتاب المستغلق من کلام فی قاطب غریباں
- (۱۴) کتاب فی اغراض ارسطو طالیس (۱۵) کتابیہ فی الجزء
- (۱۶) کتاب فی العقل (۱۷) کتاب المواضع المنترحة من الجدل
- (۱۸) کتاب شرح المستغلق فی المعادۃ الاولی والثانیہ
- (۱۹) کتاب تعلیق ایبا غوجی علی فرید یوس (۲۰) کتاب احصاء العلوم
- (۲۱) کتاب الکنایہ (۲۲) کتاب الرد علی النحوی (۲۳) کتاب الرد علی جالینوس
- (۲۴) کتاب فی ادب الجدل (۲۵) کتاب الرد علی الراوندی
- (۲۶) کتاب فی السعادة الموجودة (۲۷) کتاب التوطیة فی المنطق
- (۲۸) کتاب المقامس (۲۹) مختصر کتاب النہد (۳۰) شرح کتاب المحیطی
- (۳۱) کتاب شرح البرہان لارسطو طالیس (۳۲) کتاب شرح الخطایبۃ

(۳۳) کتاب بقیہ حاشیہ :- فلفظ معلوم ہوتی ہے۔ اس لیے کہ العقلی ابو بشر کا قریب العهد

مؤرخ تھا، اور اس کے ذرائع معلومات زیادہ وسیع و قابل اعتماد تھے۔

- (۳۳) کتاب شرح المتخالفة (۳۴) کتاب شرح القیاس - کبیر
 (۳۵) کتاب شرح المقولات (۳۶) تعلیق کتاب شرح یاریر مینیاں
 (۳۷) عدد کتاب الخطابیة (۳۸) کتاب شرح السماع
 (۳۹) کتاب المقدمات من موجود ضروری -
 (۴۰) کتاب شرح مقالة الاسکندر فی النفس (۴۱) کتاب شرح السماء و العالم
 (۴۲) کتاب الاخلاق (۴۳) کتاب شرح الآثار العلویة -
 (۴۴) تعلیق کتاب الحروف (۴۵) کتاب المبادئ الانسانية
 (۴۶) کتاب الرد علی الرازی (۴۷) کتاب فی المقدمات (۴۸) کتاب فی العلم الالہی
 (۴۹) کتاب فی اسم الفلسفة (۵۰) کتاب الفحص -
 (۵۱) کتاب فی اتفاق آراء ارسطو طالیس و افلاطون
 (۵۲) کتاب فی المحن و حال موجود ہم (۵۳) کتاب فی الجوہر
 (۵۴) کتاب فی الفلسفة و سبب ظهورها (۵۵) کتاب التاثر العلویہ
 (۵۶) کتاب الحیل (۵۷) کتاب النواہیس (۵۸) کتاب لہ نسبتہ الی صناعة المنطق
 (۵۹) کتاب السیاسیة المدنیة (۶۰) کتاب فی ان حرکتہ الفلک سرمدیة
 (۶۱) کتاب فی الروایا (۶۲) کتاب احصاء القضايا -
 (۶۳) کتاب فی القیاسات التي تستعمل (۶۴) کتاب الموسیقی
 (۶۵) کتاب فلسفة افلاطون و ارسطو طالیس
 (۶۶) کتاب شرح العبارة لارسطو طالیس علی اہمہ التعلیق
 (۶۷) کتاب الایقاعات (۶۸) کتاب مراتب العلوم (۶۹) کتاب الخطابیة
 (۷۰) کتاب المغالطین (۷۱) جوامع لکتاب المنطق (۷۲) نیل السعادات
 (۷۳) تواریخ کے چند متفرق ابواب -

لہ کشف الظنون میں نارانی کی ۱۱۴ تصانیف کے نام دیے گئے ہیں۔

محمد بن جابر بن سنان ابو عبد اللہ الحرانی

المعروف بہ

البتانی ابو جعفر

قاضی صاعد اندلسی کہتا ہے کہ ابن جابر علم ہندسہ، مشاہدہ کوکب، ہیئت افلاک، صنعت احکام و حساب نجوم کا فاضل تھا۔ اس نے ایک تقویم تیار کی جس میں شمس و قمر کی حرکات پر بطلی موسیٰ تصریحات کی روشنی میں بحث کی۔ نیز حساب فلک اور حرکات ثمرہ کی وضاحت کی ہے۔ اس نے بعض مشاہدات ان تقادیم میں منضبط کیے ہیں۔ جو ۲۶۹ھ اور ۲۸۷ھ میں تیار کی گئیں۔ حرکات کوکب کے صحیح مشاہدات میں کوئی اسلامی منجم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ احکام نجوم پر اس کی ایک کتاب کتابہ فی تشرح المقالات الاربع لبطلی موسیٰ کافی مشہور ہے۔

ابن جابر حران کا ایک عاصی تھا۔ ایک دفعہ جعفر بن المکتفی نے پوچھا تم نے مشاہدہ فلکی کیا ہے؟ کہا میرے مشاہدات ۲۶۲ھ سے ۳۰۶ھ تک جاری رہے۔ ۲۹۹ھ والی تقویم میں وہ نوابت کا حال درج کیا ہے۔ ابن جابر بغداد میں رقبہ کے رہنے والے بنو زیات کے ہمراہ کسی شکایت

۱۰ المکتفی خلیفہ بغداد (۲۸۹ - ۳۰۵) کا بیٹا۔

۱۱ رقبہ، شام میں دیائے فرات کے کنارے ایک شہر، جو کسی وقت دیار بکر کی حد میں شامل تھا۔

۱۲ زیات، لقب ہمزہ بن حبیب کوئی قادی بان جنت کہ زبیت را از کوہ بجلوان می برد۔

(مختصر الادب زیات)

کے سلسلے میں آیا تھا۔ واپسی پر قصر الحیث میں ۳۱۵ھ کو فوت ہو گیا۔
اس کی چند تصانیف کے نام یہ ہیں :-

- (۱) کتاب الزیج - دو نسخے - (۲) کتاب مطالع البروج -
- (۳) کتاب اقدار الاصلات، جو ابو الحسن بن الفرات کے لیے لکھی تھی۔
- (۴) کتاب شرح الاربعۃ لبطلی موس۔

محمد بن اسماعیل التنوخی المتحکم

علم نجوم کی تلاش میں ہر طرف گھوما، ہندوستان بھی آیا اور علم و فضل میں کافی کمال پیدا کیا۔ اس فن میں بعض عجیب انکشافات چھوڑ گیا ہے جن میں سے ایک اقبال و ادیانہ فلک کا نظریہ ہے۔

محمد بن خالد بن عبد الملک المتحکم المروری

علم نجوم کا فاضل، حرکات کو اکب کا عالم، جس کا والد مومن کی طرف سے دمشق میں حیل قاسیوں کی رصد گاہ پر متعین تھا۔

۳۱۵ھ قصر الحیث - عراق میں سامرا کے پاس ایک محل، جو معتصم نے سیر و تفریح کے لیے بنوایا تھا۔ یہیں عضد الدولہ نے بختیار بن معر الدولہ کو قتل کیا تھا۔

(معجم البلدان یا قوت)

محمد بن الحسن ابن حمید المعروف بہ ابن الاذمی

مشہور منجم، جس کی شروع کردہ تقویم کو اس کے شاگرد القاسم بن محمد بن
 باہم المدائنی المعروف بالعلوی نے مکمل کر کے نظم العقد نام رکھا، اور ۳۰۵ھ میں
 شائع کی۔ یہ تقویم ہر لحاظ سے مکمل ہے۔ اس میں صنعت تعدیل، اصول ہیئت،
 حساب حرکات (سند ہند کے نظام کے مطابق) اور اقبال و ادبار فلک پر اس
 قدر عالمانہ و محققانہ بحث کی گئی ہے کہ کہیں اور اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس کتاب
 کی اشاعت سے پہلے ہم اقبال و ادبار فلک کا چرچا تو سنا کرتے تھے، لیکن
 اس حقیقت سے نا آشنا تھے۔ اس کتاب نے اس مسئلے کو اچھی طرح
 واضح کر دیا ہے۔

علاء الدین حسن اندلسی قاضی طلیطلہ لکھتا ہے :-

۱۰ " اس کتاب کے مطالعے سے جس قدر مجھے فائدہ پہنچا ہے شاید
 کسی اور کو نہ پہنچا ہو۔ اس کتاب کے چند براہمی و دلائل
 نے مجھے اپنی ایک کتاب فی اصلاح حرکات النجوم کی تالیف
 میں بہت مدد دی ہے۔"

محمد بن طاہر بن بہرام الیوسلیمانی السجستانی المنطقی بزرگ بغدادی

۱۵ متی بن یونس و چند دیگر مشہور اساتذہ کا شاگرد جس نے منطق میں کافی شہرت
 حاصل کی۔ اس کے اہل بڑے بڑے رؤسا و علما حصول علم و حل مشکلات کے لیے
 آیا کرتے تھے۔ حکایات، سوالات اور جوابات کی ایک کثیر تعداد اس کی طرف

منسوب ہے۔ عضدالدولہ فنا خسرو شاہنشاہ اس کی بہت عزت کیا کرتا تھا۔ اس کی چند تصانیف یہ ہیں :-

(۱) رسالۃ فی مراتب قوی الانسان (۲) رسائل الی عضدالدولہ۔ یہ رسائل مختلف شعبہ ہائے حکمت پر ہیں (۳) چند تصانیف ارسطو کی شرح۔

۵ ابو سلیمان ایک چشم تھا، اس لیے مجالس میں نہیں آتا تھا۔ طلباء اس کے پاس گھر میں جا یا کرتے تھے۔ اسے سیاسی واقعات سے اذیس دل چسپی تھی۔ جب کوئی امیر سے ملنے آتا، تو یہ امور سلطنت کے متعلق ضرور چند سوالات پوچھتا۔ ابو حیان التوحیدی اس کے خاص حلیوں میں تھا۔ توحیدی کی یہ عادت تھی، کہ امرائے دولت کے ہاں جا کر کچھ خبریں فراہم کر لاتا، اور ابو سلیمان کو سنا دیتا اس موضوع پر ابو حیان نے ایک کتاب، کتاب الامتاع والموائستہ لکھی تھی۔ جس میں عمصام الدولہ بن عضد الدولہ کے وزیر ابو الفضل عبداللہ بن العارض الشیرازی کی محفل کے مکمل حالات درج کیے تھے۔ نیز اس میں مختلف علمی مسائل و رموز بھی حل کیے تھے۔ اس کتاب کے ایک نسخے پر کسی متقلوی عالم نے کیا خوب لکھا ہے :-

۱۵ " اس کتاب کے آغاز میں ابو حیان صوفی معلوم ہوتا ہے، درمیان

میں محدث اور آخر میں ایک ذلیل گداگر نظر آتا ہے "

ابو سلیمان کے متعلق البدیہی کے چند اشعار ملاحظہ ہوں :-

(۱) ابو سلیمان ایک ذہین، قابل و کامل عالم ہے۔

(۲) لیکن ایک توکانا ہے، دوسرے برص کا شکار ہے۔ اس لیے اس کی صورت

دیکھ کر خون کھولنے لگ جاتا ہے۔

(۳) اس کے والد کا بھی یہی حال تھا (یعنی وہ بھی کانانا اور برص کا مریض تھا)

غور فرمائیے کہ کتنی عجیب بات ہے۔
 ابوسلیمان نے کسی نے پوچھا کہ عربی و یونانی نحو میں کیا فرق ہے۔
 کہا "عربی نحو (عربوں کا) تقاضا کے فطرت ہے، اور یونانی نحو تقاضا کے
 فطرت۔ (ذہانت)۔"

محمد بن الجهم

یہ قول ابومعشر ابن الجهم منطق و علم نجوم کا عالم اور کتاب فی اختیارات کا
 مصنف ہے۔ یہ کتاب مامون کے لیے لکھی گئی تھی۔ ہر لحاظ سے یہ ایک عمدہ
 کتاب ہے۔

محمد بن عیسیٰ ابو عبد اللہ الماہانی

- ۱۰ بغداد کا ایک مشہور مهندس جو علم الاعداد میں بھی یدِ طولی رکھتا تھا۔ اس
 کی چند کتابوں کے نام یہ ہیں :-
 (۱) کتاب عروض الکواکب۔
 (۲) کتاب فی النسبۃ۔
 (۳) کتاب فی سنۃ و عشرين شکلا من المقالة الادلی من اقلیدس التي لا تحتاج
 الی الخلف۔

محمد بن عمر بن القرقان ابو بکر

اپنے عہد کا فاضل منجم جس کی فضیلت پر ایک جہان شہادت ہے اور جس کا والد بھی ایک فاضل الشان تھا۔ اس کی تصانیف کے نام یہ ہیں۔

- (۱) کتاب المقیاس (۲) کتاب الموالید (۳) کتاب العمل بالاعطرلاب
- (۴) کتاب المسائل (۵) کتاب المدخل (۶) کتاب الاختیارات
- (۷) کتاب المسائل الصغیر (۸) کتاب تحویل سنی الموالید
- (۹) کتاب التیسیرات (۱۰) کتاب المقالات (۱۱) کتاب تحویل سنی العالم۔

محمد بن موسیٰ المنجم الجلیس

اسی نام کا ایک منجم خوارزمی ہے۔ یہ خوارزمی نہیں۔ یہ منجم عموماً بادشاہوں کے دربار میں رہا کرتا تھا۔ مامون کے دربار میں رہا اور مامون کے بعد بھی کچھ عرصے تک زندہ رہا۔

محمد بن عبداللہ بن محمد ابو عبدالرحمان لعنقی المنجم القیرویانی الافریقہ تزیل مصر

مختلف علوم کا عموماً اور علم النجوم کا خصوصاً بہت بڑا فاضل تھا۔ مصر کے والی ابوتیم القیروانی کا منجم خاص تھا۔ العزیز بن المعز کے زمانے تک مصری

لہ العزیز کا زمانہ سلطنت ۳۶۵ھ تا ۳۸۶ھ تھا۔

درباروں میں مکرم و محترم رہا۔ پھر اس کی شامت جو آئی تو اُمیہ و عباسیہ کی ایک تاریخ لکھ ماری۔ جس میں حسب معمول ان خاندانوں کے محاسن و مکارم بیان کیے ہیں۔
 پر العزیز کا وزیر یعقوب بن یحییٰ بھڑک اٹھا۔ العزیز کو جو خیر پہنچی تو اس نے محمد کو دربار سے نکال دینے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ وزیر نے ۳۸۵ھ میں ایک مجلس منعقد کر کے مُصنّف کو بُرا بھلا کہا اور دربار سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔
 اور اس کے اموال و املاک پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد محمد تاحیات خانہ نشین رہا
 ۴ رمضان ۳۸۵ھ بروز سہ شنبہ وفات پائی۔

اس کی چند تصانیف کے نام یہ ہیں :-

(۱) کتاب التاریخ۔ یہ کتاب العزیز بن المعز کے بعض ایام تک ہے۔

(۲) چند کتابیں نجوم و احکام نجوم پر۔

(۳) کتاب فی النحو۔ جس کا اصل نام سبب لعلم العرب ہے۔ ابن المہذب نے اس نام پر ڈاکہ ڈالا اور اپنی ایک کتاب اللغت کا نام سبب لخصر کلام العرب رکھ دیا۔ یہ اور العتقی ہم عصر تھے۔

محمد بن موسیٰ الخوارزمی

۱۵ خوارزم کا ایک منجم جو مامون کے اُس دارالکتب پر متعین تھا، جس میں صرف حکمت کی کتابیں تھیں۔ رصد کے آواز سے پہلے اور بعد بھی علمائے نجوم اس کی تعلیم اہل و دوم کو قابل اعتماد سمجھتے اور اسے اسلامی دنیا کا سند مہند کہتے تھے اس کی

۱۶ ابن المہذب معز الدولہ کے زمانے کا ایک مُصنّف۔ نیز قاہرہ میں بیت المال کا مہرر (کلرک) تھا۔ یہ اہل محمد بن عبد اللہ ... العتقی ہم عصر تھے۔

چند کتابوں کے نام یہ ہیں :-
 (۱) کتاب الایحی الاول (۲) کتاب الایحی الثانی (۳) کتاب الایحی الثانی
 (۴) کتاب العمل بالاصطواب (۵) کتاب التاریخ (۶) کتاب الحیر والمقابلہ

محمد بن عبد اللہ بن عمر بن البازیا

عیش بن عبد اللہ کا شاگرد اور علم نجوم کا فاضل، جس کی چند کتابوں
 کے نام یہ ہیں :-

(۱) کتاب الایحیۃ - سات مقالے - (۲) کتاب الایحی -
 (۳) کتاب القرائات و تحویل سنی العالم (۴) کتاب الموالید و تحویل سنیہا -

محمد بن عبد اللہ بن سمعان

ابو معشر کا فلام و شاگرد، جو برسوں استاد کی صحبت میں رہا۔ اس نے
 چند کتابیں بھی لکھی ہیں۔ جن کے نام معلوم نہیں۔

محمد بن کثیر الفرغانی

ایک فاضل منجم جسے پیش گوئیاں کرنے میں کمال حاصل تھا۔ کہتے ہیں کہ
 اس کی جنم پتری میں ایک اچھے ستارے کے ساتھ سہم الغیب بھی پڑا ہوا تھا

۱۰۔ الحیش الحاسب الروزی جس کے حالات زندگی حرف الحاکہ ذیل میں آچکے ہیں۔

اس کی چند کتابوں کے نام یہ ہیں۔
 (۱) کتاب الفصول (۲) کتاب اختصار المجسطی (۳) کتاب عمل الرخامات۔

محمد بن عیسیٰ بن ابی عیاد ابو الحسن

آلات رعد و ارتقاع کا ماہر اور کتاب العمل بذات الشعبتین کا مصنف تھا۔

محمد بن تاجیۃ الکاتب

علم ہندسہ کا عالم و کتاب المساحة کا مصنف تھا۔

محمد بن اکثم بن یحییٰ بن اکثم القفصی

علم الحساب کا بلند پایہ عالم جس کی ایک کتاب مسائل الاعداد کافی مشہور ہے۔

محمد بن لڑة ذایک نستجی کرة الاصقمانی

اپنے عہد کا مشہور حساب دان اور الجامع فی الحساب کا مصنف۔

محمد بن محمد بن کحیی بن اسماعیل بن العباس البوالوقا البوزجانی

بوزجان نیشاپور کا ایک شہر ہے۔ یہاں ماہ رمضان کے پہلے بدھ ۳۲۸ھ کو یہ حکیم پیدا ہوا۔ یہاں سے ۳۴۸ھ میں عراق چلا گیا اور علی البوہنی الباردی والوالحلایین کو تلمیذ سے اعداد و ہندسہ کی تعلیم حاصل کی۔ تکمیل تعلیم کے بعد ۵ مدتوں ان علوم کا درس دیتا رہا۔ اس کے چچا ابن عمرو المغازی اور اس کے ماموں ابو عبد اللہ محمد بن عتبہ نے بھی اسی سے حساب و اعداد کا درس لیا تھا۔ اس کی چند کتابوں کے نام یہ ہیں :-

- (۱) کتاب المتنازل فی الحساب۔ یہ ایک عمدہ کتاب ہے۔
- (۲) کتاب تفسیر کتاب الخوارزمی فی الجبر والمقابلہ۔
- (۳) کتاب تفسیر کتاب ویوفنطس فی الجبر (۴) کتاب تفسیر کتاب ابرئیس فی الجبر
- (۵) کتاب المدخل الی الارثماطیقی۔ ایک مقالہ
- (۶) کتاب فیما ینبغی ان یحفظ قبل کتاب الارثماطیقی
- (۷) کتاب البراہین علی القضا یا فیما استعملہ ویوفنطس فی کتابہ و علی ما استعملہ ہونی التفسیر۔

- (۸) کتاب استخراج مبلغ المكعب یال مال وما یرکب متھا۔ ایک مقالہ
- (۹) کتاب الکامل۔ تین مقالے (۱۰) المجسطی۔
- (۱۱) کتاب العمل بالجدول التینی

البوالوقا نفس آخری تک بغداد میں رہا۔ وفات ۳۸۸ھ ۳ رجب ۳۸۸ھ کو ہوئی۔

محمد بن عبداللہ ابو نصر الکلوادی بغدادی

حساب، ہندسہ و ہیت کا عالم۔ جو عراق میں عند الدولہ کے زمانے میں موجود تھا اور اس کے بعد تک زندہ رہا۔ اس کی مشہور تصنیف ہے کتاب التخت والحساب۔

محمد بن علی ابن المنعم ابو عبداللہ الصقلی

- سلسلی کا مشہور مہندس، منجم و شاعر جس کے چند اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے۔
- (۱) میں نے اپنے عشق کو مخفی رکھا تو فائدہ اٹھایا۔ جب ظاہر کیا تو بدنام ہو گیا۔
 - (۲) مجھے خیال نہ تھا کہ انجام یہ ہو گا۔ سچ ہے، ہر شے قانی ہے۔
 - (۳) مجھے تم سے اس قدر محبت ہے کہ تمہارے بغیر دنیا مشکل ہے۔
 - (۴) تمہارا دعوا میری زندگی اور فراق میری موت ہے۔

محمد بن مہیشتر ابن ابی الفتوح نصر بن ابی علی بن

ابی البشار ابن ابی علی بن مہیشتر وکیل الباب العدوی بغدادی

علوم اداتل، ہندسہ، فلسفہ، علم النجوم، حساب ورائض کا فاضل، جو عمر بھر امیر قذافی الدین ابو نصر محمد بن امام ناصر الدین اللہ ابو العباس احمد کا وکیل رہا۔

۳۳۸ھ - ۳۶۲ھ

۳۶۲ھ - ۳۶۵ھ

پیر کے دن ۴ رجب ۶۱۸ھ کو فوت ہوا۔ اور موسیٰ بن جعفر کے مشہد میں دفن ہوا۔

محمد بن عبدالسلام ابن عبدالرحمان بن عبدالسار المقتدی شم الماردی

ابو حفص عمر بن الخطاب بن دمشق بن دمشق الترمذی الدنیر نے اپنی کتاب
حلیۃ السیرین میں لکھا ہے کہ اس کا والد ماردین کا اور اس کا دادا دنیسر کا قاضی
تھا۔ اپنے زمانے کا بہت بڑا حکیم و طبیب تھا جس سے ایک دنیا فیض پاتی تھی۔
اس نے بہتہ اللہ بن عاصد بن التلمیذ سے بغداد میں درس طب لیا۔ جب ابن التلمیذ
نے اس کی ذہانت دیکھی، تو اسے حکم دیا کہ عرف علم طب میں کمال پیدا کر دو کہ دنیا کو
اس چیز کی اشد ضرورت ہے۔ چنانچہ آتا بڑا طبیب بنا کہ دور دور سے امراء و لوگ
اسے بلا کر مشورہ لیا کرتے تھے۔ باوجود بڑھاپے کے بڑی بڑی کتابیں پڑھا کرتا تھا۔
شہاب سہروردی حکمت میں اس کا شاگرد تھا۔

اس حکیم نے باوجود تبحر علمی کے کوئی تصنیف پیچھے نہیں چھپی۔ ہاں شیخ ابو علی سینا

۱۔ موسیٰ بن جعفر بن باقر بن زین العابدین بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم (سال وفات ۱۸۳ھ)

۲۔ ماردین۔ الجوریہ کے ایک پہاڑ پر ایک مشہور قلعہ جہاں نصیبین دیگر مواقع نظر آتے ہیں (مجموعہ البلاغ)

۳۔ شہاب الدین سہروردی اپنے چچا ابو نجیب عیاد الدین سہروردی کے مرید اور کتاب العوارف کے

مصنف تھے۔ حضرت شیخ عبدالقادر (وفات ۵۶۱ھ) کے بعد بغداد میں یہ سب سے بڑے بزرگ

کھے جاتے تھے۔ بہاء الدین زکریا غسانی (وفات ۶۶۶ھ) آپ کے خلائف میں سے تھے۔ آپ کی

پیدائش ۵۲۳ھ میں اور وفات ۶۳۲ھ میں ہوئی۔ مدفن بغداد میں ہے۔

کی ایک نظم کی شرح لکھی، جس کا پہلا مصرع یہ تھا۔
ع هَبِطْتَ اِيَّاكَ مِنَ الْمَحَلِّ الْاَسْرَافِ

ڈنيسر میں ابو محمد قاسم بن ہبیت اللہ الحریری کے ہاں مدتوں رہا لیکن ملاقات کا اتفاق نہ ہوا۔ میں حبیب ابوالخیر المسیحی بن العطار البغدادی کے ہاں حصولِ طب کے لیے گیا تو کہتے لگا۔ خود مختار سے ہاں طب کا ایک بہت بڑا فاضل یعنی محمد بن عبدالسلام موجود ہے۔ میں نے عرض کی کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ آپ کی وفات سنہ ۵۹۴ھ کو ہوئی تھی۔

محمد بن عمر بن الحسن ابوالفضل الفخر الرازی المعروف

ابن الخطیب

علوم اوائل کا فاضل اور علم الاصول کا ماہر تھا۔ خراسان میں بوعلی سینا اور فارابی کی تصانیف کا مطالعہ کیا۔ پھر اورانہر میں بنو مازہ (بخارا) کے ہاں وسائلِ معاش کی تلاش میں گیا لیکن ناکام رہا۔ داؤد الطیبی (ایک نسخے میں الطیبی اور ایک میں الطیبس ہے)۔ تاجر، جو تاریخ کا عالم تھا، کہتا ہے۔

ابن الخطیب سے میری ملاقات بخارا میں ہوئی۔ سخت تلاش و مغلوک الحال تھا، اور ایک گم نام سے مدرسے میں پڑاگراں خرام زندگی کے دن کاٹ رہا تھا۔ میں نے بعض عرب نما تاجروں سے کچھ چندہ جمع کر کے اس کو دیا۔ یہ فوراً خراسان کی طرف چل دیا۔ وہاں حوازم شاہ محمد بن تکش (دکش) سے ملاقات ہوئی اس نے

۱۵ بکا تگین غزنوی کا ایک غلام اور سلیمان ملک شاہ سلجوقی کے دربار میں (یعنی ماہ ۳۹۲ھ پر)

اسے ندیم و جلیس بنالیا اور بے شمار دولت مرصفت کی ابن الخطاب نے ہرات کو اپنا وطن بنالیا۔ وہاں خاصی جائداد پیدا کی۔ کئی بچوں کا باپ بنا۔ آخر وہیں فوت ہوا اور ہرات کے ایک میدان میں ایک پہاڑ کے پاس دفن ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ ابن الخطاب کے خیالات مذہبی میں کچھ الحاد کا عنصر پایا جاتا تھا اور ڈر تھا کہ کہیں لوگ اس کی لاش کو خراب نہ کریں، اس لیے اپنے گھر ہی میں دفن کیا گیا۔

ابن الخطاب نے اصول و منطق پر کچھ کتابیں لکھیں نیز قرآن حکیم کی مشہور تفسیر یعنی تفسیر کبیر مرتب کی۔ اس کا علم متقدمین و متاخرین کی تصانیف کے مطالعے کا نتیجہ تھا۔ متاخرین میں سے کسی نے اپنی تاریخ میں نضر الرازی کا یوں ذکر کیا ہے :-
”محمد بن عمر بن الحسن الرازی ابو المعالی المعروف بہ ابن الخطاب فخر الدین الرازی اپنے زمانے کا مشہور فاضل تھا۔ فقہ، علم اصول، الکلام و حکمت میں متقدمین سے گوئے سبقت لے گیا۔ یوحییٰ بن سینا کی تردید کی۔ خراسان میں اس کی بہت عزت کی جاتی تھی، اور

(ص ۳۹۱ کا لقیہ حاشیہ) - طہشت مار تھا پھر اسی بادشاہ کی طرف سے خوارزم شاہ کا حاکم مقرر ہوا اور خوارزم شاہ کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اس کے پوتے آتسرنے علم انقلاب بنڈ کیا لیکن سحر نے اسے شکست دی۔ کچھ عرصے بعد پھر سر اٹھایا اور اپنے آپ کو سلطان کہلانے لگا۔ یہ سلطنت ترقی کرتے کرتے سلجوقیوں جتنی طاقت در بن گئی۔ بادشاہوں کے نام یہ تھے (۱) اوشتگین (۴۷۰-۴۹۰ھ) (۲) قطب الدین محمد بن اوشتگین (۴۹۰-۵۲۱ھ) (۳) آتسرن قطب الدین (۵۳۱-۵۵۱ھ) (۴) ایل ارسلان بن آتسرن (۵۵۱-۵۶۸ھ) (۵) سلطان شاہ محمود بن ایل ارسلان (۵۶۸-۵۹۸ھ) (۶) سلطان تکش بن ایل ارسلان (۵۶۸-۵۹۶ھ) (۷) علاء الدین محمد خوارزم شاہ بن تکش (۵۹۶-۶۱۷ھ) (۸) جلال الدین منکبرنی (۶۱۷-۶۲۸ھ) - (طبقات سلاطین اسلام ص ۱۱۱)

اس کی تصانیف کا جہان بھر میں چرچا تھا۔ ان سے فقہانے قائدہ اٹھایا۔ فخر الرازی کرامیہ کا بہت بڑا دشمن تھا اور یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے اس کے کھانے میں زہر ملا دیا تھا، اور وہ ہلاک ہو گیا تھا۔ فخر الرازی اس دھوم سے باہر نکلا کرتا تھا کہ سیکڑوں غلام اور گروہواریں علم کیے ساتھ ہوتے۔ الغرض فخر الرازی دنیا میں بڑے ٹھاٹھ سے رہا۔ اسے سونا بنانے کی لت تھی۔ اس بے ہودہ شغل میں بے اندازہ دولت برباد کی لیکن کام یاب نہ ہوا۔ ولادت ۵۲۳ھ میں اور وفات ذی الحجہ ۶۰۶ھ کو ہرات میں ہوئی۔

۱۵ کرامیہ، المشبہ کی ایک شاخ ہے۔ مشبہ صفات الیہ کے اثبات میں اس قدر غلو سے کام لیتے ہیں کہ معاملہ تجسیم تک جا پہنچتا ہے۔ یہ لوگ اللہ نور السموات والارض سے ایسا نور مراد لیتے ہیں، جو مادی آنکھوں کو نظر آسکے۔ ان میں بڑے بڑے فضلا گورے ہیں۔ ایک مجددی درہم تھا، جو اللہ کو عرش پر مادی معنوں میں ممکن خیال کرتا تھا۔ المشبہ کی ایک شاخ الشامیہ ہے۔ جو اللہ کو اس نور کی طرح سمجھتے ہیں جو کسی حلین سے چھین چھین کر باہر نکل دیا ہو۔ ایک اور شاخ الجولقیہ اللہ کو انسانی شکل کی ہستی قرار دیتی ہے۔ اور اس کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا کا تمام دھڑتنا ہو جائے گا اور صرف چہرہ باقی رہ جائے گا۔

۱۶ کے ایک اور فرقے کا نام الکرامیہ ہے۔ جو مجددی کرام (وفات ۲۵۱ھ) کے متبع تھے۔ یہ لوگ اللہ کو ایک محدود جسم تصور کرتے تھے۔ ان کے ہاں نماز کو عین درمیان میں کھانے پینے اور جماع کے لیے چھوڑنا جائز تھا۔ نیز فلیظ و ناپاک کپڑوں میں ادائے صلوٰۃ کے قائل تھے۔

لصائیف | (۱) تفسیر کبیر، جس کا نام ہے مفتاح الغیب۔ بارہ جلد۔ سورہ فاتحہ کی تفسیر علاحدہ لکھی۔

- (۲) تفسیر عنبر۔ جس کا اعلیٰ نام امرار التنزیل والوار التاویل ہے۔
- (۳) نہایت العقول (۴) المحصول فی علم الاصول۔ (۵) کتاب المحتل۔
- (۶) کتاب الملخص فی الحکمة (۷) شرح عیون الحکمة (۸) المباحث الشرقیة
- (۹) لباب الاشارات (۱۰) المطالب العالیة فی الحکمة (۱۱) شرح الاشارات۔
- (۱۲) الاربعین فی اصول الدین (۱۳) تنبیہ الاشارة فی الاصول۔
- (۱۴) کتاب المعالم فی الاصولین (۱۵) کتاب سراج القلوب۔
- (۱۶) کتاب زبدة الافکار وعمدة النظار (۱۷) کتاب الجامع الکبیر المکی فی الطیب
- (۱۸) مناقب الامام الاعظم الشافعی (۱۹) کتاب تفسیر اسماء اللہ المحسنی۔
- (۲۰) کتاب السر المکتوم (۲۱) کتاب تاسیس التقدیس۔
- (۲۲) کتاب الرسالة الکمالیة (فارسی) (۲۳) کتاب الطریقة فی الجدل۔
- (۲۴) کتاب شرح سقط الزند (۲۵) رسالہ فی السوال (۲۶) منتخب تنکلو شا
- (۲۷) مباحث الوجود والعدم (۲۸) مباحث الجدل (۲۹) جواب الغیلانی۔
- (۳۰) کتاب النبیض (۳۱) شرح کلیات القائلون ناکمل۔ ایک جلد۔
- (۳۲) تفسیر الفاتحہ۔ ایک جلد (۳۳) تفسیر سورہ بقرہ (عقلی رنگ کی تفسیر) ایک جلد
- (۳۴) شرح الوجیز للغزالی، ناکمل۔ صرف عبادات و نکاح پر تین جلدیں لکھیں۔
- (۳۵) کتاب الطریقة العلامیة فی الخلاف۔ چار جلد۔
- (۳۶) کتاب لوا مع البینات فی شرح اسماء اللہ والصفات۔
- (۳۷) کتاب فی البطل القیاس۔ ناکمل۔ (۳۸) شرح نبح البلاغۃ۔ ناکمل۔
- (۳۹) فضائل الصحابة المرشدین (۴۰) کتاب القضاء والقدر۔

- (۴۱) رسالۃ المحدث (۴۲) کتاب تحجین تعجیر الفلاسفة (فارسی)
- (۴۳) کتاب البراہین الیہائیہ (فارسی)
- (۴۴) کتاب اللطائف العیاشیہ (ایک نسخے میں القیاسیہ)
- (۴۵) کتاب شفاء العی من المخلات - (۴۶) کتاب المخلوق والبعث -
- ۵ (۴۷) النحسین فی اصول الدین (فارسی) - (۴۸) کتاب الاخلاق -
- (۴۹) الرسالۃ الصاجیۃ (۵۰) الرسالۃ المجدیۃ (۵۱) کتاب عصمتہ الانبیاء
- (۵۲) کتاب فی الرتل (۵۳) شرح مصائدات اقلیدس (۵۴) کتاب فی الهندستہ
- (۵۵) کتاب رسالۃ نفثۃ المصدور (۵۶) رسالۃ فی ذم الدنیا -
- (۵۷) الاختیارات العلائیہ فی التاثرات السماویہ -
- ۶ (۵۸) کتاب احکام الاحکام (۵۹) الریاض المولقۃ فی المائل والتحمل -
- (۶۰) رسالۃ فی النفس -
- (۶۱) المحتل فی شرح کتاب المفصل لابن القاسم محمود بن عمر بن محمد الزمخشری النحوی

محمد بن علی بن الطیب (ایک نسخے میں الطیب) المتکلم البصری

- متقدمین کے علم الکلام کا بیان تک ماہر تھا کہ اس علم کے قواعد و اصول وضع کیے۔ چونکہ اس کے عقائد میں الحاد کا عنصر موجود تھا اور اظہار سے گھبراتا تھا۔
- ۱۵ اس لیے اسلامی متکلم کا لباس پہن کر سب کچھ کہہ ڈالا۔ تمام عمر تصنیف و تحقیق میں بسر کی۔ مذہب اعتزال کو زیادہ فروغ دیا۔ مشکل کے دن ۵ ربیع الآخر ۳۳۶ھ کو بغداد میں وفات پائی۔ قناعت و کفایت شعاری میں ممتاز تھا۔

المختار بن الحسن بن عبدون ابو الحسن البغدادی المعروف

ابن بطلان

بغداد کا ایک عیسائی منطقی جس نے کربخ کے نصرانی علماء سے تعلیم حاصل کی علم الاوائل میں کافی شہرت پیدا کی اور علاج و معالجہ سے معاش حاصل کیا کرتا تھا۔ بد صورت تھا۔ بغداد سے نکل کر البحرہ میں پہنچا۔ پھر موصل و دیار بکر سے ہوتا ہوا حلب میں آیا۔ یہاں کچھ مدت تک ٹھہرا لیکن جگہ پسند نہ آئی۔ اس لیے مصر کو چل دیا۔ وہاں ابن رضوان فلسفی سے ملاقات ہوئی۔ ان میں کسی مسئلے پر بحث چل پڑی۔ ابن رضوان نے درشت کلامی سے کام لیا۔ جس پر ابن بطلان سخت رنجیدہ ہوا۔ اور مشرکوں کو چھوڑ کر انطاکیہ میں آ گیا۔ تا اہلویں کی صحبت اور مسلسل سفر سے اس قدر اکتا چکا تھا کہ دنیا کو چھوڑ کر انطاکیہ کے ایک معبد میں خلوت گزیں ہو گیا اور مرتے دم تک عبادت میں محو رہا۔ وفات ۴۳۴ھ میں ہوئی۔

بغداد چھوڑنے کے بعد ابن بطلان نے ہلال بن محسن بن ابراہیم کو ایک خط لکھا جو محمد بن ہلال بن محسن کی تصنیف کتاب الزیج میں منقول ہے۔ اس خط میں ابن بطلان نے اپنی سیاحت کے چند واقعات درج کیے ہیں۔ خط یہ ہے :-
 "بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مجھے جناب والا کی ہستی گرامی سے جو ارادت ہے، اس کا تقاضا یہ ہے کہ میں آپ کی خدمت عالیہ سے علاحدہ ہو کر بھی آپ سے تعلقات قائم رکھوں۔ آپ کی جدائی میرے لیے دماغی علم و فضل اور فخر و شرف سے جدائی ہے۔ اللہ آپ کو سدا سربہز اور آپ کے دشمنوں کو ذلیل رکھے (چنانچہ میں نے فیصلہ کیا کہ اپنے سفر

۱۵
 لہ ابن رضوان المصری کے حالات باب الکتبی میں ملاحظہ فرمائیے۔

کے دل چسپ واقعات قلم تہہ کر کے آپ کی خدمت میں بھیجتا رہوں۔
اس سے دو فائدے ہوں گے: اول یہ ذریعہ خطوط ہمارے ملاقات
ہوتی رہے گی۔ دوم یہ واقعات آپ کی تہی تصنیف (تاریخ) کا جز
بن جائیں گے۔ اور مجھے اُمید ہے کہ جناب میرے ارسال کردہ
واقعات میں سے کچھ نہ کچھ ضرور پسند فرمائیں گے۔

ان حلاقوں کے رؤسا منتظر ہیں کہ جناب کی تصنیف کا کوئی
نسخہ یہاں پہنچے۔ یہ لوگ اس کتاب کو سر آنکھوں پہ لیں گے۔ میں
دعا کرتا ہوں، کہ اللہ آپ کے علم و فضل سے دنیا کو مستنیر بنائے
کا موقع دے۔

میں بغداد سے نکلا تو اس علاقے کے بزرگوں اور عالموں سے ملا۔
ان سے مفصل حالات دریافت کیے۔ ان لوگوں نے نہایت دلچسپ
واقعات بیان کیے۔ بعض اشعار بھی نگاہ سے گزرے۔ چوں کہ
تمام اشیا کی تفصیل قدرے وقت طلب ہے۔ اس لیے صرف چند
چیزیں یہاں درج کرتا ہوں۔

میں اوائل رمضان ۱۲۸۲ھ کو بغداد سے نکلا۔ نہر عیسیٰ کے
ساتھ ساتھ انبار کی طرف بڑھتا گیا۔ انیس متانزل طے کرنے کے بعد

نہر عیسیٰ، عراق میں ایک وسیع خطے کا نام ہے۔ نہر عیسیٰ کے کنارے پر عراق ہے۔ یہ نہر عیسیٰ
میں موسیٰ بن علی بن عبداللہ بن عباس نے آباد کرائی تھی۔ یہ عیسیٰ سفاح کا چچا زاد تھا، اور
یہ نہر فرات سے کاٹی گئی تھی۔

نہر انبار۔ اس نام کے دو شہر ہیں۔ ایک بلخ ہے، یا اس ہے اور دوسرا عراق میں فرات کے
شرقی کنارے پر واقع ہے۔ یہاں موخر الذکر مراد ہے۔ (مرامذالاطلاع ص ۴۷)

۱۵ رجتہ جا پہنچا۔ رجتہ ایک خوب صورت شہر ہے جس میں میووں کی بہتات ہے۔ یہاں انگوروں کی انیس^{۱۹} قسمیں ملتی ہیں۔ یہ شہر انبار، حلب، تکریت^{۲۱} الموصل، سنجا اور الجزیرہ کے درمیان واقع ہے اس میں اور قصر الرصافہ میں چار یوم کا فاصلہ ہے۔ ہم رصافہ سے روانہ ہو کر حلب میں چار دن کے بعد پہنچے۔ حلب کی بیرونی دیوار سفید تھمر سے بنی ہوئی ہے۔ اس میں چھ دروازے ہیں۔ دیوار کے ایک طرف قلعہ ہے جس میں ایک مسجد اور دو گرجے ہیں۔ ایک گرجے میں ایک قربان گاہ ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام قربانی پیش کیا کرتے تھے۔ قلعے کی جانب اسفل میں ایک تہ خانہ (یا غار) بنا ہے جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ریوڑ رہا کرتا تھا۔ کہتے ہیں کہ حضرت سخیل ان بھڑکریو کا دودھ لوگوں کو پلایا کرتے تھے۔ دودھ دوہنے کا وقت آنا تو غار کے باہر شیر خوار جمع ہو کر ایک دوسرے سے پوچھتے حلب اقم لا کہ

۱۶ لے رجتہ، اس نام کے کئی شہر ہیں۔ سب سے زیادہ مشہور ایک بن طوق کا رجتہ ہے، جو شام

میں دریائے فرات کے کنارے واقع ہے۔ (معجم البلدان ج ۲ - ص ۴۴)

۱۷ تکریت، دریائے دجلہ کے کنارے بغداد کے شمال میں تھما سے تقریباً ۳۰ میل دور ایک شہر۔

۱۸ سنجا، نصیبین کے جنوب میں تقریباً ۵۰ میل دور دریائے دجلہ سے چالیس میل

مغرب کی طرف دیار ربیعہ کا ایک مشہور شہر۔

۱۹ قصر الرصافہ، شام میں ایک شہر جہاں ابو نوح عبید اللہ بن ابی زیاد پیدا ہوا تھا

اسی نام کا ایک گاؤں کوفہ میں، ایک بصرہ میں، ایک اندلس میں، ایک واسط میں، ایک

نیشاپور میں اور ایک افریقہ میں ہے۔ یہاں اول الذکر مراد ہے۔

(القاموس)

حضرت خلیل نے ابھی تک دودھ دوا ہے یا نہیں۔ بس یہیں سے اس شہر کا نام حلب پڑ گیا۔

شہر میں ایک جامع مسجد چھ گرجے اور ایک چھوٹا سا شفا خانہ ہے۔ فقہانہ مذہب امامیہ کے مطابق فتوے دیتے ہیں۔ لوگ جو سردیوں کا پانی پیتے ہیں۔ شہر کے سامنے سے نہر نکلیں گزرتی ہے، جو گرمیوں میں سوکھ جاتی ہے۔ اور سردیوں میں پھر چل پڑتی ہے۔ یہاں

۱۔ امامیہ۔ شیعوں کے کئی فرقے ہیں:- (۱) زیدیہ، جو زید بن علی بن حسین کی امامت کے قائل ہیں۔ (۲) جارودیہ۔ پیروان ابوالجادود، جن کا عقیدہ یہ تھا کہ آنحضرتؐ نے انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ فرما کر امامت علیؑ پر نہر لگادی تھی۔ (۳) امامیہ۔ جو امامت کو اولاد علیؑ میں محدود مانتے ہیں۔ (۴) الکیسانیہ، پیروان کیسان، جو محمد بن الحنفیہ کو امام کی منتظر سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ محمدؐ دستور زندہ ہیں۔ (۵) السبئیہ، پیروان ابن سبیا (ایک یہودی۔ جسے حضرت علیؑ نے مدائن کی طرف جلا وطن کر دیا تھا) ان کا عقیدہ یہ تھا کہ حضرت علیؑ یہ دستور زندہ ہیں۔ بادل کی کردک علیؑ کی آواز ہے اور بجلی آپ کا کورہ ہے۔ یہ لوگ بجلی کی کردک سن کر کہا کرتے تھے:- وعلیک السلام یا امیر المؤمنین۔ ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت علیؑ دوبارہ دنیا میں واپس آئیں گے۔ اور آپ کے چلے جانے کے بعد خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے۔ (۶) البیانیہ۔ بیان بن اسماعیل التیمی کے پیرو، جن کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کی روح انبیاء کے بعد محمد بن الحنفیہ میں آئی۔ اور پھر بیان میں۔ یہ اللہ کی روح میں تناسخ کے قائل ہیں۔ (۷) الجناحیہ۔ پیروان عبداللہ بن معاذ یہ ذوالجناحین، جن کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کی روح تمام انبیاء میں گھومتی رہی۔ پھر اولاد علیؑ میں آگئی۔ اور کہ قرآن حکیم میں تحریم شراب دشمنی سے مراد دشمنان علیؑ ہیں۔ (بقیہ حاشیہ منہ ۴ پر دیکھیے)

میوں کی قلت ہے۔ جو کچھ آتا ہے، روم سے آتا ہے۔ شہر کے عین وسط میں بختری کی اہلیہ کا بند مکان ہے۔

ہم حلب سے انطاکیہ کی طرف چل دیے۔ ان دونوں شہروں میں صرف ایک دن رات کی مسافت ہے۔ رات روم کے گاؤں عم میں گزار دی۔ عم میں کافی چٹھے بہتے ہیں۔ جن سے لوگ پھلیاں پکڑتے ہیں۔ اور پین چکیاں بھی موجود ہیں۔ یہاں خنزروں کی تعداد کافی ہے۔ زنا۔ شراب اور بد چلن عورتوں کی بھی کمی نہیں۔ اس گاؤں میں چار گرجے اور ایک مسجد ہے۔ یہاں چھپ کر اذان کہی جاتی ہے۔ حلب اور انطاکیہ کی درمیانی زمین نہایت آباد و سرسبز ہے۔ یہاں گیہوں اور جو پونے جلتے ہیں۔ اشجار زیتوں کی کثرت ہے۔ دیہات ٹھوڑے ٹھوڑے فاصلے پر واقع ہیں۔ ہر سو چھستان کھلے ہوئے

رعۃ ۳۹۹ کا بقیہ حاشیہ ملاحظہ ہو)۔ (۸) المفوضہ۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ نے کائنات کو پیدا کر کے اس کا انتظام محمد معلم اور یہ قول بعض حضرت علیؑ کے حوالے کر دیا۔

(الفرق الاسلامیہ ص ۲۷)

۱۷ بختری۔ یہ وہی بختری ہے، جس نے شعرائے جاہلیت کے کلام کا ایک مجموعہ حماسہ بختری تیار کیا تھا۔ حماسہ دہر میں: ایک ابوتمام (وفات ۸۵ھ) کا۔ ابوتمام مامون و محتشم کے درباروں میں پلا۔ اور دوسرا بختری (وفات ۸۹۶ھ) کا۔ ابوتمام نہایت بڑا مذاق کا انداز تھا۔ اس لیے اس کا انتخاب نہایت عمدہ ہے اور بختری کا انتخاب مقبول نہیں ہوا۔ (تاریخ ادب عربی۔ پروقیسنگلس۔ کیمبرج یونیورسٹی انکلیڈ)

۱۸ عم۔ حلب و انطاکیہ کے درمیان ایک گاؤں جہاں عکاشہ عمی اور خرمین دمان پیدا ہوئے تھے۔ (قاموس۔ ع۔ م)

ہیں اور چٹھے یہ رہے ہیں۔ انطاکیہ ایک بڑا شہر ہے۔ اس کی شہر نیاہ پر تین سو ساٹھ بیچ ہیں۔ یہاں چار ہزار سپاہی ہر وقت حفاظت کی خاطر موجود رہتے ہیں۔ یہ سپاہی قسطنطنیہ سے بھیجے جاتے ہیں اور سال بہ سال بدلتے رہتے ہیں۔

۵

شہر کی شکل نصف دائرے کی طرح ہے۔ جس کا قطر پہاڑ سے ملا ہوا ہے۔ شہر نیاہ پہاڑ کی چوٹی تک جا کر پورا دائرہ بناتی ہے پہاڑ کے اوپر ایک قلعہ ہے۔ جو دھند ہونے کی وجہ سے چھوٹا سا نظر آتا ہے اس پہاڑ کی وجہ سے سورج دیر سے یعنی ساعت ثانیہ میں نکلتا ہے شہر نیاہ میں پانچ دروازے ہیں۔ وسط میں قلعہ قسیانی ہے۔ جس میں

۱۰

قیان نامی بادشاہ رہا کرتا تھا۔ یہ وہی بادشاہ ہے جس کے بیٹے کو حضرت مسیح کے مشہور حواری پطرس نے زندہ کیا تھا۔ یہ عمارت سو قدم لمبی اور اتنی قدم چوڑی ہے۔ یہاں ایک گرجا بھی ہے۔ اس عمارت کے ارد گرد برآمدے ہیں، جن میں قاضی صاحبان عدالت لگاتے ہیں اور اساتذہ

۱۵

نحو و لغت کا درس دیتے ہیں۔ اس گرجے کے ایک دروازے پر گھڑی لگی ہوئی ہے، جو شب و روز چلتی رہتی ہے۔ شہر کے اس حصے سے قدرے اوپر پانچ طبقے ہیں۔ پانچویں طبقے میں حمام، بلغ، خوب عورت محلات اور چشمے پائے جاتے ہیں۔ اور ایسے گرجے ملتے ہیں جو چاندی کے بنے ہوئے ہیں، اور پر سونے کا پانی چڑھا ہوا ہے۔ ہر طرف رنگ دار شیشے بچڑے ہوئے ہیں اور فرش میں سیاہ و سفید پتھر لگے ہوئے ہیں۔ شہر میں ایک شفا خانہ بھی ہے۔ جس میں مریضوں کی دیکھ بھال خود بادی صاحب کرتے ہیں۔ رونق، سرسبزی اور خوب صورتی

۲۰

میں یہ شہر اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ یہاں ٹھنڈے اور میٹھے چشھے بہتے ہیں۔ شہد کی کثرت ہے۔ سامنے نہر منقوب بہ رہی ہے۔ جو نہر عیسیٰ کی طرح جنوب سے شمال کو جاتی ہے۔ شہر کے باہر مسافروں کے خواب و خورش کے لیے دیر سمعان میں ہر قسم کے انتظامات موجود ہیں۔ دیر سمعان رقبے میں قصر خلافت کا نصف ہے۔ اس کی سالانہ آمدنی تقریباً چار لاکھ دینار ہے۔

۵

دیر سمعان سے ذرا اوپر جائیے، تو جبل ککام آجاتا ہے۔ یہاں محلات صوامع، باغات، چشموں اور نہروں کی افراط ہے۔ ہر طرف زائیدوں اور سیاحوں کے غول نظر آتے ہیں۔ صدا ہائے ناقوس و اذان کے وہ فلعے ہیں کہ انسان اپنے آپ کو بہشت میں محسوس کرتا ہے انطاکیہ میں ایک نہایت قابل اور شیریں کلام عالم سے ملاقات ہوئی۔ جن کا اسم گرامی ابو نصر (ایک نسخے میں ابو نصر) بن العطار قاضی القضاة ہے۔

۱۰

انطاکیہ سے رخصت ہو کر ہم لاذقیہ میں پہنچے۔ یہ ایک یونانی شہر ہے۔ یہاں ایک بندرگاہ، ایک کھیل کا میدان، پریڈ کے لیے ایک گول میدان اور گرجا نظر پڑتا ہے۔ یہ گرجا آغاز میں منعم خانہ تھا۔ ابتدائے اسلام میں مسجد بنیا۔ یہ شہر دریا کے کنارے پر واقع ہے۔ اس میں ایک جامع مسجد ہے۔ چند قضاة بھی ہیں۔ اوقات نماز پر اذان کی صدا میں بلند ہوتی ہیں۔ اور معاً گرجوں میں ناقوس بھونکنے جاتے ہیں۔ یہاں قاضی شاہ روم کی طرف سے مقرر ہیں۔

۱۵

۲۰

یہاں ایک عجیب بات دیکھنے میں آئی کہ کوئوال شہر کی فاحشہ عورتوں اور بڈلہ مردوں (جن میں سیاح و مسافر بھی شامل ہوتے ہیں) کو جمع کر کے ہدایت کیا کرتا ہے کہ بدکاری کرنے کے لئے سے پہلے ہر فاحشہ عورت بڑے پادری صاحب سے ایک انگوٹھی حاصل کر کے اپنی انگلی میں ڈال لے۔ اگر کوئی عورت انگوٹھی کے بغیر بکری گئی تو وہ مستوحب ہنزا ہوگی۔

شہر میں جوگیوں اور زاہدوں کی وہ کثرت ہے کہ قلم تحریر سے

عاجز ہے۔

ابن بطالان کی مشہور تصانیف یہ ہیں:-

(۱) کتاب تقویم الصحۃ فی قوی الاغذیۃ و دفع مضارہا۔

(۲) کتاب دعوتہ الاطباء۔ یہ ایک ظریفانہ مقالہ ہے۔

(۳) رسالہ اشتراء الرقیق۔

جب مصر میں ابن بطالان اور ابن رضوان کے درمیان کشیدگی پیدا ہو گئی تو

ابن بطالان نے ایک رسالہ لکھا۔ جس میں ابن رضوان کے ادعائے علم کی

خوب قلعی کھولی۔ اس کے دیگر معائب بے نقاب کیے۔ اور ایک دیباچہ لکھا

جس کا تلخیص یہ ہے:-

"علوم و فنون کا مدعی بننے کے بعد صاحب الدعویٰ پر کچھ ذمے داریا

عائد ہو جاتی ہیں، جن میں اولے ذمے داری یہ ہے کہ آدمی انصاف

کو ہاتھ سے نہ دے اور ظلم و اسراف سے اجتناب کرے۔

ابن رضوان (اللہ اسے سید عاراستہ دکھائے) سے متعلق

کچھ ایسی باتیں مجھے پہنچی ہیں کہ دل یقین نہیں کرتا لیکن جب ابن رضوان

کی تیزی مزاج کو دیکھتا ہوں، تو ان پر یقین کرنا پڑتا ہے۔ اور جب اس کے علم و فضل پر نگاہ ڈالتا ہوں تو دل مطمئن نہیں ہوتا۔ بہر حال میرا فرض چشم پوشی و درگزر ہے، اس لیے کہ مجھے یقین ہے کہ ابن رضوان ایک نہ ایک دن سچائی کی طرف واپس آجائے گا۔ اگرچہ اس وقت گم راہی کی دادی میں بھٹک رہا ہے۔ میں ابن رضوان سے لڑائی پسند نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے اپنی طرف سے کوئی حرکت ایسی نہیں کی جس سے غلط فہمی ہونے کا امکان ہو۔ میں ہمیشہ اخوت و مودت کی تعمیر کو مستحکم بنانے کی فکر میں رہا۔ لیکن ہر معاملے میں ابن رضوان کا رویہ انہیں اتنا تسلی بخش رہا۔ میرے پاس جب کبھی ابن رضوان کی طرف سے کوئی مسئلہ آیا تو میں نے فوراً جواب دیا۔ اور اتنا درجے کی نرمی و مصالحت سے کام لیا۔ لیکن آپ ہیں کہ فخریہ کہتے پھرتے ہیں کہ اگر ابن بطلان مجھ سے ہزاروں سوالات پوچھے تو میں فوراً جواب دوں گا اور وہ میرے ایک سوال کا بھی جواب نہ دے سکے گا۔ اس کے جواب میں میں بہت کچھ کہہ سکتا ہوں لیکن یہ قول شاعر ہے

ان لوگوں نے میرے بھائی اُمیم کو قتل کر ڈالا ہے۔ اگر اب میں ان کی طرف تیر پھینکوں، تو یہ تیر بھی میرے ہی پہلو میں پیوست ہوتا ہے۔

جماعت کے مختلف اعضا ہوتے ہیں۔ کبھی نہ کبھی کوئی عضو بیمار ہو جاتا ہے، اور پھر تن درست۔ ابن رضوان اس وقت تو ازل و ماضی کھو کر بیمار ہو چکا ہے۔ مجھے یہ سب کچھ بہ طیب خاطر برداشت کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ یہ ہماری جماعت کا ایک فرد یا عضو ہے۔ حال ہی

مجھے ایک ایسا حکم ملا تھا (جس کی خلاف ورزی ممکن نہیں) کہ میں ان تمام متنازعہ فیہ امور و مسائل پر ایک رسالہ لکھوں۔ چنانچہ تعمیل ہوئی۔ یہ مقالہ سات فصول پر مشتمل ہے۔: فصل اول، اُن طلبہ علم کے متعلق ہے، جنہوں نے اساتذہ سے درس لیا۔ دوم، اُن حضرات کے متعلق جنہوں نے خود کتب کا مطالعہ کیا اور شکوک میں الجھ کر رہ گئے سوم۔ صحیح العقل انسان کو کوئی بات سمجھانا آسان ہے اور کم عقل کو سمجھانا دشوار۔ چہارم۔ فضائلے دہر کی یہ عادت ہے کہ جب منتقدین کی تحریروں میں کوئی قابل اعتراض بات دیکھتے ہیں تو بدگوئی پہ نہیں اترتے، بلکہ تلاش و لقصص سے کام لیتے ہیں۔ پنجم، جو مسائل براہین قاطعہ سے ثابت ہو چکے ہیں۔ ان کی تردید بھی طریقہ برہانہ سے ہونی چاہئے۔ ششم۔ ابن رضوان کے اس قول کے متعلق ”وہ چاہے تو مجھ سے ہزار مسائل بوجھے لیکن میں اُسے ایک ہی بات میں لاجواب کر کے رکھ دوں گا“ ہفتم۔ ابن رضوان کے نقطہ طبعیہ پر۔

۱۵

میں ابن رضوان سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ جب وہ میرے اس رسالے کو پڑھے تو بہ جائے گالی گلوچ کے نفس مضمون کا جواب دے۔ طبیعت میں غصہ نہ آنے دے اور حیف و تعصب سے بلند ہو کر میری معروضات پر خود کرے۔ ثامسطیوس نے کیا خوب کہا ہے۔

۲۰

”دل اللہ کا ہیکل ہے، ہمیں چاہئے کہ مدحانی فلاظوں سے صاف رکھیں؟“

فیثاغورس نے فرمایا تھا :-

”عوام معابد میں نہایت ادب سے داخل ہوتے ہیں۔ کیوں کہ وہ ان کو اللہ کا گھر سمجھتے ہیں۔ جو لوگ تمام دنیا کو اللہ کا گھر سمجھتے ہیں، انہیں چاہیے کہ ہر جگہ یا ادب ہو کر رہیں۔“

اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہم کو توبہ غصیبیہ پر فتح حاصل کرنے

کی توفیق دے اور ہمیں ہدایت نصیب کرے۔

فصل ثانی :- ایک ناقص العلم انسان (جس نے استاد کی مدد کے بغیر کتب

کا خود مطالعہ کیا) کے شکوک کبھی حل نہیں ہوتے۔ وجہ یہ کہ شک

کئی علم سے پیدا ہوتا ہے۔ ناقص علم تک پیدا کرتا ہے اور شک علم کو

اور ناقص بتاتا ہے۔ عنفِ علم شکوک کو بڑھاتا ہے اور جب شکوک

بڑھ جاتے ہیں تو علم اور ضعیف ہو جاتا ہے۔ اس کی ایک مثال نظام

جسمانی میں ملتی ہے کہ سودا قوائے فکر تیر کو ردی بنا دیتا ہے اور ردی

فکر کی وجہ سے اخلاطِ جبل کر سودا میں بدل جاتے ہیں۔ یہ دیگر الفاظ

سودا کا غلبہ فکر کو کم زور کرتا ہے اور کم زور فکر سودا کو بڑھاتا ہے

ایک فاسد الفكر انسان اپنی بیماری کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔ اس لیے

علاج کی پروا نہیں کرتا۔ اگر کسی شخص کو دیوانہ کتا کاٹ کھائے

تو وہ پانی کے پیالے کو زہر کا پیالہ سمجھ کر نہیں پیتا اور ہلاک ہو جاتا ہے

حالاں کہ پانی اُس کے لیے باعث حیات ہوتا ہے۔ یہی وہ امراض

ہیں جن کے علاج سے اطبا عاجز آ جاتے ہیں۔

داغی دنیا میں بھی ایسے مریض ملتے ہیں۔ بعض لوگ غلط اعتقادات

غلط آراء و اصول کو صحیح سمجھ بیٹھتے ہیں۔ آپ انہیں لاکھ

سمجھائیے۔ کبھی نہ مانیں گے۔ ان لوگوں کے معتقدات و مفروضات کو حیدر
دیگر سہل انگار طبائع قبول کر لیتی ہیں۔ رفتہ رفتہ ایک بہت بڑی
جماعت ایک ہی رنگ میں رنگی جاتی ہے۔ ان کے معتقدات ان کے
لیے طبائع ثانیہ بن جاتے ہیں اور کوئی دلیل انہیں اپنے معتقدات
سے جدا نہیں کر سکتی۔

۵

جس طرح غلیظ ہوا سے اجسام کی موت واقع ہو جاتی ہے،
اسی طرح کچ فہمی و کج انگاری سے قولے فکر یہ دم توڑ دیتے ہیں
سچ کہا تھا ارسلوئے۔

”جاہل انسان مُردہ ہے۔ جاہل نما بیمار ہے اور عالم زندہ ہے۔“

۱۰

امید ہے۔ کہ یہ تفاعیل مسئلہ زیر بحث کی وضاحت کے لیے
کافی ہوں گی۔

فصل رابع۔ فصلا کی یہ عادت ہوتی ہے کہ اگر کسی بزرگ کی کتاب میں کوئی
قابل اعتراض امر یا تناقض آراء دیکھ پائیں تو فوراً بدظن نہیں ہو جاتے
بلکہ کافی غور و خوض کے بعد کسی نتیجے پر پہنچا کرتے ہیں۔ ارسلو عمر بھر
اس انتظار میں رہا کہ آیا چاند کی شعاعوں سے بھی نوس قزح بنتی
ہے یا نہیں۔ چنانچہ زندگی میں صرف دو دفعہ ایسی نوس قزح دیکھ
سکا۔ جالی نوس برسوں اس امر پر غور کرتا رہا کہ طبیعت میں انقباض
و طلال ہو تو نبض میں سکوان کیوں آجاتا ہے۔ اور بالآخر وجہ دریا
کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

۱۵

(اس مقالے کا باقی حصہ فنی اصطلاحات سے لبریز اور اُدبھے ہوئے منطقی، ہندی
و طبی مسائل سے پڑ ہے۔ اکثر حصہ میری سمجھ میں نہیں آیا اس لیے نظر انداز کیا جاتا ہے)

۲۰

جو صاحب اس بحث کو دیکھتا چاہیں وہ اصل کتاب کا ص ۳۰۱ ملا خطہ فرمائیں۔ مترجم
ابن بطلان ابو الفرج بن الطیب البغدادی کا قابل ترین شاگرد تھا ابو الفرج
اس کی بہت تعظیم و تکریم کیا کرتا اور اپنے تمام شاگردوں سے اسے بلند مرتبہ سمجھتا
تھا۔ ایک کتاب ثمار البرہان پر ابو الفرج لکھتا ہے:-

۵ " ابن بطلان نے مجھ سے ثمار البرہان ازاقل تا آخر پڑھی۔ ابن
بطلان ایک بلند مرتبہ فاضل ہے۔ خدا اس کی شان کو دو بالا کرے۔"
عبداللہ بن الطیب لکھتا ہے:-

" جب ابن بطلان حلب میں آیا، تو والی حلب سے درخواست
کی کہ اسے نصارائے حلب کی عبادات و عملات کا ناظم مقرر کیا جائے
والی نے اس درخواست کو شرف قبولیت بخشا۔ ابن بطلان نے
اصول غیبائیت کے قیام میں اس قدر سخت گیری سے کام لیا کہ
لوگ متنفر ہو گئے۔ ان دنوں حلب میں ایک نصرانی طبیب و
کاتب رہا کرتا تھا جس کا نام ابو النخیر بن شرارہ تھا۔ ایک مرتبہ
یہ دونوں کہیں اکٹھے ہو گئے۔ اور کسی مسئلے پر بحث چل پڑی۔ چونکہ
ابن بطلان منطقی داویج سے خوب واقف تھا۔ اس لیے ابن
شرارہ کو فوراً رگید ڈالا۔ اس پر ابن شرارہ بھڑک
اٹھا اور حلب کے نصرانیوں کو بھی ساتھ ملا لیا۔ چنانچہ ابن بطلان
حلب کو چھوڑ کر انطاکیہ میں آ گیا۔ ابن بطلان کی وفات کے بعد تک
ابن شرارہ اس کے پیچھے پڑا رہا۔ بڑا الزام یہ تھا کہ اس کے عقائد

۱۵ لہ ابو الفرج عبداللہ بن الطیب البغدادی کے حالات حرف العین میں گزر چکے ہیں۔

۱۵ ابو الفرج عبداللہ بن الطیب۔

خلاف شریعت عیسوی تھے۔ اور ساتھ ہی چند حکایات بھی مشہور کر رکھی تھیں۔ مثلاً کہا کرتا تھا کہ یہ قولِ رامہب الطاکیہ اگر ابن بطلان کے مزار پر چراغ جلا دیا جائے تو فوراً بجھ جاتا ہے۔ حلب کے نصرانیوں نے بھی اس کی سبجو لکھی تھی۔ کیوں کہ یہ عبادات و عملات کے متعلق اس کی سخت گیری سے متاثر تھے۔

موسیٰ بن شاکر

یہ اور اس کے تین بیٹے یعنی محمد، احمد اور حسن علوم ریاضی، ہندسہ، ہیئت اور حرکاتِ نجوم کے فاضل تھے۔ موسیٰ مامونی منجموں میں مشہور ہو گئے ہیں۔ اس کے ہر سہ بیٹے علم ہندسہ و علم الجیل میں استاد بنے جاتے تھے۔ اس فن پران کی کتابیں بھی ملتی ہیں، جو حیل بن موسیٰ کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ کتابیں از بس مشہور، مفید و بلند پایہ ہیں۔ ان لوگوں نے علوم قدیمہ کے حاصل کرنے میں کافی دولت صرف کی۔ بعض علما کو بلادِ روم میں اس غرض سے بھیجا کہ وہاں سے قدیم علوم کی کتابیں تلاش کر کے لے آئیں۔ پھر مترجم تلاش کیے اور اس طرح زور کثیر کے صرف سے جو اہر حکمت جمع کیے۔

یہ بھائی ہرنن مولا تھے۔ علم ہندسہ، علم الجیل، حرکاتِ نجوم اور موسیقی میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ محمد (سب سے بڑا بھائی) کی وفات ربیع الاول ۲۵۹ھ میں ہوئی۔ احمد بن موسیٰ کے لڑکے کا نام مٹھر تھا۔ گو کم علم تھا۔ تاہم المعتضد کے جگہ ندر میں شامل ہو گیا۔ ان بھائیوں کی تصانیف یہ ہیں:-

(۱) کتاب الفرسطون (ایک نسخے میں الفرسطون) مصنف احمد بن موسیٰ

- (۲) کتاب المحیل - مصنف احمد بن موسیٰ -
 (۳) کتاب الشكل المدور المستطیل - مصنف حسن بن موسیٰ -
 (۴) کتاب حركات الافلاک الاولیٰ - ایک مقالہ مصنف محمد بن موسیٰ -
 (۵) کتاب مخروطات بلینوس - ایضاً
 (۶) کتاب الشكل الهندسی الذی ینجی بالینوس امرہ -
 (۷) کتاب الجزیر - مصنف محمد -
 (۸) کتاب فی التکرار ان شم کرة تاسیعة الافلاک ... مصنف احمد
 (۹) کتاب المسئلة التي القاها احمد بن موسیٰ علیٰ سند بن علی -
 (۱۰) کتاب مساحة الكرة وقسمة الزاوية بثلاثة اقسام متساوية -

موسیٰ بن اسرائیل الکوفی

ابو اسحاق ابراہیم بن مہدی کا طبیب خاص تھا۔ گویا ایک مشہور طبیب تھا لیکن دوسرے اطباء کے مقابلے میں کم علم تھا۔ اس میں چند ایسی مجلسی خوبیاں پائی جاتی تھیں جو دوسروں میں موجود نہ تھیں۔ مثلاً فصاحت، علم نجوم، تاریخ سے پوری آگہی اور حفظ اشعار۔ ابو اسحاق ابراہیم بن مہدی انہی خوبیوں کی وجہ سے اسے پسند کرتا تھا۔ مزاج میں بید شگفتگی تھی۔ امور سلطنت میں دیگر تداکی طرح دخل دیتا تھا۔ عنقوان شیب میں ایک یہودی طبیب فرات بن شحناثا کے ساتھ مل کر عیسیٰ بن موسیٰ کی خدمت میں رہا کرتا تھا۔ فرات تباذوق کا قابل ترین شاگرد تھا۔ عیسیٰ فرات سے ہر مرض میں مشورہ لیا کرتا تھا اور اس کا مشورہ ہمیشہ تیر بہد ثابت ہوتا تھا۔ موسیٰ بن اسرائیل نے اپنی ایک تصنیف میں ان تمام مشوروں

کا ذکر کیا ہے، جو عیسیٰ نے فرات سے وقتاً فوقتاً لیے تھے۔
موسیٰ کی ولادت ۱۲۹ھ اور وفات ۲۲۲ھ میں ہوئی۔

موسیٰ بن سیار ابو عمران

اپنے زمانے کا مشہور طبیب و مناظر جو ابو طیب ابراہیم بن نصر کے ساتھ
مل کر مصیبتوں کا علاج کیا کرتا تھا ان دونوں نے کناش یوحنا پر حواشی بھی لکھے ہیں۔

موسیٰ بن میمون الاسرائیلی الاندلسی

اندلس کا رہنے والا یہودی، جس نے اپنے وطن ہی میں یا عنی، منطوق طبیب
اور علم الافاضل کی تکمیل کی۔ گوفن طبیب میں کافی دست گاہ رکھتا تھا لیکن عمل کرنے
سے ڈرتا تھا۔ اُس زمانے میں بلاد مغرب پر عبدالمومن بن علی الکومی (ایک نسطی

۱۰ عبدالمومن بن علی الکومی :- اُمیہ خاندان کے چومیس بادشاہوں نے ہسپانیہ میں ۱۳۸ھ
سے ۲۲۲ھ تک حکومت کی۔ اس کے بعد کچھ عرصے تک طوائف الملوک رہی۔ پانچویں صدی
ہجری کے آخر میں ہسپانیہ چار امرا میں بٹا ہوا تھا۔ ہسپانیوں نے اس صورت حالات سے
فائدہ اٹھا کر حملہ کر دیا۔ اور محمد بن عباد کے سوانے (جو سولی میں حکمران تھا) باقی سب کو
شکست ہو گئی۔ محمد نے افریقہ سے مرابطین (۲۲۸-۵۵۱) کو اپنی مدد کے لیے بلایا۔ مرابطین نے
ہسپانیوں کو سخت شکستیں دیں اور بعد میں ہسپانیہ پر خود قابض ہو بیٹھے۔ ان کی حکومت صرف
تیراڑے برس رہی۔ اور بادشاہوں کی تعداد چھ تھی۔ مرابطین کو ۵۳۸ھ میں ہمدویہ
(موقدین) نے شکست دی۔ ہمدویہ کا رہنما ابو عبداللہ محمد بن تومرت (بقیہ حاشیہ ص ۴۱۲ پر)

میں الکوئی (ایک نسخے میں البریدی ایک اور میں البریری) کا تسلط تھا۔ کچھ ایسے واقعات پیش آئے کہ عبدالمومن نے بلادِ مغرب سے یہود و نصارا کے اخراج کا حکم جاری کر دیا اور تنبیہ کی کہ جو لوگ میعادِ معین کے اندر ملک کو نہیں چھوڑیں گے ان کی جائداد ضبط کر لی جائے گی اور ممکن ہے کہ انھیں موت کی سزا بھی دی جائے۔ ہاں جو لوگ مذہبِ اسلام میں داخل ہو جائیں گے، وہ اپنے وطن میں رہ سکیں گے۔ اس حکم کے بعد سبک بار تو اٹھے اور چل دیے، البتہ متمول لوگ لقیۃً مسلمان ہو گئے۔ ان میں موسیٰ بن میمون بھی شامل تھا۔ کچھ عرصے تک تو اسلامی عبادات میں حصہ لیتا رہا لیکن جب... گھر بار کا بندوبست کر چکا تو مصر کو چل دیا۔ یہاں شہر فسطاٹ (اس شہر میں یہودیوں کی آبادی زیادہ تھی) کے ایک محضّۃ المصیصہ میں آکر آباد ہو گیا اور جو اہر کی تجارت شروع کر دی۔ اسلام چھوڑ کر ابائی دین پر واپس چلا گیا یہاں لوگ اس سے علوم و ادب کا درس لینے لگے۔ دولتِ علویہ (مصریہ) کے آخری دنوں کا واقعہ ہے کہ عسقلان کے بادشاہ نے فسطاٹ کے یہودیوں سے کوئی قابلِ طبیب مانگا۔ ان لوگوں نے موسیٰ کا نام تجویز کیا۔ لیکن یہ نہ گیا۔

(ص ۴۱۱ کا لقیہ عابشیم)۔ (م ۵۲۲ھ) تھا۔ اس کی وفات کے بعد اس کا بھائی عبدالمومن بن علی الکوئی اس کا جانشین بنا۔ اس نے مرا بطین کو شکست دی۔ اس کی وفات ۵۵۸ھ میں ہوئی۔ ہمدویہ کے تیرہ بادشاہوں نے ۵۲۲ھ سے ۶۶۶ھ تک حکومت کی۔ اس کے بعد عیسائیوں کا غلبہ ہو گیا۔ اور صرف غرناطہ میں ایک مسلم سلطنت باقی رہ گئی۔

(طبقات سلاطین اسلام۔ ص ۳۲-۴۱)

۱۵ فسطاٹ مصر کا مشہور شہر جسے عمرو بن عاص (فاتح مصر) نے دیلمے نیل کے مشرقی کنارے پر بنا کر حار الخلاقہ قرار دے دیا تھا۔ اس سے پہلے مصر کا دار الخلاقہ اسکندریہ تھا۔

(نزہت ص ۲۵۱)

دولت علویہ کے خاتمے کے بعد حیب المعز تخت مصر پر جلوہ افروز ہوا تو قاضی عبدالرحیم بن علی البیسانی نے اس کی کچھ تنخواہ باندھ دی۔ چوں کہ اس کا علم کم تھا اس لیے طبی معاملات میں اس کی رائے پر اعتماد نہیں کیا جاتا تھا۔ بلکہ چند دیگر طبیب بھی علاج و معالجے پر متعین تھے۔ جن سے ایسے امور میں مشورہ لیا جاتا تھا۔

- ۵ موسیٰ نے مصر میں ایک یہودی ابوالمعالی کی بہن سے شادی کر لی۔ یہ یہودی نورالدین بن علی المدعویر افضل بن صلاح الدین یوسف بن ایوب کی والدہ کا کاتب تھا۔ اس سے ایک بچہ پیدا ہوا جو آج مصر کا ایک مشہور طبیب ہے۔ ابوالمعالی نے موسیٰ کی بہن سے شادی کر لی، جس سے کئی بچے پیدا ہوئے۔ ان میں سے مشہور ابوالراعی ہے جو بلاد روم میں خاندان قلیج ارسلان کا طبیب خاص ہے۔
- ۱۰ موسیٰ کی وفات تقریباً ۶۰۵ھ میں ہوئی۔ موت سے پہلے وصیت کر گیا تھا

۱۔ مصنف نے غلط نام دے دیا ہے۔ علویوں کا خاتمہ ایوبیوں نے کیا تھا اور ایوبیوں کی تمام شاخوں میں المعز نام کا کوئی بادشاہ نہیں تھا۔ سوا ایک کے یعنی معزالدین اسمعیل جو صرف یمن کا ناک تھا۔ اور جس کا عہد حکومت از ۵۹۳ھ تا ۵۹۸ھ ہے۔ مصر کے ایوبیوں میں العزیز نام کا ایک بادشاہ ہے جس نے صلاح الدین یوسف ناصر (۵۶۴-۵۸۹ھ) کے بعد چھ برس تک (۵۸۹-۵۹۵ھ) حکومت کی تھی۔ غالباً یہاں ہی العزیز مراد ہے جسے فطی سے مصنف نے المعز لکھ دیا ہے۔

۲۔ سلطان صلاح الدین ایوبی (۵۶۴-۵۸۹ھ) کا بیٹا جس نے دمشق پر ۵۸۲ھ سے ۵۹۲ھ تک سلطنت کی تھی۔ (طبقات سلاطین اسلام ص ۶۷)

۳۔ خاندان قلیج ارسلان، سلجوقیوں کی یہ شاخ ایشیائے کوچک میں حکم۔ ان تھی۔ اس کا پہلا فرمان روا سلیمان اول بن قلمش بن ارسلان بیجون سلجوقی تھا۔ بغداد میں بقیہ سال جلوس حسب ذیل ہے :- (بقیہ حاشیہ ص ۴۱۲ پر ملاحظہ ہو)

کہ اس کی میت بحیرہ طبریہ (جہاں ائمہ بنی اسرائیل کی قبریں ہیں) میں دفن کی جائے
چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

ابن مہیوی شریعت یہود کا عالم تھا۔ اس کی چند کتابیں یہ ہیں :-

(۱) شرح تلموذ (تلموذ تورات کی شرح ہے) چونکہ مصنف پر فلسفہ زیادہ غالب

تھا۔ اس لیے بعض باتیں خلاف شریعت کہہ گیا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ
اس کتاب کو پسند نہیں کرتے، اور بعض پسند بھی کرتے ہیں۔

(۲) البطل المعاد۔ اس کتاب کے خلاف علمائے یہود نے صدائے احتجاج

بلند کی تو کتاب چھپا دی۔ صرف خاص دوستوں کو کبھی کبھی دکھلاتا تھا۔

ردعقہ ۴۱۳ کا لقیہ حاشیہ ملاحظہ ہو :-

نام	سال ہجری	نام	سال ہجری
کنخسر اول بن قلیج ارسلان ثانی	۶۰۱	سلیمان اول بن قلمش	۴۰۰
عزالدین کیکاؤس اول بن کنخسر	۶۰۷	قلج ارسلان داود بن سلیمان اول	۴۸۵
علاء الدین کیقباد اول	۶۱۶	ملک شاہ اول بن قلیج ارسلان	۵۰۰
غیاث الدین کنخسر ثانی بن علاء الدین	۶۳۴	مسعود اول	۵۱۰
عزالدین کیکاؤس ثانی بن غیاث الدین	۶۴۳	عزالدین قلیج ارسلان ثانی بن ملک شاہ	۵۵۱
رکن الدین قلیج ارسلان رابع	۶۵۵	قطب الدین ملک شاہ ثانی بن قلیج ارسلان ثانی	۵۸۴
غیاث الدین کنخسر ثالث بن رکن الدین	۶۶۶	غیاث الدین کنخسر اول	۵۸۸
غیاث الدین مسعود ثانی بن عزالدین	۶۸۲	رکن الدین سلیمان ثانی	۵۹۷
علاء الدین کیقباد ثانی بن غیاث الدین	۶۹۶	قلج ارسلان ثالث بن سلیمان ثانی	۶۰۰

(طبقات سلاطین اسلام صفحہ ۱۳۷-۱۳۸)

(۳) مختصر۔ جالینوس کی اکیس کتابوں کا اختصار نکالا۔ سولہ کتابوں پر کچھ حاشیہ آرائی بھی کی۔ لیکن یہ اختصار کسی کام کا نہیں ہے۔

(۴) تہذیب کتاب الاستکمال لابن الفلاح الاندلسی۔ ابن الفلاح کی یہ کتاب علم ہیئت پر تھی۔ موسیٰ نے بہت اچھی اصلاح کی۔ اصل کتاب قدرے مبہم تھی۔

(۵) تہذیب کتاب الاستکمال لابن ہود۔ یہ ریاضی کی ایک کتاب ہے، جو اصلاح طلب تھی۔ خوب اصلاح کی ہے۔ بعض لوگوں نے موسیٰ سے یہ کتاب پڑھی بھی ہے۔

زندگی کے آخری ایام میں بے چارے پر ایک مصیبت آن پڑی۔ اور وہ یوں کہ اندلس کا ایک فقیر ابو العرب بن معیشتہ مصر میں وارد ہوا۔ یہ فقیر موسیٰ کو پہلے سے جانتا تھا۔ یہاں آکر حیب دیکھا کہ موسیٰ باقاعدہ یہودی بنا بیٹھا ہے اور اندلس میں اظہار اسلام کیا کرتا تھا۔ تو سخت برہم ہوا، اور موسیٰ کو سزا دلانے پر تل گیا لیکن قاضی عبدالرحیم بن علی البیسانی نے یہ کہہ کر اس کے غضب کو ٹھنڈا کیا کہ موسیٰ قابلِ نفرت انسان ہے، اس کا مسلمان ہونا نہ ہونا دونوں برابر ہیں۔

موسیٰ بن العیزار

۱۵

عننتِ علاج، ترکیب ادویہ اور طبائع مفردات کا فاضل تھا۔ اس نے ایک شربت تیار کیا، جس کا نام شراب الاصول تھا اور اس کی تعریف میں لکھا کہ یہ شربت قبض کھوتا ہے۔ پسلیوں وغیرہ کی ریح کو دود کرتا ہے۔ تکلیف کے ساتھ بزرگ کر کے فالے حیض کے لیے از بس مفید ہے۔ بچے دانی کے نفلوں کو بڑا کر کے

قابل حمل بتاتا ہے۔ سقوط حمل کی شکایت کو دور کرتا ہے۔ گردوں اور مثانوں کی ریت بہلے جاتا ہے۔ اگر کوئی عصب یا عضو دکھتا ہو، تو اس شربت کی یہ دولت دو اوقیہ ماؤف تک جا پہنچتی ہے اور پیٹ کے صفراوی پانی کو بول کے راستے نکال دیتا ہے۔

ابن العیزار (بعض نسخوں میں العازر و العازار) مصر کا باشندہ تھا۔ جب المعز العلوی مغرب سے مصر میں آیا۔ تو ابن العیزار اس کا معالج خاص مقرر ہوا۔ اس نے المعز کے لیے بڑے بڑے مفید نسخے تیار کیے۔ ان میں سے ایک شربت تمر مندی تھا جس کا پورا نسخہ التیمی المقدسی نے اپنی کتاب مادة البقائیں درج کیا ہے۔

مقسطر اطیس

یونان کا فلسفی اور کتب ارسطو کا شارح، جس کی بعض شرحیں شائع ہو چکی ہیں۔ اسے مورخین نے شارحین ارسطو میں شمار کیا ہے۔

اکسیمس

روم کا مشہور فلسفی، جسے مورخین نے شارحین ارسطو میں شمار کیا ہے۔

۱۰ محمد بن احمد بن سعید التیمی المقدسی (۳۷۲ھ میں موجود) کے حالات اور اقوال گذشتہ میں درج ہو چکے ہیں۔

میلاؤس

مهندس و ریاضی دان، جس نے ان فنون پر چند کتابیں بھی لکھی تھیں۔

میٹن الاسکندی

علم فلک، علم الارعداد، آلات فلک و احکام نجوم کا فاضل، جس نے
اقطین کے ساتھ مل کر اسکندریہ میں بہ ذریعہ رصد ستاروں کا مشاہدہ کیا تھا۔ یہ ہر دو
بطلمیوس سے بان سوستر سال پہلے گزرے تھے۔

مٹالاؤس

اسکندریہ کا مشہور ریاضی دان و مهندس جو بطلمیوس سے پہلے گورا تھا۔ اس کا
ذکر المجسطی میں ملتا ہے۔ اسکندریہ میں اور بہ قول بعض متف میں درسِ حکمت دیا کرتا
تھا۔ یونانی رنگ کا حکیم تھا۔ اس کی کتابیں پہلے سریانی اور پھر عربی میں ترجمہ ہوئیں
اس کی ایک کتاب کا نام یہ ہے۔

کتاب معرفة کمیتہ تمیز الاجرام المختلطة۔

یہ کتاب ایک بادشاہ طوماطیاؤس نامی کے لیے لکھی تھی۔

۱۰ حالات گوشہ اساق میں دیکھیے۔

مورس یا مورسٹس

یونان کا ایک ریاضی دان، جس کی ایک تصنیف کا نام ہے :-
کتاب فی الآلة المصوّنة المسماة بالارغنون البوقی والارغنون الزمری۔

مرا یا البابی

ابومعشر منجم نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اور اس کی ایک تحریر بھی نقل کی ہے
جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بخت نصر کا منجم تھا۔ اس کی ایک کتاب کا نام
ہے :-

کتاب المنل والدول والقرانات والتداول۔

مغس

بقراط کا مشہور شاگرد، جس کا رہنے والا جالینوس سے پہلے گزرا تھا۔ اس
کی ایک کتاب کا نام ہے: کتاب البول۔ ایک مقالہ۔

ماغس

اسکندریہ کا طبیب جو عجمی نحوی کے بعد گزرا۔ اطباء میں کافی مشہور تھا۔ اس کی
کوئی کتاب نگاہ سے نہیں گزری۔ اس کا ذکر عبید اللہ بن نجیح شوع نے کیا ہے۔

متی بن یونس النصرانی ابولشیرز بن بغداد

منطق کا شارح و عالم جس کی تحریروں میں اطناب و تکرار الفاظ کا عیب پایا جاتا ہے۔ غالباً ابولشیر کا مقصد اس طوالت سے اچھی طرح سمجھانا اور واضح کرنا تھا اہل منطق اس کی کتابوں کو سند سمجھتے ہیں۔ الراضی کے زمانے میں ۳۳۲ھ و ۳۳۳ھ کے درمیان بغداد میں تھا۔ ابوسعید السیرانی النخوی کے ساتھ فضل بن الفرث المعروف بہ ابن جزاہہ کی موجودگی میں کئی مناظرے ہوئے۔ یہ مناظرے عام مجلس میں ہوا کرتے تھے۔ محمد بن اسحاق الندیم اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ ابولشیر متی بن یونس دیر قتیٰ کا رہنے والا تھا۔ مرادی کے اسکول میں جوان ہوا۔ قویری۔ روفیل، بنیامین اور ابوالاحمد بن کرنیب سے تعلیم حاصل کی۔ اور وہ کمال پیدا کیا کہ رئیس المنطقیین کہلایا۔ اس کی چند کتابوں کے نام یہ ہیں :-

- ۱) کتاب تفسیر الثلث مقالات الاواخر من تفسیر تامسطیوس۔
- ۲) کتاب نقل کتاب البرہان الفص (۳) کتاب نقل سونسطیفا الفص۔
- ۴) کتاب نقل کتاب الشعراء الفص۔
- ۵) نقل کتاب الکون والفساد بتفسیر الاسکندر الافروسی۔

۱۰ لے فضل بن الفرث پہے مقدر باللہ (۲۹۵ - ۳۲۰) پھر قاہر باللہ (۳۲۰ - ۳۲۲) اور

اس کے بعد الراضی (۳۲۲ - ۳۲۹) کا وزیر رہا۔

۱۱ دیر قتیٰ شام میں دیر سے شروع ہونے والے کافی مواضع ہیں۔ مثلاً دیر الزعفران دیر المعرفة

(دمشق کے پاس ایک گاؤں) دیر سمعان (دمشق کا ایک گاؤں جہاں عمر بن عبدالعزیز مشہور

اموی خلیفہ دفن ہیں) دیر العاقول۔ دیر حمیدون۔ دیر العناری۔ دیر ہند۔ دیر بھران۔

دیر مرغیش۔ دیر مارن اور دیر قتیٰ بھی شام کا ایک موضع ہے۔

(۶) کتاب نقل اعتبار المحکم و تعقب المواضع لثامسطیوس

(۷) نقل کتاب تفسیر الاسکندر لکتاب السماء۔ اس کتاب کی اصلاح یحییٰ بن عدی نے کی۔

(۸) تفسیر الکتاب الاربعۃ فی المنطق۔ اس تفسیر کو علمائے منطق سند سمجھتے ہیں۔

(۹) تفسیر کتاب ایساغوجی۔ ایساغوجی منطق کی پہلی کتاب ہے۔ اس کا مصنف فروریوس تھا۔

(۱۰) کتاب صدر کتاب اناطوطیقا (۱۱) کتاب المقایس الشرطیۃ۔

مشروذلیطوس

۱۰ اتنا بڑا حکیم تھا کہ اس کا حکم بادشاہوں کی طرح چلتا تھا۔ یہ معجون مشروذلیطوس کا موجود ہے، جو ہر قسم کے زہر کے لیے اکسیر تھی۔ اس حکیم کا قاعدہ یہ تھا کہ جن بھرموں کو موت کی سزا مل جاتی تھی، انہیں سانپوں وغیرہ سے ڈسا کر مختلف دوائیوں کھلاتا تھا۔ چنانچہ اس نے بعد از تجربہ تین چار قسم کی دوائی تیار کیں۔ ان میں سے کوئی زہریلی مگر دی، کوئی بچھو، کوئی سانپ، کوئی سمندری خرگوش اور کوئی خالق الذئب (پودا) کے زخم خوردہ کے لیے تریاق کا حکم رکھتی تھی۔ مشروذلیطوس ان مفرد دواؤں کو مختلف متفادیر میں ملا کر ایک ایسی معجون حاصل کرنا چاہتا تھا، جو تمام زہروں کے لیے تریاق کا کام دے (لیکن غالباً کام یاب نہ ہو سکا) اردن کے رئیس الاطبا اندروماخس نے اس حکیم کے نسخوں میں کچھ رد و بدل کر کے سانپ کے زہر کا زیادہ مفید تریاق تیار کیا تھا۔

۱۵ لہ اردن، عرب اور شام کے درمیان فلسطین کے مشرق میں ایک چھوٹا سا علاقہ۔

ماسرجویہ البصری (ماسرجیس)

۲ اُمیہ خاندان کے مشہور بادشاہ عمر بن عبدالعزیز نے اسے حکم دیا کہ اہرن القس کی مشہور کلیات طب (کلیات قدیمہ میں بہترین) کا عربی میں ترجمہ کرے۔

۳ ابن حبیل الاندلسی لکھتا ہے کہ ماسرجویہ شام کا ایک یہودی تھا جسے مروان

۵ نے کلیات اہرن القس کے ترجمے کا حکم دیا تھا۔ جب عمر بن عبدالعزیز تخت خلافت پر متمکن ہوا تو یہ ترجمہ دارالکتب میں پڑا۔ اطلاع سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اس کتاب کو شائع کرے یا نہ کرے۔ اہل اسلام کے لیے مفید ہوگی یا نہیں۔ چنانچہ عمر بن عبدالعزیز کتاب مصطلیہ پر رکھ کر چالیس رات استخارہ کرتا رہا اور اس کے بعد اشاعت کی اجازت دے دی۔ ابن حبیل کہتا ہے کہ مجھے یہ حکایت ابو بکر محمد بن عمر نے مسجد قرمونی میں ۳۵۹ھ کو سنائی تھی۔

۶ ایوب بن المحکم البصری جو محمد بن طاہر بن الحسن کا دربان اور کافی با ادب

۷ عمر بن عبدالعزیز بن مروان بن حکم، اُمیہ کا آٹھواں خلیفہ (۹۹-۱۰۱ھ)

۸ اہرن القس کے حالات گزر چکے ہیں۔

۹ مروان۔ اُمیہ کا چوتھا خلیفہ (۶۴-۶۵ھ)

۱۰ محمد بن عمر بن الفرخان ابو بکر۔ حالات حرف المیم میں گور چکے۔

۱۱ قرمونی، اگر یہ قرمونیہ کا اسم منسوب ہو تو قرمونیہ یورپ کا ایک شہر ہے۔ اور اگر قرمان کا بگاد ہو تو قرمان روم کے ایک علاقے کا نام ہے۔ یوں قرمونی بھی ایک موضع ہے۔ مکہ مدینہ کے درمیان۔ بہر حال تحقیقاً معلوم نہ ہو سکا کہ قرمونی کیا ہے۔

۱۲ آل طاہر کا آخری بادشاہ (۲۴۸-۲۵۹ھ) مصنف نے یہاں دادا کا نام غلط دیا

۱۳ صحیح شجرہ نسب یوں ہے۔ ۱۔ محمد بن طاہر بن عبداللہ بن طاہر بن حسین۔

با اخلاق و با خیر انسان تھا، بیان کرتا ہے کہ ابو نواس الحسن بن ہانی کو تقیف کی ایک لڑکی جنان سے عشق ہو گیا۔ یہ لڑکی بصرے کے ایک گاؤں حکمان کی رہنے والی تھی اس کے رشتے داروں میں سے ابو عثمان و ابو مہیہ زیادہ مشہور تھے۔ ابو نواس ہر صبح حکمان کے راستے پر کھڑا ہو جاتا اور ہر راہ گزے جنان کا حال پوچھتا۔ ایک دن حسب معمول صبح کے وقت اُدھر چلا۔ میں (ایوب) بھی ہمراہ ہو لیا۔ اُس روز پہلا مسافر جو حکمان کی طرف سے آتا ہوا ملا، ماسر جو یہ طبیب تھا۔ ابو نواس نے پوچھا "سناؤ بھائی! ابو عثمان و ابو مہیہ کا کیا حال ہے۔" جس کے جواب میں ماسر جو یہ نے کہا "جنان بالکل راضی و خوش ہے۔" اس پر ابو نواس نے فوراً کہا :-

"میں حکمان سے آنے والوں سے پوچھتا تو یہ ہوں کہ ابو عثمان کا کیا حال ہے۔ اور ابو مہیہ (ایک پند اخلاق انسان جو زمانے کی گردشوں میں ہماری پناہ اور سہارا بنتا ہے) کس رنگ میں ہے لیکن مجھے جواب یہ دیا جاتا ہے کہ جنان راضی ہے۔ اللہ ان مسافروں کو اپنی برکات سے محروم کرے۔ انھیں میرے سینے کا راز کیسے معلوم ہو گیا؟"

ایوب کہتا ہے کہ ایک دن میں ماسر جو یہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ وہ فارورے دیکھ رہا تھا کہ خوزستان کا ایک مریض وارد ہوا۔ اور کتنے لگا کہ طبیب صاحب امیر امراض جہان پھر سے اٹو کھا ہے۔ میں صبح کو بیدار ہوتا ہوں، تو آنکھوں کے سامنے

ابو نواس الحسن بن ہانی امواز کا ایک شاعر تھا۔ اس کی رسائی ہارون الرشید کے دربار تک ہو گئی۔ اس نے چند تعابیف بھی چھوڑی ہیں۔ وفات ۱۹۵ھ میں ہوئی۔ لٹریچر میں صرف ابو نواس کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی غزلیات بہت مشہور ہیں۔ ایک مرتبہ ماموں نے اسے شراب پر شعر کہنے سے حکماً روک دیا تھا۔ اس کا دیوان کئی لوگوں نے مرتب کیا اور ہر تذکرہ نویس نے اس کی شاعری کو سراہا۔

اندھیرا ہوتا ہے اور سخت بھوک لگی ہوتی ہوتی ہے۔ جب کھانا کھا چکتا ہوں، تو اندھیرا ہٹ جاتا ہے۔ شام کو پھر یہی حالت ہو جاتی ہے۔ اور کھانے کے بعد پھر ٹھیک ہو جاتا ہوں۔ رات کو سو بارہ یہ تکلیف ہو جاتی ہے اور صبح تک کھانا نہ کھا لوں اندھا رہتا ہوں۔

- ۵ ماسر جو بیٹے حکایت سن کر کہا۔ اللہ اس بیماری پر نعمت کرے۔ کس قدر گھٹیا اور کمینے انسان کو جا چھٹی۔ اگر تم (مریض سے خطاب) کسی طرح یہ بیماری مجھے اور میرے بچوں کو دے سکو، تو میں تمہیں اپنی جائداد کا نصف دینے کو تیار ہوں۔ مریض نے کہا: "جناب کا مطلب" طیب نے کہا: "میرا مطلب یہ ہے کہ تمہاری یہ بیماری دراصل کمالِ نعمت ہے۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تم سے یہ نعمت چھین کر کسی ایسے شخص کو دے، جو تم سے زیادہ مستحق ہو۔"

مشکوٰۃ بن احمد ابو القاسم المعروف بہ المرحوم علی اللاندسی

اندلس کے ریاضی دانوں اور منجموں کا استاد جسے مشاہدہ کو اکب کا بہت شوق تھا۔ المجسطی کے سمجھنے کی از حد کوشش کیا کرتا تھا اس کی چند تصانیف کے نام یہ ہیں: (۱) ثمار العدد۔ یہ کتاب اندلس میں بہت مشہور ہونے کے علاوہ سندھانی جاتی تھی۔ (۲) اختصار تعدیل الکواکب من ریج البتانی۔

۱۵ مسلمہ نے محمد بن موسیٰ خوارزمی کی تقویم کی طرف بھی توجہ دی۔ چنانچہ اس تقویم کی فارسی تاریخوں کو عربی تاریخوں میں تبدیل کیا۔ نیز بتلایا کہ فلک سنہ ہجری کی پہلی تاریخ کو ستاروں کی اوسطیں کیا تھیں۔ اس کتاب میں مسلمہ نے چند جدولوں کا اضافہ بھی کیا ہے۔ کتاب نہایت عمدہ ہے۔ صرف ایک نقص رہ گیا ہے

کہ جہاں جہاں مصنف نے قلعی کی تھی، وہ قلعی مسلمہ کے ہاں بھی باقی رہی۔
مسلمہ کی وفات انقلاب اندلس سے کچھ عرصہ پہلے ۳۹۸ھ میں ہوئی تھی
اس نے بڑے بڑے شاگرد دیا و گار چھوڑے۔

ماشاء اللہ

۵ ایک یہودی منجم جس کا اصلی نام میثان ابری (ایک نسخے میں اتری) تھا۔
منصور کے زمانے میں پیدا ہوا، اور مامون کے عہد تک زندہ رہا۔ پیش گوئیاں کرنے
میں ید طولی رکھتا تھا۔ اور اس کی جتم پتری میں سہم الغیب (ستارے کا نام) پڑا
ہوا تھا۔

۱۰ ایک دفعہ سفیان ثوری اور ماشاء اللہ کی ملاقات ہوئی۔ سفیان نے کہا۔
”تم زحل سے ڈرتے ہو۔ اور میں زحل سے۔ تم مشتری سے اُمیدیں باندھتے ہو
اور میں زحل مشتری سے۔ تم آئندہ کے متعلق ستاروں پہ اعتماد رکھتے ہو اور میں
استخارے پر۔ تم میں اور مجھ میں کتنا فرق ہے۔“ ماشاء اللہ نے کہا۔ ”بے شک!
ہم جو تیشیوں کی نسبت تم بہت زیادہ کامیاب زندگی بسر کرتے ہو۔ اور تمہیں جو
اطمینان حاصل ہے، اس سے ہم محروم ہیں۔ ماشاء اللہ کی بعض تعانیف یہ ہیں۔“

۱ منصور کا زمانہ (۱۳۶ھ - ۱۵۸ھ)

۲ مامون کا عہد (۱۹۸ھ - ۲۱۸ھ)

۳ سفیان ثوری، امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی (۸۰ - ۱۵۰ھ) کے معاصر بہت بڑے

محدث و درویش جنہیں ابو جعفر منصور (۱۳۶ - ۱۵۸ھ) نے حبلی میں ڈال دیا تھا۔ حضرت

سفیان کی وفات ۱۶۱ھ میں ہوئی۔

- (۱) کتاب الموالید الکبیر
 (۲) کتاب القراءات والادیان والمثل
 (۳) کتاب مطرح الشعاع
 (۴) کتاب المعانی
 (۵) کتاب عننۃ الاعطراب والعمل بہا (۶) کتاب ذات المخلق
 (۷) کتاب الامطار والریاح (۸) کتاب السہمین۔
 (۹) کتاب المعروف بالسیاح والعشرین۔ یہ کتاب کئی کتابوں کا مجموعہ ہے۔
 پہلی کتاب کا نام ابتداء الاعمال۔ دوسری کافی دفع التدریر۔ تیسری کا
 فی المسائل۔ چوتھی کافی مشہودات الکواکب۔ اور پانچویں کافی الحدود۔
 (ایک نسخے میں المحدث) ہے۔

محموظ بن عیسیٰ بن ایسیٰ الحکیم ابو العلاء الطیب النصرانی النسی نزیل واسط

- اپنے عہد کا مشہور طبیب جسے علاج امراض میں کمال حاصل تھا شعر و ادب کا
 بھی خاصہ مذاق رکھتا تھا۔ ۵۵۹ھ کو عراق میں زندہ تھا۔ تاریخ وفات معلوم نہیں۔

المظفر بن احمد ابو الفضل الاصفہانی المعروف بالیثروی

- اصفہان سے بچپن ہی میں چلا گیا۔ اور شام میں اقامت پذیر ہو گیا۔ وہاں
 طب، ادب اور شاعری میں کافی دست گاہ پیدا کی، اور پھر اصفہان میں واپس
 آ گیا۔ اصفہان کی بجز میں کہتا ہے۔

” اصفہان میرا وطن ہے۔ جسے بچپن ہی میں چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ وہاں کے جوان کہول (چالیس و پچاس سال کے درمیان عمر والے) ہیں کہول بوڑھوں کی طرح ہیں، اور بوڑھے کتوں کی طرح۔

اے اصفہان! تیرے پاس میرے لیے نہ دولت ہے نہ منصب اور نہ مناصب میں کوئی جائے پناہ، اس لیے اگر میں تجھ پر سلام بھیجوں تو میری مہربانی سمجھ۔ تیری طرف توجہ کروں، تو اُسے خاص نوازش خیال کر۔“

بیزدی نے دیوانِ حماسہ کا جواب لکھا ہے۔ اشعار کی تعداد اوزان و قوافی میں کوئی فرق نہیں آنے دیا۔ اس کا ایک نسخہ مدرسہ نظام (اصفہان) کے کتب خانے میں موجود ہے۔

میخائیل بن ماسویہ

اس کے بھائی کا نام یوحنا اور والد کا نام ماسویہ تھا۔ میخائیل حیدلیسا پور (خوزستان کا مشہور شہر) کے شفا خانے میں دوائیں کوٹنے کی خدمت پر مامور تھا۔ ماسویہ بالکل آن پڑھ تھا۔ لیکن تجربے، مشق اور صحبتِ اطیباً کی بہ دولت امراض کا علاج خوب کرتا تھا۔ آخر حیرتیل بن سختی شوع اس پر مہربان ہو گیا اور اسے کئی طرح کے فائدے پہنچائے۔ کہتے ہیں کہ ماسویہ داؤد بن سراقیوں کی ایک

۱۵ دیوانِ حماسہ تالیف الیومام (۶۸۵ھ) حماسہ بختری سے زیادہ مشہور ہے۔

۱۶ داؤد بن سراقیوں، ماموں کے عہد (۱۹۸-۲۱۸ھ) میں بغداد میں اقامت پزیر تھا۔

دراصل باجرمی کارہنے والا ایک طبیب تھا۔ یہ وہی طبیب ہے، (لقبہ حاشیہ ۲۲۴ پر)

کو اطلاع دی کہ یہاں سے کوئی شخص ظاہر کی طرف بھیجا جا رہا ہے۔ ماموں نے چند روز تک تو انتظار کیا، جب شراب نہ پہنچی تو ظاہر کو بلا دیا۔ وجہ تاخیر پوچھی تو کہنے لگا۔ میرے آقا میں افلاس و فلاکت کے دلوں میں ایک فقہ بوشنج سے گزرا تھا۔ وہاں کسی نے مجھے بنیذ پلائی تھی، جس کا مزاج تک نہیں بھولا۔ اس کے بعد میری یہ ہمیشہ آرزو رہی کہ کاش میں اس علاقے کا حاکم یا والی بن جاؤں۔ اب کہ امیر المومنین نے میری اس آرزو کو پورا کر دیا ہے اور میں نے وہاں سے شراب منگوائی ہے تو وہ بدترین اور نہایت رڈی نکلی ہے۔ چوں کہ پیش کرنے سے شرماتا تھا، اس لیے حاضر خدمت نہ ہوا۔ اس پر ماموں نے حکم دیا کہ وہ شراب شاہی گودام میں رکھ دی جائے۔ اور اس پر "ظاہری شراب" لکھ دیا جائے (اس سے مقصد ظاہر کو چھپتا تھا)۔

کچھ عرصے کے بعد ماموں کو قے کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اور اس مقصد کے لیے رڈی شراب کی ضرورت پڑی۔ کسی نے کہا۔ "ظاہری شراب" سے زیادہ رڈی کہیں نہیں مل سکتی۔ چنانچہ گودام سے منگوائی گئی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ عراق کی ہوا کی وجہ سے وہ رڈی شراب قسطنطنیہ شراب سے بھی اچھی بن چکی ہے۔

المبارک بن شمرارة ابو الخیر الطیب الکاتب الحلبی

حلب کا یہ نصرانی طبیب میں کافی شہرت کا مالک تھا۔ البتہ منطق نہیں جانتا تھا۔ کتابت مدارعاش تھی۔ اس کے تیار کردہ چارٹ تمام حلب میں مشہور تھے۔ چوں کہ زمینوں کا مالیہ ایک خاص شرح سے ادا کرنا پڑتا تھا، اس لیے ہرزمن دار کے پاس یہ چارٹ (جن میں مالیہ وغیرہ کا حساب درج تھا) موجود تھے۔

یہ چارٹ فیصلہ کن چارٹ کہلاتے تھے۔ اگر حکام مال میں کسی بات پر اختلاف ہو جاتا تو وہ ان چارٹوں کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرتے۔

ابن بطلان کے حالات میں ہم عرض کر چکے ہیں کہ ابوالخیر اور ابن بطلان کے مناظرے باہمی شکر و تحسین کی حد تک پہنچ گئے تھے۔

- ۵ ابوالخیر حلب ہی میں رہا۔ یہاں تک کہ ترکوں نے اس علاقے کو فتح کر لیا اور رضوان بن تنس کو حلب کا حاکم اعلیٰ بنا کر بھیجا۔ ایک دن ابوالخیر اس کے دربار میں موجود تھا اور رضوان نے شراب پی ہوئی تھی، نشے میں کہنے لگا۔ "ابے طیب ابھی اسلام قبول کرو" طیب کے انکار کرنے پر جھپٹ تلوار سے حملہ کر دیا۔ طیب زخمی تو ہوا لیکن جان بچ گئی۔ حلب سے فوراً بھاگا اور انطاکیہ میں چلا آیا۔ انطاکیہ سے صحر چلا گیا۔ وہاں نہایت غربت و مسکنت کی حالت میں ۴۹ھ کو فوت ہو گیا۔ کتنے ہیں کہ مرنے کے بعد شہر میں منادی کرائی گئی کہ ایک مسکین غریب فوت ہو گیا ہے، اللہ کچھ مدد کرو، تاکہ اس کی لاش کو دفن کرنے کا انتظام کیا جاسکے۔

- ۱۰ ابوالخیر کی کتاب التاریخ دو لحاظ سے اچھی ہے: اول کہ اس میں ضعیف قریب کے مفصل حالات درج ہیں۔ دوم کہ حلب کے متعلق اس میں بہت کچھ لکھا ہوا ہے۔ اس کتاب کو متاخرین میں سے کسی نے مختصر کیا تھا۔ میں نے یہ مختصر دیکھی ہے۔ اصل کتاب دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔

المعجم النجاشی المصری

مصر کا یہ جوتشی پیش گوئیاں کرنے میں استادِ زمانہ تھا۔ ایک دفعہ اس نے

۱۵ سالہ شام پر ایک شہر۔

اپنے متعلق یہ پیش گوئی کی کہ عنقریب میں بادشاہ بن جاؤں گا۔ اس پیش گوئی کے بعد مصر کی سطح مرتفع پر ۳۷۸ھ میں علم بغاوت بلند کر دیا۔ اور لوگوں سے کہنے لگا کہ میرے پیچھے چلو، میں تمہیں ایک پہاڑ میں امام ہمدی کے پاس لے چلوں گا۔ تین سو تیس اشخاص سے بیعت بھی لی۔ ان دنوں العزیز بن المعز تخت مصر پر متمکن تھا۔ ابن المعز نے اس کی گرفتاری کا حکم نافذ کر دیا۔ ۷۷۸ھ کو منجم کی گرفتاری کی خبر موصول ہوئی اور منگل کے دن ۱۲ صفر ۳۷۸ھ کو فوج کے افسر ابو الفتوح فضل بن صالح نے اسے شاہی دربار میں پیش کیا۔ دربار سے پہلے قید اور کچھ عرصے بعد موت کے احکام صادر ہوئے۔ چنانچہ اسے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

مسکویہ بو علی الخازن

ایران کا بہت بڑا ادیب، علوم قدیمہ کا فاضل اور عضد الدولہ بن بوہیمہ کا خزانچی و ندیم مجلس تھا۔ اس کے مناظروں و حاضر جوابیوں سے اہل علم اچھی طرح آشنا ہیں۔ اس کی چند کتابیں یہ ہیں :-

(۱) کتاب اُلس الفرید۔ چھوٹی چھوٹی دل چسپ و مفید حکایات کا مجموعہ۔
 (۲) کتاب تجارب الأمم۔ تاریخ کی کتاب جس میں ۳۷۲ھ تک کے حالات درج ہیں۔ اسی سال عضد الدولہ کی وفات ہوئی تھی۔ یہ کتاب نہ صرف تاریخی معلومات سے لبریز ہے بلکہ کم کوشی و خرد مندی کے نتائج بھی واضح کیے ہیں۔

(۳) کتاب الفوز الصغیر

(۴) کتاب الفوز الکبیر

(۵) کتاب فی الادویۃ المفردۃ۔

(۶) کتاب فی ترکیب البیاجات من الاطعمۃ۔ اس کتاب میں مختلف کھانوں کے نسخے برص ترکیب درج ہیں۔ کتاب بہت اچھی ہے۔

مسکویہ شاگرد تک زندہ رہا، اور بہت لمبی عمر پائی۔

یوعلیٰ سینا لکھتا ہے کہ ایک دفعہ میں نے یوعلیٰ مسکویہ سے کوئی مسئلہ پوچھا

اس نے مجھے سمجھانے کی خاطر ایک بات کو کئی بار بیان کیا۔ لیکن چونکہ خود بھی سمجھا ہوا

نہ تھا، اس لیے مجھے نہ سمجھا سکا۔

یوعلیٰ کی اس حکایت کے الفاظ مجھے یاد نہیں رہے، خلاصہ یہی تھا۔ عرصہ

ہوا کہ کہیں پڑھی تھی اور یہاں حافظے سے نقل کی جا رہی ہے۔

مسحی بن ابی البقائین ابراہیم النصرانی لیلیٰ نزیل

لعداد ابو الخیر عیسیٰ بن العطار

ہمارے زمانے کا مشہور طبیب جو دربار خلافت میں معالج خاص تھا۔ پر لگیا

حرم اور کنیزوں کے علاج پر متعین تھا۔ دنیا نے اس کے علاج نیز صحبت سے بہت

فائدہ اٹھایا۔ امام الناصر دین اللہ ابو العباس احمد اس کی بہت عزت کیا کرتا تھا

ایک دفعہ موصل کے امیر (اتا ایک زنگی خاندان کا ایک فرد) نے اسے طبی مشورے کے

لے آتا کیوں کی مختلف شاخیں مختلف ملکوں مثلاً موصل، شام، الجزیرہ و شیراز وغیرہ پر حکمران

رہی ہیں۔ ملک شاہ سلجوقی کا ایک غلام آق سنقر حاجب تمش کی طرف سے حلب کا حاکم تھا۔

اس کے سر میں خود مختاری کا جنون جو سمایا تو تمش سے جنگ چھیڑ دی اور قید ہو گیا۔ کچھ عرصے بعد

اس کا لڑکا حماد الدین بن زنگی عراق وغیرہ کا حاکم بنا دیا گیا۔ اس نے چند اور (بقیہ ماشیہ ص ۲۳۲ پر)

تے طلب کیا۔ چنانچہ وہاں گیا اور کچھ عرصے تک وہیں رہا۔

ابن العطار کو کتابیں جمع کرنے کا بے حد شوق تھا۔ اس کا قاعدہ تھا کہ جب کوئی کتاب اس کے ہاتھ آجاتی تو اس کی جلد وغیرہ کو بڑی طرح خراب کر دیتا۔ اس لیے ہر وہ حرکت سے اس کا مقصد یہ تھا کہ کتاب کو سستے داموں خرید سکے۔ اس ایک عیب کی وجہ سے ملک بھر میں ابن العطار کی بددیانتی کا چرچا تھا۔

بہت عمر پانے اور بے اندازہ دولت سمیٹنے کے بعد جمعرات کے دن ۱۲ رمضان ۶۰۸ھ کو بغداد میں فوت ہوا۔ اس کا بیٹا بھی طبیب تھا لیکن اطوار ناپسندیدہ رکھتا تھا۔ بڑی مجلس میں پڑھ کر باپ کی ساری کمائی مناع کر بیٹھا۔

قائم بن طلحہ التمیمی المعروف بربا بن الالفی اپنی تاریخ میں لکھتا ہے۔
 "ابن عطار نے مجھے بتلایا کہ ایک دفعہ ایک عورت کے اندام نہانی کے پاس ایک پھوڑا نکلا جس سے وہاں سوراخ بن گیا۔ یہ سوراخ پیٹ

(ع ۲۳۱ کا بقیہ حاشیہ)۔ - علامتے اپنی قلم رو میں شامل کر لیے اور ہمیں سے زندگیوں کی حکومت شروع ہو گئی۔ - آماکان موسم کی فہرست یہ ہے۔

سال جلوس	نام	سال جلوس	نام
۵۲۱ھ	عماد الدین زنگی	۶۰۶ھ	عزالدین مسعود ثانی بن نور الدین
۵۴۱ھ	سیف الدین غازی اول بن زنگی	۶۱۵ھ	نور الدین ارسلان شاہ ثانی بن مسعود ثانی
۵۴۲ھ	قطب الدین مودود	۶۱۶ھ	ناصر الدین محمود بن مسعود ثانی
۵۶۵ھ	سیف الدین غازی ثانی بن قطب الدین	۶۳۱ھ	بدر الدین لولو (وزیر ناصر الدین محمود)
۵۶۶ھ	عزالدین مسعود اول	۶۵۶ھ	اسماعیل بن لولو
۵۸۶ھ	نور الدین ارسلان شاہ اول بن عزالدین		اس سلسلے کو مغلوں نے تباہ کیا۔

(طبقات سلاطین اسلام ص ۱۴۴)

کے تمام پردوں کو چیر کر اتسڑیوں تک جا پہنچا۔ اور دو ماہ تک بول و براز
اسی سوراخ سے بہتا رہا۔ اس کے بعد یہ سوراخ خود بہ خود بند ہو کر منہ بدل
ہو گیا۔ تمام شکایات جاتی رہیں اور عورت بھی چنگی ہو گئی لیکن بیرونی
جلد پر کچھ آثارِ مرض (جب ابن العطار نے اُسے دیکھا) دکھائی
دیتے تھے۔“

۵

مسعود بن ابی محمد ابو القسوح المعروف ابن الغضائری

و يعرف ايضا به ابن الجویان

بغداد میں باب البصرہ کا رہنے والا حنبلی المذہب فلسفی، متکلم، ادیب و شاعر
جو بہ ظاہر معتزلہ تھا لیکن دراصل مذہبِ حکما کا قائل تھا۔ نماز نہیں پڑھتا تھا۔
ہفتے کے دن، رجب الاخر ۶۱۶ھ کو فوت ہوا۔

۱۰

الملکوف الملاحمی المصری

مصر کا ایک اندھا قصاب جس کی پیش گوئیاں عموماً درست نکلتی تھیں۔ حسن
بن رافع الکاتب کہتا ہے کہ حسن بن احمد بن طولون کو مصر میں داخل ہونا تھا، سرکوں
پر طولون ایک سامانی غلام تھا۔ جسے ایک سامانی امیر نے ماموں کے ان بہ طور تحفہ بھیجا تھا۔
املا نے اس پر نوازشات کیں۔ اور ۲۴ھ میں اس کے لڑکے احمد کو مصر کا حاکم بنا کر بھیج دیا۔
ان اس نے خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ (بقیہ حاشیہ ۴۳۴ پر)

پر لوگوں کا ہجوم تھا۔ میں ایک دکان پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں ایک اندھا قصاب (نوجوان) بھی موجود تھا۔ حاضرین میں سے کسی نے اس نابینا احمد بن طولون کے متعلق پوچھا۔ کتنے لگا کہ اس کی شکل و صورت و اخلاق و عادات اس قسم کے ہیں۔ وہ اور اس کا بیٹا چالیس سال تک حکومت کریں گے۔

جب احمد طولون کو ہم نے دیکھا تو اس کا حلیہ بالکل ویسا ہی پایا جیسا کہ اندھے قصاب نے بیان کیا تھا۔

حسن اتفاق دیکھیے کہ اسی روز مصر کے بعض دیگر منجموں نے ابن طولون کے طالع دخول (دخول مصر) پر نگاہ ڈالی تو وہ برج عقرب کے تیرھویں درجے میں نکلا۔ ایک منجم (جسے پیش گوئیاں کرنے میں یدِ طولیٰ حاصل تھا) کتنے لگا کہ یہ ستارہ خاندان عباسیہ کے بانی کا ہے۔ ابن طولون اور اس کی اولاد مصر پر دو قرآن تک (ایک قرآن تقریباً بیس سال کا ہوتا ہے) حکومت کرے گی۔ ایک ہی واقعے کے متعلق دو منجموں کا ایک ہی جیسی پیش گوئی کرنا بہت نادر ہوا کرتا ہے۔ یہ پیش گوئیاں پوری ہوئیں۔ اور ابن طولون، اس کے بیٹے اور پوتے نے اسی سال تک حکومت کی۔

(۲۳۳ھ کا لقبیہ حاشیہ)۔ اور ۲۶۴ھ میں شام پر بھی قبضہ جمایا۔ آخر ۲۹۲ھ میں

اس سلسلے کو خلفائے عباسیہ نے ختم کیا۔

سال جلوس	نام
۲۵۴ھ	احمد بن طولون
۲۶۰ھ	خمارو بن احمد
۲۸۲ھ	ابو العساگر بن خمارو بن احمد
۲۸۳ھ	ہارون بن خمارو بن احمد
۲۹۲ھ	عقیان بن احمد

(طبقات سلاطین اسلام ص ۵۴)

منصور بن مقشّر المصری ابو الفتح النصرانی

مصر میں دولت قصریہ کا مشہور طبیب جس کی عزیز بہت قدر کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ ۳۸۵ھ میں یہ طبیب بیمار پڑ گیا اور شاہی سواری کے ہمراہ نہ جاسکا۔ ان دنوں عزیز کے پاؤں میں کوئی تکلیف تھی۔ جب طبیب قدسے اچھا ہو گیا تو بادشاہ نے مندرجہ ذیل خط طبیب کو لکھا:-

۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ہمارے طبیب کو اللہ سلامت رکھے اور اُس پر اپنی نعمتوں کی بارش برسائے۔ ہمیں تمہاری صحت کی خوش خبری ملی۔ جسمانی صحت اللہ کی سب سے بڑی نوازش ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تم پر رحمت کی بارش برسائے اور صحت کاملہ عطا فرمائے، تاکہ تمہاری مصیبت پر دشمن خوش نہ ہوں۔ حاسدوں کی چالوں کو اللہ تباہ کرے اور انہیں ناقابل برداشت مصائب میں مبتلا کرے تمہاری لغزشوں کو معاف کرے تمہیں صحت کاملہ اعتدالی مزاج اور راحت و مسرت سے بہرہ ور کرے۔ تم پر سلام اور آنحضرت صلعم پر درود۔“

۱۰

مخرج الضمیر

یہ حکیم اس نام سے اس لیے مشہور ہو گیا تھا کہ یہ دل کی بات بتلا دیتا تھا۔ ایک دفعہ چند آدمیوں نے حکیم کو گھیر لیا۔ ان میں سے ایک کہنے لگا کہ اگر تم یہ بتا دو کہ میرے دل میں اس وقت کیا ہے تو تمہیں اس قدر دینار دینا روکھلا کر (دولت کا) سائل بنائے دل کی بات ہمیں ہے ایک شخص کو بتا دی تھی۔ مخرج الضمیر نے زانچہ بنایا، خود دنگر

۱۵

کے بعد کہنے لگا، تمھارے دل میں کوئی زمینی جوہر ہے، جس کی نہ کوئی خوش بو ہے نہ ذائقہ۔ پھر کہنے لگا کوئی پتھر ہے۔ اس کے بعد سر سے بگڑی اُتار کھینکی اور بازار کی طرف چلا گیا۔ واپس آیا تو کسوٹی کے پتھر کا ایک ٹکڑا ہاتھ سے پھینک کر کہنے لگا تمھارے دل میں کسوٹی کا پتھر تھا۔ یہ کہہ کر دینار اٹھالیے۔

۵ ہم نے پوچھا کہ بگڑی اُتار کھینکنے سے مقصد کیا تھا؟ کہنے لگا کہ ایک ستارہ پتھر کا ایک رنگ بتلاتا تھا اور دوسرا اس سے مختلف ہیں فیصلہ نہ کر سکتا تھا کہ کون سی شہادت پر اعتبار کر لوں۔ جی گھیرا یا تو بگڑی اُتار کھینکی اور خود بازار میں ایک رنگ ریز کے ہاں چلا گیا۔ اس سے دریافت کیا کہ اگر فلاں فلاں رنگ کو ملا دیا جائے تو کیسا رنگ بتتا ہے؟ کہنے لگا۔ کسوٹی کے پتھر جیسا۔ میں فوراً اس نتیجے پر پہنچا کہ سائل کے دماغ میں کسوٹی کا پتھر ہے۔

حرف النون

ثيقولاوس

یونان کا مشہور فلسفی و شارح ارسطو۔ اس کی چند تصانیف کے نام یہ ہیں:-

(۱) کتاب فی جمل فلسفہ ارسطو۔

(۲) کتاب الذیبات۔ اس کے کئی مقالے عربی میں ترجمہ ہو چکے ہیں۔

(۳) کتاب الرد علی جائل العقل والمعقولات (ایک نسخہ میں الفعل والمعقولت)

شیئاً واجداً۔ (۴) کتاب اختصار فلسفہ ارسطو۔

یہ قول ابن بطالان یہ حکیم لاذقیہ کارہنہ والا تھا۔ وہیں پیدا ہوا، اور وہیں

اس کے اعزہ و اقارب رہتے تھے۔ یہ بہت بڑا فلسفی تھا۔

نیقوماخس ابن ماخاؤن (ارسطو کا والد)

یہ قول لطلی موس یہ حکیم نجیب الطرفین تھا۔ اس کی والدہ و والد دونوں واضح طب یعنی اسقل بیوس اول کی نسل سے تھے۔ یہ حکیم یونان کے ایک ضلع جھراشن کے ایک شہر اسطاغاریا کا رہنے والا تھا۔ افلاطون کا شاگرد فیل قوس (والد اسکندر) کا معالج خاص اور نذیباً فیثاغوری تھا۔ اس کی بعض کتابوں کے نام یہ ہیں :-
(۱) کتاب الارثماطیقی فی علم العدد - (۲) کتاب التعم -

نسطاس النصرانی

مصر کا ایک قابل طبیب جو محمد بن طغج بن جف الاخشید کے زمانے میں تھا۔

۱۵ دولت اخشیدیہ :- فرقانہ کا ایک امیر طغج عباسیہ کی طرف سے دمشق کا حاکم تھا۔ اس نے بغاوت کی اور قید ہوا۔ بعد میں اس کا لرد کا محمد پنے دمشق اور پھر مصر کا والی بنایا گیا۔ جہاں اس نے بڑی طاقت حاصل کی۔ اور ۳۳۳ھ میں شام و حرمین کو بھی سلسلہ اقتدار میں شامل کر لیا۔
سلسلہ سلاطین یہ ہے :-

سال جلوس ہجری	نام	سال جلوس ہجری	نام
۳۲۳ھ	محمد الاخشید بن طغج	۳۵۵ھ	ابوالمسک کافر (خواجہ سرا)
۳۲۴ھ	ابو القاسم حنظلہ بن الاخشید	۳۵۸-۳۵۹ھ	ابو الفوارس احمد بن علی
۳۲۹ھ	ابو الحسن علی بن الاخشید		(طبقات سلاطین اسلام ص ۵۹)

اس کی بعض کتابوں کے نام یہ ہیں:-

(۱) رسالہ فی البول۔ یہ رسالہ زید بن رومان الاندلسی النصرانی کے لیے لکھا تھا۔

(۲) کتابش فی الطب۔ اچھی کتاب ہے۔

تطیف النفس الرومی

ایک عالم طبیب جو عربی تراجم (یونانی سے) آگاہ تھا۔ بد قسمتی سے کچھ منحوس واقع ہوا تھا جس مریض کے علاج کو جاتا، اُسے انگلی دنیا میں پہنچا کے دم لیتا۔ عضدالدولہ اس سے شکوہ بدلیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ ایک سپہ سالار بیمار ہو گیا۔ عضدالدولہ کو خوشترت سوچھی، تو اس طبیب کو عیادت کے لیے بھیج دیا۔ سپہ سالار نے فوراً اپنا نوکر شاہی حاجب کے پاس یہ پوچھنے کے لیے بھیجا کہ آیا بادشاہ کی نیت میں کوئی فتور تو نہیں آگیا کہ تطیف النفس جیسے منحوس کو میرے سر پہ بھیج دیا ہے۔ حاجب یہ قاصد حاجب کے پاس پہنچا اور اس نے بادشاہ کو اطلاع دی تو شاہ خوب ہنسنا اور فوراً چند ایک خلعتیں بھیج کر اپنی نیک نیتی کا یقین دلایا۔ جب عضدالدولہ نے بغداد میں شفا خانہ قائم کیا اور اس میں چوبیس طبیب مقرر کیے تو تطیف النفس کو بھی ان میں شامل کر دیا۔

صرف اہا

ہارون بن علی بن ہارون بن یحییٰ بن ابی منصور المنجم

مشہور منجم جو آلات رصد کے استعمال سے آگاہ تھا اس کی تیار کردہ تقویم

سندھاتی جاتی ہے۔ اس علم میں ممتاز گیتی تھا۔ پیش گوئیاں کیا کرتا تھا۔ اور اس کی ختم پوری میں سہم الخیب پڑا ہوا تھا۔ ویلیوں کے عہد میں شہرت حاصل کی۔ چوتھری برس کی عمر پائی اور بغداد میں التوار کے دن یکم ذی الحجہ ۳۶۶ھ کو فوت ہو گیا۔

ہارون بن عساعد بن ہارون الصائمی البونصر

بغداد کا مشہور و معروف طبیب جو شفا خانہ عضدی میں رئیس الاطباء کے فرائض سرانجام دیتا رہا۔ جمعرات کی رات ۳۰ رمضان ۴۴۲ھ کو فوت ہوا۔

ہبۃ اللہ بن الحسن البدریج ابوالقاسم البغدادی الاصطرابی

آلاتِ فلکیہ کے استعمال کا ماہر اور زنگار سے واقف، جس نے اپنے نظریوں کو براہین ہندسیہ و توانین اقلیدسیہ سے یوں ثابت کیا کہ بڑے بڑے منجموں کو مات کر کے رکھ دیا، اور نتائج یوں اخذ کیے کہ دنیا انگشت بہ دندان رہ گئی۔ اس نے بعض نئی چیزیں بھی پیدا کی ہیں۔ مثلاً گروے میں کچھ اغماذہ کر کے اسے مکمل کر دیا۔ متقدمین نے بھی اس اعملنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن ناکام رہے۔ اس پر ایک رسالہ بھی سپردِ قلم کیا ہے۔ جس میں براہین قاطعہ کے مخالفین کی خبر لی ہے۔

اسی طرح آلاتِ شاملہ کا نقص دودر کیا۔ آلہ شاملہ کے موجد خجندی کا دعویٰ یہ

آلہ شاملہ فلک بینی کا ایک آلہ تھا، جو اصطراب سے بدرجہا بہتر تھا۔

علامہ حامد بن نصر ابو محمد الخجندی فخر الدولہ بویہی (۲۶۶-۳۸۶ھ) (تقیہ حاشیہ ص ۲۴۰ پر)

تھا کہ یہ آلہ صرف عرض واحد کے لیے استعمال ہو سکتا ہے۔ عرض متعدد کے لیے استعمال نہیں ہو سکتا۔ ہیبتہ اللہ نے اس کا نقص دور کر کے اسے عرض متعدد کے لیے بھی کارآمد بنایا۔ اس پر دلائل قائم کیے نیز ایک سالہ لکھا جس میں اس امر کا کافی شرح و بسط سے بیان کیا۔

ہیبتہ اللہ نے مسطر بنایا اور قطب نما ایجاد کیا۔ تعویذ گنڈے کا کام بھی کیا کرتا تھا۔ چوں کہ مستحکم تھا، اس لیے ہر تعویذ یا جادو کی تاثیر کے اوقات معلوم کر لیتا تھا۔ اور اسی لیے اس فن میں کام یاب سمجھا جاتا تھا۔ بادشاہ، امرا، نواب، فندا وغیرہ اس کی ساحری سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ اور اس طرح یہ بے شمار دولت کماتا تھا۔ المسترشد کے عہد میں زندہ تھا۔ اس کی وفات کا دنیا کو بہت رنج ہوا۔ اور سب نے محسوس کیا کہ اب شائد اس کی گرسی ہمیشہ کے لیے خالی رہے گی۔ شجر بھی اچھے کہتا تھا۔

ہمتہ اللہ بن صاعد ابن التلمیذ النصرانی

بغداد کا ایک مشہور طبیب جس نے بعض خفائے عباسیہ کے ہاں کافی وقار و احترام پیدا کیا۔ علاج و معالجے میں کافی ماہر تھا۔ جہاں جاتا، عموماً مریض شفا یاب ہو جاتا۔ بعض متاخرین نے اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے :-

”سلطان الحکماء، امین الدولہ ابو الحسن ہمتہ اللہ بن صاعد بغداد کا ایک نصرانی طبیب ہے جس کا عرف ابن التلمیذ ہے۔ ابن التلمیذ دراصل اس کے نانا کی کنیت تھی۔ جب اس کا نانا معتمد الملک ابو الفرج یحییٰ بن التلمیذ النصرانی البغدادی فوت ہو گیا تو ہمتہ اللہ اس کا جانشین

(ص ۲۳۹ کا بقیہ حاشیہ)۔ کاہم عصر تھا۔ اسے میں سکوت رکھتا تھا۔ وفات ۳۹۱ھ

(انسائیکلو پیڈیا آف اسلام)

المسترشد کا عہد (۵۱۲ - ۵۲۹ھ)

ہوا۔ اس جانشینی کی بدولت یہ بھی ابن التلمیذ کے نام سے مشہور ہو گیا
ہبتہ اللہ اپنے عہد کا بقرہ طوطا و جالیٹوس تھا۔ پہلے اطباء میں اس پائے کا
کوئی طبیب نہیں ہوا۔ یہ صحیح معنوں میں خاتم الاطباء تھا۔ بڑی لمبی عمر پائی۔
شان و شوکت کی زندگی ملی۔ ہمارے بعض معاصرین نے ہبتہ اللہ کو دیکھا
ہے۔ اور ان کی رائے یہ ہے کہ یہ طبیب بہت خوش شکل، مقبول صورت

۵

شیریں محبت، لطیف المذاق، ظریف الطبع، عالی ہمت، پاکیزہ خاطر
صحیح الفکر و دانش کار تھا۔ نصابہ کا مذہبی رہ نما و رئیس تھا۔ اس کے
میٹھے اور مترنم اشعار پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اس کے مذاق میں
کس قدر لطافت تھی۔ دھوئی والی انگلیٹھی کے متعلق کہتا ہے :-

۱۰ دانگیٹھی کی زبان سے، عشق کی آگ جُدائی میں بھڑکتی ہے، اور میری آگ
ملاقات کے وقت۔ فرقت میرے عشق کو پیغام سکون دیتی ہے،
اور میرے دل میں اطمینان آجاتا ہے۔

ایک اور مقام پر کہتا ہے :-

۱۵ تم نے جُدائی کی کمان سے ایک ایسا تیر میری طرف بھینکا جس کے گھاؤ
کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔ تمہیں عاشق کی غیر حاضری پر ناراض ہونے کی
فردت نہیں، کہ اس جرم کی سزا اسے مسلسل ملتی رہتی ہے۔

ایک جگہ لکھتا ہے :-

۲۰ اس نے اپنے کتے کو تو رنگ دار کپڑے پہنائے اور مجھے قدتی لباس
(جلد) پر قانع رہنے کی ہدایت کی۔ وہ اپنے کتے کو مجھ سے اچھا سمجھتا
ہے اور میں ہر کتے کو اس سے اچھا جانتا ہوں۔

مندرجہ ذیل اشعار ملاحظہ ہوں :-

جو اتنی کی مسرت ایک نشہ تھا، جو اب دُور ہو گیا ہے۔ اب میں نے اپنے رویے میں مناسب تبدیلی پیدا کر لی ہے۔ میں موت کا منتظر ہوں اور میری حالت اُس مسافر کی طرح ہے، جس نے منزل سے طے کوئی رات بسر کی ہو۔

۵ ابن التلمیذ ہفتے میں ایک بار المقتفی کی ملاقات کو جاتا، چوں کہ بہت بوڑھا تھا اس لیے خلیفہ اسے بیٹھنے کی اجازت دے دیتا۔ طیب کو بادشاہ کی طرف سے کچھ جائداد ملی ہوئی تھی جس میں بغداد کی دارالقواریر بھی شامل تھی جس پر وزیر ^{۱۰}عربی بن ہبیرہ نے زبردستی قبضہ جمایا۔ ایک دن جب ابن التلمیذ شاہی دربار سے واپس ہونے لگا تو عنف پیری کی وجہ سے اٹھنا مشکل ہو گیا۔ خلیفہ نے فرمایا: حکیم صاحب! اب آپ بہت بوڑھے ہو گئے ہیں۔ جو اب میں فوراً کہا: "درست ہے جہاں پتہ ہے" اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری بوتلیں ٹوٹ گئی ہیں۔ یہ فقرہ (بوتلوں کا ٹوٹنا) بغداد میں ہمیشہ ایسے موقع پر حست کیا جاتا ہے کہ جب کوئی عاجز ویلے کار ہو گیا ہو اور اس کا استعمالی وہیں ہوتا ہے، جہاں بہت بے تکلفی ہو۔

۱۵ یہ جو اب سن کر بادشاہ سوچنے لگا کہ حکیم کی ساری عمر مہاکے دربار میں گزر گئی اور اس نے آج تک بے تکلفی یا مذاق سے کام نہیں لیا۔ آخر آج یہ حرات کیوں کی دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وزیر نے دارالقواریر پر قبضہ جارہا ہے۔ خلیفہ وزیر پر سخت ناراض ہوا۔ فوراً واگزار کی کا حکم دیا اور یہ طور لانی حکیم کو کچھ اور جائداد بھی عنایت کی۔

۱۰ المقتفی (۵۳۰-۵۵۵) ۱۱ المقتفی کا وزیر۔

۱۲ حکیم کے الفاظ یہ تھے۔ نعم کیورت و تکسرت قواریوری۔ قواریوری جمع ہے قادرہ کی یعنی بوزل وغیرہ۔ اس جواب میں دارالقواریر کے چین جلنے کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے۔

ہیئتہ اللہ کی وفات ماہ صفر ۵۶ھ میں ہوئی۔ تقریباً سو سال کی عمر پائی اور
آخری دم تک ہوش قائم رہا۔

ہیئتہ اللہ بن الحسن بن علی الحکیم ابو القاسم الطیب الاصفہانی

محمد بن محمد بن حامد کہتا ہے :-

۵ "یہ طیب میرے چچا کا معاصر و معالج تھا۔ دنیا کی زمینت، موتیوں
کی کالی، زمانے کا فاضل اور بے اندازہ فضائل کا مالک، بدیع اصرلابی

وقاضی ارجانی کا معاصر تھا۔ اس کے مقابلے میں یقراط و سفراط کی
کوئی ہستی نہ تھی۔ ابن بطالان کی حیثیت محض ایک نقش باطل کی تھی۔

اس کی وفات تقریباً ۵۳ھ میں ہوئی۔ کہتے ہیں کہ اس پر سکتے کا

۱۰ حملہ ہوا، اور لوگوں نے مُردہ سمجھ کر اس کی لاش گھر کے تہ خانے میں کھدی
جب چند ماہ کے بعد لاش کو وہاں سے منتقل کرنے کا خیال آیا اور تہ خانے

کا دروازہ کھولا گیا، تو لوگ کیا دیکھتے ہیں کہ حکیم صاحب زینے کے

پاس بیٹھے ہوئے ہیں لیکن روم پر فاز کر چکی ہے :-

ہیئتہ اللہ چھٹے خانے شعر کہا کرتا تھا ایک دوست کے ہاں ہمان ہوا۔ اس کے
غسل خانے کے متعلق کہتا ہے :-

۱۱ محمد بن محمد بن حامد بن الہ اصفہانی ابو حامد معترف تاریخ الحکما یعنی القفطی (۵۶۸-۶۴۶)

کا ہم عصر تھا۔ ادب و حیثیت تو بخ و سوانح نگار مشہور ہے۔

۱۲ ہیئتہ اللہ بن الحسن بن علی الحکیم ابو القاسم الاصطرابی۔ حالات گزر چکے ہیں۔

” اس گھر کا ایک حصہ بہشت ہے اور ایک جہنم۔ مجھے دونوں کی سیر کا اتفاق ہوا۔ میں میزبان کی نوازش و رافت کا بہرہ ناک شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ نوکر کا ہنسا شیشا شہرہ دراصل میزبان کے ہنسا شہرے کا عکس ہوتا ہے۔ میزبان ہمان پرور ہو تو نوکر وں کو ہمانوں سے لیے رُخنی کی جہات نہیں ہو سکتی۔“

۵

ہمیشہ اللہین ملکا ابو الیرکات الیہودی

ایک فاضل یہودی طبیب، جو آخر عمر میں مسلمان ہو گیا تھا۔ بغداد کا رہنے والا چھٹی صدی ہجری کے وسط میں گنہ گار ہے۔ اس کے ہاتھ میں شفا تھی۔ علوم اوائل میں ماہر تھا۔ گفتگو میں لذت اور انداز بیان میں لطافت تھی۔ قدیم و جدید اطباء کی کتابیں پڑھ ڈالی تھیں۔ مسلمان ہونے کے بعد کتاب المعیر لکھی، جس میں ریاضی کو چھوڑ کر باقی علوم مثلاً منطق، طبیعیات و الہیات کے اہم مسائل پر روشنی ڈالی۔ عبارت فصیح اور طرز بیان بلند تھا۔ اس مضمون پر غالباً یہ بہترین کتاب ہے۔

۱۰

ایک مرتبہ ایک سلجوقی بادشاہ بیمار ہو گیا، اور اس حکیم کو بغداد سے طلب کیا شفا یاب ہونے کے بعد بادشاہ نے حکیم کو اس قدر دولت، سواری، خلعتیں اور تحائف دیئے کہ حکیم عراق کا بہت بڑا دولت مند بن گیا۔

۱۵

ایک دفعہ ابن الفلح اندلسی نے اس کی ہجو کہی :-

” ہمارے ہاں ایک یہودی طبیب رہتا ہے۔ جس کی ہر بات سے حماقت ٹپکتی ہے، بڑا خود میں، لیکن دنیا کی نگاہ میں کتے سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک تیرا وہ شکل

جہاں حضرت موسیٰ نے اپنی قوم کو چالیس سال تک رکھا تھا
ہی میں گھوم رہا ہے۔ (یعنی پورا جنگلی ہے)۔

۵ ہمتہ اللہ تک یہ اشعار پہنچے تو اسے یقین ہو گیا کہ اسلام لائے بغیر سوسائٹی میں
اس کی کبھی عزت نہیں بن سکتی۔ جہاں پہ قبول اسلام کا فیصلہ کیا۔ چوں کہ اس کی
لڑکیاں جوان تھیں اور وہ والد کے ہمراہ اسلام لانے پر راضی نہ تھیں بلکہ وہ باپ کی
موت پر رونے تک کو تیار نہ تھیں، اس لیے حکیم بادشاہ کے ہاں گیا اور کہنے لگا کہ میرے
مسلمان ہونے کے بعد میری جائداد یہ طور انعام میری لڑکیوں کو دی جائے۔ خواہ وہ
مسلمان ہوں یا نہ ہوں۔ خلیفہ نے اجازت دے دی۔ اس کے بعد مسلمان ہو گیا
اور عمر پھر تعلیم و تعلم میں مصروف رہا۔

۱۰ مجھے ایک بزرگ نے یہ کہانی سنائی ہے، کہ ایک دفعہ بغداد کا ایک متوسط الحال
آدمی حکیم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھے عرصے سے کھانسی کی شکایت ہے اور
کوئی دوا مفید نہیں بٹھتی۔ اس روز حکیم سرخ رنگ کا ایک اطلسی ٹیغہ پہنے تھا، جو
سلجوقی فرماں روانے اسے عطا کیا تھا۔ حکیم نے مریض کو پاس بٹھالیا اور کہا کہ اب
اگر کھانسی آئے تو زمین پر نہ تھوکتا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب مریض نے کھانسا تو سرخ
کیا تو حکیم نے ٹیغے کا دامن بڑھا کر کہا۔ اس میں تھوکو۔ مریض پہلے تو گھبرا یا لیکن طبیعت
۱۵ کے مکر حکم سے مجبور ہو کر تھوکتا پڑا۔ حکیم نے تھوک کو رگڑا، اور پھر حکم دیا کہ اس درخت
سے ایک نارنج توڑ کر مریض کو کھلاؤ۔ مریض کہنے لگا۔ جناب والا! یہ کھٹی چیز ہے اس
کے کھانے سے میں مر جاؤں گا۔ حکیم نے کہا۔ "اسی میں تمہاری صحت ہے۔" جہاں پہ وہ
کھا گیا۔ دوسرے دن پھر حکیم کے پاس آیا اور بتایا کہ رات بھر جاگتے کٹی، اور
۲۰ کھانسی سے دم کھبر سکون نہ ملا۔ حکیم نے کہا کہ اسے ایک اور نارنج کھلاؤ۔ مریض
کہنے لگا۔ حضور مجھے گزشتہ رات نارنج نے بے حد تکلیف دی ہے اور اگر آج پھر

کھا بیٹھا تو موت یقینی ہے۔ حکیم نے کہا۔ تمہاری دوا یہی ہے۔ چٹاں چہ اسے کھانا
پڑا۔ دوسری صبح آکر کہنے لگا۔ رات نہایت اچھی گزری ہے، کھانسی کا نام و نشان
تک نہ تھا۔ حکیم نے کہا۔ بس آج کے بعد مارنج نہ کھانا، ورنہ مر جاؤ گے۔

مریض کے جانے کے بعد لوگوں نے حقیقت پوچھی۔ تو کہا کہ میں نے اس کے
تھوک کو اس ملائم ریشمی کپڑے میں رگڑا، تو معلوم ہوا کہ تھوک میں تل چھپٹ یا
چھلکا نہیں ہے بلکہ صرف لیس دار بلغم ہے (بلغم میں چھلکا اس وقت ہوتا ہے جب
سینے اور پھیپھڑوں میں زخم ہو چکے ہوں اور اس کا علاج آسان نہیں) جو سانس اور
پھیپھڑے کی نالیوں میں جما ہوا ہے۔ چٹاں چہ میں نے مارنج کھانے کا حکم دے دیا جب
دوسرے روز اس نے زیادہ کھانسی کی شکایت کی تو مجھے یقین ہو گیا کہ مارنج بلغم کو
نالوں سے نکال رہا ہے۔ چٹاں چہ ایک اور مارنج کھلا دیا جس سے مکمل شفا ہو گئی
اب اگر اُسے میں اور مارنج کھانے کی اجازت دے دیتا تو مرض زدہ ہوائی نالیوں
کو کھٹاس سے نقصان پہنچتا اور شاید وہاں زخم ہو جاتے۔

حاضرین حکیم کی دانش مندی پر حیران ہو گئے۔

ہم عصر اطباء کو حیب کوئی فنی مشکل درپیش آتی تو فوراً حکیم کو لکھ بھیجتے۔ اور حکیم تحریراً
جواب دیتا۔ حکیم کی ان تحریروں کو کسی نے کتاب کی شکل دے دی ہے۔ جسے طبیب
نقل کیا کرتے ہیں۔

زندگی کے آخری ایام میں قسمت نے حکیم سے آنکھیں پھیر لیں۔ خوش بختیاں
بد بختیوں میں تبدیل ہو گئیں اور غریب بیسیوں امراض کا ہدف بن گیا۔ بصارت
جاتی رہی۔ شنوائی مفقود ہو گئی۔ پہلے برص اور پھر کوڑھ پن کا حملہ ہو گیا۔ اللہ
ان مصائب سے بچائے، جب موت قریب آئی تو وصیت کی کہ اس کی قبر پر
یہ الفاظ کندہ کیے جائیں :-

”اوحد الزمان ابوالبرکات مصنف المعبر (جس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہیں) کی قبر یہ ہے۔“

بعض لوگوں نے اس قبر کو دیکھا اور اس پر مندرجہ بالا تحریر بھی پڑھی۔

پاک ہے وہ اللہ جس پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور جس کی قضاؤں سے

کوئی حیلہ گر یا مفروضہ نہیں سکتا۔ لے اللہ! ہم زندگی میں صحت اور

آخرت میں نجات طلب کرتے ہیں۔ گزشتہ زندگی تو تیری عنایات کی

یہ دولت نہایت اچھی کٹ گئی، اب باقی ماندہ زندگی کی فکر ہے۔ رحم کر

کہ یہ چند ایام بھی اچھی طرح کٹ جائیں۔ اس غریب و مجبور بندے کی

یہ دعا سن اور اسے محروم نہ کر۔

۱۰ البدیع ہبۃ اللہ الاصطرابی نے ایک قطعے میں ابوالبرکات کے تکرار اور

امین الدولہ ابوالحسن بن التلمیذ کی تواضع کا موازنہ کیا ہے۔

”ابوالحسن ابن التلمیذ اور اس کا پیرو ابوالبرکات ایک دوسرے کی

عند ہیں۔ ابوالحسن تواضع کی بدولت فلک نشین بنا ہوا ہے اور

ابوالبرکات غرور کی وجہ سے قعر ذلت میں گرا ہوا ہے۔“

۱۵ ابن الزاغونی ابوالبرکات کے اسلام لانے کی وجہ کچھ اور بیان کرتا ہے۔ کہتا ہے

کہ سلطان محمود عراق کا والی تھا، اور ابوالبرکات اس کا طبیب خاص تھا۔ سلطان محمود

نے اپنے چچا سنجر کی لڑکی خاتون سے شادی کی ہوئی تھی، جسے وہ بہت پیار کرتا تھا

بلوذا بھیل میں کہیں دھوے پڑ گیا تھا، کہ خاتون بیمار پڑ گئی۔ حکیم کے علاج

سے سلطان محمود بن محمد بن ملک شاہ بن الپ اسلانی جغری بیگ بھائی میکائیل بن سلجوق سلاجقہ

عراق کا پہلا فرمان سوا اسنجر (۵۱۱-۵۵۲) کا بھتیجا تھا۔ عراق و ہمدان میں ۵۱۱-۵۲۵ء

تک حکومت کی۔ بلوذا بھیل، آذربائیجان، عراق عرب کے درمیان چند شہراہستیاں۔

(قاموس - ج - ب - ل)

سے کوئی افاقہ نہ ہوا، اور وہ مر گئی۔ اس پر سلطان محمود نے بے حد آہ و تزاری کی۔ حکیم ڈرا کہ کہیں جوش اغضب اب میں اس کا سر ہی نہ اڑا دے۔ اسے بچنے کی عرف ایک ہی سبیل نظر آئی کہ اسلام لے آئے۔ چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا۔

ہرمس الثانی

ہرمس اول یعنی حضرت ادریس علیہ السلام کا ذکر کتاب کے آغاز میں آچکا ہے ۵
یہ ہرمس دوم بابل کے ایک شہر کلوازا کا رہنے والا تھا۔ کلدانی کو کلوازا سے مشتق سمجھتا غلط ہے۔ یہ ہرمس طوفان نوح کے بعد گزرا تھا۔ فرودین کوش کے بعد اس نے شہر بابل کی بنیاد ڈالی۔ علم طب، فلسفہ و علم الاعداد کا قائل اور فیتا غورس ارتماطیسی کا شاگرد تھا۔ طونان سے تقریباً تمام علوم عنایع ہو گئے تھے۔ اس نے علم طب، فلسفہ و علم الاعداد کو دوبارہ زندہ کیا۔ کلوازا مشرقی فلسفیوں کا مرکز و وطن سمجھا جاتا تھا ۱۰
مشرق کے فلسفیوں نے سب سے پہلے فلسفہ و حکمت کے اصول و قواعد وضع کیے۔ ایرانی فلسفی انہیں ذہین دذکی تھے۔ یہ تمام تفاعیل ابو معشر البلیخی سے لی گئی ہیں تاریخ شاہد ہے کہ ہرمس دوم یہی تھا۔

ہرمس ثالث المصری

تاریخ کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ یہ ہرمس ثالث تھا۔ اسے المثلث بالحکمۃ ۱۵
بھی کہتے ہیں، اس لیے کہ یہ تیسرا فلسفی ہرمس تھا اور بابلی دوسرا۔
یہ ہرمس طوفان کے بعد مصر میں پیدا ہوا۔ چوں کہ سیاح تھا اس لیے شہر میں

پھاڑوں کو کاٹ کر تیار کیے تھے۔ طوفان کے بعد یہاں کئی قومیں جمع ہو گئیں۔ مثلاً یونانی رومی، قبیلے و عمالقہ کثرت قبیلوں کی تھی۔ جن کی اعلیٰت سے مورخ نا آشنا ہیں۔

(ع ۴۴۹) کا لبقیہ حاشیہ ملاحظہ ہو)۔۔۔ نے اس سلطنت کا تختہ الٹ دیا۔ آل قحطان کا اصلی وطن مدائن کے پھاڑ تھے، جہاں سے وہ ادھر ادھر پھیل گئے۔ (تفسیر الجواہر علامہ جوہری طنطاوی مصری یہ ذیہ آیت واذکروا اذ جعلکم خلقاً اخری)

پھاڑوں میں گھر بنانے کا سراغ بعض اور منابع سے بھی ملتا ہے۔ مثلاً معجم باقوت میں مادہ صیر کے نیچے لکھا ہے۔ "صیر آجاء کے پاس دیار طے میں ایک پھاڑ ہے جس میں قدیم اقوام گھر بنایا کرتی تھیں۔" پھر مادہ جش کے نیچے درج ہے۔ "جش ایک پھاڑ ہے۔ آجاء کے پاس جس میں عاد ارم کے گھر تھے۔" یہاں مصنف معجم نے غلطی کھائی ہے۔ قرآن حکیم کی آیت بالا سے صاف ظاہر ہے کہ پھاڑوں میں گھر بنانے والے تھے۔ نہ کہ عاد۔

۱۵ عمالقہ، عاد کے آٹھ بیٹے تھے، اُمیہ۔ ثمود۔ شداد۔ یعی۔ جولیس۔ شدید غرق اور عملیق یا عمالیق۔ عملیق کی اولاد عمالقہ کہلاتی ہے۔ شجرہ نسب یہ ہے: عملیق بن عاد بن عوص بن ارم بن لاؤذ بن سام بن نوح۔ عمالقہ نے عراق و مصر پر ۳۴۶ ق م سے ۲۸۱ ق م تک حکومت کی اور رعاۃ کے نام سے مشہور ہوئے۔ قرآن حکیم کی آیت ذیل سے مستنبط ہوتا ہے کہ ابرام مصر انہی عمالقہ (جو عاد کے بیٹے ارم کے پوتے۔ اور عاد ارم کے نام سے مشہور تھے) نے بنائے تھے۔

ذِ اسْمِ ذَاتِ الْعِمَادِ

(اور وہ مینار بنانے والے عاد ارم)

ظاہر ہے کہ جن میناروں سے اہل عرب آگاہ تھے، وہ ابرام مصر ہی تھے۔ ورنہ عراق، شام و ایران وغیرہ میں کہیں کوئی قابل ذکر مینار موجود نہ تھے کہ جن کی طرف عربوں کی توجہ منتطف کرائی جاتی

عرب میں سب سے پہلے بنو جرہم پہنچے اور پھر عمالقہ۔ آج تک کعبہ دس دفعہ گر چکا ہے۔ اسے نقصان پہنچ چکا ہے۔ پہلی دفعہ جب کعبہ گرا تو بنو جرہم نے (لبقیہ حاشیہ ملاحظہ ہو)

اور صرف اتنا کہہ کر پھیا چھڑا لیتے ہیں کہ قبیلہ مصر کے ایک شہر کی طرف منسوب ہیں۔ مصر کی لمبائی چالیس یوم اور چوڑائی تیس یوم کی مسافت ہے۔ یہ ملک لمبائی میں بحیرہ روم کے جنوب میں ایک سنگلاخ زمین سے شروع ہو کر ایلہ تک چلا گیا ہے۔ جو بحر افریقہ (جسے بحر ہند و بحر چین بھی کہتے ہیں) کی ساحلی خلیج پر واقع ہے۔ چوڑائی میں شہر اسوان (یونیل کے بالائی یعنی جنوبی حصے میں واقع ہے) سطح مرتفع سے شروع ہو کر شہر رشیدو و دانہ نیل (بحیرہ روم میں) تک چلا جاتا ہے۔

(مت ۴۰ کا بقیہ حاشیہ)۔ اسے بتایا۔ اور دوسری مرتبہ عمالقہ نے تعمیر کیا۔

یہاں یہ واقعہ کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ عمالقہ نام کی دو قومیں مشہور رہی ہیں، ایک وہ جن کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ فراہین مصر کے تمام سلسلے اسی قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ دوم عمالقہ ثانیہ۔ عمیر کے فرماں روا جو عمیق بن سمیدع بن صوار بن عبد شمس بن عبد مناف کی اولاد تھے۔ ملکہ زبہ حین نے جذمیتہ الابرش کو قتل کیا تھا۔ عمالقہ ثانیہ سے تعلق رکھتی تھی۔ لے ایلہ۔ منبع و حقیقہ کے درمیان ایک مشہور شہر جہاں عقیل بن خالد و یونس بن زید پیدا ہوئے تھے۔ (قاموس)

۲۱ مصنف نے یہاں غلطی کھائی ہے۔ افریقہ کے پاس سمندر کا کوئی حصہ بحر چین نہیں کہلاتا۔ بحر چین بحر الکاہل کے اس حصے کا نام ہے، جو ملک چین کے قریب و جوار میں ہے۔ لے ساحلی خلیج سے مراد یہاں بحیرہ قلزم ہے جو آج نرسویز کے ذریعے بحیرہ روم سے ملا ہوا ہے۔ لیکن اگلے زمانوں میں یہ تعلق مفقود تھا اور اس کی حیثیت ایک خلیج سے زیادہ نہ تھی۔

۲۲ بحیرہ روم کے ساحل پر دانہ نیل کے بالمقابل ایک شہر دیائے نیل، تاہر سے فنا آگے اسماعیلیہ کے پاس تین بڑی بڑی شاخوں میں تقسیم ہو کر بحیرہ روم میں گرتا ہے۔ دہانے کے مغربی کنارے پر اسکندریہ ہے۔

قدیم زمانے میں اہالی مصریت پرست تھے۔ ظہور عیسائیت کے بعد عیسائی بن گئے۔ جب مسلمانوں نے مصر کو فتح کیا تو کچھ مسلمان ہو گئے اور باقی آباؤی دین پر چلے رہے۔ قدیم مصری مختلف علوم سے آگاہ اور حکمی موثکافیوں سے آشنا تھے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ سطح ارضی پر انسان سے پہلے عجیب الخلقیت حیوان آباد تھے۔ جب انسان کا ظہور ہوا تو اس نے بعض کو مسخر کر لیا، اور باقی ماندہ کو جنگلوں میں بھگا دیا۔ ان میں دیو اور بھوت بھی شامل تھے۔ یہ تفصیل ابو عیسیٰ کی تاریخ مصر سے لی گئی ہیں۔

عما کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ طوفان سے پہلے تمام علوم کا منبع و مصدر ادریس یعنی ہر مس اول تھا، جو مصر کی سطح مرتفع کا باشندہ تھا۔ غیر انہوں کے ہاں یہ ختموخ کہلاتا تھا۔ اس کا شجرہ نسب یوں دیا ہوا ہے۔ خنوخ بن یارد بن ہلائیل بن قیدان بن انوش بن شیتا بن آدم۔ کہتے ہیں کہ ادریس پہلا انسان ہے، جس نے جو اہر ملکوتی و حرکات کو ایک پر روشنی ڈالی۔ الہی حمد و ثنا کے لیے معابد بنوائے۔ اور علم طب ایجاد کیا۔ مناظر ارضی و سماوی پر سب سے پہلے اسی نے نظمیں لکھیں۔ اور یہ پہلا نبی ہے جس نے طوفانِ نوح سے متنبہ کیا تھا۔ چونکہ اسے خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں طوفانِ آب و آتش سے تمام علوم تباہ نہ ہو جائیں، اس لیے مصر کی سطح مرتفع پر اہرام و برابی (برہ کی جمع = ہیکل - معبد) بنا کر ان میں تمام صنعتوں کی تصویریں بنا ڈالیں۔ آلات کی شکلیں کھینچ دیں۔ اور ہر علم کے عنفات و فوائد لکھ دیے، تاکہ یہ علوم و عنایع دُتیا میں باقی رہیں۔

طوفان کے بعد یا عنی، طبیعیات و الہیات کی طرف عموماً اور علمِ کسحر - شہیدہ بازی، آتشیں شیشوں اور نرسازی کی طرف خصوصاً توجہ دی جاتی رہی۔ قدیم زمانے میں مصر کا دارالخلا نہ و مرکز علم منف تھا، جسے قبطی زبان میں

ماذہ کتبہ میں یہ شہر فسطاط سے بارہ میل دور ہے۔ جب اسکندر اعظم نے اسکندریہ کی بنیاد ڈالی تو خوبی آباد ہونے اس شہر کو مرکز تو جبہ بنا ڈالا۔ اسکندریہ مسلمانوں کی آمد تک دار الحکمت رہا۔ جب مسلمان مصر میں داخل ہوئے، تو عمرو بن عاص فاتح مصر نے ساحل نیل پر ایک موزوں مقام انتخاب کر کے شہر فسطاط کی بنا ڈالی، جو اس وقت سے اب تک حکومت کا دار الخلافہ چلا آتا ہے اور جہاں ہزاروں عربی و مصری آکر آباد ہو گئے ہیں۔

ہر مس ثالت شیشوں، منکوں اور بڑے بڑے پیالوں کا موجود ہے۔ استقلال ہو اس اسی ہر مس کا شاگرد تھا، اور یونان سے مصر میں حصول علم کے لیے آیا تھا جب مختلف فنون و صنایع سیکھنے کے بعد یونان میں واپس گیا اور یونانیوں کے سامنے ایسی چیزیں پیش کیں جن سے وہ قطعاً نا آشنا تھے تو اسے سر آٹھوں پہ بٹھایا، اور قرط عقیدت ارادت سے استقلال ہو اس کے متعلق وہ کہاتیاں گھڑیں جنہیں عقل سلیم ایک لمحے کے لیے بھی تسلیم نہیں کر سکتی ہر مس کی چند کتابوں کے نام یہ ہیں :-

- ۱) کتاب عرض مفتاح النجوم الاول (۲)، کتاب مفتاح النجوم الثاني۔
- ۲) کتاب تیسیر الکواکب (۳)، کتاب قسمۃ تجویل سنی الموالید علی درجۃ درجۃ۔
- ۳) کتاب المکتوم فی اسرار النجوم المستمی قضیب الذمیب۔
- ۴) ہر مس نے اپنے ایک شاگرد طاطی کی طرف ایک مقالہ سوال و جواب کی صورت میں لکھ کر بھیجا تھا جس کا کچھ حصہ گم ہو گیا ہے، کچھ بھٹ گیا ہے اور کچھ محفوظ ہے۔

۱۵ عمرو بن العاص نے ۲۱ھ میں مصر کو فتح کیا تھا اور اپنی وفات ۴۳ھ میں ہوئی تھی۔

ہلال بن ابراہیم بن زہرون ابو الحسن الصائمی الحضراتی الطیب زیل بغداد

ابو اسحاق ابراہیم بن ہلال الصائمی الکاتب کا والد، طبیب حاذق اور
علاج امراض میں ماہر تھا۔ اس نے عوام کو بہت فائدہ پہنچایا اور امرائے بغداد
کے ہاں بڑی قدر و منزلت حاصل کی۔

ابو اسحاق ابراہیم بن ہلال بیان کرتا ہے کہ ایک دن میرے والد توزون کے
دربار سے یہاں شان نکلے، کہ نہی خلعت سے آراستہ، خوب صورت خچر پہ سوار
اور پانچ ہزار درہم کی تھیلی ہاتھ میں تھی۔ لیکن یہاں ہمہ حسین سے آثار فکر و ہلال
نمایاں تھے۔ میں نے بڑھ کر پوچھا: "ابا جان! اس انعام و اکرام کے بعد یہ پریشانی
کیسی؟" فرمایا: "توزون ایک جاہل انسان ہے اور آج کا یہ انعام و اکرام اس کی
جہالت کا ایک کرشمہ ہے۔ بات یوں ہوئی کہ میں نے اسے ایک مسہل دیا جس سے
انترپوں میں زخم پڑ گئے اور خون آنے لگا۔ جب مجھے معلوم ہوا تو میں نے فوراً اس کا
تدارک کیا اور خون بند ہو گیا۔ اس پر یہ جاہل توزون اس نتیجے پہ پہنچا کہ شاید صلاح خون
کے لیے اس غلیظ خون کا نکلتا ضروری تھا۔ چنانچہ خوش ہو کر مجھے یہ سب کچھ دیا۔
تو جو شخص حکیم کی غلطی کو کمال سمجھ کر اسے مستحق انعام ٹھیراتا ہے، ممکن ہے کل
حکیم کے کسی کمال سے تاراض ہو کر اسے گردن زدنی و کشتنی قرار دے دے۔"
ہلال کا اندازہ صحیح نکلا، اور بعد میں اس غریب کے ساتھ توزون نے وہی
کچھ کیا، جس کا اسے خطرہ تھا۔

۱۵ حالات حرف الالف میں گزر چکے ہیں۔

ہرقل التجار

یہ یابنل کے سات مشہور فلسفیوں میں سے ایک تھا۔

حرف الواو

دیحین بن رستم ابو سہل الکوی المنجم

- ۵ علم ہیئت و استعمال آلات رصدیہ کا فاضل، جس نے سلطنت یوہیہ اور خصوصاً ایام عندیہ میں کافی وقار و احترام حاصل کیا۔ جب مصمام الدولہ کو اس کے بھائی شرف الدولہ نے سلطنت عراق سے معزول کر دیا اور خود عمانِ لایت سنبھال لی، تو بغداد میں داخل ہوتے ہی (۳۷۸ھ) حکم دیا کہ کو ایک سبغہ (عطارد، زہرہ، زحل وغیرہ) کی رفتار اور برجوں میں داخل ہونے کی کیفیت قلم بند کی جائے (اس سے پہلے ماموں نے بھی ایک دفعہ اس طرح کا حکم دیا تھا) یہ کام دیحین بن رستم کے سپرد ہوا۔
- ۱۰ دیحین علم ہیئت و ہندسہ میں اپنی مثال نہیں رکھتا تھا۔ دیحین نے باب المخطابین (بغداد) کے پاس باغ کے آخری کنارے پر ایک محکم مشاہدہ گاہ (رصد گاہ) بنوائی۔ جس کی بنیادیں اردو یواریں از بس مضبوط تھیں۔ پھر چند دیگر منجموں کے ساتھ مل کر آسمان کا مشاہدہ کیا۔ نتائج مشاہدہ دو انگ انگ کا فنوں پر قلم بند کیے۔ اور ان کے نیچے سب کے دستخط لیے۔

۱۵

پہلے کاغذ یا محض نامے کے اندراجات یہ تھے۔

۱۵ (۳۳۸ - ۵۳۷۲)

”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مشرقی رصدگاہ پر (اللہ اس کی برکت و سعادت میں امداد کرے) جو اعلیٰ حضرت، والایجاد، ولی النعمت شاہنشاہ شرف الدولہ (ملت کی زینت۔ اللہ اس کی عمر دراز کرے اور شان و شوکت بڑھائے) کے قیام گاہی باغ (مشرق بغداد) میں واقع ہے۔

سنیچر کے دن ۲۴، ۲۸، ۳۱ صفر ۱۲۴۸ھ مطابق ۱۶، ۱۹، ۲۲ ماہ حنبریاں ۱۲۹۹ھ

اسکندریہ و روزانیران۔ ماہ خرداد ۱۲۵۶ھ یزدجردی کو چند قاضی کاتب

علماء، منجم اور مہندس جن کے دستخط اس تحریر کے نیچے ثبت میں مشاہدہ

کو ایک کے لیے جمع ہوئے اور بالاتفاق اس نتیجے پہ پہنچے کہ گزشتہ رات

جب پوری ایک گھڑی گزر چکی تھی۔ سورج راس السرطان میں داخل ہو گیا

تھا۔ نیز بالاتفاق یہ فیصلہ دیا کہ زمین کا آلہ رصد اس قسم کے تمام دیگر

آلات سے بہتر ہے اور.....

..... (یہ پانچ سطریں فنی اصطلاحات سے لیر نہ تھیں۔ اس لیے

میں سمجھ نہ سکا.....) (مترجم)

دوسرے محضری کا مقبول یہ تھا:-

”متنگل ۳ جمادی الآخرہ ۱۲۴۸ھ مطابق روز شہر پور مہراہ ۳۵۴ھ

یزدجردی و ۱۸ ماہ ایلول ۱۲۹۹ھ اسکندریہ کو علماء و منجمین کی وہی

جماعت پھر مشاہدہ نجوم کے لیے جمع ہوئی اور بعد از مشاہدہ بالاتفاق

اس نتیجے پہ پہنچی کہ متنگل کے دن جب طلوع آفتاب کے بعد چار گھڑیاں

گزر چکی تھیں، سورج راس میزان میں داخل ہو چکا تھا۔“

ان محضری ناموں پر مندرجہ ذیل حضرات نے دستخط کیے:-

قاضی ابوبکر بن عبیر۔ قاضی ابوالحسن الخوزی۔ ابوالسحاق ابراہیم بن بلال

ابوسعبد الفعقل بن بولس النصرانی الشیرازی۔ ابوسہل وکین بن رستم صاحب الرصد۔
ابوالوقاف محمد بن محمد المحاسب۔ ابوعماد احمد بن محمد الصانعانی صاحب الاضطراب۔
ابوالحسن محمد بن محمد السامری۔ ابوالحسن المغربی۔

وکیں کی چند لازوال تصانیف کے نام یہ ہیں :-

- ۱) کتاب مراکز الاکر۔ نامکمل (۲) کتاب الاصول علی تحریکات اقلیدس۔ نامکمل
- ۲) کتاب الیرکار التام۔ دو مقالے۔
- ۳) کتاب مراکز الدوائر علی الخطوط من طریق التحلیل و دون التراکیب۔
- ۴) کتاب عنقۃ الاضطراب بالبراہین۔ دو مقالے۔
- ۵) کتاب اخراج النخطین علی نسبتہ (۷) کتاب الدوائر المتماستہ من طریق التحلیل۔
- ۶) کتاب الزیادات علی ارشمیدس فی المقالة الثانیة۔
- ۷) کتاب استخراج ضلع المستطیع فی الدائرة۔

حرف الیا

یحییٰ التحوی المصری

اسکندریہ کا رہنے والا اور شاداری کا شاگرد تھا۔ اسکندریہ کے ایک
گریجے میں پادری کے فرائض سرانجام دیتا تھا۔ نصاب کے فرقہ یعقوبیہ سے تعلق رکھتا تھا۔ ۱۵

۱۶ فرقہ یعقوبیہ۔ یعقوب مار (JACOB) کی طرف منسوب ہے جس کا اصل نام جمیز ریڈیس
تھا۔ ۱۷۵۰ء سے ۱۷۵۵ء کے قریب ایک شہر ٹیلا (TELA) میں پیدا ہوا۔ یہ شخص
عقیدہ تثلیث کا مخالف اور توحید کا قائل تھا۔ اس نے پیرنول کا ایک (یعنی حاشیہ ص ۲۵۸ دیکھیے)

کتب حکمت پڑھنے کے بعد عقیدہ تثلیث (تین ایک میں اور ایک تین میں) سے متنفر ہو گیا۔ جب اس کے "الحاد" کا علم دوسرے پادریوں کو ہوا، تو اسے خوب ڈانٹا ڈپٹا، مناظرے کیے۔ ترغیب و ترہیب سے بھی کام لیا۔ لیکن وہ دُصن کا پکا اپنے عقیدہ پر اڑا رہا۔ نتیجتاً اسے پادریت سے علیحدہ کر دیا گیا اور نوبت یہ اس جا رسید کہ عیسائیوں کی مجلسوں میں بھی وہ بار نہ پاتا۔ جب عمرو بن العاص نے مصر کو فتح کیا اور انھیں یحییٰ کے علم و عرفان اور تثلیث کے متعلق علمائے نصرانیت کے ساتھ مناظروں کا پتلا چلا تو اسے بلا بھیجا۔ اس کے خیالات ابطالِ تثلیث نیرفتلے عالم پہ سٹے اور اس کے منطقی و فلسفی دلائل (جن سے عرب نا آشنا تھے) سن کر بے حد مسرور ہوئے۔ چوں کہ عمرو سلیم الفطرت و صحیح الفکر انسان تھے۔ اس لیے یحییٰ کو اپنا ندیم و جلیس بنا لیا۔

ایک دن یحییٰ نے عمرو کو کہا کہ آپ نے مصر کے تمام خزانوں کو متغفل کر کے معطل بنا دیا ہے۔ میرا ناقص مشورہ یہ ہے کہ جو چیز آپ کے کام کی ہو، اُس پر تو بے شک پیرے بٹھائیں، لیکن باقی ماندہ سے ہمیں فائدہ اٹھانے دیں۔ عمرو نے پوچھا کہ تمھارے فائدے کی کون سی چیز ہے؟ کہا۔ شاہی کتب خانوں میں فلسفہ و حکمت کی کتابیں۔ پوچھا۔ یہ کتب خانے کیسے جمع ہوئے؟ کہا۔ اسکندریہ کا ایک بادشاہ

(صفحہ ۲۵۷ کا لقیہ حاشیہ)۔ بہت بڑا گروہ پیدا کر دیا، جن پر شاہِ رومِ حسینین

(GUSTINIAN) نے بے پناہ مظالم توڑے، لیکن یہ تحریک دبت نہ سکی۔ جب ۱۸۱۲ء میں

پادری (Y.P. BADGER) کو پروانِ یعقوب کی صحیح تعداد معلوم کرنے کا خیال پیدا ہوا

تو صرف ترکی میں اسے ایک لاکھ ایسے عیسائی ملے۔ حلب میں ان کے دس گھرا درجیل طور میں ۱۵۰ دینا

پائے یعقوب نے شام اور قسطنطنیہ کا سفر بھی کیا تھا قسطنطنیہ میں پندرہ برس رہا اور بادشاہ سے اپنے

فرتے کے لیے حقوق مانگتا رہا۔ جب ناکامی ہوئی تو گداروں کے لباس میں اپنے اصول پھیلاتا رہا اس

کی وقت ۱۵۷۸ء میں ہوئی۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے آٹھ برس بعد۔

(انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا)

بطولواؤس فیلاڈلفوس علوم و فنون کا بہت گرویدہ تھا۔ اس نے ایک شخص زمریرہ (ایک نسخے میں عمیرہ) کو جمع کتب کے کام پر لگایا۔ چنانچہ اس شخص نے بڑی تلاش و طلب اور زہر کثیر صرف کر کے ۵۴۱۲ کتابیں جمع کیں۔ بادشاہ نے کتابوں پر نگاہ ڈالی تو بہت خوش ہوا، اور پوچھنے لگا کہ کیا دنیا میں کوئی ایسی کتاب ہے جس کی نقل یہاں موجود نہ ہو؟ زمریرہ نے کہا۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں۔ سیدہ۔ ہند۔ ایران، بحر جان یابل، موصل اور روم میں کتابوں کے بڑے بڑے خزانے موجود ہیں۔ جن کے مقابلے میں ہمارے کتب خانے کی کوئی حقیقت نہیں۔ بادشاہ (وسعت علم پر) حیرت زدہ ہو گیا۔ اور کہا، کہ تلاش و حصول کتب کا کام ہر قیمت پر جاری رکھو یہ کام اس بادشاہ کی ساری زندگی میں جاری رہا۔ اس کی وفات کے بعد اس کے خلفان کتابوں کی اب تک حفاظت کرتے آئے ہیں۔

عمر وہن حاص مصریوں کی علم دوستی پر حیرت زدہ ہو گئے اور کبھی سے کہنے لگے کہ معاملہ اہم ہے، اس لیے خلیفہ سے پوچھ کر تبادلہ گا۔ چنانچہ عمر وہن نے تمام کہانی حضرت فاروق اعظم کو لکھ کر بھیجی اور پوچھا کہ کبھی کو کیا جواب دوں اور ان کتابوں کا کیا کروں؟ امیر المؤمنین نے جواب میں لکھا۔

۱۔ بطالہ کا دوسرا بادشاہ جسے انگریزی میں (PHILADELPHUS) لکھتے ہیں۔ اس نے

۳۰۹ ق م سے ۲۴۶ ق م تک حکومت کی۔ (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا)

۲۔ یہ واقعہ بوجہ غلط معلوم ہوتا ہے۔ اول القفلی نے اس اطلاع کا اتخاذ بیان نہیں کیا۔ نہ

کسی کتاب کا نام دیا ہے اور نہ کسی راوی کا، بلا سند مصنف کی روایت پر کیے یقین آئے۔ القفلی ہم نہیں تھا اور نہ عمر فاروق کے زمانے میں موجود تھا۔ عمر وہن حاص نے ۳۰۹ ق م میں مصر کو فتح کیا تھا اور

القفلی ۵۶۸ ق م کو یعنی ۵۴ سال بعد پیدا ہوتا ہے۔ تاہنا بڑا الزام مائد کرنے سے پہلے القفلی کو

زبردست تاریخی شواہد و دلائل پیش کرنے تھے۔ اگر آج میں کسی کتاب میں لکھ دوں کہ باہر نے

(بقیہ حاشیہ منشا پر)

”اگر ان کتابوں کے معنایں کتاب الہی (قرآن شریف) کے مطابق ہیں تو ہمیں کتاب اللہ کافی ہے اور ہم ان کتب سے قطعاً مستغنی ہیں اور اگر مخالف ہیں تو ان کی ضرورت نہیں، انھیں تباہ کر دو۔“

(صفحہ ۴۵۹ کا لقیہ حاشیہ) :- دو ہزار مسجدیں گرائی گئیں، تو یہ الزام محض اس لیے قابل تسلیم نہیں ہو سکتا کہ مجھ میں اور باہر میں صرف چار سو تیس برس کا فرق ہے۔ دوم۔ عمر فاروق کے زمانے میں ایران، عراق، شام اور ایشیائے کوچک کا کچھ علاقہ بھی فتح ہوا تھا۔ ایران و عراق ہزار ہا سال تک ساسانی و کیانی سلطنتوں کے مرکز رہے۔ ظاہر ہے کہ یہاں کیا کچھ کتابیں موجود نہ ہوں گی۔ انوشیرواں بڑا علم دوست بادشاہ تھا۔ جس نے یزدویہ کو صرف ایک کتاب کلیدہ و دمنہ حاصل کرنے کے لیے ہندوستان میں روانہ کیا تھا۔ انوشیرواں کے دارالکتب میں کلیدہ و دمنہ کے سوا چند اور کتابیں بھی ہوں گی۔ پھر شام، مصر و ایران میں بیسیوں ایسے اطباء، منجم و فلسفی موجود تھے، جن کے پاس افلاطون، ارسطو، جالی نوس اور لٹلی موس کی کتابیں تھیں۔ اگر عمر فاروق کتابوں کے ایسے ہی دشمن تھے تو ان تمام کتب خاںوں کو کیوں نہ جلادیا۔ صرف اسکندریہ کی کتابوں نے کون سا تصور کیا تھا۔ سوم۔ القفطی اور عمرو بن العاص کے درمیان بیسیوں مورخ گزرے۔ مثلاً ابن عساکر (۶۷۸ھ) احمد بن حنبل (۶۹۲ھ) ابو حنیفہ احمد دیناوری (۶۹۵ھ) ابو جعفر محمد بن جریر الطبری (۶۸۳ھ-۶۹۲ھ) علی بن حسین مسعودی بغدادی (۶۹۵ھ) علامہ عینی (۱۰۳۶ھ) خطیب بغدادی (۱۰۴۱ھ) امام الدین اصفہانی وغیرہ اور کسی مورخ نے اس واقعے کا ذکر نہیں کیا۔ ابن القفطی کے ایک معاصر عبد اللطیف بغدادی (۵۵۴ھ) پیدائش نے اپنی تصنیف کتاب الافادۃ والاخبار فی الامور المشاہدۃ والحوادث المعانیۃ بارض مصر (محررہ ۶۰۳ھ) میں لکھا ہے :-

”اور کہا جاتا ہے، کہ مصر کے اس مقام پر ارسطو پڑھایا کرتا تھا۔ اور یہاں ایک کتب خانہ تھا، جسے عمرو بن عاص نے عمر بن الخطاب کے حکم سے جلادیا تھا۔“
(بقیہ حاشیہ ص ۴۶۱ پر)

تعمیل ارشاد میں عمرو بن عاص کتب خانوں کے پیچھے پڑ گئے۔ چھ سال تک اسکندریہ کے محاموں میں یہ کتابیں چلتی رہیں۔ کچھ کتابیں بعض دیگر طریقوں سے تباہ کیں اور اس طرح یہ کتب خانے ختم ہو گئے۔

یہ سبھی کئی کتابوں کا مصنف ہے: تصانیف جالی نوس و ارسطو کے سلسلے میں

اس کے کئی تراجم و تفاسیر کا ذکر آچکا ہے۔ چند دیگر تصانیف کے نام یہ ہیں :-

(۴۶۱) کا لقیہ حاشیہ :- اس عبارت میں کہا جاتا ہے "کا فقرہ عاف عاف بتلار ہا ہے کہ یہ کہانی بعض اہل غرض نے یونہی مشہور کر رکھی تھی۔ اس حوالے کا پہلا حصہ کہ "ارسطو مصر میں پڑھایا کرتا تھا۔ قطعاً غلط ہے۔ ارسطو کبھی مصر میں نہیں آیا۔ اگر عبداللطیف بغدادی کے اس حوالے کا پہلا حصہ غلط ہے اور یقیناً غلط ہے تو دوسرے کو کیوں صحیح سمجھا جائے۔ مزید برآں عبداللطیف محض ایک طبیب تھا (لاحظہ ہو ابن ابی اصیبعہ کی طبقات الاطباء) اسے تاریخ نویسی سے کیا تعلق ہے۔ چارم سلطنت اسلامی (فاروقی) میں ہزاروں تورات داخیل کے نسخے موجود تھے۔ اگر عمر ایسے ہی کتاب سوڑا ہوتے، تو یہ کہہ کر کہ "اگر یہ مخالف قرآن کے مطابق ہیں تو ان کی ضرورت نہیں، اور اگر مخالف ہیں تو جلا دو" ان تمام کتب کو جلا ڈالتے۔ جلا نا تو ایک طرف حضرت عمرؓ ان مخالف کا مطالعہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ وہ روایت مشہور ہے کہ ایک دن عمرؓ غالباً حدیث میں ہی نام ہے) تورات پڑھ رہے تھے کہ رسول اللہ نے فرمایا: "لو کان موسیٰ حیاً لما وسیعہ الا اتباعی۔"

پہنچ۔ یہ سیدم شدہ امر ہے کہ عمرؓ سنت نبوی کے بہت بڑے پیرو تھے۔ آپ کی تمام زندگی اتباع رسول کا بہترین نمونہ تھی۔ علم کی تلاش و اشاعت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی ارشادات موجود ہیں مثلاً اطلبوا العلم ولو کان بالصبین المحکمۃ ضالۃ المؤمن فموا حق بہا حیث وجدھا وغیرہ۔ علم کے حصول کا ذریعہ صرف کتابیں ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ عمرؓ ارشاداتِ نبویؐ کی پرمانہ کرتے ہوئے علم کے وسائل و مخازن یعنی کتب کو جلا ڈالتے (بقیہ حاشیہ ۴۶۲)

(۱) کتاب الرد علی برنلس القائل بالدمر - سولہ مقالے۔

(۲) کتاب فی ان کل جسم متناہ و موتہ منتہاہ - ایک مقالہ۔

(۳) کتاب الرد علی ارسطوطالیس - چھ مقالے (۴) کتاب تفسیر بابا لادسطاطالیس

(۵) کتاب الرد علی نسطورس (۶) کتاب یرد فیہ علی قوم لایعرفون - دو مقالے۔

(۷) کتاب مثل الاول - ایک مقالہ۔

۵

(۲۶۱ کا بقیہ حاشیہ) - ہشتم - خود مدینے میں قرآن حکیم کے علاوہ کئی کتابیں موجود ہوں گی اور کوئی کتاب ہو یا نہ ہو، حسان بن ثابت کا دیوان یقیناً موجود تھا۔ اور غالباً حضرت علیؓ کے بعض اشعار وارشادات بھی تحریر میں آچکے تھے۔ اگر عمرؓ نے من کونہ جلیا، تو مصر کی کتابوں سے کیا غنہ تھی، منقہم حضرت عمرؓ خود بھی علم کے بہت بڑے متلاشی تھے۔ مشہور ہے کہ آپ نے سورہ والعر حبیبہ عائشہ عند لقیہ سے چھ ماہ میں پڑھی تھی۔ اس چھ ماہ میں ادھر ادھر کے معارف بیان ہوئے ہوں گے۔ بعض دیگر علمی، دینی و قرآنی مسائل زیر بحث آئے ہوں گے اور اسی چیز کا نام علم ہے۔ جب یہی مسائل و مباحث حروف کی صورت اختیار کر لیتے ہیں تو کتاب بن جاتی ہے۔ ایک ایسی کتاب کو چلانا گویا حکمت و دانش کو ختم کرنا ہے۔ اور عمرؓ جیسے فرماں روا سے ایسی حرکت قطعاً غیر متوقع ہے۔

ہشتم - طلبائے تاریخ اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ تمام عرب حضرت عمرؓ کی بے حد عزت کیا کرتے تھے اور آپ کے ہر عمل کو رسول کریم کا عمل سمجھتے تھے۔ اگر حضرت عمرؓ نے یہ کتب خانہ جلیا ہوتا تو عمرؓ کے معاصر عبداللہ بن عباس تفسیر لکھنے کی ہمت نہ کرتے۔ تفسیر میں صرف قرآن شریف تو ہوتا نہیں، بہت سے دیگر مسائل و واقعات بھی آجاتے ہیں اور یہ باقی چیزیں اسی دلیل کے ماتحت کہ "اگر قرآن کے موافق....." یا تو تحریر میں آتیں ہی نہ، اور اگر آپ کی تھیں تو جلا دی جاتیں۔ ہم عمرؓ کے ہر عمل کی نہایت خلوص سے پیروی کی جاتی تھی مگر عمرؓ نے کتابیں جلانے کی سنت قائم کی تھی تو کیوں باقی عربوں نے آپ کی پیروی نہ کی۔ کیوں چند سال بعد (بقیہ حاشیہ ص ۲۶۳)

سچی نے اسطو کی کتاب السماع الطبیعی کی تفسیر لکھی ہے۔ اس تفسیر میں زمانے پر بحث کرتے ہوئے تمثیلاً لکھتا ہے :-

(صفحہ ۲۶۲ کا بقیہ حاشیہ)۔ امام مالکؒ (۶۴۳-۶۴۵ء) نے موطا اور بخاری (۸۰۰ء) نے صحیح بخاری لکھی۔ کیا ان بزرگوں کو کسی نے نہ بتایا تھا کہ عمرؓ کتابیں جلانے کی سنت ڈال گئے ہیں۔ اگر ان کو اس حقیقت کا علم نہ تھا (حالانکہ امام مالکؒ کی پیدائش حضرت عمرؓ کی وفات سے صرف ساٹھ سال بعد دینے میں ہوئی تھی۔ اور اس وقت سیکڑوں ایسے بزرگ موجود ہوں گے جنہوں نے عمرؓ کو دیکھا ہو گا۔ اگر اس قریب زمان و وحدت مکان کے باوجود امام مالکؒ کو اس حقیقت کا علم نہ ہو سکا) تو پان سو سال بعد القحطی پر کون سا فرشتہ نازل ہوا تھا، جو یہ حکایت سنا گیا۔

دہم :- یورپ کے مندرجہ ذیل مورخ اس واقعے کی صحت سے منکر ہیں :-

(۱) مسٹر گین (وفات ۱۶۹۶ء) ملاحظہ ہو "رومن امپائر"۔

(۲) پروفیسر ڈاٹا پروفیسر ہری آکسفورڈ نے ۱۸۰۱ء میں اس پر ایک محققانہ مقالہ

لکھا تھا۔ (ملاحظہ ہو "خلعائے محمد" تصنیف دانشمندان اردناک ص ۱۱۳)

(۳) ڈاکٹر ڈریسپال ال ڈی۔ پروفیسر نیویارک کالج امریکہ (ملاحظہ ہو آپ کی کتاب

"معرکہ مذہب و سائنس" بیواں ایڈیشن۔ مطبوعہ لندن ۱۸۸۶ء ص ۱۰۴)

(۴) مسٹر انڈیو کرٹین (ملاحظہ ہو "تاریخ عرب قدیم و جدید" جلد اول ص ۳۹۳)

(۵) آر تھر گلیمین۔ (ملاحظہ ہو "سیر لیننز" دوسرا ایڈیشن ص ۲۵۴)

یا زور ہم۔ حالات مصر پر بڑی بڑی معتبر کتابیں لکھی جا چکی ہیں مثلاً (۱) ابو عمر الکندی (م ۲۲۶ء)

کی "خطط مصر" (۲) ابن شاہین (۳۸۵ء) کی "کشف الممالک" (۳) محمد بن عبداللہ

(۴۲۲ء) کی "تاریخ مصر" (۴) قطب الدین حلی (۴۳۵ء) کی "تاریخ مصر وغیرہ۔ اگر

یہ تمام کتابیں جمع کی جائیں، تو تعداد ساٹھ سے متجاوز ہو جائے۔ ان تمام کتابوں میں اس

واقعے کا کسی ذکر نہیں ملتا۔ اللہ جانے القحطی کو یہ چیز کہاں سے ملی۔

یحییٰ بن ابی منصور

دربار مامون کا مشہور و بلند پایہ منجم جسے خلیفہ نے (۲۱۵-۱۶-۱۷) میں چند دیگر منجموں کے ساتھ مشاہدہ کو اکب کا حکم دیا۔ چنانچہ یہ بغداد اور دمشق کے جیل قاسیوں والی رصدگاہ میں کام کرتا رہا۔ جب ۲۱۸ھ میں مامون کی وفات ہو گئی تو یہ کام رک گیا۔ یحییٰ کی وفات روم کے ایک شہر میں ہوئی تھی۔ اس کی دو کتابیں یعنی

کتاب التزیج الممتحن و کتاب العمل بسدس ساعۃ فی الارض لعارض یمدینۃ السلام بہت مشہور ہیں۔

ابو معشر کہتا ہے کہ مجھے محمد بن موسیٰ المتعم (خواندی نہیں) الجلیس نے بتایا کہ اُسے یحییٰ بن ابی منصور نے مندرجہ ذیل کہانی سنائی تھی۔ یحییٰ کہتا ہے:

۱۰ " ایک دن میں مامون کی مجلس میں پہنچا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ چند منجم بیٹھے ہیں اور ایک ندی نبوت بھی بیٹھا ہوا ہے لیکن ہمیں اس کے دعویٰ نبوت کا علم نہ تھا۔ مجھے دیکھتے ہی مامون نے کہا۔ اچھا بھائی! تم چند دیگر منجموں کے ساتھ مل کر ذرا معلوم لو کہ یہ شخص سچا ہے یا جھوٹا۔ حکم دے دیا۔ لیکن یہ نہ بتلایا کہ اس کے دعوے کی نوعیت کیا تھی۔

ہم محل کے ایک صحن میں چلے گئے۔ وہاں زائچہ تیار کیا۔ شمس و قمر ایک خانے میں اور سہم السعادة و سہم الغیب دوسرے خانے میں نکلے۔ اسی خانے میں اس وقت کا طالع بھی موجود تھا۔ سنبیلہ سے جدی مشتری اور عقرب سے زہرہ و عطارد اس طالع کو جھانک رہے تھے اس زائچے

۱۵ لہ و مشتق کے پاس ایک پہاڑ جس پر کئی انبیاء و اکابر کی قبریں ہیں اور کہتے ہیں کہ یہاں ایک قمار ہے۔ جہاں قابیل نے بائبل کو قتل کیا تھا۔ (نزدہت منہ ۲۵)

کو دیکھتے ہی تمام منجم بہ یک زبان بول اٹھے کہ وہ شخص اپنے دعوے میں سچا ہے۔ اور امیر المومنین کے سامنے اپنی رائے بیان کر دی۔

امیر المومنین نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا: "تم نے ابھی تک اپنی رائے نہیں دی۔ میں نے عرض کی "میری رائے اپنے ساتھیوں سے مختلف

ہے۔" امیر المومنین فرمانے لگے "وہ کیسے؟ میں نے کہا کہ ان حضرات نے زائچے کو کسی اور نقطہ نگاہ سے دیکھا ہے اور میرے نتائج کچھ اور ہیں۔ میرے

خیال میں اس شخص کو اپنے دعوے کا خود بھی یقین حاصل نہیں۔ اور وہ آج کل اس کوشش میں ہے کہ کسی نہ کسی طرح کہیں سے ایسے شواہد پیدا

کرے جو اس کے دعوے کو صحیح ثابت کر سکیں۔ کیا یہ زائچہ تمہاری اس رائے کی تائید کرتا ہے؟" امیر المومنین نے پوچھا "یقیناً" میں نے عرض

کیا۔ اس لیے کہ مشتری..... دیہ پانچ

سطریں خالص جوش سے تعلق رکھتی ہیں اور میں اس علم سے بے بہرہ ہوں، اس لیے سمجھ نہیں سکا۔ مترجم..... مامول نے

میرے دلائل سن کر مجھے شاباش دی اور اس کے بعد بتلایا کہ یہ شخص مدعی نبوت ہے۔ میں نے کہا کہ اس سے کوئی دلیل تو پوچھی جائے۔

مدعی نبوت کہنے لگا کہ میرے پاس دو نبوت ہیں۔ اول میری

انگوٹھی، کہ اگر اسے کسی اور کی انگلی میں پہنا دیا جائے تو اسے ہنسی کا ایک دودھ سا پرتا ہے اور جب تک یہ انگوٹھی اتار کر دور نہ پھینک دے

ہنسی بند نہیں ہوتی۔ دوم، میرے پاس ایک قلم ہے، جو کسی دوسرے کے ہاتھ میں کام نہیں دیتا۔ مامول کے کہنے پر یہ دونوں شعبہ دیکھلائے میں نے عرض کی کہ یہ سب کچھ جادو ہے اور زہرہ و عطارد کا اثر ہے جو

اس کی حتم پتہری میں موزوں مقام پر پڑے ہوئے ہیں۔ اُس شخص نے اپنی فریب کاری کو تسلیم کر دیا۔ خاتمِ قلم کی شہید سے بازی سے پردہ اٹھ گیا اور اُس نے اپنے گناہ سے توبہ کر لی اور ماموں نے خوش ہو کر ایک ہزار دینار انعام دیا۔ یہ شخص عبداللہ بن السری کے حلقہ درس میں شامل ہو گیا اور بہت بڑا متحکم بن گیا۔

ابو معشر کہتا ہے کہ بغداد کی بعض ملحقہ بستیوں اور محلوں میں بھونڈول (بول دیوار کی گولیاں بنانے والا کھنگال) کی کثرت اسی کے جادو کا نتیجہ تھی۔ نیز ابو معشر کہتا ہے کہ اگر میں اس وقت موجود ہوتا تو اُس زاپچے کی تفسیر لوں کرتا کہ بُرج میں انقلاب ہے۔ مشتری پر وبال ہے۔ قمر و بہ ذوال ہے اور ہر دو ستارے بُرج کذاب یعنی عقرب کو جھانک رہے ہیں، اس لیے مدعی کا دعویٰ باطل ہے۔

یحییٰ بن اسحاق الطیب الاندلسی

یحییٰ کا والد اسحاق امیر عبداللہ کے زمانے میں مشہور طبیب تھا اور خود یحییٰ کو فنی علاج میں وہ ملکہ حاصل تھا کہ اس کی قابلیت سے عبدالرحمان نامر اموی الی اندلس

۱۰۔ ان بھونڈول (خنافس) کی وجہ سے دجلہ کے مغربی کنارے کا ایک موضع دیر الخنافس کہلاتا ہے اس موضع میں ہر سال ان بھونڈول کی وجہ سے تین دن تک درد دیوار سیاہ رہتے ہیں اور تین دن کے بعد ایک بھونڈ بھی کہیں نظر نہیں آتا۔ ۱۱۔ امیر عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمان دوم بن حکم بن ہشام بن عبدالرحمان الداخل قرطبہ کا ساتواں فرماں روا تھا۔ ۱۲۔ ۱۳۔ میں تخت پر بیٹھا اور ۱۴۔ میں فوت ہوا۔ ۱۵۔ عبدالرحمان سوم الناصر (۳۰۰ - ۳۵۰) محمد کا بیٹا اور امیر عبداللہ کا پوتا تھا، جو امیر عبداللہ کے بعد تخت نشین ہوا۔

بہت متاثر ہوا۔ اور اسے اپنا وزیر مقرر کر لیا۔ جب یہ طبیب مسلمان ہو گیا۔ تو عیدالرحمان نے اسے بعض عمو لوں کا حامل بنا دیا۔ اس کی کتناش دکلیات طب (حس کا نام ابرہیم ہے۔ نہایت فاعلانہ تصنیف ہے۔ چوں کہ اس کی بنیاد طب رومی کے اصولوں پر رکھی گئی تھی۔ اس لیے اندلس میں نہ تو مقبول ہوئی اور نہ مشہور۔

ایک دن طبیب اپنے گھر کے دروازے پہ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بدو شور مچاتا ہوا آیا۔ "وزیر کو بلاؤ کہ میں مر چلا۔" وزیر نے آگے بڑھ کر

حکایت

پوچھا۔ تمہیں کیا دکھ ہے۔ کتنے لگا کہ میرے آلہ تناسل کے سوراخ میں سخت درم ہو گیا ہے، جس سے پیشاب رکا ہوا ہے۔ وزیر نے کہا۔ دکھاؤ۔ دیکھ کر ہمارے کے ساتھی سے کہا کہ ایک عبات پتھر کہیں سے اٹھا لاؤ۔ جب وہ لے آیا، تو کہا کہ آلہ تناسل کا سر اس پتھر پر رکھو۔ تعمیل کی گئی۔ طبیب نے آلہ تناسل کے سر پر اس زور سے ایک مٹکا مارا کہ بیمار شدت درد سے بے ہوش ہو گیا اور زخم سے پیپ اور خون بہنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد مریض نے آنکھ کھولی اور محال پوری روانی سے پیشاب کیا۔ حکیم نے کہا، اب تم اچھے ہو گئے ہو اور جاسکتے ہو۔ لیکن میں اتنا ضرور کہوں گا، کہ تم پر لے درجے کے احمق و بے ہودہ انسان ہو کہ تم نے ایک چارپائے کی دُبر میں آلہ تناسل ڈال دیا۔ اندر کوئی جو کا دانہ تھا، جو تمہارے آلہ تناسل کے سوراخ میں چبھ گیا۔ اور یہ ساری خرابی وہیں سے پیدا ہوئی۔ بیمار نے اپنی حماقت کا اقرار کیا۔ اور شرمندگی سے سر جھکا لیا۔

یحییٰ بن سعید ابن ماری ابو العباس النصرانی المعروف بالمسیحی

ساکن مقامات کا مصنف اور مشہور طبیب و ادیب جو بصرے میں طبابت کیا کرتا تھا۔ چوں کہ باعنی قریب میں فوت ہوا ہے۔ اس لیے میں کئی ایسے علمائے اہل ہوں، جنہوں نے یحییٰ سے درس لیا تھا۔ ان میں سے ایک ابو حامد محمد بن محمد بن ۵
حامد بن آلاء الصغھانی العجمی اور دوسرا البصری المعلم الحنفی تھا۔ موصوفہ المذکر اس کے مقامات سنایا کرتا تھا۔

المسیحی شاعر بھی تھا اور لیسادقات بصرے میں آنے والے احکام کی شان میں قصائد بھی پڑھا کرتا تھا۔ طبیب کے ایک موضع الدویر (ایک نسخے میں المدوین) کا رہنے والا تھا۔ علم ادب، ادب عربی، شاعری و انشائیہ فاعل زمانہ سمجھا جاتا تھا۔ ۱۰
طبابت ذریعہ معاش تھا۔ اس کا والد دویر کو چھوڑ کر بصرے میں آ گیا۔ یہاں المسیحی پیدا ہوا۔ اس کی وفات ۱۹-۲۰ رمضان ۵۸۹ھ کو ہوئی۔
پڑھاپے پر اس کے دو شعر ملاحظہ ہوں:-

(۱) جب بڑھاپے کی علامات ظاہر ہوئیں تو نیند مجھ سے بھاگ گئی اور نفرت کرنے لگی۔

(۲) سچ ہے، جب آسمان پر کو اکپ رجم (شیطانوں کو بھگانے والے) نمودار ہوں، تو شیطان بھاگ جاتے ہیں۔

۱۰ طبیب۔ واسط و تستر کے درمیان ایک شہر۔ (قاموس)

یحییٰ بن عدی بن حمید بن زکریا المنطقی البوزکرانی

نزہل بغداد

اپنے زمانے میں منطقیوں کا رئیس جس نے ابولشیر متی بن یونس، ابوالنصر محمد بن محمد بن طرخان الفارابی اور چند دیگر علماء سے تعلیم حاصل کی۔ یہ لحاظ عقائد یعقوبی نصرانی تھا۔ اپنے ہاتھ سے کتابیں نقل کیا کرتا تھا۔ خط نہایت عمدہ تھا۔ ایک دفعہ کسی دوست نے ملامت کی کہ تمام دن ایک جگہ بیٹھ کر کتابیں نقل کرتا کہاں کی عقل مندی ہے۔ کہنے لگا کہ میں اب اس بیٹھنے اور لکھنے کا عادی ہو گیا ہوں، میں نے تفسیر طبری دو دفعہ نقل کی ہے۔ متکلمین کی بے شمار کتابیں نقل کر چکا ہوں اور محکم فیصلہ کر لیا ہے کہ ہر روز کم از کم ایک سو یا کچھ اور پر عنفات نقل کروں گا۔ اس کی چند تصانیف کے نام یہ ہیں :-

- (۱) کتاب نقص حج القائلین بان الافعال خلق اللہ و کتاب العبد
- (۲) کتاب تفسیر طوبیقا لارسطو (۳) کتاب مقالة فی البحوث الخمسة عن الروس الثمانية
- (۴) کتاب فی تبیین الفصل بین عناصرتی المنطق الفلسفی والنحو العربی۔
- (۵) کتاب فی فصل عنانہ المنطق (۶) کتاب ہدایۃ من تاه الی سبیل النجاة۔
- (۷) کتاب فی تبیین ان للعدد والاضافۃ ذاتین موجودتین فی الاعداد۔
- (۸) مقالة فی استخراج العدد المضم (۹) مقالة فی ثلاث بحوث غیر المتناہی۔
- (۱۰) تعلیق فی ثلاث بحوث غیر المتناہی۔
- (۱۱) مقالة فی ان کل متصل انما ینقسم الی منفصل
- (۱۲) کتاب جواب یحییٰ بن عدی من فصل من کتاب ابی الجیش الخوی فیما ظنہ،

ان العدد غیر متناہی۔

- (١٣) مقالة في الكلام في ان الافعال خلق الله والكتاب العباد
- (١٤) كتاب اجوبة لبشر اليهودي عن مسأله
- (١٥) كتاب شرح مقالة الاسكندر (الافروديسي) في الفرق بين الجنس والمادة
- (١٦) مقالة في ان حرارة النار ليست جوهرًا للنار (١٤) مقالة في غير المتناهي-
- (١٨) مقالة في الرد على من قال بان الاجسام مجلّبة على طريق المجمل
- (١٩) تفسير فصل من المقالة الثامنة من السماع الطبيعي لارسطوطاليس
- (٢٠) مقالة في انه ليس شئ موجود غير قتناه لا عدوا ولا عظما
- (٢١) مقالة في تنزيه قول العالمين بتركيب الاجسام من اجزاء لا تتجزأ
- (٢٢) مقالة في تبين عنللة من يعتقد ان علم الباري بالامور الممكنة قبل وجودها-
- (٢٣) تعليقات اخرى في هذا المعنى (٢٢) مقالة في ان الكرم ليس فيه تضاد-
- (٢٥) مقالة في ان القطر غير مشترك للضلع (٢٦) عدة مسائل في كتاب الياغوجي
- (٢٤) مقالة في ان الشخص اسم مشترك (٢٨) مقالة في الكل والاجزاء
- (٢٩) تفسير الالف الصغرى من كتب ارسطوطاليس فيما بعد الطبيعة
- (٣٠) مقالة في الحاجة الى معرفة اهميات الجنس والفصل والنوع والخاصة
والعرض في معرفة البرهان
- (٣١) مقالة في الموجودات (٣٢) مقالة في ان كل متصل ينقسم الى اشياء يتقسم دائما
بغير نهاية-
- (٣٣) كتاب اثبات طبيعة الممكن واكوى الحجج على ذلك والتنبه على فسادها
- (٣٢) كتاب التوحيد (٣٥) مقالة في ان المقولات عشرة لا اقل ولا اكثر
- (٣٦) مقالة في ان العرض ليس موجودا للتسع المقولات العرضية
- (٣٤) مقالة في تبين وجود الامور العامية (٣٨) قول في الجزء الذي لا يتجزأ

(۳۹) مختلف مضامین پر تعالیق۔

(۴۰) قول فی تفسیر اشیاء ذکرہ عند ذکرہ ففعل متاعہ المنطق

(۴۱) تعالیق عدہ عنہ عن ابی بشر مثنیٰ فی امور حیرت بینہما فی المنطق

(۴۲) مقالہ فی قسمۃ الاجناس الست التي لم یقسمہا ارسطو الی اجناسہا المتوسطة

والواعما و اشتقاقہا۔

۵

(۴۳) مقالہ فی البحوث العلمیۃ الاربعۃ عن اصناف الموجود الثلثۃ الالہی والطبیعی والمنطقی۔

(۴۴) مقالہ فی نہج السبیل الی تحلیل القیاسات۔

(۴۵) کتاب الشبہۃ فی البطلال الممكن۔

(۴۶) جواب الدارمی و ابی الحسن المتکلم عن المسئلۃ فی البطلال الممكن۔

۱۰

(۴۷) مقالہ بنیۃ، و بین ابراہیم بن عدی الکاتب و مناقضۃ فی ان الجسم جوہر و عرض

(۴۸) مقالہ فی جواب ابراہیم بن عدی الکاتب

(۴۹) رسالۃ کتبہا لابی بکر الادمی العطار فی ما تحقق من اعتقاد الحکماء بعد النظر

والتحقیق۔

الوزکر یا حکیمی بن عدی کی وفات جمعرات کے دن ۲۰، ۲۱، ۲۲ رذی القعدہ ۳۶۲ھ

۱۵

مطابق ۱۳ ماہ آب ۱۲۸۵ھ اسکندریہ کو ہوئی۔ بیعتہ القطیعیۃ (بغداد) میں

دفن ہوا۔ اکیاسی برس (شمسی) عمر پائی۔ ایک مقام پر اس کی تاریخ وفات

جمعرات ۲۰، ۲۱ رذی القعدہ ۳۶۳ھ درج ہے۔

یحییٰ بن علی بن یحییٰ المتعم

علوم ادب اور علم الآداب کا فاضل جو نجابتِ اصل (اس کے آبا و اجداد سردار تھے) اور کمالِ فضل کی وجہ سے اُمراء و خلفاء کا تدبیر رہا ہے۔ پیر کی رات ۱۶، ۱۷ ربیع الآخر ۳۳۷ھ کو وفات ہوئی۔

یحییٰ بن التمیم حکیم معتمد الملک النصرانی

سلطنتِ عباسیہ کا طبیب و مشیر، علم کامل، خلق عالی اور معرفت کاملہ کا مالک تھا۔ دولت کے لحاظ سے خوش قسمت تھا۔ المستظهر باللہ کے آخری ایام یعنی تقریباً ۵۱۲ھ تک زندہ رہا۔ شعر اچھے کہتا تھا۔ ایک نعتِ سیف الدلہ نے ایک عمارت (مہمان سرا) بنوائی، جو تیار ہوتے ہی جل گئی۔ اس پر یحییٰ نے یہ شعر کہے۔

”تم نے یہ بلند عمارت بنوائی، اور تمہارا ارادہ یہ تھا کہ یہ تعمیر عظمت و شرف میں کیوں سے بھی بڑھ جائے عمارت کو کہیں سے معلوم ہو گیا کہ تم اسے احسان، عزت اور انسانی بھلائی کے لیے تیار کر رہے ہو۔ عمارت نے بھی تمہارے اخلاقِ عالیہ کی تقلید کی کہ آگ جلا کر تم سے پہلے مہمانوں کی خاطر و مدارات شروع کر دی۔“

ایک جگہ کہتا ہے:-

المستظهر باللہ (۲۸۶ - ۵۱۲ھ)

” تمہارا فراق میری موت ہے۔ مجھے اور زیادہ تباہ نہ کرو۔ تم شمع ہو اور میں آگ۔ جدائی میں تم خود بھی بجھ جاؤ گے۔“

ایک اور شعر ملاحظہ ہو :-

” آنے والے کی خوشبو اس سے پہلے آگئی، اور پیاسے عاشق کی پیاس بجھا گئی۔“

۵

یحییٰ بن سہل (ایک نسخے میں سہیل) السدید للوالبشر المنجم التکریتی

تکریت کا مشہور منجم و پیش گو، جو بغداد میں اکثر جایا کرتا۔ اور وہاں کے رؤسا کی صحبتوں میں شامل ہوا کرتا تھا۔ ہلال بن المحسن بن ابراہیم الصائبی اور یحییٰ بن سہل سے ملاقاتیں اکثر ہوا کرتی تھیں۔ تکریت کے متعلق ہلال نے اپنی تاریخ میں یحییٰ بن سہل کی چند روایت کردہ حکایات درج کی ہیں۔ ابن سہل کا خاتمہ یوں ہوا کہ موصل اور گرد و نواحی علاقے کے امیر المنیع قرواش العقیلی نے اسے قتل کر دیا۔

۱۰

ابو المنیع بنی عقیل کا دوسرا فرماں روا تھا۔ بنو عقیل قبائل ممر کے بنو کلیب سے تعلق رکھتے تھے جو بغداد قبول اسلام شام و عراق میں ہجرت کر آئے تھے۔ انھوں نے موصل میں ۳۸۶ھ سے ۴۸۹ھ تک حکومت کی۔ پہلا بادشاہ حسام الدولہ متولد بن المسیب بن رافع بن مقلد (۳۸۶-۴۹۱ھ) تھا۔ دوسرا قرواش (۴۹۱-۴۹۲ھ)۔ تیسرا ابو کمال برکہ بن حسام الدولہ قرواش کا بھائی تھا۔ چوتھا قرواش بن ابو الفضل بدران بن حسام الدولہ مقلد (۴۵۸ھ)۔ پانچواں مسلم بن قریش (۴۷۸ھ)۔ چھٹا۔ ابراہیم بن قریش (۴۸۶ھ) اور ساتواں علی بن مسلم (۴۸۹ھ) تھا۔

یحییٰ بن عیسیٰ بن حمزہ بن ابو علی الطیب البغدادی النصرانی

- بغداد کا ایک نصرانی طبیب جس نے کرخ کے کنارے سے درس طب لیا تھا پھر منطق سیکھنے کا ارادہ کیا۔ کنارے مذکورہ میں کوئی منطقی موجود نہ تھا۔ کسی نے اسے بتلایا کہ ابو علی بن الولید شیخ المعتز لہ علم کلام و منطق کا فاضل ہے۔ چنانچہ
- ۵ ابن الولید کی خدمت میں حصول علم کے لیے جا پہنچا۔ ابن الولید اسے درس بھی دیتا اور براہین و اعتمہ سے اسلام کی صداقت بھی ثابت کرتا رہتا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ابن عیسیٰ مسلمان ہو گیا۔ جب اس کے اسلام کی خبر قاضی القضاة ابو عبد اللہ الدرامغانی کو پہنچی، تو بہت خوش ہوا، اور اپنی عدالت میں قبائلیہ نولسی پر لگا لیا۔ ابن عیسیٰ، تمام محلے اور تمام دوستوں کا علاج مفت کیا کرتا تھا۔ دوائیں بھی اپنے پاس سے خرید کر دیتا تھا۔ جب مرض الموت میں گرفتار ہوا، تو اپنی تمام کتابیں امام ابو حنیفہ کے مشہد میں دے دیں۔ اس کی وفات ۲۷۳ھ میں ہوئی۔

اس کی دو کتابیں کافی مشہور ہیں :

(۱) کتاب المنہاج فی الاعتدلیۃ والادویۃ (۲) کتاب تقویم الابدان مجدول۔

یعقوب بن اسحاق الکندی

- ۱۵ یعقوب بن اسحاق بن الصباع بن عمران بن اسماعیل بن محمد بن الاسعد بن قیس بن معدی کرب بن معاویہ بن جبلة بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ الاکبر بن الحارث الاعمر بن معاویہ بن الحارث الاکبر بن معاویہ بن ثور بن مرثع بن کنده بن غفر بن عدی بن الحارث بن مرة بن ادر بن زید بن شجب بن عرب بن زید بن کہلان بن سباد بن شجب بن لعرب بن قحطان ابو یوسف الکندی۔

۱۵ امام ابو حنیفہ کی وفات ۲۵۵ھ میں ہوئی اور بغداد میں دفن ہوئے۔

اسلام کا یہ مشہور و معروف فلسفی و منجم یونانی، ایرانی اور ہندی حکمت کا
فاضل اور دیگر علوم کا ماہر تھا۔ دنیا میں فلسفی عرب کے لقب سے مشہور ہے۔
حکمرانوں کی اولاد تھا۔ اس کا والد اسحاق بن الصباح ہمدی و رشید کی طرف سے
کوٹنے کا گورنر رہا۔ اس کا دادا اشعث بن قیس ^۱ آنحضرت علی اللہ علیہ وسلم کا
صحابی اور اس سے ذرا پہلے تمام کندہ ^۲ پر حکم ہاں تھا۔ اشعث کا والد قیس بن
معدی کرب بھی کندہ کا فرماں روا تھا۔ یہ قیس وہی ہے جس کی تعریف میں ^۳ اعشی
بن قیس نے چار لمبے لمبے قصائد لکھے تھے، جو یوں شروع ہوتے ہیں:-

(۱) لَعْمُرُكُ مَا طُولُ هَذَا الزَّمَانِ

(۲) سَرَّحَلَتْ سُمَيَّةُ غُدُوَّةً أَجْمَلَهَا

(۳) أَاثْرُ مَعْتٍ مِنْ آلِ بَيْتِي ابْتِكَارًا

(۴) أَتَحْيُرُ غَايِبَةً أَمْ قُلُوبًا

قیس کا والد معدی کرب اور دادا معاویہ بن جبلة حضرت موت ^۳ میں

۱۔ کندہ، یمن کا ایک قبیلہ جس کے ایک بزرگ عقیق بن عدی بن حارث کا لقب کندہ
تھا۔ عرب کا مشہور شاعر امراء القیس بن حجر بن حارث اسی قبیلہ سے تھا۔ حارث
کندہ کا امیر ادریس کے تباؤں یعنی منند وغیرہ کا باج گزار تھا۔ اس خاندان نے
۲۸۰ء میں اقتدار حاصل کیا۔

۲۔ اعشی کا اصل نام مہیون تھا۔ یہ اتنا بڑا ہجو گو تھا کہ جب کسی امیر سے انعام وغیرہ
طلب کرتا تو وہ ہجو کے ڈر سے فوراً تعمیل کرتا۔ جب اعشی ^۳ آنحضرت صلعم کو دیکھنے
کے لیے آیا، تو ابوسفیان نے اسے ایک سوادنٹ دیے۔ تاکہ تمام عرب کو قریش
کے خلاف بھڑکاتا نہ پھرے۔

۳۔ حضرت موت، یمن کے ایک عوبے نیز ایک قبیلے کا نام۔

بنو حارث الاعتر بن معاویہ پر حکم رال تھے۔ معاویہ بن الحارث الاکبر اس کا
والد الحارث الاکبر۔ اس کا دادا معاویہ اور پردادا ثور، مشرقیامہ اور بحرین
میں معدیہ حکومت کیا کرتے تھے۔

الکندی وہ واحد حکیم ہے، جسے فیلسوف عرب کا لقب عطا ہوا اس کی
تصانیف تعداد میں بہت ہیں۔ اس کی تمام چھوٹی بڑی کتابوں کا ذکر آگے آگے گا۔ ۵
یا وجود ایک متحر عالم ہونے کے اس کی تصانیف میں ایک نقص پایا جاتا ہے
کہ بعض مقامات پر غیر یقینی دلائل سے کام لیتا ہے۔ کہیں عبارت آرائی شروع کر دیتا
ہے اور کہیں نقل اشعار کی طرف جھک پڑتا ہے۔ عنعنات تحلیل سے کہیں کام نہیں لیا
اگر اس عنعنات سے نا آشنا تھا، تو قابل افسوس ہے، اور اگر آشنا تھا، اور عمداً
نظر انداز کی تو کہنا پڑے گا کہ الکندی نے علما کا راستہ اختیار نہیں کیا۔ اس نے
اپنی تصانیف میں زیادہ تر عنعنات ترکیب سے کام لیا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے
کہ ان کتب سے عرف متحر عالم فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔
ابن حلیل الاندلسی کہتا ہے :-

۱۵ " الکندی ایک شریف الاصل بصری تھا، جس کا دادا بنو ہاشم
(عباسیہ) کی طرف سے بعض ولایات پر حکمران رہا۔ بصرے میں اس

۱۶ بحرین میں ایک پُرانا قلعہ۔ (قاموس)

۱۷ بصرہ دکن کے درمیان ایک شہر (قاموس)

۱۸ عمان و بصرے کے درمیان ایک شہر (قاموس) ممکن ہے اس وقت اس نام کا کوئی شہر
بھی ہو سکیں آج کل بحرین ایک جزیرے کا نام ہے جو خلیج فارس میں واقع ہے۔ اور
فالبابا بہاں مراد ہی جزیرہ ہے۔

۱۹ معد، ایک قبیلے کا نام جس کا تبادلہ معدیہ مدنان تھا۔ (قاموس)

کی آباؤی جاگیر موجود ہے۔ پھر سے بعد میں حصول علم کے لیے گیا اور رفتہ رفتہ طب، فلسفہ، حساب، منطق، موسیقی، ہندسہ، علم الاعداد و ہنریت میں یگانہ روزگار بن گیا۔ علم کی بدولت بادشاہوں کا تدریم بنا کتب فلسفہ کی ایک کثیر تعداد عربی میں منتقل کر کے ان کی مشکلات دور کیں۔ اہل منطق کے رنگ میں توحید و نبوت پر بے نظیر کتابیں لکھیں ایک کتاب آدابِ نفس پر لکھی، جس کا نام تسہیل سبل الفضائل ہے اقلیم معمورہ پر بھی ایک کتاب لکھی۔ اس کی تمام تصانیف کی مکمل فہرست درج ذیل ہے:-

کتب فلسفہ | (۱) کتاب الفلسفة الاولی فی بادون الطبیعیات والتوحید۔

(۲) کتاب فی الفلسفة الداخلة (۳) کتاب فی اثبات التنازل الفلسفة الا لعلم الیافضل

(۴) کتاب المحث علی تعلم الفلسفة (۵) کتاب فی قصدا رسطو فی المقولات۔

(۶) کتاب ترتیب کتب ارسطو (۷) کتاب فی مقیاسہ العلمی۔

(۸) کتاب اقسام العلم الالہی (۹) کتاب ما یتبع العلم و اقسامہ۔

(۱۰) کتاب فی ان افعال الباری کلہا عدل۔

(۱۱) کتاب فی ما یتبع الشئ الذی لا نہایت لہ۔

(۱۲) رسالہ فی الایاتہ ان لا یكون جرم العالم بلا نہایت۔

(۱۳) کتاب فی الفاعلۃ و المتفعلة من الطبیعیات۔

(۱۴) کتاب فی اعتبارات الجوامع الفکریتہ۔

(۱۵) کتاب فی مسائل سئل عنہا فی منفعۃ الریاضات۔

(۱۶) کتاب فی سبب المدعی ان الاشیاء الطبیعیۃ تفعل فعلا واحدا

بایجاب الخلقۃ۔

(۱۷) کتاب فی الرقیق فی الصناعات -

(۱۸) کتاب فی قسمة القانوں - (۱۹) رسالة فی ماهیة العقل -

(۲۰) رسالة فی رسم رتاع الی الخلقاء والوزراء -

کتاب منطقی | (۲۱) کتاب المدخل المنطقی المستوفی (۲۲) کتاب المدخل المختصر

(۲۳) کتاب المقولات العشر -

(۲۴) کتاب فی الایاتمة عن قول بطلمیوس فی اول المجسطی حاکماً عن ارسطو فی اتالوطیقا -

(۲۵) کتاب فی الاخراس عن خدیج السوفسطایئیة (۲۶) کتاب فی البرهان المنطقی -

(۲۷) رسالة فی الاصوات الخمسة (۲۸) رسالة فی سمع الکلیان -

(۲۹) رسالة فی آلة مخرجة للجوامع -

کتاب حساب | (۳۰) رسالة فی المدخل الی الارثماطیقی -

(۳۱) رسالة فی الحساب الهندی (۳۲) رسالة فی الاعداد التي ذکرها اقلطون فی کتاب السیاسة

(۳۳) کتاب فی تالیف الاعداد (۳۴) رسالة فی التوحید من جهة العدد -

(۳۵) رسالة فی استخراج النجی والضمیر (۳۶) رسالة فی الزجر والغالی من جهة العدد -

(۳۷) رسالة فی المخطوط والقریب بعد الشعر (۳۸) رسالة فی الکیمة المضافة -

(۳۹) رسالة فی النسب الزمانیة (۴۰) رسالة فی الجیل العددیة وعلم اضمارها -

کتاب کرّیة | (۴۱) رسالة فی ان العالم وکل ما فیہ کرّی -

(۴۲) رسالة فی ان العناصر الادی والجرم الاقصی کرّیة -

(۴۳) رسالة فی ان الكرة اعظم الاشکال الجریمة (۴۴) رسالة فی الكرة ایت -

(۴۵) رسالة فی عمل سمت علی الكرة (۴۶) رسالة فی ان سطح ماج البحر کرّی -

(۴۷) رسالة فی تسطح الكرة (۴۸) رسالة فی عمل الخلق الست واستعمالها -

کتاب موسیقی | (۴۹) رسالة الکبری فی التالیف (۵۰) کتاب ترتیب النغم

(۵۱) کتاب المدخل الى الموسيقى رسالة في الايقاع -
 (۵۳) رسالة في الاختيار عن صناعة الموسيقى (۵۴) كتاب في خیر صناعة الشعراء
کتاب نجوم | (۵۵) رسالة في أن رؤیة الهلال لا تضبط بالتحقیق وإنما
 القول فيه بالتقريب -

۵ (۵۶) رسالة في السؤال عن احوال الكواكب (۵۷) رسالة في کیفیات نجومیة
 (۵۸) رسالة في مطرح الشعاع (۵۹) رسالة في الفضلین
 (۶۰) رسالة في ما ينسب اليه كل بلد من البلدان الى برج او كوكب -
 (۶۱) رسالة فيما سئل عنه من شرح ما عرض له اختلاف في صور المواليد -
 (۶۲) رسالة في تصحیح عمل نمودارات المواليد -

۱۰ (۶۳) رسالة في اعمار الناس في الزمن القديم و خلافا في هذا الزمن -
 (۶۴) رسالة في رجوع الكواكب (۶۵) رسالة في اختلاف الاشخاص العالیه
 (۶۶) رسالة في سرعة ما یرى من حركة الكواكب في الافق والبطاها كما قلت -
 (۶۷) رسالة في فصل ما بين السنين (۶۸) رسالة في الاوضاع النجومیة -
 (۶۹) رسالة في المنسوبة الى الاشخاص العالیة (۷۰) رسالة في علل احداث الجوّ
 (۷۱) رسالة في علّة ان بعض الاماکن لا تمطر -

۱۵ کتاب هندسه | (۷۲) کتاب اغراض کتاب افلیدس (۷۳) کتاب اصلاح اقلیدس

(۷۴) کتاب اختلاف المناظر (۷۵) کتاب اختلاف مناظر المرأة -
 (۷۶) کتاب في عمل شکل الموسطین (۷۷) کتاب في تقرب وتر الدائرة
 (۷۸) کتاب في تقرب وتر السبع (ایک تسخیر من التسخیر)

۲۰ (۷۹) کتاب مساحة ابواب (۸۰) کتاب تقسیم المثلث والمریج

(۸۱) کتاب كيف تعمل دائرة مساویة لسطح اسطوانیة مفروشیة

(۸۲) رسالة في شروق الكواكب وغروبها (۸۳) كتاب قسمة الدائرة بثلاثة اقسام
 (۸۴) رسالة في اصلاح المقالة الرابعة عشر والخامسة عشر من كتاب اقليدس -
 (۸۵) كتاب البراهين المساجية (۸۶) كتاب تصحيح قول البيهقلاوس في المطالع -
 (۸۷) كتاب صنعة الاصطرلاب (۸۸) كتاب استخراج خط نصف النهار وسمت القبلة
 (۸۹) كتاب عمل الرخامة بالهندسة -

۵

(۹۰) كتاب عمل الساعات على صفيحة تتصّب على السطح الموازي للاتق خير من غيرها -
 (۹۱) رسالة في استخراج الساعات على كرة بالهندسة (۹۲) كتاب السوانح -
فلكيات (۹۳) كتابه في امتناع مساحنة الفلك الاقصى -

۱۰

(۹۴) كتاب في ان طبيعة الفلك مخالفة لطبايع العناصر وانها خامسة -
 (۹۵) كتاب ظاهريات الفلك (۹۶) كتاب في العالم الاقصى -
 (۹۷) كتاب في سجود الجرم الاقصى لبارئه -

(۹۸) كتاب في انه لا يجوز ان يكون جرم العالم بلا نهاية

(۹۹) كتاب امتناع الجرم الاقصى من استحالة (۱۰۰) كتاب في العصور -

(۱۰۱) كتاب في المناظر الفلكية (۱۰۲) كتاب في صناعة بطلي موسى الفلكية -

۱۵

(۱۰۳) كتاب في تناهي جرم العالم -

(۱۰۴) كتاب في ماهية الفلك واللون اللازوردى المحسوس من جهة السماء

(۱۰۵) كتاب ماهية الجرم الحامل لطبايعه للالوان من العناصر الاربعه -

(۱۰۶) كتاب في البرهان على الجسم السائر وماهية الاعنوار والاطلام

كتب طب (۱۰۷) كتب الطب الروحاني (۱۰۸) كتاب الطب البتراطلي

(۱۰۹) كتاب في الغذاء والدواء (۱۱۰) كتاب الايجرة المصلحة للجو من الاوباء

۲۰

(۱۱۱) كتاب الادوية المشقية من الروائح المؤذية -

- (۱۱۲) کتاب کیفیت اسہال الادویۃ (۱۱۳) کتاب فی حلتہ نقت الدم
 (۱۱۴) کتاب تدبیر الاعضاء (۱۱۵) کتاب اشقیۃ السموم
 (۱۱۶) کتاب فی بحارین الامراض (۱۱۷) کتاب نفس العصفور رئیس من الانسان
 (۱۱۸) کتاب کیفیت الدماغ (۱۱۹) کتاب فی حلتہ الجذام
 (۱۲۰) کتاب فی عفتہ الکلب الکلب (۱۲۱) کتاب فی ورح المعدة والنقرس
 (۱۲۲) کتاب فی الاعراض السخاوتہ من البلغم وموت النجاہ
 (۱۲۳) رسالۃ الی رجل فی علیہ شکایا (۱۲۴) کتاب فی اقسام الحمیات
 (۱۲۵) کتاب فی اجساد الحيوان اذا قسمت (۱۲۶) کتاب علاج الطحال
 (۱۲۷) کتاب فی قدر منقعة صناعة الطیب (۱۲۸) کتاب فی صنعة اطعمہ من غیر عناصر
 (۱۲۹) کتاب فی تغیر الاطعمہ (۱۳۰) کتاب فی القرا یا ذین

احکامیات | (۱۳۱) کتاب تقدمه المعرفة بالاشخاص العالیة -

- (۱۳۲) کتاب رسالۃ الثلث فی صناعة الاحکام (۱۳۳) کتاب مدخل الاحکام علی المسائل
 (۱۳۴) کتاب فی دلائل النخین فی برج السرطان (۱۳۵) کتاب فی منقعة الاختیارات
 (۱۳۶) کتاب فی منقعة صناعة الاحکام ومن المسمیٰ متجمعا بالاستحقاق
 (۱۳۷) کتاب حدود الموایید (۱۳۸) کتاب تحویل سنی العالم
 (۱۳۹) کتاب الاستدلال بالکسوفات علی حوادث الجو

کتاب جدل | (۱۴۰) کتاب الرد علی المتانیة (۱۴۱) کتاب الرد علی التنبؤیه

- (۱۴۲) کتاب الاحتراس عن خدع السوفسطائیة (۱۴۳) کتاب نقض مسائل المنجین

۱۵

۱۵ تنبؤیه۔ دو خداؤں کے قائل، ایران میں ظہور اسلام کے وقت یہ فرقہ موجود تھا۔ ان کے

ہاں نور و ظلمت و خیر و شر کے خالق جدا جدا تھے۔ خالق خیر کو یزدان اور خالق شر کو ابہرمن

کہتے تھے۔

- (۱۴۳) کتاب تثبیت الرسل عليهم السلام
 (۱۴۵) کتاب فی اثبات الفاعل المحق الاول والفاعل الثاني بالمجاز۔
 (۱۴۶) کتاب فی الاستطاعة وزمان كونها۔
 (۱۴۷) کتاب فی الاجرام والرد على من تكلم فی امرها۔
 (۱۴۸) کتاب فی اتق من الحركة الطبيعية والعرضية سکون۔
 (۱۴۹) کتاب فی الجسم وانه لا ساکن ولا متحرك فی اول ابداءهم
 (۱۵۰) کتاب فی التوحيدات (۱۵۱) کتاب فی جواهر الاجسام۔
 (۱۵۲) کتاب القول فی اوائل الاجسام (۱۵۳) کتاب فی الجزء الذي لا يتجزأ
 (۱۵۴) کتاب فی افراق الملل فی التوحيد وانهم مجموعان على التوحيد وكل قد خالف عما
 (۱۵۵) کتاب البرهان۔

لُفِيَّات (۱۵۶) کتاب فی ان النفس جوهر بسيط غير ائير۔

- (۱۵۷) کتاب فی ماهية الانسان والعضو الرئيس منه۔
 (۱۵۸) کتاب فيما للنفس ذكره وهي فی عالم العقل قبل كونها فی عالم الحس۔
 (۱۵۹) کتاب اجتماع الفلاسفة على الرموز۔
 (۱۶۰) کتاب فی علة التوم والرويا وما تؤثر به النفس۔

سیاسیات (۱۶۱) رسالة فی الرياسة (۱۶۲) کتاب لتسهيل سبل الفضائل

- (۱۶۳) کتاب دفع الاحزان (۱۶۴) رسالة فی الاخلاق۔
 (۱۶۵) رسالة فی سياسة العامة (۱۶۶) رسالة فی التنبيه على الفضائل۔
 (۱۶۷) کتاب فی فضيلة سُقراط (۱۶۸) کتاب فی الفاظ سُقراط۔
 (۱۶۹) کتاب فی المحاوره بين سُقراط وارسوايس
 (۱۷۰) کتاب فی ماجرى بين سُقراط والحرايين (۱۷۱) رسالة فی خبر موت سُقراط

(۱۷۲) کتاب خیر (ایک نسخے میں خیر) العقل۔

احداثیات | (۱۷۳) کتاب العلة الفاعلة القریبة للكون والفساد۔

(۱۷۴) کتاب العلة فی النار والهواء والاماد والارض عناصر الكائنات الفاسدة

(۱۷۵) کتاب فی اختلاف الازمنة التي تظهر فيها قوى الكيفيات الاربع الاولى۔

(۱۷۶) کتاب فی ما هیئة الزمان والحين والدمر۔ ۵

(۱۷۷) کتاب فی العلة التي لها يرد على الجو ويسخن ما قرب من الارض۔

(۱۷۸) کتاب فی الاثر الذي يظهر فی الجو و يسمى كوكباً۔

(۱۷۹) کتاب فی الكواكب الذي يظهر اياماً ويشتمل (۱۸۰) کتاب فی كوكب الزوابع

(۱۸۱) کتاب فی علة برد ايام العجز (۱۸۲) کتاب فی علة الصباب۔

(۱۸۳) کتاب فی ما عید من الاثر العظيم فی اثنتين وعشرين واثنتين للهجرة۔ ۱۰

العباديات | (۱۸۴) کتاب الآلة التي يستخرج بها الاعداد والاجرام۔

(۱۸۵) کتاب فی اعداد مسافات الاقاليم (۱۸۶) کتاب فی المساكن۔

(۱۸۷) کتاب فی اعداد الاجرام (۱۸۸) کتاب الكون الربيع المسكون۔

(۱۸۹) کتاب فی استخراج بعد مركز القمر من الارض۔

(۱۹۰) کتاب فی عمل آية يعرف بها بعد المعانيات۔ ۱۵

(۱۹۱) کتاب معرفة اعداد قتل الجبال۔

تقدميات | (۱۹۲) کتاب اسرار تقدمت المعرفة بالاعداد۔

(۱۹۳) کتاب فی تقدمت النجر (۱۹۴) کتاب فی تقدمت المعرفة بالاستدلال بالاشخاص السماوية

الواعيات | (۱۹۵) کتاب انواع الجواهر الثمينة (ایک نسخے میں الثمانية)

(۱۹۶) کتاب فی انواع الحجارة (۱۹۷) کتاب فيما يصنع فيعطى لونا۔ ۲۰

(۱۹۸) کتاب فی انواع السيوف والحديد۔

(۱۹۹) کتاب فی ما یطرح علی الحمید والسیوف حتی لا یتتلم ولا یکل۔
(۲۰۰) کتاب الطائر الالستی۔

(۲۰۱) کتاب فی تمویج (مختلف نسخوں میں تمویج، تمویج، تمویج) الحمام۔
(۲۰۲) کتاب فی الطرح علی البیض۔

(۲۰۳) کتاب فی انواع النخل (ایک نسخے میں النخل) وکرامتہ۔

(۲۰۴) کتاب فی عمل القمم الصیاح (ایک نسخے میں النبیاح)

(۲۰۵) کتاب کیمیاء العطر (۲۰۶) رسالۃ فی العطر والواعہ

(۲۰۷) کتاب فی صنعة الاطعمۃ وعتا صرہا (۲۰۸) کتاب فی الاسماء المعماة۔

(۲۰۹) کتاب التنبیہ علی خدع الکیما یبیین۔

۱۰ (۲۱۰) کتاب فی الاثرین المحسوسین فی الماء (۲۱۱) کتاب فی المدد والجزر۔

(۲۱۲) کتاب ارکان الخیل (۲۱۳) رسالۃ فی الاجرام الغائصة فی الماء

(۲۱۴) کتاب فی الاجرام الهابطة (۲۱۵) کتاب فی عمل المرايا المحرقة۔

(۲۱۶) رسالۃ فی المرأة (۲۱۷) کتاب اللفظتین ایما (۲۱۸) کتاب فی الحشر

(۲۱۹) کتاب فی حدوث الرياح فی باطن الارض المحدثۃ کثرة الزلازل۔

۱۵ (۲۲۰) کتاب فی جواب اربع عشرة مسئلة طبيعيات سألها بعض اخوانہ۔

(۲۲۱) کتاب الجواب عن ثلث مسائل سُئل عنہما۔

(۲۲۲) کتاب فی علۃ الرعد والبرق والتلج والصواعق والمطر۔

(۲۲۳) کتاب فی فضل المتفلسف بالسکوت۔

(۲۲۴) کتاب فی الطیال وحوالہ من یدعی صنعة الذهب والفضة

۲۰ (۲۲۵) کتاب فی الخیل والبیطرة (۲۲۶) کتاب فی ان علۃ اختلاف الاسماء

العلویات لیست الکیفیات الاصلی كما می علۃ فیما تحتہما۔

شاگردوں اور کاتبوں کا ایک گروہ سدا الکندی کی خدمت میں موجود رہتا تھا۔ ان میں سے مشہور حسدویہ، لفظویہ، سلمویہ و رجمویہ ہیں۔ احمد بن الطیب بھی آپ کا شاگرد تھا۔

حکایت | الکندی کا ایک پڑوسی جو بہت بڑا تاجر تھا، ہمیشہ الکندی کے

پیچھے پڑا رہتا۔ اس تاجر کا ایک بیٹا تھا، جس نے باپ کا تمام کاروبار سنبھالا ہوا تھا

ایک روز اس لڑکے پر سکتے کا حملہ ہو گیا اور تاجر سحت گھرا یا۔ ایک تو بیماری

کی وجہ سے اور دوسرے اس لیے کہ تمام لین دین کا علم صرف اس کے بیٹے کو تھا

تاجر نے بغداد کے تمام اطباء کو بلا یا لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا۔ کسی نے کہا تمہارے

پڑوس میں دنیا کا سب سے بڑا فاضل رہتا ہے۔ اس کی خدمت سے کیوں فائدہ

نہیں اٹھاتے۔ مجبوراً اپنا بھائی الکندی کے ہاں بھیجا۔ اس نے اس قدر علاج و اصرار کیا

کہ الکندی کو جانا ہی پڑا۔ وہاں جا کر لڑکے کی نبض پر ہاتھ رکھ لیا، اور اپنے چار

شاگردوں کو جو موسیقی میں ماہر تھے۔ حکم دیا کہ بیمار کے سر پر کھڑے ہو کر سارنگی بجاؤ۔

اور فلاں فلاں سر پیدا کرو۔ کچھ دیر کے بعد نبض میں قدرے جنبش پیدا ہوئی۔ پھر

جسم ہلنے لگا۔ پھر وہ لڑکا اٹھ بیٹھا۔ حکیم نے تاجر سے کہا کہ اپنے کاروبار

اور لین دین کے متعلق جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو اور لکھ لو۔ اس دوران میں

ساز بجاتے رہے۔ جب تاجر نے سب کچھ پوچھ لیا، تو دفعۃً ساز خاموش ہو گئے

اور لڑکا بے ہوش ہو کر پھر گر گیا۔ تاجر نے کہا، خدا کے لیے وہی سر نکالے کہ

میرا بچہ اٹھ پڑے۔ الکندی نے کہا اب اٹھنا مشکل ہے۔ جب میں یہاں پہنچا

تھا تو اس میں زندگی کے صرف چند سانس باقی تھے، جن سے تم نے فائدہ

اٹھا لیا۔ اب قیامت ہی کو جاگے گا۔

۱۰۔ احمد بن محمد بن مروان بن الطیب السرخسی۔ حالات گزر چکے ہیں۔

ابو معشر کہتا ہے کہ الکندی کے گھٹنوں میں تکلیف رہا کرتی تھی۔ جسے کم کرنے کے لیے پُرانی شراب پیتا تھا۔ جب شراب سے توبہ کر لی، تو شربت شہد کا استعمال شروع کر دیا۔ چوں کہ جسمانی نظام میں کافی خرابی پیدا ہو چکی تھی۔ اس لیے رگوں کے مُتہ بند ہو گئے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جسم کے اندرونی اور پچلے حصوں تک شہد کی حرارت نہ پہنچ سکتی۔ چنانچہ گھٹنے کا درد بڑھ گیا۔ اور یہ پچھا سخت متوم ہو گیا۔ چوں کہ اعصاب کا تعلق دماغ سے ہوتا ہے، اس لیے یہ تکلیف دماغ تک جا پہنچی۔

یعقوب بن طارق

ایک فاضل منجم جس کی چند تصانیف کے نام یہ ہیں :-

- (۱) کتاب تقطیع کرویات الحجیب (۲) کتاب ما ارتفع من تو س نصف النهار
- (۳) کتاب الزیج محلول من السند ہند درجہ درجہ (۴) کتاب علم الفلک
- (۵) کتاب علم الدول

یعقوب بن محمد الحاسب المصنعی ابویوسف

اپنے عہد کا مشہور حساب دان جس نے اس فن کی کتابیں لکھیں اور

۱۵۰ معنی نے الکندی کی تاریخ وفات نہیں دی۔ اور نہ یہ بتلا یسے کہ اس گھٹنے والی بیماری کا انجام کیا ہوا تھا۔ پروفیسر نکلسن نے الکندی کی تاریخ وفات ۲۳۵ھ مطابق ۸۵۰ء دی ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے، جب بغداد میں مسند خلافت پر بارہواں خلیفہ یعنی المستعین باللہ (۲۴۸ھ - ۲۵۱ھ) متمکن تھا۔

جس سے دنیا نے فائدہ اٹھایا۔

یعقوب بن مہران السیرانی

ایک مشہور طبیب جس نے کتاب السفر والحضر عسی دل چسپ کتاب

پہچھے چھوڑی۔

یعقوب بن صفوان البصرانی المشرقی الملکی

یہ حکیم قدس شریف میں پیدا ہوا، اور وہیں ایک عالم سے تعلیم حاصل کی جو فلسفی الطاطیہ کے نام سے مشہور تھا۔ یہ عالم دراصل انطاکیہ کا رہنے والا تھا۔ اور قدس شریف میں آکر آباد ہو گیا تھا۔ اس کا گھر گرجے کی شکل کا تھا۔ اس نے انطاکیہ اور دیگر گرد و نواحی علاقوں میں علم الاول وغیرہ حاصل کیا۔ اور قدس شریف میں ۵۸۰ھ تک فرائض معلیٰ انجام دیتا رہا۔ الکندی اسی فلسفی کا شاگرد تھا۔

قدس شریف کے بصرانی دراصل ارض بلقا و عمان سے آئے تھے اور مشرقین کہلاتے تھے۔ کیوں کہ یہ لوگ قدس کے ایک مشرقی محلے میں آباد تھے۔ جو محلۃ المشارقہ کے نام سے مشہور تھا۔

یعقوب قدس کے شفا خانے میں یہ حیثیت معالج کام کیا کرتا تھا۔ جب

۱۔ قدس شریف یعنی بیت المقدس، نیز نجد میں ایک پہاڑ کا نام۔ یہاں اقل الذکر مراد ہے۔

۲۔ بلقا، شام کا ایک شہر، نیز بنو ابی بکر کے ایک دریا کا نام۔ (قاموس)

۳۔ خلیج عمان کے کنارے پر عربی ساحل کا ایک علاقہ۔ نیز یہ قول مصنف القاموس شام کا ایک شہر

اس شہر پر شاہ المعظم عیسیٰ بن الملک العادل ابو بکر بن محمد بن ایوب نے قبضہ کیا تو یعقوب کو معالج خاص مقرر کیا۔ ہر چند کہ یعقوب عالم نہ تھا، لیکن کچھ تو سعادت ازلی اور کچھ کہتہ مشق ہونے کی وجہ سے علاج میں پوری مہارت رکھتا تھا۔ المعظم اسے دمشق میں اپنے ساتھ لے گیا۔ وہاں جاہ و حشمت کے لحاظ سے بڑا آدمی بن گیا کچھ عرصے کے بعد وجع المفاصل کا شکار ہو گیا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ جب المعظم کو اس کے مشورے کی ضرورت محسوس ہوتی، تو پالکی میں بلوایا جاتا۔ المعظم کی وفات سے کچھ عرصے بعد یعقوب بھی دنیا سے چل بسا۔ سن وفات تقریباً ۶۲۶ھ تھا۔ اور دمشق میں دفن ہوا۔

یوحنا بن البطرین الترحمان

۱۰ ماموں کا غلام جو ترجمہ کتب پر مامور تھا۔ اندازہ بیان خوب تھا۔ لیکن عربی بولتے وقت ذرا جھجکتا تھا۔ فلسفہ و طب ہر دو کا استاد تھا۔ لیکن طبیعت پر رنگ فلسفہ زیادہ غالب تھا۔ جنین کی طرح بقراط و ارسطو کی کئی کتابوں کا ترجمہ کیا۔

یوحنا بن یوسف بن حارث بن البطرین القس

اپنے زمانے میں اقلیدس و دیگر کتب ہندسہ کا فاضل مانا جاتا تھا۔ اس نے

۱۱ عیسیٰ معظم بن الملک العادل ابو بکر بن نجم الدین ایوب ابو بیان دمشق میں سے تیسرا فرماں روا تھا۔ جس نے ۶۱۵ھ سے ۶۲۲ھ تک حکومت کی تھی۔ القس نے شجرہ فلط دیا ہے۔ ابو بکر کو محمد کا بیٹا بنا دیا ہے۔ حالانکہ وہ نجم الدین ایوب کا لڑکا تھا۔ (طبقات سلاطین اسلام ص ۶۷)

کئی یونانی کتابوں کا ترجمہ کیا اور چند دیگر تصانیف بھی چھوڑیں۔

یوحنا بن ہرانیوں

دولت عباسیہ کے اوائل میں تھا۔ اس کی تمام تصانیف سریانی زبان

میں ہیں۔ اس کی صرف دو کتابیں عربی زبان میں منتقل ہوئیں۔ یعنی

(۱) کتاب الکتاش الکبیر۔ بارہ مقالے۔

(۲) کتاب الکتاش الصغیر۔ سات مقالے۔

یوحنا بن ماسویہ نصرانی و سریانی

ہارون الرشید نے اس حکیم کو ان طبی کتب کے ترجمے پر مقرر کیا، جو انگریزوں

عموریہ و دیگر بلاد روم پر اسلامی قبضے کے بعد دست یاب ہوئی تھیں۔ اسے

نہایت قابل کاتب ملے تھے۔ جو اس کے پاس بیٹھ کر کتابت کیا کرتے تھے۔

یوحنا ہارون الرشید، امین، مامون اور ان کے جانشینوں کے دربار میں

رہا۔ متوکل کا بھی طبیب خاص رہا۔ شاہان عباسیہ کا قاعدہ تھا، کہ جب

تک طبیب پاس نہ ہوتا، کھانا نہ کھاتے۔ سردیوں میں جوارشات باغمہ (جن کی

تائیر گرم ہوتی، اور حرارت عزیز یہ کو باقی رکھنے میں مدد دیتیں) اور گرمیوں میں

پکے ہوئے مقوی اور ٹھنڈے شربت و معجونیں ان بادشاہوں کو کھلائی جاتیں۔

۱۵ لے موجودہ ترکی سلطنت کا دارالمحلاہ۔

۱۶ روم کا ایک شہر، جو قیصر روم آگسٹس نے بنایا تھا۔ (ترجمت صفحہ ۹۶)

یوحنا بغداد میں ایک بلند مرتبہ انسان سمجھا جاتا تھا۔ اس کی چند تصانیف کے نام یہ ہیں۔

- (۱) کتاب البرہان۔ تیس ابواب (۲) البصیرۃ (۳) کتاب التمام والکمال
- (۴) کتاب الحمیات (۵) کتاب الافذتیۃ (۶) کتاب الفصد والحجامة۔
- (۷) کتاب المشجر۔ یہ ایک قابل قدر کتّاش ہے۔
- (۸) کتاب الحزام (ایک نسخے میں الجلام)۔ (۹) کتاب اصلاح الافذتیۃ۔
- (۱۰) کتاب الریحان فی المعده۔
- (۱۱) کتاب النیح۔ ایک چھوٹی سی کتّاش جو ماموں کے لیے لکھی گئی تھی۔
- (۱۲) کتاب الادویۃ المسہلۃ (۱۳) کتاب الکامل (۱۴) کتاب التمام۔
- (۱۵) کتاب الاسہال (۱۶) کتاب علاج الصداع (۱۷) کتاب السدر والدوار
- (۱۸) کتاب لم اتمنع الاطباء عن علاج الحوامل فی بعض شہور حملہن۔
- (۱۹) کتاب محنة الطیب (۲۰) کتاب الصوت والبحة (۲۱) کتاب مجبنة العروق۔
- (۲۲) کتاب ماء الشیر (۲۳) کتاب المرّة السوداء۔
- (۲۴) کتاب علاج النساء اللواتی لا یحملن (۲۵) کتاب السواک والسّنونات۔
- (۲۶) کتاب اصلاح الادویۃ المسہلۃ۔ (۲۷) کتاب القولنج
- (۲۸) کتاب التشریح۔

محمد بن اسحاق ابنی کتاب میں لکھا ہے۔

یونزکریا یوحنا بن ماسویہ ایک فاضل و بلند مرتبہ انسان تھا۔ جو

ماموں، معتصم، واثق و متوکل کے درباروں میں رہا۔ حکیم لکھتا ہے کہ

ایک دفعہ ابن حمدون النذیم نے متوکل کے سامنے ابن ماسویہ سے مذاق

کیا۔ حکیم نے جواب میں کہا کہ اگر تم میں بہ جائے جہالت عقل ہوتی

اور یہ مقدار جہالت ہوتی، اور اس عقل کو ایک سو بھونڈوں میں

تقسیم کیا جاتا، تو ہر ٹیچر اسٹوڈنٹس سے زیادہ عقل مند بن جاتا۔
یوحنا کی وفات متوکل کے ایام سلطنت میں ہوئی۔ اس حکیم نے بغداد میں ایک علمی
مجلس بنائی ہوئی تھی۔ جس کے جلسوں میں علمی مضامین پڑھے جلتے تھے۔ اس
مجلس کے علاوہ بھی لوگ اس کے علم سے فائدہ اٹھایا کرتے تھے۔ شاگردوں کی
ایک جماعت تحصیل علم کے لیے سدا اس کے پاس موجود رہتی تھی۔

۵

یوسف طبیب و منجم بیان کرتا ہے :-

” ۲۱۵ھ کا واقعہ ہے کہ میں جبریل بن یحییٰ شوع سے علت میں

رہا۔ ان دنوں بامول ویرانوں میں فروکش تھا اور جبریل شاہی محلے

کے ہمراہ آیا تھا۔ پاس یوحنا بھی تھا۔ جس کے ساتھ جبریل کسی بیماری

پر سجت کر رہا تھا۔ اور موقع نہ موقع اس کی قابلیت کی داد سے

رہا تھا۔ جبریل نے مجھے جو دیکھا، تو جھٹ سال تو کا زانچہ منگوا یا، اور

مجھ سے کہنے لگا کہ آؤ ذرا حساب تو کر دو۔ میں نے یہ کام شروع ہی کیا تھا

کہ یوحنا اٹھ کر چلا گیا۔ اس کے بعد جبریل کہنے لگا۔ یہ حساب کا بہانہ یوحنا

کو اٹھانے کے لیے تھا، ورنہ اس زانچے کے متعلق تو میں تمہاری رائے

کے علاوہ چند دیگر علماء کی آرا سے بھی واقف ہوں۔ میں تم سے یہ پوچھنا

چاہتا تھا کہ آیا یوحنا نے جالی نوس سے بڑا ہونے کا دعویٰ کیا ہے؟

میں نے اس معاملے پر لا علمی کا اظہار کیا۔ ہماری گفتگو یہیں تک پہنچی

تھی کہ کوچ کا تقارہ بیچ گیا۔ شاہی سواری بغداد کو چل دی اور ہر شخص

سامان بات دھنے کی فکر میں لگ گیا۔

بغداد میں یوحنا سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ پوچھنے لگا کہ کیا جبریل

۲۰

۱۰ علت، دجلہ کے مشرق میں عراق کا ایک گاؤں۔

سے پھر بھی کوئی ملاقات ہوئی تھی؟ میں نے کہا علت کے بعد اتفاق نہیں ہوا۔ اس کے بعد میں نے علت والا واقعہ بیان کیا کہ کسی شخص نے جبریل سے یوں کہا کہ تم نے جالی نوس سے بھی داتا ترہونے کا دعویٰ کیا ہے؟ کہنے لگا۔ "جس شخص نے یہ خیر جبریل تک پہنچائی ہے، اس پر اللہ کی لعنت ہو کہ وہ جھوٹا ہے۔" اس پر میرا طینت

ہو گیا اور میں نے اسے یقین دلایا کہ میں جبریل کی بدظنی کو دور کرنے کی کوشش کروں گا۔ یوحنا کہنے لگا۔ "میں نے تو صرف اتنا کہا تھا کہ اگر آج بقراط و جالی نوس زندہ ہوتے اور وہ میری تقریریں سن پاتے تو فوراً اللہ سے دعا کرتے کہ اے اللہ ہمارے تمام حواس کو سمع میں تبدیل کر دے، تاکہ یوحنا کے اقوال حکمیتہ کو اچھی طرح سن سکیں۔" اس کے بعد مجھ سے یہ اصرار کہنے لگا کہ یہ فقرہ جبریل تک پہنچا دیتا۔ میں نے معذرت کی، لیکن وہ مصرعہ خیر میں ایک صبح جبریل کے ہاں گیا۔ جبریل کسی بیماری سے صحت یاب ہونے کے بعد شراب پی کر مٹھا ہوا تھا میں نے یوحنا کا وہ قول سنایا، تو غیظ و غضب سے بھرک اٹھا اور مجھے خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں پھر بیمار نہ ہو جائے۔ اور کہنے لگا کہ بے محل نیکی کرنے کی سزا یہی ہے۔ کمینوں کو نوازنے اور لب جسی بلذت عنقت میں ردیوں کو شامل کرنے کا نتیجہ یہی ہونا تھا۔

"یوسف! کیا تم یوحنا کی خاندانی تاریخ سے آگاہ ہو؟ میں نے

کہا نہیں۔" تو سنو۔ جبریل نے کہا۔ ایک دفعہ ہرون الرشید نے مجھے شفا خانہ جاری کرنے کا حکم دیا میں نے جنڈلیا پور کے شفا خانے

حکمائے عالم

سے دھشتک کو طلب کیا، اس نے غدر کیا اور کہا کہ خلیفہ کی طرف سے اُسے آج تک کچھ نہیں ملا۔ مزید برآں جندلیا پور میں اس کا اور اس کے بھتیجے میجائیل کا رہنا ضروری ہے ساتھ ہی طبیبانہ مشورے پادری کو سفارش کے لیے لے آیا۔ چنانچہ مجھے اس سے دست بردار ہونا پڑا۔ اس پر دھشتک نے کہا: "چوں کہ آپ نے ہماری معذرت قبول کر لی۔ اس خوشی میں آپ کے ہاں ایک تحفہ روانہ کروں گا جو شفاخانے کے لیے مفید ثابت ہوگا۔ اور آپ اسے یقیناً پسند فرمائیں گے۔" میں نے تحفے کی حقیقت پوچھی تو کہا: "ہمارے ہاں ایک یتیم ویسے کس سالرڈ کا (جس کے آبا و اجداد واقارب کا ہمیں کوئی علم نہیں) دوائیں رگڑا کرتا تھا۔ وہ یہیں بڑا ہوا، اور اسی شفاخانے میں گزشتہ چالیس سال سے کام کر رہا ہے۔ اب اس کی عمر چالیس کے قریب ہے۔ گوان پڑھتے لیکن علاج و معالجہ، معرفت ادویہ، تشخیص امراض اور دواؤں کے انتخاب میں اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا۔ آپ اسے اپنے کسی شاگرد کے ساتھ شفاخانے میں مقرر کر دیں۔ بہت اچھی طرح کام چلانے گا۔" میں نے دھشتک کا تحفہ منظور کر لیا۔ دھشتک نے جندلیا پور میں پہنچتے ہی وہ آدمی میرے پاس بھیج دیا۔ وہ شخص رہبانوں کا لباس پہنے داخل ہوا۔ امتحان لینے پہ معلوم ہوا کہ واقعی نہایت قابل طبیب ہے۔ نام پوچھا، تو کہا: "ماسویہ" ماسویہ مجھ سے کچھ دور داؤد بن سرفیون کے پڑوس میں رہا کرتا تھا۔ داؤد عیاش طبع انسان تھا اور ماسویہ خوشامدی۔ اس لیے ان دونوں

۵
۱۰
۱۵
۲۰
۱۔ جندلیا پور کا ایک ماہر طبیب۔

میں دوستی ہو گئی۔ چند دن کے بعد ماسویہ میرے پاس آیا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ تابدانہ لباس کی جگہ سفید کپڑے زیب تن ہیں۔ ویر پوچھی، تو کہنے لگا۔ ”بندہ پرورد کیا عرض کروں۔ داؤد بن سرافیون کی دوستی مجھے بہت ہتنگی پڑی ہے۔ اس کے ہاں ایک کینز ہے جس کے بغیر دنیا و مال ہو گیا ہے۔ خدا کے لیے مجھ پر رحم فرمائیے اور وہ کینز خرید دیجیے میں نے آٹھ سو درہم پر وہ کینز اسے خرید دی، جس سے یوحنا اور اس کا بھائی پیدا ہوا۔ میں نے ان دونوں بچوں کی یوں پرورش کی کہ گویا وہ میرے کسی قریبی رشتے دار کے لڑکے تھے۔ یہ بچے جوان ہوئے تو ان کی شان بڑھانے اور مراتب بلند کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا۔ چنانچہ یوحنا کو شفا خانے میں رئیس الاطباء بنا دیا۔ مگر آج ان تمام نیکیوں کا بدلہ بہت بُرا مل رہا ہے۔ جب دنیا کو یوحنا کے اس عوے کا علم ہوگا، تو کیا وہ اس کے استاد، اُس کے مُربی اور اس کے محسن پر لعنت نہیں بھیجے گی۔ ان کمینوں کی یہی وہ حرکات تھیں۔ جن کی بنا پر ایرانیوں نے فیصلہ کیا تھا کہ خاندانی طبیبوں کے سوا دوسروں کو حصول طب کی اجازت نہ دی جائے۔ ایرانیوں کا یہ اقدام دراصل بہت قابلِ تعریف تھا۔“

ایک دفعہ سلمویہ بن بنان (معتزم کا طبیب و حلیس) نے یوحنا کا ذکر چھیڑ دیا۔ اس کی تعریف بھی کی اور ساتھ ہی کہا:-

”یوحنا ایک آسمانی بلا ہے اور بد سمجھت ہے وہ مریض جو اس کی

خدمات حاصل کرے۔ اس نے اس قدر کتب طب پڑھی ہیں کہ اس سے علاج کرانا یقیناً خطرناک ہے۔ طب میں سب سے اہم چیز درجہ مرض

کی تشخیص اور پھر مناسب مقدار میں دوا کا استعمال ہے۔ یوحنا ان ہر دو
 امور سے بڑی طرح جاہل ہے مگر کسی ایسے مریض کا معالج ہو جائے جو
 کسی گرم بیماری کا شکار ہو، تو پہلے اسے بہت زیادہ مقدار میں سحت
 ٹھنڈی دوائیں دے گا۔ جس سے مریض کی حرارت غریزی کم ہو جائے
 گی اور بدن ٹھنڈا پڑ جائے گا۔ برووت کو دور کرنے کے لیے گرم دوائیں
 اور غذا میں شروع کرادے گا جس سے حرارت بڑھ جائے گی۔ یہ دیگر
 الفاظ مریض ہمیشہ ہی بیمار رہے گا کبھی فرط حرارت اور کبھی فرط
 برووت سے ظاہر ہے کہ برووت و حرارت کی زیادتی سے جسم کم زور
 ہو جاتا ہے۔ طبیب کا فرض تو یہ ہے کہ حالتِ صحت میں صحت کو قائم
 رکھے اور بیماری میں اعتدال پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ اور جس
 طبیب میں یہ خوبیاں موجود نہ ہوں، وہ طبیب ہی نہیں۔“

یوحنا ظریف الطبع تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس کے ہاں ہر وقت ایک مجلس جمی رہتی تھی۔
 تنگ لی و زود رنجی میں یوحنا جبریل بن بختی شوع سے بھی بڑھا ہوا تھا۔ جبریل غصے
 میں عموماً ظریف بن جایا کرتا تھا۔ کہتے ہیں کہ فارورے دیکھتے وقت یوحنا بہت
 مذاق کیا کرتا تھا۔

ایک مریض عورت یوحنا کے ہاں آئی۔ اور یہ ظاہر کرنے کے
 لیے کہ وہ یوحنا کے چند دوستوں سے بھی واقف ہے، کہنے
 لگی۔ ”یوحنا! تمہیں فلاں فلاں آدمی سلام کہتے تھے“ اس پر یوحنا کہنے لگا۔ ان
 آدمیوں کی نسبت میں اہل قسطنطنیہ و عموریہ کو زیادہ اچھی طرح جانتا ہوں۔ تم اپنا
 فارورہ دکھاؤ اور چلتی بتو“

ایک دفعہ ایک بیمار کو کہا، کہ تمہارا علاج قصد ہے۔ مریض کہنے لگا۔ میں قصدا

عادی نہیں ہوں۔" یوحنا نے کہا۔ "تم اس مرض کے بھی تو پہلے عادی نہ تھے۔
کوئی شخص ماں کے پیٹ سے عادی بن کر نہیں نکلتا۔"

- ایک آدمی کے بدن پر کہیں دھدری (EGZEMA) نمودار ہو گئی۔ یوحنا کے پاس آیا۔ یوحنا نے دائیں ہاتھ کی فصد کھلوانے کا حکم دیا۔ مریض نے تعمیل کی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ طبیب نے بائیں ہاتھ کی فصد کھلوانے کی ہدایت کی مریض نے ایسا ہی کیا لیکن بے سود۔ اس کے بعد طبیب نے ایک مطبوخ پینے کو کہا لیکن کوئی افادہ نہ ہوا۔ آخر میں اس صلیبی قون (کوئی دوا) پینے کا مشورہ دیا۔ جب اس بھی کوئی فائدہ نہ ہوا، اور مریض نے آکر شکایت کی تو یوحنا کہنے لگا: "اٹیا کے پاس تو صرف اتنے ہی علاج تھے۔ اب عرف ایک علاج باقی رہ گیا ہے۔ گو یہ علاج بقراط و جالی نوس کی تصانیف میں موجود نہیں لیکن انسانی تجربے میں بارہا آچکا ہے۔ پوچھنے لگا: "وہ کون سا علاج ہے؟" کہا "بازار سے دو بڑے بڑے کاغذ خرید کر ان کو چھوٹے چھوٹے پرزوں میں کاٹو۔ ہر پُزے پر یہ الفاظ لکھو۔"
- "ایک مریض کے لیے نعمت کی دعا کرنے والے پر اللہ کی رحمت۔" اس کے بعد جمعے کے دن کچھ پُزے بغداد کی مشرقی مسجد اور کچھ مغربی مسجد میں ڈال دو۔ تم پر دوا تو کارگر ہوتی نہیں، لیکن امید کامل ہے کہ دعا کا کچھ نہ کچھ اثر ضرور ہوگا۔"
- یوحنا کے پاس ایک پادری عنغب، معدہ کی شکایت لے کر آیا۔ کہا۔ جارش خوزی کھاؤ۔ کہنے لگا۔ پیسے کھا چکا ہوں لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ کہا۔ جارش کوئی کا استعمال کرو۔ کہنے لگا، یہ بھی کر چکا ہوں لیکن بے اثر۔ کہا۔ قذذیفون شروع کرو۔ کہنے لگا۔ اس دوا کا پورا مرتہاں استعمال کر چکا ہوں، لیکن بے نتیجہ۔ کہا۔ پھر کھجور کی شراب پی دیکھو۔ کہنے لگا، یہ بھی کر چکا ہوں لیکن بے سود۔ یوحنا طیش میں آکر کہنے لگا تو بس تمہاری اس بد معنی کا علاج صرف ایک ہی ہے کہ اسلام

لے آؤ۔ چند روز میں ہاضمہ درست ہو جائے گا۔

یوحنا کے گھر میں متعدد لونڈیاں تھیں۔ ایک دفعہ چند نصارانے اسے ملامت کی کہ تم ایک بیوی پر قناعت نہیں کرتے اور دین سچی کے اصولوں کو کھلم کھلا توڑتے ہو۔ تم ہمارے مذہبی رہبر تھے اور یہ چیزیں تمہیں زیب دیتیں۔ کتنے لگا، اللہ نے عرف ایک جگہ کہا ہے کہ تم دو بیویاں نہ کرو، اور دو کپڑے مت پہنو، لیکن تمہارے ملعون پادری نے میں کپڑے پہن رکھے ہیں اور تم اسے بدستور مذہبی امام سمجھتے ہو، اور مجھے لمحد قرار دیتے ہو۔ پہلے اپنے پادری کو جا کر سمجھاؤ اگر اس نے احکام مذہب کی خلاف ورزی کو جاری رکھا، تو میں بھی جاری رکھوں گا۔

بختی شوع بن جبریل عموماً یوحنا سے مذاق کیا کرتا تھا۔ ۲۲؎ کا ذکر ہے کہ مدائن کی چھاؤنی میں (جو معتصم نے بنوائی تھی) ابراہیم بن المہدی کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ بختی شوع کہنے لگا: "یوحنا! تم میرے حقیقی بھائی اور میرے باپ کے بیٹے ہو۔" یوحنا جھٹ بول اٹھا: "ابراہیم صاحب گواہ رہیں میں اس کے والد کی میراث میں برابر کا شریک ہوں۔" بختی شوع نے جواب دیا: "مذہب اسلام میں ولد الزنا شریک وراثت نہیں ہوا کرتا۔" یوحنا خفیف ہو کر رہ گیا۔

۱۵ احمد بن ہرون الشراہی کہتا ہے: متوکل علی اللہ نے مجھے بتلایا کہ واثق کا عہدِ خلافت تھا۔ دجلہ کے عین درمیان ایک بارہ دری میں واثق کانٹے سے مچھلی کا شکار کھیل رہا تھا، اور یوحنا اس کی دائیں طرف بیٹھا تھا۔ جب کچھ دیر ہو گئی، اور کوئی مچھلی ہاتھ نہ لگی، تو واثق کہنے لگا: "ابے یوحنا! اٹھ یہاں سے۔ تیری نحوست کی وجہ سے کوئی مچھلی نہیں پھینتی۔" یوحنا کہنے لگا: "عالم پناہ! میرا والد اسویہ اور والدہ رسالتہ

تھی، جو آٹھ سو درہم میں خریدی گئی تھی۔ دونوں سے یوحنا پیدا ہوا۔ جو اپنی خوش قسمتی و بلند اقبالی کی بدولت شہنشاہوں کا ندیم و جلسیں نیا اور اس کی ہر تہا پوری ہوئی۔ کیا آپ ایسے انسان کو منحوس کہتے ہیں؟ منحوس تو وہ شخص ہوتا ہے جس کے خاندان میں چار پشتوں سے شہنشاہت چلی آتی ہو۔

۵ اور وہ خود بھی شہنشاہ ہو۔ لیکن تختِ خلافت و محلاتِ شاہی کو چھوڑ کر دجلہ کے عین وسط میں ایک چھوٹی سی دکان پہ بیٹھ کر ماہی گیری جیسا ذلیل کام کر رہا ہو، اور ہر وقت یہ خطرہ رہتا ہو کہ کہیں ہوا کا کوئی چھونکا اسے اٹھا کر دریا میں نہ پھینک دے۔" واقع بے حد خفیف ہوا۔ لیکن پی گیا۔ کچھ دیر کے بعد پوچھنے لگا: "یوحنا! اس کی کیا وجہ ہے کہ ماہی گیری ایک گھنٹے میں اتنی مچھلیاں پکڑ لیتا ہے، جس کے عوض کم از کم اسے ایک دینار مل جاتا ہے اور میں تمام دن یہاں

۱۰ عنایع کرتا ہوں اور ایک درہم کی مچھلی بھی نہیں پکڑ سکتا۔ یوحنا کہنے لگا: "جہاں نیاہ! وجہ عفاف ہے کہ اللہ کی نوازشات حسبِ ضرورت و حاجت ہوا کرتی ہیں۔ ایک ماہی گیری کی گزراوقات ماہی گیری پہ ہے اور آپ کی سلطنت پر۔ اس لیے اسے زیادہ مچھلیاں ملتی ہیں اور آپ کو نہیں ملتیں کہ اللہ اس کی ضرورت نہیں سمجھتا۔"

۱۵ یوحنا کے پاس ایک رومی کینیز تھی، جس سے جماع تو کیا کرتا تھا لیکن فراغ سے پہلے ہی علاحدہ ہو جاتا تھا۔ اتفاقاً یہ کینیز حاملہ ہو گئی۔ اور اس سے ایک سی

لڑکی پیدا ہوئی، جس کا دایاں پاؤں اور بائیں کان غائب تھا۔ کسی نے کہا: "تم نے تو ضابطہ تولید کا بڑا اہتمام کر رکھا تھا، آخر یہ بد وضع لڑکی کہاں سے آگئی؟" کہنے لگا: "یہ سب کچھ میرے اس انتظام ہی کا نتیجہ ہے کہ ایک رات میں اس کینیز

۲۰ کچھ دیر تک جماع کرتا رہا پھر علاحدہ ہو گیا۔ کچھ وقفے کے بعد پیشاب کیے بغیر کھڑے ہو گیا۔ آلت تناسل کی نالی میں کچھ مادہ رہ گیا ہوگا، جو رحم میں چلا گیا اور رحم

نے قبول کر لیا۔ چونکہ اس ذرہ میں مکمل جسم بننے کی قابلیت نہ تھی۔ اس لیے ناقص لڑکی پیدا ہوئی۔

طبیعیوں نے یوحنا کی اس تاویل کو پسند کیا، البتہ طیفوری نے (یوحنا کا سر) اتفاق نہ کیا۔ وہ کہنے لگا کہ یہ بد وضع لڑکی دراصل یوحنا کے چند غلاموں کی حرکت کا نتیجہ ہے۔

۲۱۷ھ کا واقعہ ہے کہ صالح بن شیخ بن عمیرہ بن حیان بن سراقہ الاسدی (ایک نسخے میں الامدی) سخت بیمار ہو گیا اور ابراہیم بن مہدی اس کی عیادت کو گیا۔ ابراہیم نے دیکھا کہ بیماری ہلکی پڑ چکی ہے۔ ادھر ادھر کی باتیں شروع ہو گئیں اس دوران میں صالح نے متدرجہ ذیل کہانی سنائی :-

”میرے جد امجد عمیرہ کا بھائی لاؤلد فوت ہو گیا تھا جس پر میرے

دادا کو بہت عدم ہوا۔ چند ماہ کے بعد معلوم ہوا کہ ایک لونڈی

حاملہ ہے، اس پر میرا دادا بہت خوش ہوا۔ اس لونڈی سے لڑکی

پیدا ہوئی، جسے عمیرہ نے نہایت محبت سے پالا۔ جب وہ جوان

ہو گئی تو ہر طرف سے شادی کے پیغام آنے لگے۔ عمیرہ حسبِ اخلاق

کی خاص طور پر پرتال کرتا۔ امیدواروں میں خالد بن عصفوان بن الاثم

التمیمی (ایک نسخے میں الایراہیم التیمی) کا عم زاد بھائی بھی شامل

تھا۔ عمیرہ اس کے حسب سے واقف تو تھا۔ لیکن عادات و

اخلاق سے واقف نہ تھا۔ اس لیے اس سے کہا کہ تم سال بھر

میرے ہاں رہو، تاکہ تمھارے اخلاق کا جائزہ لے سکوں۔

۱۰

۱۵

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

۳۱

۳۲

۳۳

۳۴

۳۵

۳۶

۳۷

۳۸

۳۹

۴۰

۴۱

۴۲

۴۳

۴۴

۴۵

۴۶

۴۷

۴۸

۴۹

۵۰

۵۱

۵۲

۵۳

۵۴

۵۵

۵۶

۵۷

۵۸

۵۹

۶۰

۶۱

۶۲

۶۳

۶۴

۶۵

۶۶

۶۷

۶۸

۶۹

۷۰

۷۱

۷۲

۷۳

۷۴

۷۵

۷۶

۷۷

۷۸

۷۹

۸۰

۸۱

۸۲

۸۳

۸۴

۸۵

۸۶

۸۷

۸۸

۸۹

۹۰

۹۱

۹۲

۹۳

۹۴

۹۵

۹۶

۹۷

۹۸

۹۹

۱۰۰

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

۳۱

۳۲

۳۳

۳۴

۳۵

۳۶

۳۷

۳۸

۳۹

۴۰

۴۱

۴۲

۴۳

۴۴

۴۵

۴۶

۴۷

۴۸

۴۹

۵۰

۵۱

۵۲

۵۳

۵۴

۵۵

۵۶

۵۷

۵۸

۵۹

۶۰

۶۱

۶۲

۶۳

۶۴

۶۵

۶۶

۶۷

۶۸

۶۹

۷۰

۷۱

۷۲

۷۳

۷۴

۷۵

۷۶

۷۷

۷۸

۷۹

۸۰

۸۱

۸۲

۸۳

۸۴

۸۵

۸۶

۸۷

۸۸

۸۹

۹۰

۹۱

۹۲

۹۳

۹۴

۹۵

۹۶

۹۷

۹۸

۹۹

۱۰۰

رہائش میں کسی طرح کی تکلیف نہ ہوگی۔ لڑکے نے مان لیا اور وہاں رہنے لگا۔ ہر روز عمیرہ کو اس کے متعلق دس بڑی اور دس اچھی خبریں ملتیں۔ جب بہت عرصہ گزر گیا اور عمیرہ فیصلہ نہ کر سکا کہ لڑکا بُرا ہے یا اچھا، تو خالد کو ایک چٹھی لکھی جس کا مضمون یہ تھا: کہ تمہارا عم زاد بھائی میری بھتیجی سے نکاح کرنے کی غرض سے یہاں آیا ہوا ہے۔ میں اس کے خاندان کے متعلق تو سب کچھ جانتا ہوں۔ لیکن اس کے اخلاق کے متعلق عجیب تذبذب میں ہوں۔ اس کی نسبت دن میں جس قدر اچھی خبریں ملتی ہیں، اتنی ہی بڑی اطلاعیں بھی آجاتی ہیں۔ میں مشکور ہوں گا، اگر آپ اس مسئلے پر کچھ روشنی ڈالیں۔

خالد نے جواب میں لکھا کہ میرا چچا اخلاق کے لحاظ سے نہایت بلند، دشمن تک کو معاف کر دینے والا اور بہت کریم الطبع انسان تھا لیکن ساتھ ہی بیچ العورت تھا۔ اس لڑکے کی ماں بے حد حسد لیکن بدخلق کنجوس و احمق تھی۔ اس لڑکے نے والدین کے تمام قبائح لے لیے ہیں اور نحاس کے پاس تاک نہیں پھٹکا۔

جونہی یہ خط عمیرہ کو پہنچا، فوراً لڑکے کا سامان سفر بندھوایا اور ایک تیز رفتار اڈیشن پر سوار کر کے واپس بھیج دیا۔

ابراہیم بن المہدی کہتا ہے:-

”میں صالح بن شیخ کے گھر سے لوٹا، تو راستے میں ہارون بن سلیمان بن منصور کا گھر پڑتا تھا۔ خیال آیا کہ ہارون سے بھی ملاقات کرتا چلوں۔ اندر گیا، سلام کیا، بیٹھا۔ باتیں ہونے لگیں اور صالح بن شیخ کا ذکر آیا

تو ہاروں کہنے لگا۔ اس کی حکایات بڑی دل چسپ ہوا کرتی ہیں۔ میں نے وہ عمیرہ والی کہانی سنا دی۔ پاس یوحنا بیٹھا ہوا تھا۔ کہنے لگا خدا کی قسم یہ کہانی تو ہو بہ ہو میری سرگزشت معلوم ہوتی ہے۔ میرا منہ لمبا کھوپڑی اُبھری ہوئی، ماتھا چوڑا اور آنکھیں نیلی ہیں۔ لیکن بلا کا ذہین ہوں اور قیامت کا حافظہ پایا ہے۔ دوسری طرف میری بیوی حسین لیکن اول درجے کی احمق و کودن ہے۔ نہ اپنی بات سمجھتی ہے اور نہ دوسرے کی۔ ہمارے ہاں ایک لڑکا ہے۔ جس میں ہمارے تمام معائب و قباہتیں تو موجود ہیں۔ لیکن کسی خوبی کا نام و نشان تک نہیں ملتا۔ چالی نو برس بتدریج اور انساؤں کا تجزیہ کیا کرتا تھا۔ اگر امیر المؤمنین کا ڈرنہ ہوتا تو میں اس لڑکے کو چیر نہ پاؤں مگر ضرور دیکھتا اور معلوم کرتا کہ اس کی گندی ذہن و حماقت کے اسباب کیا ہیں۔ پھر ایک کتاب میں اُس کی ساخت، عروق اور اعصاب پر مکمل بحث کرتا تاکہ دنیا فائدہ اٹھاتی۔ اس وقت شیخ ابوالحسن یوسف پاس بیٹھا تھا۔ یوحنا کہنے لگا مجھے خطرہ ہے کہ کہیں ابوالحسن ہماری آج کی گفتگو طیفوری (یوحنا کا سسر) اور اُس کے بیٹوں تک نہ پہنچا دے۔ ہم آپس میں لڑ پڑیں گے اور ابوالحسن کی تفریح ہو جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

یوحنا کے بیٹے کا نام بھی ماسویہ تھا، چوں کہ بے حد احمق و کودن اور منحوس تھا، اس لیے یوحنا اس سے نفرت کرتا تھا۔ لیکن یہ ظاہر طیفوری کے ڈر سے اسے پیار کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ لڑکا بیمار ہو گیا اور پے شاہی قاعد آ گیا، کہ دمشق میں ماموں کے ہمراہ معتصم بھی تشریف فرما ہیں، اور بلا بھیجا ہے۔ یوحنا نے رخصت ہونے سے پہلے

بیٹے کی فصد کھولنی چاہی۔ لیکن طیفوری اور اس کے دو بیٹوں نے زکریا
 و دایبال نے سخت مخالفت کی۔ یوحنا اپنی فصد پر اڑا رہا چنانچہ
 روانہ ہونے سے پہلے فصد کھول دی اور خود چلا گیا۔ تین دن کے بعد
 ماسویہ یہی یوحنا کی وفات ہو گئی۔ جنازہ اٹھا تو اس کے سر
 اور سالوں نے چلا چلا کر لوگوں سے کہا، لوگو! یہ طبعی موت نہیں، بلکہ
 ۵ یاپ نے بیٹے کو عمداً قتل کیا ہے۔ ثبوت دعویٰ میں ابوالحسن یوسف
 طبیب کی روایت کردہ کہانی بیان کی۔“

یوسف المروی

اپنے عہد کا مشہور منجم، جس نے احکام نجوم پر ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے
 کتاب الرزق النجومی (ایک نسخے میں الرزق النجومی) تقریباً تین سو اوراق پر
 ۱۰ مشتمل ہے۔

یوسف السامر الطیب یغز بالقس

کتفی کے زمانے میں ایک مشہور طبیب تھا، جس کی ساری زندگی تلاش
 علوم میں گزری۔ اسے ساہرہ شب بیدار، اس لیے کتنے تھکے کہ یہ رات کو بہت کم
 سوتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ نیند موت کی بہن ہے۔ اور ایک طبیب کو جس کا کام اسباب
 ۱۵ حیات فراہم کرنا ہے، موت کی بہن سے بچنا چاہیے اور صرف اتنا سونا چاہیے،

۱۵ کتفی (۲۸۹-۲۹۵ھ)

جس سے جسم کو راحت مل جائے۔ اور اس مقصد کے لیے تقریباً تین گھنٹے کافی ہیں یہ حکیم تقریباً تین گھنٹے سوتا تھا، اور باقی رات مطالعہ، تصنیف اور مشاہدہ کو ایک میں گزار دیتا تھا۔

بعض سوانح نگاروں کا خیال یہ ہے کہ اس کے سر پر پھوڑا تھا، جو اسے سونے نہیں دیتا تھا۔ اگر اس کی تصنیف کتاب الکناش پر تہ لشیئ نگاہ ڈالی جائے، تو بعض تصریحات سے پتا چلتا ہے کہ یوسف الساہر زندگی بھر ایک قسم کے پھوڑے سے جسے سرطان کہتے ہیں۔ دکھ اٹھاتا رہا۔

یوسف بن حکیمی بن اسحاق الشیبی المتعربی ابو الحجاج

نزہل حلب

سبیتہ میں یہ طبیب ابن سمعون کے نام سے مشہور تھا۔ سمعون اس کا نواں یا دسواں داوا تھا۔ ابن سمعون فاس کا رہنے والا تھا۔ یہ شہر سرزمین مغرب میں بحیرہ روم کے ساحل پر واقع ہے۔ اس کی آبادی خالصی ہے۔ اس کا والد حکیمی اس شہر میں کسی حرفت کے ذریعے معاش حاصل کیا کرتا تھا۔ یوسف نے یہیں حکمت و ریاضی میں کمال پیدا کیا۔ عام مجلس گفتگو میں بھی اصول ریاضی سے کام لیا کرتا تھا۔ جب اس ملک میں یہود و نصاریٰ سے کہا گیا کہ یا تو اسلام لاؤ اور یا ملک چھوڑ کر چلے جاؤ، تو یوسف نے کچھ عرصے کے لیے اسلام کا اعلان کر دیا، اور خفیہ ہجرت کی تیاریاں کرتا رہا۔ جب تمام سامان مکمل ہو چکا، تو مصر آ گیا۔

۱۵ اس اسپین کا ایک شہر (قلموس)

اور وہاں یہودیوں کے سردار موسیٰ بن میمون قرطبی سے ملاقات ہوئی۔ ابن میمون اپنے زمانے کا مشہور عالم تھا۔ یوسف اسی کے ہاں فروکش ہوا، اور اس کی شاگردی اختیار کر لی۔ یہ طبیب ابن اقلح اندلسی کی کتاب الہیۃ سنیۃ سے ہمراہ لے آیا تھا۔ ابن میمون کے ساتھ مل کر اس کی اصلاح کی۔ پھر مصر سے شام کی طرف چلا گیا۔ وہاں حلب میں متوطن ہو گیا۔ اور ایک یہودی ابو العلاء الکاتب ہارڈ کا نامی کے ہاں شادی ۵ کر لی۔ حلب سے یہ قرعہ تجارت عراق کو چلا گیا اور وہاں سے ہندوستان جا پہنچا۔ کچھ عرصے کے بعد واپس آیا اور پھر تجارت میں مصروف ہو گیا۔ اس کی مالی حالت اچھی ہو گئی۔ کچھ جائیداد بھی خرید لی۔ اور طلبہ علم بھی استفادے کے لیے جمع ہو گئے۔ حلب کے دربار ظاہریہ میں یہ طبیب خاص بھی رہا۔ اور اس میں کوئی کلام نہیں کہ ابن سمعون بلا کا ذہین و تیز نظر تھا۔ میرے مراسم اس کے ساتھ بہت گہرے ہو گئے۔ ایک دن مجھ سے کہنے لگا کہ میرے ہاں اولاد تریبہ کوئی نہیں، صرف دو بیٹیاں ہیں۔ کوئی ایسا گرو بتاؤ کہ اللہ مجھے ایک ادھ بیٹا عنایت کرے۔ تاکہ میری جائیداد کا جائز وارث پیدا ہو جائے۔ ورنہ اگر یہ حالت موجودہ میری وفات ہو گئی تو جائیداد پر حکومت قبضہ کر لے گی۔ میں نے حکما کے بیان کردہ چند حینے اسے بتلائے۔ اس کی پہلی بیوی مرچکی تھی اور دوسری شادی کی ہوئی ۱۵ تھی۔ اسے حمل ہو گیا۔ اور بہ فضل خدا بیٹا پیدا ہوا۔ یوسف اچھلتا کودتا میرے پاس آیا اور یہ خوش خبری سنائی۔ کچھ عرصے کے بعد اس کی بیوی نے کہیں بہت گرم پانی سے بچے کو نہلا دیا، اور وہ مر گیا۔ یوسف کو بہت زیادہ صدمہ ہوا۔ میں تعویث کے لیے گیا تو اسے تسلی دلانے کی کوشش کی اور کہا کہ وہی گرو پھر برتو، انشاء اللہ کام یابی ہوگی۔ یوسف نے پھر وہی گرو استعمال کیا۔ چنانچہ پھر لڑکا

۱۵ موسیٰ بن میمون اسرائیلی الاندلسی کے حالات حرف المیم میں۔

پیدا ہوا۔ جس کا نام عمیرا لیا تی رکھا گیا۔ اس کے بعد اُس کے گرو کو نظر انداز کر دیا اور کچھ عرصے کے بعد لڑکی پیدا ہو گئی۔ بہت گھیرا یا اور اپنے کو لعن طعن کرنے لگا میں نے کہا کہ اُس گرو سے پھر کام لو، انشا اللہ سچے ملے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا خوش ہو کر کہنے لگا کہ اب اس گرو کو کبھی نظر انداز نہیں کروں گا۔

ایک دن میں نے یوسف سے کہا کہ اگر یہ بات درست ہو کہ مرنے کے بعد بھی

ارواح کو اس دنیا کے واقعات کا علم ہوتا رہتا ہے تو آؤ قول و پیمان باندھیں

کہ اگر تم پہلے مرے تو میری ملاقات کو آیا کرو گے۔ اور اگر میں پہلے چل لیا تو تم سے

ملنے آؤں گا۔ چند سال کے بعد یوسف چل لیا۔ ایک رات خواب میں کیا دیکھتا ہوں

کہ نہایت عمدہ کپڑے پہنے ایک مسجد کے صحن میں چیتورے پر بیٹھا ہوا ہے۔ میں نے

اُسے وہ وعدہ یاد دلایا، تو منہ پھیر کر چل دیا۔ میں نے دوڑ کر پکڑ لیا اور پوچھا خدا

کے لیے اتنا تو بتاؤ کہ موت کیا چیز ہے اور انسان عالم بالا میں کس رنگ میں رہتے ہیں

کہتے لگا۔ مرنے کے بعد کُلّی کُلّی سے مل جاتی ہے اور حُرّی حُرّی میں رہ جاتی ہے اس کا

مطلب یہ تھا کہ روح کُلّی ہے، جو اللہ سے جا ملتی ہے۔ اور جسم حُرّی ہے جو حُرّی

یعنی زمین میں رہ جاتا ہے۔ جاگنے کے بعد مدتوں اس ملاقات کا سرور رہا۔

ہم اللہ سبحانہ سے معفرت مانگتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے الفاظ کو دہراتے ہیں۔

”موت کے وقت توبہ کرو۔ اللہ ہی بہترین دوست ہے“

حکیم کی وفات حلب میں ذی الحجہ ۶۲۶ھ کے عشرہ اول میں ہوئی۔

یونیوس الحکیم

اپنے عہد میں یونان کا مشہور حکیم، جس کے متعلق مشہور ہے کہ انگور کا شیرہ مٹی کے برتنوں میں ڈال کر رکھ دیتا۔ جب خمیر تیار ہو جاتا، تو جھاگ اُتار کر پھینک دیتا اور عراحی میں اُنتالیس رطل شراب بھر دیتا۔ اس کے بعد رطل بھر دزن کا پیاز لیتا۔ اس میں ایک سوراخ سا کر دیتا۔ اور بیچ میں سے دھاگا گزار کر عراحی کے اندر ڈال دیتا۔ چند روز کے بعد دھاگے کو کھینچ کر اس پیاز کو عراحی کی گردن میں پھینسا دیتا، اور اوپر کیچر مل دیتا۔ اس کے بعد صرف وقت ضرورت اس عراحی کو کھولتا۔

یونس الحمرانی الطیب

۱۰ ایشیا سے یورپ میں چلا گیا اور اندلس میں اقامت اختیار کر لی۔ اُن دنوں اندلس پر امیر محمد الاموی حکم ران تھا۔ یہ اپنے ساتھ امراض شکم کے لیے ایک معجون لے گیا۔ جس کا ایک سقیہ؟ پندرہ دینار میں بیچتا تھا۔ اس طرح بہت دولت جمع کر لی۔ ایک دفعہ اندلس کے پانچ طبیبوں نے مشورہ کر کے اس معجون کا ایک سقیہ خرید لیا اور لگے اس کا تجزیہ کرنے۔ کافی غور و خوض کے بعد نتائج قلم بند کیے۔ اور حکیم کو لکھا کہ ہم تمہاری دوا کا تجزیہ کرنے کے بعد ان نتائج پر پہنچے ہیں۔ اگر یہ نتائج درست ہوں تو فیما، ورنہ ازراہ

۱۵ لے محمد بن عبدالرحمان دوم بن حکم بن ہشام بن عبدالرحمان اول قرطبہ کا پانچواں

فرمان روا تھا۔ عہد حکومت ۲۳۸ - ۲۷۳ھ -

نوازش صحیح نسخے سے مطلع فرمائیے۔ حکیم نے جواب میں لکھا کہ اجزائے معجون بالکل درست ہیں۔ صرف اوزان اجزا میں آپ سے غلطی ہوئی ہے۔ میری اس معجون کا نام المغیث الکبیر ہے۔ لیجیے تمام نسخہ و ترکیب وغیرہ حاضر ہے۔ اس حکیم کی نوازش سے یہ معجون تمام اندلس میں پھیل گئی۔ یہ حکایت حکیم المستنصر الاموی فرما کر اندلس کے اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی مجھے ملی۔ المستنصر واقعات و تاریخ عالم میں بہت دل چسپی لیتا تھا۔ اور خاصہ سمجھ دار فرماں روا تھا۔

یونس کے متعلق ایک اور حکایت یوں مشہور ہے کہ اندلس کے کسی طبیب نے کسی دوا کے متعلق یہ لکھا ہوا دیکھا کہ وہ تُفَا سے حاصل کی جاتی ہے۔ اسے معلوم نہ تھا کہ تُفَا کیا چیز ہے۔ آخر یونس کے پاس آیا، اور پوچھا "تھاکے ہاں تُفَا ہے؟" کہا "ہے"۔ پوچھا "دو درہم وزن کی کیا قیمت ہے؟" کہا "دس دینار"۔ اس نے دس دینار نکال کر دے دیئے۔ یونس نے تُفَا کے صرف معنی بتلا کر کہا، کہ "اب تشریف لے جائیے"۔ اُس نے کہا "لفظ سے تو میں پہلے ہی آگاہ تھا، مجھے تو اصل چیز چاہیے"۔ یونس کہنے لگا۔ "تمہارا مقصد اصل چیز ہی ہوگا لیکن میرا مطلب صرف لفظ کی تشریح سے تھا"۔

یونس کے بیٹے ایشیا میں چلے آئے۔ اور یہاں ثابت بن سنان ابن وصیف^{۵۳} الکحال اور دیگر علما سے علم حاصل کیا۔

۱۵ حکم دوم بن عبد الرحمن سوم بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمن دوم (۳۵۵ھ)

۱۶ کالقب المستنصر باللہ تھا۔ اور قرطبہ کا آٹھواں خلیفہ تھا۔

۱۷ تُفَا کی حقیقت مترجم کو معلوم نہ ہو سکی۔

۱۸ ابن وصیف کے حالات زندگی آگے آئیں گے۔

یزیدین ابی یزیدین یوحنا بن خالد نصیبہ یزید پور

(ایک نسخے میں یور)

مامون الرشید کا ایک فاضل طبیب جو ایراہیم بن ہمدی کی خدمت پر بھی مامور رہا۔ یہ مریضوں کے ساتھ نہایت خوش اخلاقی سے پیش آتا تھا۔

الکتی فی اسماء الحکماء

ابو جعفر بن احمد (ایک نسخے میں محمد بن عبد اللہ بن حلیش)

علم ہیئت کا عالم اور آلاتِ فلکیہ کے استعمال میں ماہر تھا۔ اس کی ایک تصنیف کا نام کتاب الامطرلاب المسطح ہے۔

ابو جعفر الخازن

اس کی کنیت اس کے نام سے زیادہ مشہور تھی۔ محکم کارہنے والا حساب ہندسہ، سیر کوکب اور مشاہدہ اجرامِ فلکی میں مشہور زمانہ تھا۔ اس کی چند کتابیں یہ ہیں :-

(۱) کتاب زینج الصفاح۔ اس فن میں بہترین و جلیل ترین کتاب ہے۔

(۲) کتاب المسائل العدویۃ۔

ابوالحسن بن سنان الطیب

ابوالحسن الحرّانی کا معاصر و دوست، جس نے دربار یوہیہ میں نیز اس سے پہلے بہت عزت حاصل کی۔ فن طب میں ماہر، خوش اندام و عاقل تھا۔ اس کے نتائج فکر یہ کا مختلف سوانح نگاروں نے ذکر کیا ہے۔ اس کا بیٹا ابوالفرج اور پوتا بھی طبیب تھا۔

ابوالحسن بن ابی الفرج بن ابی الحسن بن سنان طیب

اپنے عہد کا بے نظیر فاضل جو اپنے جد امجد ابوالحسن بن سنان کے معاصرین سے کسی حالت میں کم نہ تھا۔ اس نے بہت شہرت، عزت اور وجاہت حاصل کی۔

ابوالحسن تلمیذ سنان

بغداد کا ایک طبیب جس نے سنان بن ثابت سے تعلیم حاصل کی اور اہل

سنان بن ابراہیم بن زہرون الحرّانی ابوالحسن حرف الثانی حالات گزر چکے ہیں۔ ڈاکٹر لبرٹ (جرمنی) نے ابوالحسن الحرّانی و ثابت بن ابراہیم کو دو علاحدہ علاحدہ شخصیتیں سمجھا ہے۔ ملاحظہ ہو فہرست تاریخ الحکما "اسماء الاشخاص باب الالف دائماً" حالانکہ دراصل یہ ایک ہیں۔ ملاحظہ ہو تاریخ الحکما ص ۱۱۳ و ص ۱۱۴ نیز ص ۳۹۶ (ابوالحسن بن سنان کے ذیل میں)

سنان پوتا، ابوالحسن بن ابی الفرج بن ابی الحسن بن سنان۔

میں تلمیذستان کے نام سے مشہور ہوا۔ فنِ طب میں خاص شہرت کا مالک تھا۔
 ہمدیوپیہ میں یخداویں طیب تھا۔ بہت شہرت و عورت حاصل کی۔ پیر کے
 دن ۳ رجمادی الآخرہ ۳۸۶ھ کو وفات ہوئی۔

ابوالحسن بن سنان الصائمی

۵ اس طیب کے ایک ہم نام کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ یہ ہر دو مختلف ہستیاں
 تھیں۔ اس کا دادا ثابت بن قرۃ عمایوں کے مشہور طبی خاندان یعنی آل سنان
 تعلق رکھتا تھا۔ ابوالحسن ۳۳۹ھ میں زندہ تھا اور شفاخانے میں رئیس الاطبا
 تھا۔ اس کے بعض نسخے نہایت عمدہ تھے۔ بہت بڑا عالم و کامیاب معالج تھا۔
 اور اپنے آباد اجداد سے کسی طرح کم نہ تھا۔

۱۰ ابوالحسن کا بھائی ابوالفضل بن سنان لکھتا ہے :-

۳۳۹ھ میں ہر طرف وبا پھیل گئی۔ اور میں بھی بیمار ہو گیا۔ میری
 بیماری اس حد تک بڑھ گئی کہ زندگی کی تمام اُمیدیں منقطع ہو گئیں
 چوں کہ صائمین میں بے اتفاقی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ
 دو بھائیوں میں بھی اتحاد و اتفاق نہیں ہوتا۔ اس لیے میرے تعلقاً

۱۵ ابوالحسن بن سنان سے ازلیں کشیدہ تھے۔ چنانچہ وہ نہ تو علاج
 کے لیے آیا، اور نہ حیادت کو۔ جب کسی شخص نے اُسے بتلایا کہ میری
 جان لبوں پہ پہنچ گئی ہے تو چلا آیا۔ لیکن میرے حواس اس قدر دہم
 دہم ہو چکے تھے کہ میں اُسے پہچان نہ سکا۔ اتنے ہی ایک مرضی

۱۵ ابوالحسن بن سنان بن ثابت بن قرۃ۔

ذبح کرائی۔ اُس کا کھچوٹھینوایا۔ اور مجھے کھلا دیا۔ مہنتہ پھر میرے ہاں
 رہا۔ جب میں پوری طرح شفا یاب ہو گیا تو وہ واپس چلا گیا۔ میں
 خوش تھا کہ بھائی بھی مل گیا اور مرض سے بھی نجات ہوئی۔ خیال آیا کہ
 بھائی کے مکان پر جا کر اس کا شکر یہ ادا کروں۔ چنانچہ ایک آدمی
 کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس کی قیام گاہ پر پہنچا۔ چپ اُسے میری
 آمد کا پتہ چلا تو دروازہ بند کر دیا۔ اور ایک کھڑکی سے آواز دی
 کہ ابو الفضل میرے ہاں آنے کی کوئی ضرورت نہیں، واپس چلے جاؤ
 ہمارے تعلقات وہی ہیں جو پہلے تھے۔ یہ سن کر میرا دل ٹوٹ
 گیا، اور میں واپس آ گیا۔ اس کے بعد تمام زندگی میں ہماری
 ملاقات نہ ہوئی۔

غرس النعمۃ محمد بن الرشید ابو الحسین ہلال بن الحسن بن ابراہیم الصامی
 مندرجہ ذیل حکایت کا راوی ہے۔

”۳۳۶ھ میں میرے والد الرشید ابو الحسین سخت بیمار ہو گئے۔
 باوجودے کہ ابو الحسن بن سنان سے ہمارے تعلقات حسب معمول
 بگڑے ہوئے تھے، میں نے اسے ایک چھٹی لکھ کر بلا بھیجا اُس نے
 آنے کا وعدہ کیا لیکن پورا نہ کیا۔ جب میرے والد کی حالت زیادہ
 تشویش ناک ہو گئی تو خاندان کی چند عورتیں ابن سنان کے پاس
 گئیں، اور اُسے اُس کی سنگ دلی و کینہ پروری پر خوب کوسا۔ اس
 نے پھر وعدہ کر لیا، لیکن پورا نہ کیا۔ پورے بیس یوم تک میرے والد
 کرب کی حالت میں رہے۔ اور صورت حالات یہاں تک خراب
 ہو گئی کہ کبھی تو خیمے (یا کمرے) کو گرانے کے درپے ہو جاتے

اور کبھی دروازہ کو اکھیرنے لگ جاتے۔ جب عورتوں نے ان حرکت کو دیکھا، تو کہنے لگیں۔ بس آخری ساعت قریب آگئی ہے۔ ہمکے خاندان کے بعض دیگر افراد پر بھی مرنے سے چند گھنٹوں پہلے یہ حالت طاری ہوتی تھی۔ عورتوں نے رونا پیڑنا شروع کر دیا اور میں مردانے میں جا کر بیٹھ گیا۔ لوگ تعزیت کے لیے آنے شروع ہو گئے

۵ خلاف توقع ابو الحسن بن سنان بھی آہنچا۔ میں نے فوراً کہا جالی نوس کی وفات کے بعد بھی دنیا زندہ رہی تھی (مطلب یہ کہ والد کی وفات کے بعد بھی ہم لوگ جیتے رہیں گے) اب کہ والد انتقال فرما چکے ہیں تمہارے آنے کا فائدہ؟ ہم تمہارے دیدار کے پیاسے تھوڑے ہی تھے۔ ابو الحسن نے کوئی جواب نہ دیا اور سیدھا اندھا چلا گیا۔ حضرت والد کی حالت دیکھی، اور فوراً مجھے بلا کر کہنے لگا فقوہ باتوں کا وقت نہیں، فوراً دو چار نوکر بلا کر والد کا جسم دا بنے پر لگاؤ۔ اور پھر آواز دی۔ اے ابو الحسین! آپ بالکل نہ گھبرا میں انشاء اللہ خیر ہوگی۔ اگر کوئی خطرے کی بات ہوتی، تو میں یہاں نہ آتا۔ پرانے نوازش دوا پی کر ہم سے تعاون کیجیے۔ ابو الحسن

۱۰ کا مقصد والد کی ڈھارس بندھانا تھا۔ پھر ہاتھ بڑھا کر جسم کو چھوا۔ والد صاحب کے منہ سے ایک دو لفظ نکلے جنہیں ہم میں سے کوئی نہ سمجھ سکا۔ اس لیے کہ فوت گویائی سلب ہو رہی تھی۔ نبض دیکھی تو بہت کمزور۔ پھر ٹخنوں پر ہاتھ رکھا اور کہا۔ مرضی کا بیٹنا ہوا جگر کوئی نرم سی غذا اور روٹی لاؤ۔ ہم لے آئے، تو اس نے

۱۵ جگر والد کو کھلا دیا۔ اور پھر کہا، ایک سرخ رنگ کی ناشپاتی اور

۲۰

ایک سبب لاؤ۔

ہم ان دنوں باب المراتب میں رہا کرتے تھے۔ نوکر کو بھیجا کہ کرخ سے یہ پھل خرید لائے۔ نوکر باہر نکلا ہی تھا کہ ان پھلوں سے لدی ہوئی دو سیل گاڑیاں سڑک پر دکھیں۔ ہمارے ہمسائیگی میں عبداللہ المردوسی کا ایک یاغ تھا اور یہ گاڑیاں وہیں سے آرہی تھیں۔ ہمارے نوکر نے عورت حالات بتائی۔ گاڑی بان نے چند ناشپاتیاں اور چند ایک سیب اس کے حوالے کیے۔ ابوالحسن نے والد کو ناشپاتی تو فوراً کھلا دی۔ اور سیب دو پرتک عرق گلاب میں رکھ دیا۔ اس اثنا میں وہ نرم غذا اور چپاتی بھی کھلا دی۔ مرغی کا جگر کھانے کے بعد حالت رو بہ اصلاح ہو رہی تھی۔ اور تھیس میں اعتدال آ رہا تھا۔ رفتہ رفتہ مزاج کا پڑ پڑا پن جاتا رہا۔ اور والد تھابت سکون و اطمینان محسوس کرنے لگے۔ اس پر عورتیں دوڑتی ہوئی آئیں۔ اور ابن سنان کا سر چومنے لگیں۔ دو چار نے تو اس کے پاؤں بھی چوم لیے۔ اس کے بعد ابن سنان کہنے لگا: یہ ناقابل طبیب صرف تھیں بٹورنے آتے ہیں، یا کچھ علاج کی بھی اہلیت رکھتے ہیں۔ اچھا بتاؤ تو سہی، کہ میرے آنے سے پہلے یہ طبیب کیا کر رہے تھے؟ میں نے کہا: "ان طبیبوں کی طب کا خلاصہ تو صرف اتنا ہے کہ مرضی کو کوئی نہ کوئی دوا پلاتے چلو۔ اس سے بحث نہیں کہ وہ مفید ہو یا مضر ثابت ہو۔ ایک بزرگ نے ساتویں رات کو جلاب دے دیا۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔" "یس میں سمجھ گیا۔" ابن سنان نے کہا: "اس نے بیماری کے جوش میں مشہل دے دیا۔"

میں سے حواس مختل ہو گئے۔ ”جی ہاں۔ اور اسی رات سے یہ
 بدحواسی و بے چینی چلی آتی ہے۔“ پھر کہا ”مجھے تمھارے والد کی بیماری
 کا علم تھا۔ لیکن میں حاضر اس لیے نہ ہوا کہ آج کے دن تک مجھے کوئی
 خطرہ نظر نہ آتا تھا اور آج کے بعد غافل رہنا خطرناک تھا ابوالمحسین
 کی جنم پتری سے بھی ایسا ہی مستنبط ہوتا ہے۔ یہ حال آج کی رات
 بہت خطرناک ہے، یا تو رات کو فوت ہو جائے گا، اور یا صبح کے
 وقت پوری صحت کے ساتھ بیدار ہو گا۔“ میں نے پوچھا کہ دورانِ
 شب میں کون سی علامات اُمید افزا ہوں گی۔ کہا ”اگر رات کو صبح
 کی غنید سونیں، تو سمجھ لو کہ شفا ہو گئی۔ علی الصبح انھیں بیدار
 کرو۔ یہ تم سے خوب باتیں کریں گے۔ پھر انھیں صحن میں تھوڑی سی
 سیر کراؤ۔ اس کے بعد یہ جو کا پانی پیئیں۔ اور اگر خدا تمھارا
 رات بے چینی میں بسر ہوئی، تو رشتہ حیات منقطع سمجھو۔“ عشا
 تک ہم سب مریض کے سرہانے بیٹھے رہے۔ اس کے بعد مریض
 نہایت اطمینان سے سو گیا۔ ابوالمحسن کہنے لگا ”مبارک ہو محمد!
 اللہ نے تمھاری آنکھیں کھلادی کیں۔ اب کھانا منگواؤ۔“ کھانا کھا کر
 ہم سب اسی کمرے میں سو گئے۔ سونے سے پہلے حکیم نے پھر تہنیت
 کی کہ اگر آدمی رات کے وقت مریض کو جگایا نہ گیا، تو اس
 کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔“

خدا کی قسم ہم سب سحر تک نہایت بد ہوش ہو کر سوئے۔ جب جاگے تو دیکھا
 کہ والد نہایت نحیف آواز میں ابوالمحسن کو بلا رہے ہیں۔ ہم سب نے ایک دوسرے
 کو مبارک باد دی۔ اور پھر والد نے یہ خواب سُنایا۔

” آج خواب میں دیکھا کہ الشریف المرتضیٰ ابوالقاسم الموسویٰ نقیب العلویہ (الشریف المرتضیٰ دریس ابوالحسن بلال بن الحسن ہم عصر اور دوست تھے۔ جب مرتضیٰ کو انواہ معلوم ہوا کہ ابوالحسن فوت ہو چکا ہے تو اس کی وفات پر ایک مرتبہ لکھا) اس کی اولاد اور لوگوں کا ایک ہجوم قریش کے گورستان کی طرف جا رہا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا قیامت آگئی ہے۔ میں مرتضیٰ کے پاس ایک علاحدہ جگہ جا بیٹھا۔ اس اتنا میں مرتضیٰ کا بیٹا عبداللہ وارد ہوا۔ مرتضیٰ کے کان میں کچھ کہا، جس کے جواب میں مرتضیٰ نے صرف اتنا ہی کہا کہ ”لاؤ یہ گھر کا آدمی ہے۔“ عبداللہ شربت کا ایک گلاس لے آیا، جو ہم نے مل کر پیا۔ اس کے بعد مرتضیٰ گھوڑے پر سوار ہو گیا اور لوگوں سے کہا کہ ابوالحسن کو بھی سواری لا دو میں وہاں بالکل تہمارہ گیا، اور دیر تک انتظار کیا لیکن کوئی سواری نہ ملی۔ پاس سے ایک آواز آئی۔ ”بچ گئے، بچ گئے۔“

ہم سب نے اس خواب کے صحیح ہونے کی تصدیق کی۔ اور صحت پر مبارکباد کی۔ صبح کے وقت صحن میں ایک تخت پوش پہ جا بیٹھے اور اپنے ہاتھ سے جو کاپانی پیا۔ ابھی ابی کے حواس پوری طرح قائم نہیں ہوئے تھے۔ چہناں چہ بار بار پوچھتے ”ابوالحسن! یہ کس کا گھر ہے۔ ہم کہاں بیٹھے ہوئے ہیں وغیرہ وغیرہ۔“ میں ان تمام سوالات کا جواب دیتا لیکن والد محترم نہ سمجھ سکتے۔

اسی صبح کو ابوالفتح منصور بن محمد بن المقدّم المتکلم النحوی الاصفہانی وارد

ہوا، اور کہنے لگا، کہ حضرت میں نے آج رات کو یہ خواب دیکھا ہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں آپ کی عبادت کے لیے آ رہا ہوں اور

قدرے فکر مند ہوں کہ ایک شخص نے پوچھا۔ کہاں جا رہے ہو۔
 کہا۔ ہلال بن المحسن کی عیادت کو جا رہا ہوں، کتنے لگا میری ایک
 بات اپنی بیاض میں لکھ لو، اور وہ یہ کہ ہلال بن محسن بن ابراہیم
 بن ہلال کی تاریخ ولادت ہلال ہے۔ اتنے سال زندہ رہے گا،
 اور ماہ رمضان ۲۴۸ھ میں فوت ہو جائے گا۔

۵
 اللہ کی شان دیکھیے کہ تمام وہ دوست، ٹوسا، اطباء و علما جو اس
 روز ابوالمحسین سے قطعاً بایوس ہو چکے تھے، ابوالمحسین سے پہلے فوت ہو گئے۔
 اور مرتضیٰ (جس نے اقواہ سن کر ابوالمحسین کا مرثیہ لکھا تھا) کی وفات پر ابوالمحسین
 کو مرثیہ لکھنا پڑا۔ یہ مرثیہ عینیہ تھا۔

۱۰ ابو الحسن (الحسین) بن غسان الطیب البصری

بصرے کا رہنے والا ایک طبیب، جو علوم اوائل میں کافی دسترس رکھتا
 تھا۔ دربار بویہ میں تملوں ملازم رہا اور عندالدولہ فنا خسرو کی خصوصیت سے
 خدمت کی۔ شعر گوئی کا ملکہ بھی رکھتا تھا۔ حیب عندالدولہ بغداد کی طرف روانہ
 ہوا تو ابو الحسن نے مندرجہ ذیل اشعار کہے :-

۱۵ "بادشاہ کی عقل ممالک کا انتظام کرتی ہے۔ اور ہمارا فاتح سردار
 بلاد مفتوحہ کی حفاظت کرتا ہے۔

اے عندالدولہ بغداد میں جلد پہنچ، کہ سارا عراق چوڑ کی
 نذر ہو گیا ہے؟

عزالدولہ بختیار، جسے عندالدولہ نے عراق سے نکال دیا تھا، رات دن چوڑ

کھینتا رہتا تھا۔

ابوالحسن مندرجہ ذیل اشعار میں عزالدولہ تختیار کی بچو کرتا ہے۔ اور اس کے عنعنہ عزم کو یہ نقاب کرتا ہے۔

”ابوازیں شرد لہا رہا اور ملک کا یوں انتظام کیا کہ اینٹ سے

اینٹ بچا دی۔ اس کی سیاست کا آغاز اندھا پن، وسط

حماقت اور انجام زوال تھا۔“

ابوالحسن بن دینجا الطیب الکاتب

دربار بویہ کا مشہور و خالص طبیب، جو سفر میں بہاء الدولہ بن محمد ولد

کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ اور بصرے کے سرکاری دفتر میں کاتب اعظم تھا۔ یہی

دیکھتے ہیں کہ لوگ اسے کاتب کہتے تھے۔

ابوالحسین البصری الکمال

بصرے کا سُرْمہ ساز، جو ایک خالص قسم کا سُرْمہ تیار کیا کرتا تھا، اور

عموماً عوام کو مفت دیا کرتا تھا۔ دربار بویہ میں تقرب حاصل کیا اور

۴۲۹ھ میں وفات پائی۔

ابوالحسن بن کشر ابا المعز دبیہ تلمیذ سنان

بغداد کا مشہور و معروف طبیب، جسے عند الدولہ نے شفاخانہ بغداد میں متعین کیا تھا۔ شفاخانے میں ملازم ہونے سے پہلے امیر سیف الدولہ کے دربار میں تھا۔ اس نے دو کتابیں لکھی ہیں۔ ایک کا نام حاوی تھا، اور دوسری منسوب الیہ کے نام سے مشہور تھی۔

باتیں بہت کرتا تھا اور طبیبوں سے ٹیڑھے علمی سوالات پوچھ کر انہیں شرمندہ کیا کرتا تھا۔ اس کا ایک بھائی صاحب تھا جس کا حُقنہ مواد فاسد کے اخراج اور آئول (وہ بھٹی جو بچہ پیدا ہونے کے بعد ماں کے پیٹ سے نکلتی ہے) نکالنے کے لیے ازلیں مفید تھا۔ اور اسی وجہ سے یہ صاحب الحُقنہ کہلاتا تھا۔

ابوالحسن بن نقّاح الجراحی

فن جراحی کا ماہر، جسے عند الدولہ نے شفاخانہ بغداد میں مقرر کر کے ابوالحسن الجراحی کا شریک کار بنا دیا تھا۔ ہر دو حکیم اپنے فن کے استاد تھے۔

ابو حرب الطیب (ابو حارث)

مسعود بن محمود بن سبکتگین دالی خراسان و غزنی کا طبیب و منقرب سے

۱۰ لوک غزویہ کا بانی سبکتگین تھا۔ جو چنگیز (سامانیوں کا ترک کی النسل غلام) کا غلام نیز واد تھا۔ سلاطین کے نام یہ ہیں۔ (بقیہ عاشرہ ص ۵۲ پر دیکھیے)

ملک فرخ زاد بن مسعود نے تخت نشین ہونے کے بعد محض اس لیے قتل کر دیا تھا کہ عبدالرشید بن محمود کا منظور نظر ہوا تھا۔ اس کی موت ۲۴۴ھ میں واقع ہوئی۔

ابو الحکم الطیب الدمشقی

عیسیٰ بن حکم (جو دولت عباسیہ کے اوائل میں گزر چکا تھا) کا دادا جو آغا اسلام میں پیدا ہوا تھا۔ عیسے اور اس کے بیٹے حکم کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

(ع ۵۱۹ کا یقینہ حاشیہ ملاحظہ ہو)

۳۵۱	البتگین	۲۴۰	علی ابوالحسن بن مسعود اول
۳۵۲	اسحاق بن البتگین	۲۴۰	عبدالرشید عزالدولہ بن محمود
۳۵۵	بلکاتگین غلام البتگین	۲۴۲	فرخ زاد بن مسعود
۳۶۲	پیری	۲۵۱	ابراہیم ظہیر الدولہ بن مسعود
۳۶۶	سبکتگین غلام البتگین	۲۹۲	مسعود ثالث بن ابراہیم
۳۸۷	اسماعیل بن سبکتگین	۵۰۸	شیرزاد بن مسعود ثالث
۳۸۸	محمود	۵۰۹	ارسلان بن مسعود ثالث
۴۲۱	محمد بن محمود	۵۱۲	ہرام شاہ بن مسعود ثالث
۴۳۲	مسعود اول بن محمود	۵۲۷	خسرو شاہ بن ہرام شاہ
۴۴۰	مودود بن مسعود	۵۵۵	خسرو ملک بن خسرو شاہ
۴۴۰	مسعود ثانی بن مودود	۵۸۲	(طبقات سلاطین اسلام ص ۲۵۹)

اسے یہاں معتف نے غلطی کھائی ہے۔ حکم عیسیٰ کا باپ تھا نہ کہ بیٹا۔ ممکن ہے عیسیٰ کے کسی بیٹے کا نام بھی حکم ہو جس حکم کا ذکر ص ۱۷۸ پر گزر چکا ہے، وہ یقیناً عیسیٰ کا والد تھا۔ (یقینہ حاشیہ ص ۵۲۱ پر)

ابو المحکم المغربي الاندلسی المرستی تریل دمشق

اس کا اصلی نام عبداللہ بن المنظر بن عبداللہ المرستی تھا۔ علوم اوائل، ادب و علم الاخلاق میں کمال پیدا کیا۔ دنیا کے اکثر حصوں کی سیاحت کی۔ ہر جگہ کو اپنے علم سے فائدہ پہنچایا اور ہر بازار میں متاع ہنر پیش کی۔

- ۵ جب گم نامی کی حالت میں عراق پہنچا، تو گلیوں میں گھومتے گھومتے ایک خوب صورت مکان کے بیڑنی حصے میں ایک معلم نے نگاہ پڑی، جو ایک نوجوان کو اقلیدس پڑھا رہا تھا۔ ابو المحکم وہیں ٹھہر گیا اور سبق سننے لگا۔ معلم ازیں جاہل تھا اور ہر مسئلے کو غلط رنگ میں پیش کر رہا تھا۔ ابو المحکم نہ رہ سکا۔ اس معلم کی لغزشوں کو بے نقاب کرنا شروع کر دیا۔ جس سے وہ نوجوان طالب العلم بہت متاثر ہوا۔ اٹھا اور کہنے لگا کہ میرے لوٹنے تک یہیں ٹھہریے گا۔ کچھ دیر کے بعد واپس آیا اور ابو المحکم کو ۱۰ کو ساتھ لے گیا۔ یہ دونوں ایک شان دار عمارت میں داخل ہوئے۔ اندر جا کر اس طالب العلم کے والد سے، جو امرائے سلطنت میں سے تھا، ملاقات ہوئی۔ بہت اچھی طرح پیش آیا اور التماس کی کہ ازراہ نوازش میرے لڑکے کا استاد بنا منظور کیجیے۔ ابو المحکم مان گیا۔ چنانچہ اس امیر زادے کو نہایت فصیح و بلیغ زبان میں حکمت پر درس دینا شروع کیا۔ ہر طرف اس کے علم و فضل کی شہرت پھیل گئی، اور قور دور سے طلباء استفادے کے لیے آتے لگے۔ جن لوگوں نے ابو المحکم سے فائدہ اٹھایا۔ ان میں سے ایک النعم بن السرتی بن الصلاح بھی تھا۔

(منہجہ کا بقیہ ماثیر)۔ چنانچہ مشہور ہے۔ **والمحکم ہذا هو والد حبیبی**

اسی صفحے کی پندرہویں سطر میں مذکور ہے۔ **ہذا المحکم المتطیب وحبیبی ابنہ۔**

۱۵ ابو الفتوح نجم الدین ابی السرتی المعروف بہ ابی الصلاح کے حالات آگے آئیں گے۔

ابو بکر بن الحاسب

یغداد کا رہنے والا اور خواص و نوادر حساب میں ماہر تھا۔ اس نے اس فن پر کئی کتابیں لکھیں اور چند نئے نتائج اخذ کیے۔ ۱۰۰۰ صفر ۲۹۸ھ کو یغداد میں وفات پائی۔

ابو بکر بن الصائغ المعروف بابن باجرہ

اپنے عہد کا بے نظیر ادیب و فاضل اور علوم اوائل کا ماہر جس نے منطق، ریاضی و ہندسہ پر کئی ایسی کتابیں لکھیں، جن کی نظیر متقدمین میں بھی نہیں مل سکتی۔ یہ سیاست مدنیہ کے اصولوں پر تو عمل کرتا تھا لیکن مذہبی فرائض سے دور بھاگتا تھا۔ ابو بکر عینی بن تاشفین کے ہاں بیس سال تک وزیر رہا۔ باقی اطباء کے زمانہ اس کا عروج و کمال دیکھ کر حیل اٹھنے چناں چہ سازش کر کے اسے دھوکے میں

۱۰۔ مارا بلطین کے فرماں رواؤں کی تعداد صرف چھ تھی۔ چونکہ بانی کا نام عبداللہ بن تاشفین تھا۔ عبداللہ کے بھائی یوسف بن تاشفین نے نہ صرف افریقہ میں فتوحات حاصل کیں، بلکہ عیسائیانوں کو دوزخ میں لے گیا۔ تاشفین کی اولاد میں سے صرف یوسف (۴۸۰-۵۵۰) نے باقاعدہ سلطنت کی ہے۔ اس کے بعد یوسف کا بیٹا مانی (۵۰۰-۵۳۷) تخت نشین ہوا۔ چونکہ ابی باجرہ ۵۲۳ھ میں قتل ہوا ہے۔ اور یہ حیثیت وزیر، اور اس وقت علی فرماں روا تھا۔ اس لیے القفلی کا دیا ہوا نام یعنی عینی بن تاشفین غلط ہے۔ عینی نام کا کوئی فرماں روا مارا بلطین میں نہیں ہوا۔

(ملاحظہ ہو طبقات اسلام صفحہ ۳۷، ۳۸)

زہر پلاویا، اور یہ ہلاک ہو گیا۔ یہ ۵۳۳ھ کا واقعہ ہے۔

قلائد العقیان کے مصنف الفتح بن خاقان الغرناطی نے ابن بایر سے چند اشعار اپنی کتاب میں درج کرانے کے لیے طلب کیے۔ ابو بکر نے کوئی بہانہ کر دیا۔ جس پر ابن خاقان کو غصہ آ گیا۔ اور اپنی کتاب میں اس کی خوب خبر لی۔

۵ ابو الخیر بن ابی الفرج بن ابی الخیر الطیب النصرانی

بغداد کا مشہور جراح۔ باپ بیٹا ہر دو اہل بغداد کی خدمت کیا کرتے تھے۔ ولادت ۳۵۵ھ اور وفات ۴۲۲ھ ربيع الاول ۴۲۳ھ۔

۶ ابو الخیر الجراحی

اپنے فن کا مشہور استاد، جسے عضد الدولہ نے شفا خانے میں مقرر کر دیا تھا۔ یہ شفا خانہ بغداد میں پن کی مغربی جانب بنایا گیا تھا۔

۱۵ ایوداؤد الیہودی المسموم العراقی

یہ مسموم ۳۳۰ھ سے پہلے بغداد میں زندہ تھا۔ آنے والے واقعات کے متعلق پیش گوئی کرنے میں اسے خاص ملکہ حاصل تھا۔ چنانچہ لوگ اس کی پیش گوئیوں کے نتائج کا نہایت بے چینی سے انتظار کرتے۔ اور اسے اس فن کا استاد کامل تسلیم کرتے تھے۔

۱۵ لہ الفتح بن محمد بن عبید اللہ بن خاقان کی وفات ۵۳۵ھ میں ہوئی۔ (وفیات الاعیان لابن خلکان)

ابوسعید الیمانی (ایک نسخے میں الیمانی)

یسویے کا رہنے والا۔ علوم اوائلی، طب اور نجوم کا عالم، جس نے دریائے یوپیہ میں تقرب حاصل کیا۔ ۳۲۱ھ اور ۳۳۳ھ کے درمیان وفات پائی۔

ابوسعید الارجانی الطیب

ایران کے ایک شہر ارجان کا مشہور طبیب، جو آخری دم تک ملوک و ممالیک یوپیہ کی خدمت میں رہا۔ ان کے ہمراہ بغداد میں بارہ آیا۔ بہاء الدولہ بن عسکندر الدولہ کا زمانہ تھا کہ بدرہ کے دن ۲۷، ۲۸ جمادی الاولیٰ ۳۸۴ھ کو اس حکیم کی وفات ہو گئی۔

ابوسعید عم ابی الوفاء البوریجانی

علوم اوائلی، حساب و ہندسہ کا عالم، جس نے ان فنون پر تقریباً چھ سو اوراق پر مشتمل ایک کتاب لکھی جس کا نام تھا: کتاب مطالع العلوم المتعلین (ایک نسخے میں للمتکلمین)

لہ ارجان۔ ایران کے صوبہ فارس کا مشہور شہر۔ (مراد ص ۳۲)

ابوسہل ادرجانی الطیب

ادرجان (ایران) کا ایک فصیح البیان طیب جس نے لوک بوہرہ کی سفرو
حضر میں بہت خدمت کی۔ اس سلسلے میں بارہ بغداد میں آیا۔ ۱۸۰ھ میں نبوت کا
مدعی بن گیا، جس کی بادشاہ میں گرفتار ہو گیا۔ اور اس کے اموال و املاک ضبط کر لیے گئے۔

ابوسہل امسی الطیب

علم طیب، منطق و علوم اوائل کا فاضل، جو والی خراسان کا منقرب بن گیا تھا۔
اس کی تسو مقالوں والی کتابش سے ہر صاحب علم واقف ہے۔ چالیس برس سے
زیادہ عمر پائی۔

ابوسہل بن توخت

ایران کا منجم جو ستاروں کے ملاپ اور اس ملاپ کے نتائج کا فاضل تھا اس
کا والد توخت بھی منجم تھا، اور منصور کے دربار میں رہا کرتا تھا۔ جب توخت
پڑھا ہو گیا، تو منصور نے کہا کہ اب تم اپنے بیٹے کو بلاؤ کہ اسے تمہاری جگہ مقرر
کریں۔ جب ابوسہل حاضر دربار ہوا، تو منصور نے نام پوچھا کہنے لگا، میرا نام ہے
شہ شاد ماہ طیمادادہ یا تازار دیاد خسروان شاہ۔ پوچھا یہ سارا نام تمہارا ہی ہے؟
کہا "جی ہاں" منصور ہنس پڑا، اور کہنے لگا۔ تمہارے والد کو تمہاری پروا نہ تھی۔
اب ہماری دو باتوں میں سے ایک مان لو۔ یا تو نام چھوٹا کر کے صرف طیماد رکھو

اور یا ابوسہل کُنیت اختیار کر لو، تاکہ تمہیں بلانے میں آسانی رہے۔ اس نے یہ کُنیت پسند کر لی۔ دنیا اس کے اصلی نام سے نا آشنا ہے اور عرف کُنیت سے واقف ہے۔

ابو عثمان بن یعقوب دمشقی

فنی ترجمہ میں ماہر اور فزیر علی بن عیسیٰ (بن الجراح - مترجم) کا مصاحب خاص تھا۔ اس نے طب پر کئی کتابیں لکھی ہیں۔

ابو علی بن ابی قسره

فلوی دربار کا منجم، جسے بصرے کی طرف نکال دیا گیا تھا۔ احکام نجوم سے نا آشنا تھا۔ اس کی ایک تصنیف کا نام کتاب العلة فی کسوف الشمس والقمر ہے، جو اس نے الموفق کے لیے لکھی تھی۔

ابو العینس العنمری

علم نجوم کا عالم و متعلم، جس میں ایک بڑا بھاری عیب تھا اور وہ یہ کہ دوسروں کی تصانیف اپنی طرف منسوب کر لیتا تھا۔ اس کی دو کتابوں کے نام یہ ہیں :-

(۱) کتاب الموالید۔

(۲) کتاب المدخل الی علم النجوم۔

یہ دولت منازلِ عالیہ پر جا پہنچتا ہے۔ یہ بلندی اور بلندی پر چڑھنے والے افراد قابلِ مدستائش ہیں۔“

ابوالعلاء الطیب

دریاءِ بویہ کا طبیبِ خالص، جو سفر و حضر میں سلاطینِ بویہ کے ہمراہ رہا کرتا تھا۔ جب سلطان الدولہ شیراز میں بیمار ہو گیا اور یہ ۴۱۵ھ کا واقعہ ہے، تو اسے ۵ اطباء نے ترکِ شراب و قعد کا مشورہ دیا لیکن اس نے قبول نہ کیا۔ اس بیماری کی وجہ یہ تھی کہ سلطان الدولہ مسلسل کئی روز تک شراب پتیا رہا۔ یہاں تک کہ اس کے گلے میں از قسم خنق کوئی تکلیف ہو گئی تھی۔ اور یہ تکلیف یہاں تک بڑھ گئی کہ گلا بند ہو گیا اور آواز رک گئی۔ جب اوحمد ابو محمد کو اس واقعے کی اطلاع ہوئی تو فوراً ۱۰ ابوالعلاء الطیب کو علاج کے لیے بھیجا۔ ابوالعلاء نے مرض کی حالت دیکھی تو گھبرا گیا۔ کہنے لگا کہ جب تک اوحمد موجود نہ ہو، میں قعد کھولنے کے لیے تیار نہیں۔ خط و کتابت، پیغامات و جواباتِ پیغامات میں وقت گزر گیا اور سلطان الدولہ دنیا سے چل بسا۔

ابوعلی بن اسحاق لمنطقی العراقی

علمِ منطق کا فاضل و معلم اور اس فن کے سرارد و رموز کا شارح، جس نے ۱۵ ارسطو کی چند تہا منیف کی تفسیر لکھی۔ یہ تفسیریں کافی مشہور ہیں اور طلباء ان سے فائدہ اٹھاتے

۱۵ سلطان الدولہ ۴۰۳ھ سے ۴۱۵ھ تک فرما رہا رہا۔

ہیں۔ ابوعلی نے جمادی الآخرہ ۲۱۵ھ میں وفات پائی۔

ابوعلی بن سہلی (ایک نسخے میں سلمی) الطیب

ایک فاضل طبیب جو حسن علاج اور بڑی بڑی دواؤں (جو شفاخانوں میں استعمال ہوتی تھیں) کے بنانے میں ماہر تھا۔ جوارش تکینی کا موجد ہی طبیب ہے۔ اس نے یہ جوارش اپنے آقا تکین کے لیے تیار کی تھی۔ ۵

ابوعلی بن ابی الخیر سحی بن العطار النصرانی

النیل الاصل البغدادی المولد

اس کے والد مسیحی کا ذکر حرف المیم کے ذیل میں گزر چکا ہے۔ ابوعلی نے تھوڑا سا علم طب حاصل کر لیا اور اپنے والد کے جاہ و وقار کی یہ دولت بڑے لوگوں میں شمار ہونے لگا۔ بڑے بڑے امرا کے ہاں علاج کے لیے طلب کیا جاتا۔ شفاخانہ بغداد میں رئیس الاطیبا بھی بنا دیا گیا۔ یہ اس بہہ اس کی اخلاقی حالت بہت تھی۔ جب اس کے والد کا انتقال ہو گیا تو اس کی عزت کا جنازہ بھی ساتھ ہی نکل گیا۔ مذہبی فرانس کا پابند تھا۔ اور مزید یہ کہ جمعے کی رات ۱۱ ربیع الاول ۳۱۷ھ کو ایک فاحشہ عورت سے شرف نامی کے ساتھ پکڑا گیا۔ بے بس ہو جانے کے بعد اس نے انکشاف کیا کہ

۱۰ ترکستان کے ایل خانیوں کا ایک فرماں روا جس کا پورا نام ابوالمعالی حسن تکین بن علی تھا۔

اس کا سال وفات تقریباً ۳۵۵ھ ہے۔ (طبقات سلاطین اسلام ص ۱۲۲)

فاحشرہ عورتوں کے علاوہ ایک شریف عورت اشتاق بھی اس کے ہاں آیا کرتی ہے۔ اشتاق، ابن التجاری (ایک نسخے میں التجاری) صاحب المنزول کی بیوی تھی اور بیت الجیش الرکابدار کے نام سے مشہور تھی۔ یہ تمام عورتیں حبل میں ڈال دی گئیں اور ابن مسیحی کی موت کا حکم نافذ ہو گیا۔ مگر اس نے چھ ہزار دینار فدیہ ادا کر کے اپنی جان بچالی۔ زر فدیہ کی فراہمی میں اپنے تمام ذخائر اور والد کی سب کتابیں بیچ ڈالیں۔

ابو علی بن سینا الشیخ الریس

چونکہ ابن سینا کی کنیت نام سے زیادہ مشہور تھی۔ اس لیے یہاں مذکور ہوا۔ ایک دفعہ ابن سینا کے ایک شاگرد نے استاد کے حالات زندگی معلوم کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس پر ابن سینا نے اس شاگرد کو سطور ذیل لکھوائیں :-

ابن سینا کی کہانی اس کی اپنی زبانی | میرا والد بلخ کا رہنے والا تھا وہاں سے بخارا چلا گیا، اور نوح بن منصور

نے اسے ایک گاؤں خر مین (بخارا کے متعاقبات میں) کا حاکم مقرر کر دیا۔ پاس

۱۔ ابن سینا کا پورا نام ابو علی حسین بن عبداللہ بن سینا (۳۷۰-۴۲۸ م مطابق ۹۸۰-۱۰۳۷ م)

۲۔ بلخ، روسی ترکستان اور افغانستان کی سرحد کے قریب مزار شریف کے شمال میں ایک مشہور شہر۔

۳۔ ساسانی خاندان کے اکیسویں فرماں روا یعنی خسرو پرویز (شیریں کا مائیں) کو جس نے

اڑتیس برس تک حکومت کی تھی۔ بہرام چوہ میں نے شکست دے کر روم کی طرف بھاگا دیا

تھا۔ وہاں سے خسرو کچھ فوج لایا تھا اور بہرام چوہ میں کو چین کی طرف بھاگا دیا تھا۔ اسی

بہرام چوہ میں کی نسل سے ایک شخص سامان نامی تھا۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۳۲ پر)

کے ایک گاؤں افستنتہ میں شادی کر لی اور وہیں رہنے لگا۔ پہلے میں پیدا ہوا اور پھر میرا بھائی۔ وہاں سے ہم نجارا میں آگئے اور مجھے معلم قرآن و معلم ادب کے ہاں تعلیم کے لیے بھیج دیا گیا۔ دس سال کی عمر میں قرآن حکیم و ادب کی مختلف کتابیں پڑھ لیں۔ لوگ میری قابلیت و ذہانت پر حیران ہوا کرتے تھے۔

(ص ۵۳۱ کا لقیہ حاشیہ) :- جس کا بیٹا اسد ناموں کی نظر میں حج گیا۔ چنانچہ اسد کے چاروں بیٹے مختلف صوبوں کی حکومت پر سرفراز ہوئے۔ نوح بن اسد بن سامان والی سمرقند بنا گیا احمد بن سامانی حاکم فرغانہ بھٹی بن اسد سامانی عامل شاش (شوش) اور یاس بن اسد سامانی فرماں روا سائے ہرات مقرر ہوا۔ احمد کے دو بیٹے تھے: نصر اور اسماعیل۔ نصر کو المعتضد نے ۲۶۱ھ میں والی کاور النہر مقرر کیا۔ اور نصر نے اپنے بھائی اسماعیل کو حاکم نجارا بنا دیا۔ کچھ عرصے کے بعد دونوں لڑ پڑے۔ نصر کو شکست ہوئی اور اسماعیل بلا کھٹکے حکومت کرنے لگا۔ اسماعیل نے خراسان کے حاکم عمرو لیث کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کا اپنا پایہ تخت نجارا تھا۔

اس خاندان کے دس فرماں رواؤں نے ایک سو اٹھائیس سال تک حکومت کی اور آخر ملوک غزنی نے اس کا خاتمہ کر دیا۔ سلاطین کے نام یہ ہیں :-

- (۱) نصر اول بن احمد بن اسد بن سامان (۲۶۱ھ - ۲۸۹ھ)
- (۲) اسماعیل بن احمد (۲۸۹ھ - ۲۹۵ھ)
- (۳) احمد بن اسماعیل (۲۹۵ھ - ۳۰۱ھ)
- (۴) امیر نصر دوم بن احمد (۳۰۱ھ - ۳۳۱ھ)
- (۵) نوح اول بن نصر بن احمد (۳۳۱ھ - ۳۳۳ھ)
- (۶) ابو الفوارس عبد الملک بن نوح بن نصر (۳۳۳ھ - ۳۵۰ھ)
- (۷) ابو صالح منصور اول بن نوح (۳۵۰ھ - ۳۶۶ھ)

(لقیہ حاشیہ صفحہ ۵۳۳ پر دیکھیے)

میرا والد اور بھائی مصری مبلغوں کے وعظ سے متاثر ہو کر اسماعیلی عقائد قبول کر چکے تھے۔ اور مجھے بھی ان عقائد کی طرف دعوت دیا کرتے تھے۔ جب یہ آپس میں بحث کرتے، تو دورانِ بحث میں فلسفے، حساب و ہندسہ کا ذکر کیا کرتے تھے اور اس طرح مجھے معلوم ہو گیا کہ قرآن و ادب کے علاوہ علم کی اور شاخیں بھی ہیں۔

۵ چند روز کے بعد حضرت والد نے مجھے ایک سبز فروش کی شاگردی میں سے دیا۔ جو ہندوستانی حساب کا عالم تھا۔ اس کے بعد سبھارا میں ابو عبد اللہ الناقلی (مختلف نسخوں میں الناقلی، الناقلی، الیاسی) کا ورود ہوا۔ والد نے

(ع ۵۳۲ کا لقیہ حاشیہ)۔ (۸) ابوالقاسم نوح ثانی بن منصور (۳۶۶-۳۸۶ھ)

(۹) ابوالحارث منصور ثانی بن نوح ثانی (۳۸۶-۳۸۹ھ)

(۱۰) عبد الملک ثانی بن نوح ثانی (۳۸۹ھ)

(طبقات سلاطین اسلام صفحہ ۱۱۸، ۱۱۹)

۱۵ حضرت امام جعفر بن محمد باقر بن زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب ام ۳۴ھ کے دو بیٹے تھے، امام موسیٰ کاظم اور اسماعیل۔ امام جعفر نے پہلے اسماعیل کو اپنا جانشین نام زد کیا۔ پھر موسیٰ کاظم کو مقرر فرما دیا۔ اس سے آپ کے پیرو دو فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک وہ جو اسماعیل ہی کو امام سمجھتے رہے۔ اور دوسرے امامت موسیٰ کے قائل۔ اذل الذکر اسماعیلیہ کہلائے۔ مشہور روایت یہ ہے کہ اسماعیلؑ امام جعفرؑ کی زندگی ہی میں فوت ہو چکے تھے۔ اس لیے موسیٰ کاظم کو نام زد کرنا پڑا۔ لیکن اسماعیلیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ ہر امام عالم الغیب ہوتا ہے۔ اور چونکہ امام جعفر نے اسماعیل کو نام زد کر دیا تھا۔ اس لیے اسماعیل فوت نہیں ہوئے بلکہ کہیں زندہ موجود ہیں۔ ورنہ اگر اسماعیل کو مرنا ہی تھا تو ایک عالم الغیب امام نے انھیں اپنا جانشین کیوں مقرر کیا۔ امام غلطی نہیں کر سکتا۔ اس لیے اسماعیل زندہ موجود ہیں۔

اُس کی رہائش کا انتظام اپنے گھر میں کر لیا۔ تاکہ میں اس کے علم سے فائدہ اٹھا سکوں
 التاتلی کی آمد سے پہلے میں اسماعیل الزاہد سے فقہ پڑھا کرتا تھا۔ ان دنوں ایک
 طالب العلم کا سب سے بڑا کمال یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ لاجواب کر دینے والے سوالات
 پوچھ سکے اور مجیب پہ فوراً اعتراض کر سکے۔ میں نے اس پہلو میں بھی کمال پیدا کر لیا
 اور بہترین مناظر سمجھا جانے لگا۔

اب التاتلی سے میں نے ایسا غوجی شروع کی۔ جب ہم جنس کی تعریف پہ پہنچے
 کہ جنس کا استعمال بہت سی مختلف النوع اشیا پہ ہوتا ہے۔ تو میں نے اس تعریف پہ
 اس قدر اعتراض کیے کہ معلم حیران ہو گیا، اور میرے والد سے کہنے لگا کہ دیکھیے
 حضرت! اس بچے سے علم کے سوا اور کوئی کام نہ لیجیے گا۔

تاتلی کا علم بھی ناقص تھا، اور فہم بھی۔ چنانچہ ہر مسئلے کو میں اس سے پہلے
 سمجھ جاتا اور لیا اوقات اُسے سمجھاتا۔ منطق کی چند سادہ سی کتابیں اس سے پڑھیں
 پھر خود مطالعہ شروع کر دیا۔ منطق کی تکمیل کے بعد اقلیدس پڑھنے لگا۔ پہلی پانچ
 یا چھ اشکالی تو تاتلی سے پڑھیں اور باقی خود حل کر لیں۔ اس کے بعد الجسلی کی طرف متوجہ
 ہوا۔ مقدمات کے بعد جب اشکال ہندسیہ پہ پہنچا تو معلم کہنے لگا کہ باقی کتاب کا خود
 مطالعہ کرو اور مشکلات میرے ہاں لے آیا کرو، وہ مجھے تو کیا سمجھاتا، کسی ایسی مشکل تمہیں
 تھیں، جو میں نے اُسے سمجھائیں۔

کچھ عرصے کے بعد تاتلی، کراچی کی طرف چلا گیا۔ اور میں الہیات و طبیعیات
 کی شرحوں اور تلمیحوں کو دیکھنے لگا۔ چنانچہ مجھ پر علم کے کسی دروازے کھل گئے
 پھر حصول طب کا خیال آیا۔ چونکہ یہ علم آسان تھا، اس لیے تھوڑی ہی مدت میں وہ
 کمال پیدا کر لیا کہ بڑے بڑے قاضی طبیب میرے ہاں تکمیل طب کے لیے آنے لگے۔

ملہ کراچی، یہ پڑھانے کا معرب ہے۔ اور خواندہم کا ایک شہر ہے۔ (قاموس ج۔ ۱۔ ج)

جب علاج کی طرف متوجہ ہوا، تو تجربہ و مشق سے وہ وہ باتیں معلوم ہوئیں کہ سبحان اللہ۔
 طب کے ساتھ ساتھ فقہ کا بھی مطالعہ جاری رکھا۔ اور بعض اوقات متناظرے
 بھی کرتا۔ اس وقت میری عمر سولہ برس کی ہو چکی تھی۔ اس کے بعد میں نے منطق و فلسفے
 کے ہر پہلو کا مطالعہ شروع کر دیا۔ ڈیڑھ سال تک بہت کم سو یا رات دن مطالعے
 میں بسر کرتا۔ میرے سامنے بیسیوں کتابیں دھری رہتیں۔ ہر مسئلے کو براہین منطقیہ سے
 پرکھتا اور جب کوئی بات سمجھ میں نہ آتی۔ اور نہ حدِ اوسط معلوم ہوتی، تو مسجد میں
 جا کر پہلے نماز پڑھتا اور پھر حلی مشکلات کی اللہ سے دعا مانگتا میری تمام مشکلیں
 حل ہو جاتیں۔ دن بھر تو مسجد یا کسی اور مقام میں پڑا رہتا اور رات کو گھر واپس آ
 جاتا۔ ایک چراغ سامنے رکھ کر پڑھنا شروع کر دیتا۔ جب نیند ستاتی تو اٹھ کر
 شراب کا ایک پیالہ چڑھا لیتا۔ نیند بھی جاتی رہتی اور تھکے ہوئے جسم میں کچھ تازگی
 بھی آ جاتی۔ اور اگر کسی وقت بے اختیار نہ آنکھ لگ جاتی، تو خواب میں تمام وہ مشکل
 مسائل حل ہو جاتے، جو نیند سے عین پہلے دماغ میں موجود ہوتے تھے۔ پس اسی
 طرح میرا علم بڑھتا گیا۔ اور آج اس عمر میں میرا علم محکم ضرور ہو گیا ہے۔ لیکن اس
 میں اضافہ نہیں ہوا۔

۱۵ منطق، طبیعیات و ریاضیات کی تکمیل کے بعد الہیات کی طرف متوجہ ہوا۔ اور
 کتاب البعد الطبیعیۃ کا مطالعہ شروع کر دیا۔ چالیس مرتبہ اس کتاب کو پڑھا۔ متن
 تک یاد ہو گیا۔ لیکن مصنف کا مقصد سمجھ میں نہ آیا۔ اور یقین ہو گیا کہ الہیات میری سمجھ
 سے ماوراء ہے۔ ایک دن شام کے وقت گھومنے کے لیے تکرانہ کتب فروشوں کے
 بازار سے گزر رہا تھا کہ ایک ایجنٹ راستہ روک کے کہنے لگا۔ ”ذرا یہ کتاب ملاحظہ فرمائیے“
 ۲۰ چونکہ یہ کتاب بھی الہیات پر تھی اور میں اس علم کے حصول سے مایوس ہو چکا تھا
 اس لیے دیکھتے ہی لوٹا دی اور آگے چل دیا۔ ایجنٹ کہنے لگا۔ ”حضرت لے لیجیے۔“

بہت سستی دوں گا۔ کتاب کا مالک ایک غریب آدمی ہے، صرف تین درہم سے خوش ہو جائے گا۔ میں نے وہ کتاب خرید لی۔ کھول کر دیکھا، تو معلوم ہوا کہ نصر فارابی کی مشہور تصنیف فی اغراض کتاب الیعد الطبیعة ہے۔ گھر آ کر پڑھنی شروع کی، تو سمجھنے میں کوئی دقت محسوس نہ ہوئی۔ چونکہ کتاب الیعد الطبیعة کا متن مجھے یاد تھا اور اب اس کتاب سے اغراض و مفاعد کی تو عنیب ہو گئی تھی۔ اس لیے تمام کتاب دفعتاً سمجھ میں آ گئی۔ صبح کو اٹھ کر اس نعمتِ خیر مرقمہ پر فقرا میں کچھ شکرانہ تقسیم کیا۔

۵
اُن دنوں نوح بن منصور بخارا کا بادشاہ تھا۔ اتفاقاً کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو گیا کہ طبیبوں کی تمام تدابیر بے کار ہو گئیں۔ چونکہ میری شہرت کافی دُور دور تک پہنچ چکی تھی۔ اس لیے مجھے بھی طلب کیا گیا۔ اور معالجوں کے گروہ میں شامل کر دیا گیا۔ ایک دن میں نے بادشاہ سے شاہی کتب خانہ دیکھنے کی اجازت مانگی۔ اندر جا کر کیا دیکھتا ہوں کہ بہت سے کمروں میں بڑے بڑے عندوق کتابوں سے بھرے پڑے ہیں۔ کسی کمرے میں صرف ادب کی کتابیں تھیں، کسی میں فقہ کی اور کسی میں منطق کی و قس علیٰ ہذا۔ میں نے فہرست دیکھ کر علوم ادب کی چند ایسی کتابیں نکالیں جنہیں نہ پہلے کہیں دیکھا تھا، اور نہ بعد میں دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کتابوں سے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ اور مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ان کتابوں کے مصنف کس پائے کے لوگ تھے۔

۱۵
الغرض اٹھارہ سال کی عمر میں ان تمام علوم کی تحصیل سے فارغ ہو گیا اور اس کے بعد آج تک میرے علم میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔

۲۰
اُن دنوں میرے پڑوس میں ایک عالم ابو الحسن (ایک نسخے میں المحسن) العروضی رہا کرتا تھا۔ ایک دن کہنے لگا کہ بھائی! توازش ہوگی۔ اگر ان تمام علوم

کا، جو تم پڑھ چکے ہو، ایک شخص سا تیار کر دو۔ میں نے اس کی درخواست مان لی اور ایک کتاب المجموع لکھ کر اس کے حوالے کی۔ اس کتاب میں ریاضی کے سوائے باقی تمام علوم کا ذکر تھا۔ یہ میری پہلی تصنیف تھی، جو عمر کے اکیسویں برس میں لکھی تھی۔

- ۵۔ اسی طرح میرے پڑوس میں ایک اور بزرگ ابو بکر البرقی خوارزمی رہا کرتے تھے۔ جو فقہ، تفسیر اور زہد میں یگانہ گیتی تھے، اور علوم حکمیہ کا شوق رکھتے تھے۔ ایک دن مجھ سے کہنے لگے کہ بعض کتب علیہا کی شرح لکھ دو۔ میں نے انھیں دو کتابیں لکھ کر دیں: اول کتاب المحاصل والمحصل۔ تقریباً بیس جلد۔ دوم کتاب البر والاشم۔ (ایک اخلاقی کتاب) یہ ہر دو کتابیں صرف ابو بکر کے ہاں ملتی ہیں۔ اس نے یہ کتابیں آج تک کسی کو عاریتاً نہیں دیں۔ اس لیے کوئی اور نسخہ تیار نہ ہو سکا۔
- ۱۰۔ انہی دنوں میرے والد فوت ہو گئے۔ ہر چہار طرف سے مصائب نے آگیا۔ ایک چھوٹی سی شاہی ملازمت مل گئی، لیکن ضروریات نے ترک بخارا پر مجبور کر دیا۔ گرگانج میں پہنچا۔ وہاں علوم حکمیہ کا ایک شیدائی یعنی ابو المحسین السہلی وزیر تھا وہ مجھے اپنے امیر علی بن المامون کے ہاں لے گیا۔ میں نے صوفیوں کا لباس پہن رکھا تھا۔ بدن پر عرف ایک چادر اور سر پر ایک رومال تھا، جو رسی سے
- ۱۵۔ بندھا ہوا تھا۔ اس نے تھوڑی سی ماہوار تنخواہ باندھ دی۔ اس کے بعد فنا (ایک نسخے میں نسا) کی طرف چل دیا۔ فنا، باورد، طوس، شقان، سمتقان

۱۔ فنا، شیراز سے بیس فرسنگ کے فاصلے پر ایک شہر (زہبت ۱۸۶) ۲۔ باورد، خراسان میں ایک مقام۔ (زہبت ۲۱۲) ۳۔ طوس، خراسان میں ترکستان کی سرحد کے قریب یونہ اور سرخس کے درمیان مشہور شہر، جو مشید نے بنایا تھا۔ (زہبت ۱۰۵) ۴۔ شقان، خراسان کا ایک گاؤں جو ترکستان کی سرحد کے قریب واقع تھا۔ (زہبت ۱۵۵) ۵۔ سمتقان، شقان کے قریب ایک موضع۔

اور جاجرم سے ہوتا ہوا حیرجان میں جا پہنچا۔ میرا مقصد امیر قابوس کی ملاقات تھی میرے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی قابوس گزرتا ہو کر ایک قلعے میں محبوس ہو چکا تھا۔ اس لیے ملاقات نہ ہو سکی۔ چنانچہ وہستان کی طرف چل دیا۔ وہاں پہنچ کر سخت بیمار ہو گیا۔ جب کچھ شفا ہوئی، تو حیرجان میں واپس آ گیا۔ اور وہاں ابو عبیدہ الجوزجانی سے ملاقات ہوئی۔ انہی دنوں ایک قصیدہ لکھا، جس میں اپنی حالت بد کا پوری طرح نقشہ کھینچا تھا۔ اس قصیدے کا ایک شعر یہ ہے:

”میں نے دنیا کے علم و ادب میں کمال تو پیدا کر لیا، لیکن کسی شہر میں قدر وانی نہ ہوئی۔ تعجب ہے کہ میرے متاع کی قیمت بڑھ گئی، تو خریدار ناپید ہو گئے۔“

۱۵ حیرجام، سرحد خراسان کا ایک شہر ۱۵ حیرجان۔ گرگان کا مغرب۔ عربی میں گاف ہمیں ہوتا کسی گاف والے لفظ کو مغرب کرتے وقت گاف کو حیم سے بدل دیتے ہیں۔ مثلاً سنگا سے سجا، اور گندیشاپور سے جندیشاپور۔ حیرجان بحیرہ خزر کے جنوب میں ماہ نهران کا ایک شہر ہے (ترہت ۱۵۹) ۱۶ قابوس شمس المعالی قابوس بن وشمگیر بن زیار، مروانج کا بھتیجا تھا مروانج نے حیرجان و طبرستان پر حکومت قائم کر لی۔ اور ۳۱۶ھ کے درمیانی عرصے میں مغربی ایران بھی فتح کر لیا۔ اس سلسلے کو طوئلوں نے ختم کیا تھا۔ سلاطین کے نام یہ تھے:

سال جلوس	نام	سال جلوس	نام
۳۱۶ھ	مروانج بن زیار	۳۶۶ھ	شمس المعالی قابوس بن وشمگیر
۳۲۳ھ	ابو منصور وشمگیر بن زیار	۴۰۳ھ	فلک المعالی منوچہر بن قابوس
۳۵۶ھ	میتون بن وشمگیر	۴۲۰ھ	انوشیروان بن قابوس

(ملیقات سلاطین ص ۱۲۲)

۱۷ وہستان۔ حیرجان کا مشہور شہر جو قبادی فیروز ساسانی نے بنایا تھا۔ (ترہت ص ۱۲۱)

ابو علی بن سینا کی آپ یقینی یہاں ختم ہوتی ہے۔ اب باقی کہانی ابو عبید الجوزجانی کی زبانی سنئیے۔

باقی ماندہ کہانی، الجوزجانی کی زبانی | ابو عبید الجوزجانی فرماتے ہیں:-

ابو محمد شیرازی دہا کرتا تھا، جسے علوم حکمیہ کا بہت شوق تھا۔ اس نے ابو علی بن سینا کو اپنے پڑوس میں ایک مکان لے دیا۔ میں ہر روز شیخ کے ہاں آیا جاتا کرتا۔ ان دنوں میں نے ابن سینا سے المجسطی پڑھی۔ انہی دنوں شیخ نے منطق کی ایک چھوٹی سی کتاب المختصر الاوسط فی المنطق تصنیف کی۔ اور مجھے لکھوادی۔ ابو محمد شیرازی کی خاطر دو کتابیں لکھیں: (۱) کتاب المبدأ والمعاد۔ اور (۲) کتاب الارصاد الکلیہ۔ القانون کی ابتدا میں کی۔ مختصر المجسطی و چند دیگر کتابیں بھی لکھیں۔ باقی کتابیں ارض الجبل میں تیار کیں۔

تصانیف شیخ کی کمل فہرست یہ ہے:-

- (۱) کتاب المجموع۔ ایک جلد
- (۲) کتاب الحاصل والمحصل۔ ۲۰ جلدیں۔
- (۳) کتاب البر والاثم۔ ۲ جلدیں۔
- (۴) کتاب الشفا۔ ۱۸ جلدیں۔
- (۵) کتاب القانون۔ ۱۲ جلدیں
- (۶) کتاب الارصاد الکلیہ۔ ایک جلد۔
- (۷) کتاب الانصاف۔ ۲۰ جلدیں
- (۸) کتاب النجات۔ ۳۰ جلدیں۔
- (۹) کتاب الہدایۃ۔ ایک جلد
- (۱۰) کتاب الاشارات۔ ایک جلد
- (۱۱) کتاب المختصر الاوسط۔ ایک جلد
- (۱۲) کتاب العلای۔ ایک جلد
- (۱۳) کتاب القویح۔ ایک جلد
- (۱۴) کتاب لسان العرب۔ ۱۰ جلدیں

۱۵ فابا ارض الجبل سے مراد بلاد الجبل ہے۔ جو بے قول القاموس آذربائیجان و عراق عرب کے درمیان ایک خطے کا نام ہے۔

- (۱۵) کتاب الادویۃ القلبیۃ - ایک جلد (۱۶) کتاب الموجزہ - ایک جلد
 (۱۷) بعض الحکمۃ المشرقیۃ - ایک جلد (۱۸) کتاب بیان ذوات الجہتہ - ایک جلد
 (۱۹) کتاب المعاد - ایک جلد - (۲۰) کتاب المبدأ والمعاد - ایک جلد
 (۲۱) کتاب المباحثات - ایک جلد (۲۲) رسالۃ القضاء والقدر -

(۲۳) الآتۃ المرصدیۃ - (۲۴) غرض قاطی غور یاں

- (۲۵) المنطق بالشعر - (۲۶) القصد فی العظمتہ (ایک نسخے میں الفقہ، فوسر
 میں العظمتہ) والحکمۃ -

(۲۷) رسالۃ فی المحروف - (۲۸) تعقیب المواضع الجدلئیۃ -

(۲۹) مختصر اقلیدس (۳۰) مختصر النیض بالجمیۃ (۳۱) الحدود

(۳۲) آلا جرام السماویۃ (۳۳) الاشارة الی علم المنطق -

(۳۴) اقسام الحکمۃ (۳۵) النہایت واللہ نہایتہ -

(۳۶) عہد کتبہ لتقسیم (۳۷) حتیٰ بن یعتظان -

(۳۸) رسالۃ فی ان العباد الجسم غیر ذاتیۃ لہ (۳۹) الکلام فی التمدیاء -

(۴۰) خطبۃ فی اتہ بلا یجوز ان یکون شیء واحد عرضاً وجوہراً

(۴۱) فی ان علم زید غیر علم عمرو (۴۲) رسالہ اخوانیۃ و سلطانیۃ

(۴۳) رسالہ فی مسائل حیرت بینہ، و بین بعض الفضلاء

(۴۴) کتاب الحواشی علی القانون (۴۵) کتاب عیون الحکمۃ -

(۴۶) کتاب الشبکہ والظیر -

اس کے بعد شیخ رسے کی طرف چلا گیا اور وہاں ملکہ رسے اور اس کے

بیٹے محمد الدولہ کی خدمت میں جا پہنچا۔ چونکہ یہ اپنی تصانیف ہمراہ لے گیا تھا۔

لہ محمد الدولہ، دیالمہ رسے و ہمدان و اصغمان میں سے تھا۔ اس مسئلے (تقیہ حاشیہ ص ۵۲)

اس لیے لوگ بہت جلد اس کی قدر و منزلت سے آگاہ ہو گئے۔ مجد الدولہ شوانی
تھا۔ شیخ نے اس کا علاج کیا۔ یہاں شیخ نے کتاب المعاد لکھی۔ حرب بن ہلال بن بدر
بن حسنویہ کے قتل اور لشکر بغداد کے فرار کے بعد شمس الدولہ نے اس شہر کا رخ
کیا تو بعض مجبور یوں کی بنا پر ابن سینا قرظین کی طرف نکل گیا۔ وہاں سے ہوتا ہوا
ہمدان میں کذباً نوید کے ہاں پہنچا۔ جب شمس الدولہ کو شیخ کی صحیح عظمت کا علم ہوا
تو اسے درد قویح کے علاج کے لیے بلا بھیجا۔ شفا یاب ہونے کے بعد شمس الدولہ نے
شیخ پر انعامات کی بارش پر سادی چالیس دن تک شاہی محل میں رہا اور پھر
اپنی قیام گاہ واپس آ گیا۔ شمس الدولہ نے اسے جرگہ نما میں شامل کر لیا اور

(صفحہ ۵۴۱ کا بقیہ حاشیہ)۔ کے پانچ فرماں روا تھے۔ یعنی رکن الدولہ بن نوید (۳۲۰-۳۶۶ھ)

مؤید الدولہ بن رکن الدولہ (صرف اصفہان ۳۶۶-۳۷۳ھ) فخر الدولہ بن رکن الدولہ

(۳۶۶-۳۸۷ھ) مجد الدولہ ابو طالب رستم بن فخر الدولہ (۳۸۷-۴۲۰ھ) شمس الدولہ ابو طالب

بن فخر الدولہ (صرف ہمدان ۳۸۷-۴۱۲ھ)

اس سلسلے کو آل کا کوید، سلاطین غزنہ اور سلاجقہ نے ختم کیا۔ (طیقا سلاطین صفحہ ۱۲۸)

۱۲۔ حسنویہ بن حسین بزرگانی ایک کروی سردار تھا جس نے کربلا میں پر قبضہ ہونے کے بعد تادمہ

اور ہمدان پر بھی تسلط جمایا۔ حسنویہ کی وفات کے بعد حسن الدولہ نے ان تمام علاقوں پر قبضہ

جمایا لیکن اس کے لڑکے بد کو ناصر الدولہ کا خطاب دے کر امارت پر رہنے دیا۔ اور اس کے

پوتے کو قتل کر کے اس سے سب کچھ چھین لیا۔ اس لیے اس کے نام یہ تھے۔

حسنویہ بن حسین (۳۲۸-۳۶۶ھ) ناصر الدولہ ابو انجم بدر بن حسنویہ (۳۶۶-۴۰۵ھ)

ظاہر ہلال بن بدر بن حسنویہ (۴۰۵-۴۰۶ھ)۔ طبقات سلاطین صفحہ ۱۲۹

۱۳۔ تہران کے شمال مغرب میں تقریباً ساٹھ میل دور ایک شہر۔

۱۴۔ کذباً نوید۔ کذباً کا معرب ہے یعنی ملک۔ یہاں مراد شمس الدولہ کی والدہ ہے۔

جب قرمیسین کے مقام پر عنازہ (بعض نسخوں میں عیازہ، عناد و بختیار ہے) نے شمس الدولہ کو شکست دی۔ اور وہاں سے افواج بھاگ کر مہران میں واپس پہنچیں تو شیخ بھی ہمراہ تھا۔ واپسی پر شیخ منعمیہ وزارت پر تائید کر دیا گیا۔ کچھ عرصے کے بعد توج کو شیخ کی نسبت کچھ بدگمانی ہو گئی۔ چنانچہ ایک دن اس کا گھر لوٹ لیا۔ اور اسے جیل خانے میں ڈال دیا۔ نیز شمس الدولہ کو مجبور کیا کہ اسے موت کی سزا دے۔ شمس الدولہ نے شیخ کو ملک سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔ شیخ، ابوسعید (ایک نسخے میں سعید) بن دحدوک کے گھر میں چالیس دن تک چھپا رہا۔ اس اثنا میں شمس الدولہ پر دوبارہ توج کا حملہ ہو گیا۔ اور شیخ کی تلاش کا حکم نافذ کر دیا۔ لوگ شیخ کو ڈھونڈ کر دربار میں لے گئے۔ شمس الدولہ نے ماضی پر معافی مانگی، اور اسے دوبارہ وزیر بنا لیا۔

۱۰
۱۵
۲۰
۲۵
۳۰
۳۵
۴۰
۴۵
۵۰
۵۵
۶۰
۶۵
۷۰
۷۵
۸۰
۸۵
۹۰
۹۵
۱۰۰
۱۰۵
۱۱۰
۱۱۵
۱۲۰
۱۲۵
۱۳۰
۱۳۵
۱۴۰
۱۴۵
۱۵۰
۱۵۵
۱۶۰
۱۶۵
۱۷۰
۱۷۵
۱۸۰
۱۸۵
۱۹۰
۱۹۵
۲۰۰
۲۰۵
۲۱۰
۲۱۵
۲۲۰
۲۲۵
۲۳۰
۲۳۵
۲۴۰
۲۴۵
۲۵۰
۲۵۵
۲۶۰
۲۶۵
۲۷۰
۲۷۵
۲۸۰
۲۸۵
۲۹۰
۲۹۵
۳۰۰
۳۰۵
۳۱۰
۳۱۵
۳۲۰
۳۲۵
۳۳۰
۳۳۵
۳۴۰
۳۴۵
۳۵۰
۳۵۵
۳۶۰
۳۶۵
۳۷۰
۳۷۵
۳۸۰
۳۸۵
۳۹۰
۳۹۵
۴۰۰
۴۰۵
۴۱۰
۴۱۵
۴۲۰
۴۲۵
۴۳۰
۴۳۵
۴۴۰
۴۴۵
۴۵۰
۴۵۵
۴۶۰
۴۶۵
۴۷۰
۴۷۵
۴۸۰
۴۸۵
۴۹۰
۴۹۵
۵۰۰
۵۰۵
۵۱۰
۵۱۵
۵۲۰
۵۲۵
۵۳۰
۵۳۵
۵۴۰
۵۴۵
۵۵۰
۵۵۵
۵۶۰
۵۶۵
۵۷۰
۵۷۵
۵۸۰
۵۸۵
۵۹۰
۵۹۵
۶۰۰
۶۰۵
۶۱۰
۶۱۵
۶۲۰
۶۲۵
۶۳۰
۶۳۵
۶۴۰
۶۴۵
۶۵۰
۶۵۵
۶۶۰
۶۶۵
۶۷۰
۶۷۵
۶۸۰
۶۸۵
۶۹۰
۶۹۵
۷۰۰
۷۰۵
۷۱۰
۷۱۵
۷۲۰
۷۲۵
۷۳۰
۷۳۵
۷۴۰
۷۴۵
۷۵۰
۷۵۵
۷۶۰
۷۶۵
۷۷۰
۷۷۵
۷۸۰
۷۸۵
۷۹۰
۷۹۵
۸۰۰
۸۰۵
۸۱۰
۸۱۵
۸۲۰
۸۲۵
۸۳۰
۸۳۵
۸۴۰
۸۴۵
۸۵۰
۸۵۵
۸۶۰
۸۶۵
۸۷۰
۸۷۵
۸۸۰
۸۸۵
۸۹۰
۸۹۵
۹۰۰
۹۰۵
۹۱۰
۹۱۵
۹۲۰
۹۲۵
۹۳۰
۹۳۵
۹۴۰
۹۴۵
۹۵۰
۹۵۵
۹۶۰
۹۶۵
۹۷۰
۹۷۵
۹۸۰
۹۸۵
۹۹۰
۹۹۵
۱۰۰۰

۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

دن گزرتے گئے۔ کچھ عرصے کے بعد شمس الدولہ کو امیر طارم کے خلاف لشکر کشی کرنی پڑی۔ طارم کے قریب تو لیخ کا حملہ ہو گیا۔ جس کی وجہ کچھ تو بیدار احتیاطی اور کچھ ہدایات شیخ کی خلاف ورزی تھی۔ حملہ اتنا سخت تھا کہ فوج کو اس کی موت کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ چنانچہ پانگی میں ڈال کر ہمدان کی طرف لوٹے لیکن شمس الدولہ راہ میں مر گیا۔

شمس الدولہ کے بعد اس کا بیٹا تخت نشین ہوا۔ لوگوں کی خواہش یہ تھی کہ شیخ بہ دستور منصب وزارت پر فائز رہے۔ لیکن بادشاہ نہ مانا۔ شیخ نے علاء الدولہ کو لکھا کہ مجھے اپنے دربار میں کوئی جگہ عنایت فرمائی جائے۔ جواب کے انتظار کے لیے ابو غالب العطار کے گھر میں چھپا رہا۔ اس آشنا میں شیخ نے کتاب الشفا کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی درخواست کی۔ اس نے ابو غالب سے کاغذ اور دوات منگوائی۔ اور میں اجزا لکھ ڈالے۔ دو دن اور عرف کر کے تمام اہم مسائل کتاب کی مدد کے بغیر واضح کر کے رکھ دیے۔

اس کے بعد شیخ نے ان اجزا کو سامنے رکھ کر تشریحی نوٹ لکھنے شروع کیے۔ ہر روز چاس ورق لکھتا، یہاں تک کہ طبیعیات و الہیات کے ابواب ختم ہو گئے۔

۱۔ طارم سرحد کرمان پر ایک بستی جوہاں ایک محکم قلعہ بھی تھا۔ (نزہت ص ۱۳۵)

۲۔ سما والدولہ بن شمس الدولہ (۴۱۲-۴۱۴ھ) جسے کاکویہ نے معزول کیا۔

۳۔ محمد بن دشمنزیار المعروف بہ ابن کاکویہ، مجد الدولہ دہلی (۳۸۶-۴۲۰ھ) کے ماموں کا

لڑکا تھا۔ جب سما والدولہ معزول ہو گیا، تو یہ ہمدان میں اس کی جگہ مندر نشین ہوا۔ اس کے بیٹوں نے

۱۔ ہمدان، یزد اور نہادند وغیرہ پر حکومت کی۔ اور آخر سلاجقہ نے انہیں تباہ کر دیا۔ علاء الدولہ

ابو جعفر محمد بن دشمنزیار بن کاکویہ نے ۳۹۵ھ سے ۴۳۳ھ تک حکومت کی۔ پھر اس کا لڑکا ظہیر الدین

ابو منصور فرامرز تخت نشین ہوا۔ ۴۲۳ھ میں یہ خاندان ختم ہو گیا۔ (طبقات سلاطین اسلام ص ۱۳۱)

اور حیوان و نبات کی فصلوں باقی رہ گئیں۔ اس کے بعد منطلق پر کچھ لکھنا شروع کر دیا۔ ابھی ایک ہی جہز لکھی تھی کہ تاج الملک نے اس پر علاء الدولہ کے ساتھ مکاتب کا الزام عائد کر دیا۔ سرکاری پولیس تلاش میں نکل پڑی۔ آخر کسی نے مخبری کی اور شیخ کو گرفتار کر کے ایک قلعہ "فردجان" (ایک نئے میں تردوان) میں ڈال دیا گیا۔ وہاں شیخ نے ایک قصیدہ لکھا۔ جس کا ایک شعر یہ تھا :-

"اس قلعے میں داخل ہونا تو ایک حقیقت ہے۔ اور اس حقیقت

کو تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔ لیکن اب یہاں سے باہر نکلنا

ایک ایسا معاملہ ہے، جس کے متعلق مجھے پورا شبہ ہے۔"

شیخ اس قلعے میں چار ماہ تک رہا۔ اس کے بعد علاء الدولہ نے ہمدان پر حملہ کر دیا۔

اور تاج الملک بھاگ کر اسی قلعے میں آچھپا۔ جب علاء الدولہ ہمدان سے واپس ہوا۔

تو تاج الملک، بوعلی سینا اور شمس الدولہ کے بیٹے کے ہمراہ قلعے سے باہر نکلا۔ شیخ

قلعے سے کتاب الہدایہ۔ رسالہ حمی بن یقظان اور کتاب القولنج لکھ لایا تھا۔ باہر

آکر منطلق پر لکھنا شروع کر دیا۔ الادویہ القلیبہ اس وقت لکھی۔ جب ہمدان میں

داخل ہوا تھا۔

کافی عرصہ گزر گیا۔ اور حالات میں کوئی خاص انقلاب پیدا نہ ہوا۔ تاج الملک

شیخ سے منصب کے وعدے کرتا رہا۔ جو کبھی شرمندہ وفات ہوئے۔ آخر میں شیخ،

اس کا بھائی اور دو نوکر صوفیوں کے لباس میں یہاں سے چل دیے۔ کھٹن راستہ

کرنے اور کافی مصائب برداشت کرنے کے بعد اصفہان کے پاس طبران میں جا پہنچے

وہاں شیخ کے دوستوں اور علاء الدولہ کے چند امرا و خواص نے ہمارا استقبال

کیا۔ فوراً شیخ کا لباس تبدیل کر دیا گیا۔ اور خوب صورت گھوڑے سواری کے

لیے آگئے۔ سب سوار ہو کر اصفہان میں داخل ہوئے۔ شیخ کو محلہ کون کبند میں

ایک صاحب عبداللہ بن بابی کے گھر آتا گیا، جہاں ہر قسم کی ضروریات موجود تھیں۔
علاء الدولہ ہر جمعے کی رات کو علما کی ایک مجلس بحث و نظر کے لیے منعقد کیا کرتا تھا۔
جس میں ابن سینا بھی شامل ہوتا تھا۔ باقی علما کو دیکھ کر پتا چلتا تھا کہ شیخ کا پایہ
دنیا کے علم میں کس قدر اونچا ہے۔

۵ منطق، محیطی، تلخیص اقلیدس، ارثما طبعی و موسیقی سے فارغ ہونے کے
بعد کتاب الشفا کی تکمیل میں لگ گیا۔ ریاضیات میں چند ضروری آیات و حواشی کا
اضافہ کیا۔ المحیطی میں اختلاف منظر پر دس نئی اشکال داخل کیں۔ آخر محیطی میں
علم ہیئت پر وہ حواشی لکھے، جو کسی کو پہلے نہ سوجھے تھے۔ ارثما طبعی میں چند اچھی
چیزوں کا اضافہ کیا۔ اور موسیقی میں چند ایسی باتیں پیدا کیں، جن سے متقدمین
فائل تھے۔ اس طرح کتاب الشفا مکمل ہو گئی۔ صرف دو باب یعنی کتاب الحیوان
۱۰ و کتاب النبات باقی رہ گئے تھے۔ جنہیں شیخ نے اُس وقت سفر میں مکمل کیا۔ جب
علاء الدولہ ساہوورخواست کی طرف جا رہا تھا۔ اسی سفر میں کتاب النجاة
بھی لکھی۔

ایک دن تقادیم رائجہ (جو پُرانے زمانے میں تیار کی گئی تھیں) کا ذکر چل پڑا۔
توضیح نے کہا۔ کہ یہ تقادیم عموماً غلط ہیں، اس لیے کہ بہت پُرانے زمانے میں ناقص
۱۵ مشاہدات پر ان کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ علاء الدولہ نے نئی تقادیم تیار کرنے کا
حکم دے دیا اور اس سلسلے میں بہت بڑی رقم آلاتِ رصد وغیرہ کی فراہمی کے
لیے عنایت کی۔ شیخ نے فراہمی آلات نیز متاعوں کی تلاش کا کام میرے سپرد کیا
آخر رصد کا کام مکمل ہو گیا، اور مشاہدات شروع کر دیے گئے۔

۱۶ ساہوورخواست و شیراز و خلیج فارس کی بندگاہ بوشہر کے درمیان ایک ضلع جس کے

مشہور شہر گاندن و ہارزجان ہیں (مفہم یا قوت لدی)

دورانِ مشاہدات میں بہت سے نظریے قائم کیے گئے۔ اگر سفر کی کثرت کام میں رکاوٹ نہ ڈالتی، تو زیادہ شاندار نتائج مترتب ہوتے۔ شیخ نے اصفہان ہی میں کتاب العلانی تکمیل کی۔

میں شیخ کے ہمراہ پچیس سال رہا۔ شیخ کا قاعدہ یہ تھا کہ جب کوئی نئی کتاب ہاتھ لگتی تو عرف ان مقالات پر نگاہ ڈالتا، جہاں اہم و مشکل مسائل پر بحث ہوتی اور اس طرح مصنف کے مرتبہ علمی کے متعلق فوراً رائے قائم کر لیتا۔

ایک دن ابو علی سینا شیخ علاء الدولہ کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا، اور وہاں ابو منصور الجبائی (ایک لسنجے میں الجبائی) بھی موجود تھا۔ لغت کے کسی مسئلے پر گفتگو چل پڑی۔ جب شیخ نے اپنے خیالات کا اظہار کیا، تو ابو منصور جبائی کہنے لگا۔ شیخ صاحب! آپ صرف فلسفی ہیں لغت سے آپ کو کیا سروکار۔ شیخ اس طعنہ پر چل گیا، اور اسی دن سے کتب لغت کا مطالعہ شروع کر دیا۔ خراسان سے ابو منصور الازہری کی مشہور تصنیف کتاب اللغۃ متگوائی۔ اور تین سال کی مسلسل محنت کے بعد اس فن میں وہ کمال پیدا کیا کہ دنیا حیرت زدہ ہو گئی۔ اس کے بعد تین قصیدے لکھے، جن میں تانوس و تاور الفاظ بھر دیے۔ اور تین کتابیں لکھیں: ایک ابن العمید کی طرز پر دوسری صاحب کے انداز میں۔ اور تیسری الصابی کی روش پر۔ ان سب کی ایک جلد بندھوائی۔ پھر اس بار کو قدمے خراب کر دیا۔ اور علاء الدولہ سے التجا کی کہ یہ کتاب ابو منصور کے سامنے پیش کر کے کہے کہ شکار کھیلنے وقت یہ جنگل سے

۱۵ صاحب ابوالقاسم اسماعیل بن حیا (۳۲۶ھ - ۳۸۵ھ) مؤید الدولہ (۳۶۶ھ - ۳۷۳ھ)

کا وزیر اور ایک بڑے پائے کا عالم تھا۔ روایات الامعیان
۲۵ الصابی سے مراد ابو البریم بن بلال بن ابراہیم بن زہرون الصابی (م ۳۸۵ھ) ہے۔ حالات
حرف الالف میں ملاحظہ ہوں۔ نیز ملاحظہ ہو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام، لفظ الصابی۔

ملی تھی۔ چنانچہ علاء الدولہ نے ابو منصور کو بلا کر یہ فرضی کہانی سنائی۔ اور حکم دیا کہ اس کے مطالب پر ذرا روشنی ڈالیے۔ چوں کہ اس کتاب میں بے حد مشکل الفاظ بھرے ہوئے تھے۔ ابو منصور پر لیشاں ہو گیا اور کہنے لگا کہ یہ الفاظ کبھی دیکھنے میں نہیں آئے۔ اس پر شیخ نے کہا، کہ فلاں فلاں الفاظ فلاں فلاں کتب لغت میں موجود ہیں۔ اور یہ یہ کتابیں بہت مشہور و معروف ہیں۔ ابو منصور سمجھ گیا کہ اس کا مصنف خود شیخ ہے اور یہ حرکت اس دن والے طعنے کا انتقام ہے۔ چنانچہ ابو منصور نے اس گستاخی کی معافی مانگی، اور کافی عذر خواہی کی۔ اس کے معالجہ شیخ نے لغت میں ایک مشہور و بے مثال تصنیف کی، جس کا نام لسان العرب ہے۔ ابھی یہ کتاب مسودے ہی کی صورت میں تھی کہ شیخ کا انتقال ہو گیا، اور کسی کو اتنی ہمت نہ پڑی کہ اس مسودے کو کتابی صورت میں مرتب کرتا۔

۱۰ شیخ کا ارادہ تھا کہ وہ اپنے طبی تجربوں کو کتاب القانون کا حصہ بنا دے۔ اور اس غرض سے اپنے بعض تجارب قلم بند کیے۔ لیکن بد قسمتی سے یہ تحریریں القانون کی تکمیل سے پہلے ہی گم ہو گئیں۔ صرف ایک دو واقعات ہم تک پہنچے ہیں، جنہیں ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

۱۵ ایک دن شیخ پر دردِ سر کا حملہ ہو گیا۔ اور اسے اندیشہ ہوا کہ کہیں کثیف مادہ حجابِ راس میں اتر کر باعثِ درم نہ بن جائے۔ اس لیے فوراً برف منگوائی۔ کوٹ کر ایک کپڑے میں لپیٹی اور وہ کپڑا سر پر رکھ دیا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ سر کا مادہ سیال منجمد ہو گیا، حجابِ راس سمٹ کر مضبوط بن گیا، اور ساتھ ہی دردِ سر بھی غائب ہو گیا۔

۲۰ خوارزمی^۱ میں ایک جتنی والی عورت سے کہا کہ تم حرفِ مہلاب، شہد و شراب خرا
 ۱۔ خوارزمی، بلخ ترکستان میں محلہ اللہ کے جنوب میں ایک علاقہ جس کے علاوہ تھلاندہ کا نام بھی خوارزم یا خیرہ ہے۔

ملا کر پیو، کسی اور دوا کے قریب مت جاؤ، شفا ہو جائے گی۔ مر لیکن صرف چند روزوں میں نشوونما دوا پنی گئی اور شفا یاب ہو گئی۔

شیخ نے جرحیان میں المختصر الاوسط فی المنطق لکھی جسے بعد میں کتاب النجاة

کا مقدمہ بنا ڈالا۔ اس کتاب کا ایک نسخہ شیراز میں جا پہنچا وہاں کے علمائے اس کتاب کو پڑھا، تو بعض مقامات محل اعتراض معلوم ہوئے۔ شیراز کے ایک قاضی

نے تمام اعتراضات لکھ کر ابوالقاسم الکرمانی کے ہاں بھیج دیے، جو ایراسیم

بن بابا الدیمی کا دوست تھا۔ ایراسیم بن بابا علم باطن کا استاد تھا، ساتھ ہی

ابوالقاسم کے لیے شیخ کی کتاب کا ایک نسخہ بھی بھیج دیا۔ اور پیغام دے بھیجا کہ یہ

تمام اعتراضات شیخ ابن سینا کی خدمت میں برائے جواب بھیج دیے جائیں۔ جب

ابوالقاسم شیخ کے ہاں پہنچا، تو شیخ نے جلدی جلدی تمام اعتراضات پر نگاہ ڈالی اور

مجھ سے کہا کہ قلم، دوات اور کاغذ لاؤ۔ میں پچاس ورق اندر سے اٹھالایا۔ نماز غسل

بعد شیخ سامنے رکھی اور مجھے اپنے بھائی کے ساتھ شراب پلانے کے لیے پاس بٹھالیا۔

آدھی رات تک تو ہم شراب پلاتے رہے۔ جب نیند نے قلبہ کیا تو اجازت لے کر چلے

گئے۔ صبح سویرے شیخ کا نوکر مجھے بلانے آیا۔ میں گیا، تو مصلے پر پچاس اوراق کی

ایک تحریر پڑی تھی۔ کہنے لگا، یہ اوراق ابوالقاسم الکرمانی کے ہاں لے جا

اور اس سے کہنا کہ جلدی اس لیے کی ہے تاکہ شیرازی قاصد کو انتظار

نہ کرنا پڑے۔

جب قاصد شیراز میں واپس پہنچا اور تمام واقعہ سنایا، تو ہمارے ملک

میں شیخ کے تبحر علمی و زود نویسی کا شور مچ گیا۔

شیخ نے آلت رعد سے چند مشاہدات کر کے بعد ایک رسالہ بھی لکھا تھا

میں خود آٹھ سال تک مشاہدہ کو اکیس میں مصروف رہا، تاکہ اس کی

مریجات کو سمجھ سکوں اور مجھے کچھ نہ کچھ کام یابی ہوئی۔
 شیخ کی ایک تصنیف کا نام کتاب الانصاف تھا جب سلطان مسعود کے
 عساکر نے (حبیب سلطان اصفہان کی طرف جا رہا تھا) شیخ کو لوٹا کھسوٹا، تو یہ کتاب
 بھی غنائع ہو گئی، اور پھر نہ مل سکی۔

- ۵ شیخ کے تمام قویٰ بہت اچھے تھے۔ اور قوت شہوانیہ بالخصوص بہت
 بردست تھی۔ کثرت جماع کے نتائج آخر مرتب ہو کر رہے جس دن باب الکفرخ پر
 علاء الدولہ اور تاش فراش میں جنگ ہوئی۔ شیخ پر قویج کا حملہ ہو گیا۔ اس ڈر سے کہ
 میں شکست کھا کر بھاگتا نہ پڑے۔ شیخ نے ایک دن میں آٹھ دفعہ حقنہ کیا، تاکہ
 بلا ہی شفا نصیب ہو۔ بار بار حقنہ کرنے سے انتڑیوں میں زخم ہو گئے اور تکلیف
 بڑھ گئی۔ ساتھ ہی علاء الدولہ کے ہمراہ ایفج تک سفر کرنا پڑا۔ جس سے ایک اور
 بیماری پیدا ہو گئی۔ یعنی مرگی (جو عموماً قویج کا نتیجہ ہوتی ہے) نے حملہ کر دیا۔
 شیخ نے حکم دیا کہ حقنہ کے پانی میں دو گرین خراسانی اجوائن ملا دی جائے۔ تاکہ
 علاج جاتی رہے۔ طبیب نے (جو شیخ کے علاج پر متعین تھا) یا تو جہالت اور یا بددیانتی
 سے پانچ گرین اجوائن ڈال دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انتڑیوں کے گہمت تکلیف وہ
 ہی گئے۔

۱۵

۱۵ سلطان مسعود بن محمود بن بکتگی خزنوی (۴۳۲-۴۴۰ھ) یہاں مصنف نے پیر غلطی کھائی ہے
 سلطان مسعود ۴۳۲ھ میں تخت نشین ہوا ہے۔ اور شیخ بوعلی سینا ۴۲۸ھ میں فوت ہو جاتا ہے غالباً
 سلطان محمد جلال الدولہ بن محمود (۴۲۱-۴۳۲ھ) کے لشکریوں نے شیخ کو لوٹا ہو گا۔
 ۱۵ کرخ نام کے کئی شہر ہیں اور یہاں غالباً وہ کرخ مراد ہے جو عراق مجم کے علاقہ طالقان
 علاقہ میں ہے۔ - (زہمت ص ۶۵)

۱۵ کرخ نام کے کئی شہر ہیں اور یہاں غالباً وہ کرخ مراد ہے جو عراق مجم کے علاقہ طالقان
 علاقہ میں ہے۔ - (زہمت ص ۶۵)

شیخ مرگی کے لیے مشرود ذلیطوس (کی معجون - مترجم) کھایا کرتا تھا۔ بعض بد نیت لوگوں نے اس میں افیون ملا دی، تاکہ شیخ ہلاک ہو جائے اور ان کی بددیانتیاں (جو شیخ کے مال و متاع میں کر چکے تھے) چھپی رہیں۔ بعض دوست شیخ کو اسی حالت میں اصفہان لے گئے۔ وہاں اپنے علاج سے کچھ اچھا ہو کر چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا اور علماء الدولہ کی مجلس میں آنے جانے لگا لیکن کثرتِ جماع کا بدستور عادی رہا۔ اب صحت بگڑ چکی تھی۔ کبھی بیمار ہو جاتا اور کبھی اٹھ پڑتا۔ جب علماء الدولہ اصفہان سے ہمدان کو روانہ ہوا، تو یہ بھی ساتھ چل پڑا۔ راستے میں بیماری کا پھر حملہ ہو گیا خدا خدا کر کے ہمدان میں پہنچا۔ جیب اسے معلوم ہو گیا کہ جسمانی مشین کا ہر پیزہ ڈھیلا پڑ چکا ہے اور قوتِ مدافعت کم زور ہو گئی ہے تو اس نے علاج چھوڑ دیا۔ اس کے بعد کہا کرتا تھا "میرا مدبر (قوتِ مدافعت) اب تدبیر سے عاجز آ چکا ہے"۔ آخر وقت سفر آ پہنچا اور دنیا نے اسلام کا یہ روشن ستارہ اٹھان برس تک تجلیاں برسانے کے بعد ۱۲۸۵ھ کو ہمیشہ کے لیے ڈوب گیا۔ (إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ - مترجم)۔

ابو الفضل بن یامین الیہودی الحلبی المعروف بالشریط

حلب کا ایک یہودی، جس نے شرف الطوسی سے تعلیم حاصل کی۔ باوجود شرف الطوسی، ریاضی کا ماہر تھا، اس کے دلائل غیر حکمی ہوا کرتے تھے ابو الفضل نے اس سے مختلف علوم مثلاً علم العدد، حلّ تقاویم وغیرہ حاصل کیے۔ انہوں نے جنم پتریاں بنانے کا فن بھی سیکھا۔ بعض دیگر علوم کا بھی مطالعہ کیا لیکن کمال پیدا نہ کر سکا۔

آغاز حیات میں ابو الفضل کھجوروں کی رسیاں بٹا کرتا تھا۔ ان رسیوں کو عربی میں شریطہ کہتے ہیں اور اسی لیے شریطی کے نام سے مشہور ہو گیا۔ یہودیوں میں ایک ممتاز ہستی تھی۔ کچھ طب بھی جانتا تھا جس سے عوام کا علاج کیا کرتا تھا۔ آخر میں سودانی ہو گیا۔ عقل زائل ہو گئی اور ۶۲۷ھ میں لا ولد فوت ہو گیا۔

ابو الفضل الخازمی المنجم تریل بغداد

- بغداد کا ایک منجم جو نشی، جس کی پیش گوئیاں اس کا سرہایہ شہرت تھیں جانتا کم تھا۔ لیکن دعویٰ بڑے بڑے تھے۔ ۵۸۲ھ میں یوں اتفاق ہوا کہ کواکب سبعہ (عطارد، زہرہ وغیرہ) برج میزان میں جمع ہو گئے۔ اس پر الخازمی نے فوراً یہ اعلان کر دیا کہ عنقریب ایک ایسی آندھی چلے گی، جو تمام انسانی آبادی کو تباہ کر کے رکھ دے گی۔ اطراف زمین میں بھونچال آئے گا اور دنیا میں بڑے بڑے حوادث رونما ہوں گے۔
- ۱۰ شرف الدولہ الحسقلانی کے سولے باقی سارے جو نشیوں نے الخازمی کے ساتھ اتفاق کیا۔ شرف الدولہ (زیریل مصر) کی رائے یہ تھی کہ ستاروں کے اس اقرار سے قطعاً کوئی حادثہ رونما نہیں ہو گا۔ اس لیے کہ ایک ستارے کی نحوست کو دوسرے کی سعادت کم کر دے گی۔ اس روز نہ تو آندھی چلے گی اور نہ کوئی بھونچال آئے گا۔
- ۱۵ چوں کہ لوگ الخازمی کے خاصے معتقد تھے۔ اس لیے جنگوں اور ہزاروں میں بھاگ گئے۔ ہزاروں نے فار کھود لیے اور میدانوں نے تہ خانے بنا لیے۔ آخر وہ دلی آ گیا۔ گرمیوں کا موسم تھا۔ کانی تیز گرمی پڑی لیکن نہ تو کوئی آندھی چلی نہ کہیں زلزلہ آیا۔ اس پر تمام جو تفسی سخت فرزندہ ہوئے۔ لوگوں نے انھیں گالیوں دیں۔ شاعروں نے ان کی ہجو لکھی۔ ابوالنعنا تم محمد بن المعظم الواسطی نے الخازمی

کے متعلق لکھا :-

” اس عاجز کی طرف سے خازمی سے کہو کہ جمادی الثانیہ کا مہینہ گزر چکا ہے اور رحیب آگیا ہے لیکن نہ تو وہ تمہاری یادِ عمر چلی اور نہ کوئی دم دار ستارہ نمودار ہوا۔ تم تو کہتے تھے کہ سورج سیاہ ہو جائے گا اور بے شمار شہاب ٹوٹیں گے۔ آخر یہ سب کہاں گیا۔“

اللہ کی شان دیکھیے کہ جس شخص کو اپنے مال کی خبر نہیں ، وہ دوسروں کے متعلق اس طرح کی پیش گوئیاں کرتا پھرتا ہے۔ اپنی تقویم کو فرات میں پھینکو اور یقین جاؤ کہ تمہارے سنہری اعدا طراب سے معمولی لکڑی اچھٹی ہے۔ مجھے پہلے ہی یہ توقع تھی کہ جوتھیوں کی یہ پیش گوئی غلط نکلے گی۔ اور الحمد للہ کہ میری توقعات پوری ہوئیں۔ اور کوئی بات خلاف نہیں ہوئی۔

دنیا کا دُہرہ صرف اللہ ہے۔ ستاروں کو الٰہی انتظام میں قطعاً دخل نہیں۔ مشتری، زہرہ، زحل اور قطبی ستارہ سب مٹ جائیں گے۔ اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ سچائی ظاہر ہو گئی اور ظنون و شکوک کی ظلمتیں پھٹ گئیں۔ اب ان منجموں کو چاہئے کہ اپنے اصول و قواعد کی بے ہودگی کا اعلان کریں اور اپنی تصانیف کو جلا دیں۔“

ابوالقرج بن ابی الحسن بن سنان

کمال فن، شہرت و علو منصب میں اپنے والد کا ہم سر تھا۔ ابوالحسن (جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے) کا والد اور ابوالحسن بن سنان کا بیٹا تھا۔

ابوالفتوح نجم الدین ابن السری المصنف ابن الصلاح سینا طی الاصل

بغداد میں تعلیم حاصل کی۔ منطق، ریاضی اور طب میں کمال پیدا کرنے کے بعد
بغداد سے نکل پڑا۔ اور نور الدین محمود بن زنگی کے پاس جا پہنچا۔ نور الدین نے اس کی
بہت عزت کی اور یہ دمشق میں بڑی آن بان سے رہنے لگا۔ یہاں ابوالحکم الطیب الشاعر
المغربی سے ملاقات ہوئی۔ ابوالفتوح خود بیان کرتا ہے کہ یہ ابوالحکم میرا استاد تھا۔
جس سے میں نے بغداد میں ریاضی پڑھی تھی۔ اور جب ہم دوبارہ دمشق میں جمع ہوئے
تو ابوالحکم مجھ سے کہنے لگا: "بھائی! جو چیزیں تم نے بغداد میں مجھ سے پڑھی تھیں۔
اب یہاں وہی چیزیں میں تم سے پڑھنا چاہتا ہوں، کہ میں سب کچھ بھول بیٹھا ہوں
اور تم نے سب کچھ یاد کر لیا ہے۔"

ابوالفتوح کے اصول ازلیں محقق و محکم اور اس کے حواشی (دوسری کتابوں) نہایت عمدہ تھے۔ اچھا محقق تھا۔ ایک علمی و عالی النسل خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ ۵۴۵ھ ختم ہونے کو تھا کہ دمشق میں اس کی وفات ہو گئی۔

ابوالقاسم القصری المنجم

الرقہ کا رہنے والا، جو علم نجوم، جوتش، جمل تقاویم و ہیئت میں خاصی دسترس
۱۵ لے لیا۔ نور الدین محمود بن زنگی۔ آتابکانی شام (۵۴۵ھ - ۵۴۶ھ) کا قیصر فرما لیا۔ عرصہ حکومت
از ۵۴۶ھ تا ۵۶۹ھ ۵۲ ابوالحکم القصری کے حالات آگے آ رہے ہیں۔

رکھتا تھا۔ اور سیف الدولہ علی بن عبداللہ بن حمدان کا تدبیر و مصاحب تھا۔
ابن نصر الکاتب کتاب المفادضہ میں لکھتا ہے :-

۵ "امیر سیف الدولہ کے منجم ابوالقاسم الرقی نے مجھے بتلایا کہ میں
عند الدولہ کے عہد میں بغداد پہنچا۔ بدن پر صرف ایک چادر تھی۔
وہاں علم نجوم وغیرہ چھوڑ کر تجارت شروع کر دی۔ ایک دن کاغذ فروشی
کے بازار سے گزر رہا تھا کہ ایک دکان پر ابوالقاسم القصری کو
تفویم بتاتے دیکھا۔ میں قریب گیا اور عمل دیکھنے لگا۔ اُس نے
سراٹھا کر کہا "کیا دیکھتا ہے، آگے چل! میرے دیکھنے کی چیز نہیں"
لیکن میں وہیں کھڑا رہا۔ جب وہ فارغ ہو چکا تو میں نے کہا کہ تم
نے دوہرا عمل کیا اور دوہری ضربیں دی ہیں۔ اگر تم لوہے ...
کرتے تو اس بے عمل سے بچ جلتے۔ یہ کہہ کر میں وہاں سے چل دیا
اور القصری میرے پیچھے دوڑا۔ قریب آ کر میرے سر کو چوما اور
معافی مانگی۔ پھر میرا نام پوچھا۔ میں نے بتلایا، تو میری شہرت کی
وجہ سے مجھے فوراً پہچان لیا۔ مجھ سے مکان کا پتا پوچھا۔ اس کے
بعد ہماری اکثر ملاقاتیں ہوتیں، اور وہ اپنے شکوک مجھ سے حل کرتا
اس طرح ہم بکے دوست بن گئے۔"

ابو فریح المصروفہ عیسیٰ الصیدلانی

المہدی کا طبیب تھا۔ سوانح نگاروں نے اس کا ذکر اس لیے نہیں کیا کہ یہ کوئی

۱۵ ۳۳۸ ۳۴۲ ۵۲ ابوالقاسم القصری کے حالات آگے آرہے ہیں۔

قابل حکیم تھا۔ بلکہ اس لیے کہ طبی اتفاقات کی بہ دولت بڑا بن گیا تھا اور اس کے واقعات عبرت و ندرت کے لحاظ سے دل چسپ تھے۔

آغاز میں یہ ایک مفلس انسان تھا۔ اتفاقاً المہدی کی ایک بیوی (النجیران) بیمار ہو گئی۔ اس نے ایک خادمہ کو اپنا فارورہ شے کر ہدایت کی کہ بازار میں کسی اجنبی و نادان طبیب سے اس کا معائنہ کرائے۔ خادمہ اتفاقاً ابو قریش کے ہاں جا

۵

نکی حکیم نے پوچھا۔ "کس کا فارورہ ہے؟" کہا "ایک ضعیفہ کا۔" ابو قریش بولا "غلط۔ یہ تو ایک ملکہ کا فارورہ ہے، جس کے پیٹ میں ایک بادشاہ تعمیر ہو رہا ہے (یعنی حاملہ ہے)۔ یہ فقرہ کسی غور و فکر کا نتیجہ نہ تھا بلکہ جی میں آیا۔ بات آگئی اور کہہ دی۔

جب اس خادمہ نے ملکہ کو یہ فقرہ سنایا، تو وہ بے حد خوش ہوئی۔ اسے معلوم

۱۰ نہ تھا کہ وہ حاملہ ہے۔ کہنے لگی اس دکان کو بھول نہ جانا۔ اگر یہ حمل والی بات صحیح نکلی تو ہم اسے اپنا طبیب خاص بنا لیں گے۔ جب کچھ عرصے کے بعد حمل ظاہر ہو گیا تو المہدی بہت خوش ہوا اور فوراً دو خلعت اور تین سو دینار خادمہ کے ہاتھ حکیم کو بہ اس پیغام بھیجے، کہ تمہاری پیش گوئی کا ایک حصہ درست نکلا ہے۔ اگر دوسرا بھی درست نکلا تو ہم تمہیں اپنا مصاحب بنا لیں گے۔

۱۵ حکیم نے اس غیر متوقعہ نعمت پر اللہ کا شکر ادا کیا اور کہنے لگا کہ میں نے تو یہ نہیں بڑا ناک دی تھی۔ ٹھیک ہی نکل پڑی۔

نومہ کے بعد خیزران کے یمن سے موسیٰ الہادی کی ولادت ہوئی۔ مہدی

بے حد مسرور ہوا اور عین اس وقت خادمہ نے ابو قریش والا قصہ یاد دلایا۔ مہدی نے اسے فوراً دربار میں طلب کیا۔ گفتگو کی تو سمجھ گیا کہ علم کے لحاظ سے کورا

۲۰ ہی ہے۔ لیکن اس کی پیش گوئی کی وجہ سے اس کی عزت کی اور مصاحبین میں شامل کر لیا۔

ایک مرتبہ موسیٰ الہادی سحت بیمار ہو گیا اور درباری حکیموں مثلاً ابو قریش
 عبداللہ الطیفوری، داؤد بن سراقیون (داؤد بن سراقیون، یوحنا بن ماسویہ
 کا بھائی تھا اور اس کا والد سراقیون باجرمی کا طبیب تھا) کے علاج سے کوئی
 افاقہ نہ ہوا، تو حکیموں سے کہنے لگا۔ "تم لوگ میرا مال کھاتے ہو، میرے ہی ٹکڑوں پہ
 پلتے ہو۔ لیکن مصیبت میں میری بالکل پرواہ نہیں کرتے۔" ابو قریش کہنے لگا۔ "قبلہ
 ۵ عالم! ہمارا کام صرف کوشش ہے۔ شفا تو اللہ دیتا ہے۔ اس پر موسیٰ الہادی
 بگڑ گیا۔ فوراً الربیع کو بلا کر کہنے لگا۔ "دیکھو ربیع! نہر عمر میں ایک نہایت تھیل
 طبیب رہتا ہے، اسے فوراً طلب کرو اور ان تمام حرام خوروں کو فوراً قتل کر ڈالو۔"
 ربیع نے اس طبیب کی طرف فوراً قاصد بھیج دیا لیکن ان طبیبوں کو قتل نہ کیا وہ جانتا
 تھا کہ شدت مرض کی وجہ سے شاہی عقل تو اذن کھو چکی ہے۔

جب وہ طبیب آیا تو بادشاہ نے پوچھا۔ "کیا تم نے ہمارا قارورہ دیکھا ہے؟"
 کہا۔ "جہاں پناہ ادا کیا ہے۔" تو پھر تھاری کیا رائے ہے؟ "میری رائے یہ ہے کہ
 حضور والا کو نو گھنٹے کے بعد آرام ہو جائے گا۔" باہر نکل کر طبیبوں سے کہا کہ گھبراؤ
 مت، بے فکر ہو اور گھروں میں جا کر آرام کرو۔ بادشاہ نے اس طبیب کو دس ہزار

لے یہاں مصنف نے غلطی کی ہے۔ یوحنا بن ماسویہ اور خود ماسویہ کے حالات میں گزر چکا ہے
 کہ ماسویہ داؤد بن سراقیون کی ایک کینز پر عاشق ہو گیا تھا۔ جبرئیل نے وہ کینز خرید کر ماسویہ
 کے حوالے کی، جس کے بطن سے یوحنا اور میخائیل پیدا ہوئے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ قسطنطین نے
 داؤد کو یوحنا کا بھائی کس طرح بنا ڈالا۔ بھائی تو اسی صورت میں بن سکتا تھا کہ داؤد کو بھی
 اپنی ہی کینز کا بیٹا سمجھا جائے۔ لہذا باجرمی، باجرما کا اسم منسوب ہے، جو ارض الجزائرہ
 میں رقبہ کے پاس ایک شہر کا نام ہے۔ (معجم البلدان یا قوت)

۳۰ بغداد سے دو فرسنگ کے فاصلے پر ایک بستی۔ (زمزم پبلشرز)

دراہم ادویہ کے لیے عنایت کیے۔ یہ رقم تو حکیم نے پاس رکھ لی اور صرف چند پیسوں کی دوائیں منگو کر شاہی خواب گاہ کے ساتھ والے کمرے میں رگڑوانا شروع کر دیں۔ بادشاہ جیب دوا کے متعلق پوچھتا تو کہتا۔ بس حضور! تیار ہو رہی ہے۔ غالباً حضور بھی رگڑنے اور کوٹنے کا شور سن رہے ہوں گے۔ بادشاہ یہ جواب سن کر حُپ ہو جاتا۔ جیب نو گھنٹے گزر گئے، تو بادشاہ کی وفات ہو گئی اور باقی طبیب سزائے موت سے بچ گئے۔

۱۰ یوسف بن ابراہیم، عیسیٰ بن المحکم طبیب سے روایت کرتا ہے کہ عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر المنصور اس قدر موٹا ہو گیا تھا کہ چلنے پھرنے سے بھی رہ گیا تھا۔ ہارون الرشید کو نکر پیدا ہوئی اور حکیموں کو علاج کے لیے بلایا لیکن کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ آخر ابو قریش ہارون الرشید کے ہاں گیا اور کہنے لگا کہ حضور کے عم زاد بھائی کا معدہ کام کرتا ہے اور جسم کی مشینری حسب معمول چل رہی ہے لیکن زندگی میں امراض و غموم بھی آتے رہتے ہیں۔ ایسے حالات میں موٹے آدمی کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ ایک طرف دماغی بے چینی اور دوسری طرف وزنی جسم میں کا نتیجہ یہ ہوا کرتا ہے کہ ہڈیاں اس قدر زیادہ گوشت اٹھانے سے انکار کر دیتی ہیں۔ اعمال طبعی میں فتور واقع ہو جاتا ہے۔ تو اے دماغی جواب دے بیٹھے میں اور آخر زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ میری ناقص رائے یہ ہے کہ آپ اپنے چچا زاد کو کسی مصیبت میں مبتلا کر دیں مثلاً کوئی الزام عائد کر دیں، جائداد پر قبضہ جمالیں یا اس کا کوئی عزیز تر میں خادم اس سے چھین لیں۔ غم کی وجہ سے اس کا موٹا پا جاتا رہے گا۔ ہارون الرشید نے کہا کہ تجویز تو درست ہے لیکن اس وقت میں ایسی کوئی تدبیر نہیں سوچ سکتا۔

۱۱ یوسف بن ابراہیم مولا ابراہیم بن المہدی۔

۱۲ عیسیٰ بن المحکم دمشقی کے حالات حرف العین میں گزر چکے ہیں۔

تم ہی کوئی حیلہ نکالو۔ اگر تمہاری تدبیر کام یاب ہوگئی، تو میں تمہیں دس ہزار دینار انعام دوں گا۔ اور اسی قدر رقم عیسیٰ سے دلو اول گا۔ ابو قریش کہنے لگا۔ میرا پس حیلے سیکڑوں ہیں لیکن آپ اپنا کوئی ذی مرتبہ خادم میرے ہمراہ بھیجیں، تاکہ عیسیٰ غصے میں آکر مجھے قتل ہی نہ کر ڈالے۔ رشید نے یہ بات مان لی۔

ابو قریش، عیسیٰ کے پاس گیا۔ اس کی نبض دیکھ کر کہنے لگا کہ میں مسلسل تین دن تک آپ کی نبض دیکھتا رہوں گا۔ جب تین دن گزر چکے تو کہنے لگا کہ آپ کی حالت سخت محدود ہو چکی ہے اور آپ چالیس دن کے اندر اندر فوت ہو جائیں گے۔ آپ وصیت وغیرہ مرتب کر چھوڑیں۔ اور اگر چالیس دن تک آپ کی موت واقع نہ ہوئی، تو پھر صرف تین دن میں آپ کو اچھا کر دوں گا۔ یہ کہہ کر حکیم رخصت ہو گیا اور عیسیٰ انتہا درجے کی بے چینی میں مبتلا ہو گیا۔ نہ دن کو چین نہ رات کو نیند۔

ابو قریش کو خطرہ تھا کہ کہیں ہارون الرشید بھائی پر رحم کھا کر اسے سب کچھ تانہ دے۔ اس لیے کہیں روپوش ہو گیا۔ چالیس دن کے اندر اندر چربی گھیل گئی اور اس کی پیٹی بہت زیادہ کھل گئی۔ جب ہارون الرشید کو معلوم ہوا کہ عیسیٰ کافی ڈبلا ہو گیا ہے۔ تو حکیم کو ہمراہ لے کر عیسیٰ کے ہاں گیا۔ ابو قریش کو دیکھتے ہی عیسیٰ نے کہا: "بھائی جان! مجھے اجازت دیجیے کہ اس کا فرطیب کا خون پی لوں۔"

پھر پیٹی باندھ کر کہنے لگا۔ غور فرمائیے، کتنا ڈبلا ہو گیا ہوں۔ پیٹی کتنی ڈھیلی ہو چکی ہے اور داغی کوفت کا تو کچھ نہ پوچھیے۔ یہ چالیس یوم میرے لیے جہنم تھے ہارون الرشید نے فوراً سجدہ شکر ادا کیا اور کہا "میرے عزیز بھائی اللہ نے تمہیں نئی زندگی عطا کی۔ اس حکیم کا احسان تم اتار ہی نہیں سکتے۔ میں نے اس کے ساتھ دس ہزار دینار کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ اور اب تم سے کہتا ہوں کہ اسی قدر رقم تم بھی اسے ادا کرو۔ عیسیٰ نے تعمیل کی۔ اور ابو قریش میں ہزار دینار لے کر گھر

چلا آیا۔

عباس بن علی بن المہدی کہتا ہے کہ ہارون الرشید نے اُمّ موسیٰ کے باغ میں ایک مسجد بنوائی تھی۔ جہاں جمعہ کو اہل حرم و اقارب مل کر علوٰۃ الجمعہ ادا کیا کرتے تھے اور خود ہارون الرشید فریضہ امامت سرانجام دیا کرتے تھے۔ ایک دن سخت گرمی تھی۔ میرے والد علی بھی نماز جمعہ کے لیے وہاں گئے اور ادائے نماز کے بعد اپنے گھر (جو سوئی بھائی میں واقع تھا) آگئے۔ سخت گرمی کی وجہ سے والد محترم شدید درد میں مبتلا ہو گئے۔ بغداد کے تمام طبیب بلائے۔ ان میں ابو قریش بھی شامل تھا۔ جب ابو قریش نے دیکھا کہ تمام حکیم مناظرے میں الجھے ہوئے ہیں اور کسی فیصلے پر نہیں پہنچ سکتے، تو اس نے روغن تبقشہ، عرق کلاب اور سرکہ منگوا کر سب کو ملا دیا۔ پھر اس میں ایک بٹی بھگوگر والد کے سر پر رکھ دی۔ جب کچھ ۱۰۔

نہی سر میں جذب ہو گئی، تو دو اور پٹیاں بچے کے بعد بگیرے سر پر رکھیں۔ درد سر غائب ہو گیا اور باقی حکیم شرمندہ ہو کر گھر کو چل دیے۔

ایک اور حکایت یوں بیان کی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ ابراہیم بن مہدی رفقہ (الجزیرہ کا ایک شہر) میں سخت بیمار ہو گیا۔ ہارون الرشید نے حکم دیا کہ ابراہیم کو بغداد میں اس کی والدہ کے پاس پہنچا دیا جائے۔ ان دنوں بختی شروع موسم کا ۱۵۔

دادا بختی شروع مہدی کا معالج خاص تھا۔

جب ہارون الرشید سفر سے بغداد میں واپس آیا تو ابراہیم کو نہایت بری حالت میں پایا۔ سوکھ کر کانٹا ہو چکا تھا۔ چربی بگھیل چکی تھی۔ ہر طرف بالوسی چھائی ہوئی تھی، اور بخار نہایت تیز تھا۔ ابو قریش کہنے لگا کہ میں ابراہیم کا یوں علاج

۱۶۔ ہارون الرشید اور موسیٰ الہادی ہر دو بھائی تھے۔ موسیٰ الہادی کی والدہ کا نام الجزیران تھا۔ یہاں اُمّ موسیٰ سے مراد یہی ہے۔

کروں گا۔ کہ وہ میرے جانے سے پہلے ٹھیک ہو جائیں گے۔ اس کے بعد کوڑواں کو بلا کر کہا کہ تین موٹے موٹے چمڑے منگواؤ۔ اور انھیں ذبح کر کے عبات کیے بغیر کل تک کہیں لٹکا دو۔ دوسرے دن ابو فریش برف میں لگے ہوئے تین ہندوانے لے کر ابراہیم کے پاس پہنچا اور کہنے لگا کہ نوش فرمائیے۔ ابراہیم نے کہا۔ "آپ کھانے کو کتہ میں اور سختی شروع مجھے ہندوانوں کی بوتل نہیں سونگھنے دیتا۔" اس نے کہا یہ تو کھانے ہی پڑیں گے۔ چنانچہ ابراہیم نے ایک پھانک کھائی۔ حکیم نے دوسری پھر تیسری دی۔ یہاں تک کہ یہ دو ہندوانے کھا گیا۔ تیسرا ہندوانہ پیرنے کے بعد کہنے لگا کہ پہلے دو ہندوانے تولدت کی خاطر تھے۔ اب یہ تیسرا یہ عرض علاج ہے۔ اس کے بعد ایک طشت لانے کا حکم دیا۔ اور معاً ابراہیم کو تھے شروع ہو گئی۔ جو کچھ کھایا تھا اس سے چار گنیا ہرا گیا۔ سخت زرد رنگ کی عسرا دی تھی۔ اس کے بعد ابراہیم پر گرم کیسل ڈال دیے گئے۔ اسے بے حد پسینہ آیا۔ ظہر کے وقت بیدار ہوا، تو بھوک سی محسوس ہوئی۔ حکیم نے وہ تین بھنے ہوئے چوزے منگوائے۔ پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور سو گیا۔ غروب آفتاب سے قدا پہلے بیدار ہوا تو بیماری کا نشانہ تک نہ تھا۔ اس کے بعد پھر کبھی اس مرض کا حملہ نہ ہوا۔

ابو مخلدین بختی شروع الطیب النصرانی

جندلیسا پور کے مشہور گھرانے سے تعلق رکھتا تھا۔ بغداد میں علم طب حاصل کیا۔ اور یہ حیثیت طیب کافی شہرت پائی۔ اس کے ہاتھ میں شفا تھی۔ خوش اخلاق و بلند عادات تھا۔ کافی لمبی عمر پائی۔ اور ۳۱۰ھ میں فوت ہوا۔

ابو یحییٰ المرزوی الطیب

اسے المرزوی بھی کہتے ہیں۔ ابوالشریحی بن یونس کا استاد تھا اور بغداد میں ایک فاضل طبیب سمجھا جاتا تھا۔ اس کی تمام تصانیف سریانی زبان میں ہیں۔

ابو یحییٰ المرزوی المهندس

مقدم الذکر اور یہ ابو یحییٰ ذو علاحدہ شخصیتیں تھیں۔ یہ بغداد میں رہا کرتا تھا۔ اور اپنے عہد کا مشہور مهندس تھا۔

ابو یعقوب الاہوازی

اپنے عہد کا ایک مشہور طبیب، جسے عبدالدولہ نے شفاخانہ بغداد میں متعین کیا تھا۔ کافی ذہین و تجربہ کار تھا۔ ادویات تیار کرنے کا طریقہ از بس پسندیدہ تھا۔ اس نے شگنبین پر ایک مقالہ بھی لکھا تھا۔

الْأَيْتَاءُ فِي إِسْمَاءِ الْحُكَمَاءِ

این ابی ریشہ (بعض نسخوں میں ریشہ و ریشہ)
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک جراح طبیب تھا۔ آنحضرت

کی مہرِ نبوت کو پھینسی وغیرہ سمجھ کر کہنے لگا۔ "حضرت! اگر اجازت ہو تو اس کا علاج کر دوں کہ صنعتِ جراحی میں کامل ہوں۔" فرمانے لگے تم صرف طبیب ہو، اور کامل صرف اللہ کی ذات ہے۔

ابن وصیف

بغداد کا ایک فاضل ترین طبیب، جو ۳۵۰ھ میں زندہ تھا اور آنکھوں کے علاج میں ماہر تھا۔ اس کے ہاں دور دور سے طلبہ استفادے کے لیے آیا کرتے تھے جنہاں چہ اندلس سے احمد بن یونس الحرانی الاندلسی اپنے بھائی سمیت اس حکیم کی خدمت میں آیا تھا

احمد بن یونس بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ ابن وصیف کے پاس آنکھوں کے سات مریض علاج کے لیے آئے۔ ان میں سے ایک خراسانی تھا۔ خراسانی کو سامنے بیٹھا کر اس کی آنکھوں کا معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ اس کی آنکھوں میں ہر وقت پانی پھیرا ہوا ہے۔ اور نظر تقریباً جا چکی ہے۔ حکیم نے اپریشن کے لیے کافی فیس مانگی۔ خراسانی نے صرف اتنی درہم نکال کر کہا کہ واللہ میرے پاس اس کے علاوہ ایک پیسہ تک نہیں ہے۔ حکیم کو اختیار آگیا۔ اور حیب اسے اپنی طرف کھینچا تو کندھے پہ ہاتھ چا پڑا۔

۱۔ لے احمد کا والد یونس الحرانی، حران (شام) کا رہنے والا تھا۔ یہاں سے اندلس چلا گیا۔ یہ وہی یونس ہے جو اپنی تیار کردہ معجون کا ایک سقیہ پندرہ دینار میں بیچا کرتا تھا۔ (حالات حرف الیاء میں) اس یونس کے دو لڑکے تھے، احمد اور عمر۔ یہ دونوں اندلس سے مشرق میں آگئے۔ اور ثابت بن سنان، ابن الوصیف الکحال اور دیگر فضلاء وقت سے استفادہ کرتے رہے۔

کیا دیکھتا ہے کہ قمیص کے نیچے ایک چھوٹے سے بٹوے میں کچھ دینار ہیں۔ حکیم کو آگ لگ گئی اور کہنے لگا۔ "مردود! تو نے ابھی قسم کھا کر کہا تھا کہ میرے پاس اور کوئی پیسہ نہیں ہے۔" مرثیہ منت زاری پر اُتر آیا۔ حکیم کہنے لگا تو نے قسم کھا کر مجھے دھوکا نہیں دیا، بلکہ اپنے رب کو قریب کیا ہے۔ اور پھر اس خدا سے نصرت کی بھی امید رکھتا ہے؟ یہ لے اپنے انتہی درہم اور گھر کی راہ لے، میں تجھ جیسے بد عہد کا علاج کرنے کے لیے تیار نہیں۔"

ابن سیمویہ (ایک نسخے میں سیمویہ)

ایک مشہور یہودی منجم جو (۱) کتاب المدخل الی علم النجوم (۲) کتاب الامطار کا مصنف ہے۔

ابن ابی رافع

کتاب اختلاف الطوامع کا فاضل مصنف۔

ابن ابی حنیۃ المنجم البغدادی

بغداد کا ایک منجم جو جعفر بن المکتفی المنجم کا شاگرد و صاحب تھا۔

ابو غلیبہ المکتفی باللہ کا بیٹا۔ پیدائش ۲۹۴ھ۔ حالات حرف البیم میں۔

ابن مندویہ الاصفہانی (احمد بن عبدالرحمان بن مندویہ ابو علی)

اصفہان کا ایک شیریں کلام و خاندانی طبیب جس نے طب پر ایک نہایت عمدہ کتاب لکھی ہے۔ عضدالدولہ کے تعمیر کردہ شفاخانے میں جو میں اطیبا متعین تھے ابن مندویہ ان میں سے ایک تھا۔ فضل و ادب کی دولت سے مالا مال تھا اس کی چند کتابیں یہ ہیں :-

(۱) کتاب الشعر والشعرا - نہایت عمدہ و قابل تعریف کتاب ہے بعض کہتے ہیں کہ اس کا مصنف ابن مندویہ کا والد تھا۔ اس کا والد (عبدالرحمان بن مندویہ مترجم) ایک مبلغ الکلام شاعر اور عالم نحو و لغت تھا۔ خود ابن مندویہ بھی ایک بلند پایہ ادیب و شاعر اور طبیب تھا۔

- (۲) کتاب نفق الجاحظ فی لفظہ للطیب (۳) کتاب الجامع الکبیر
(۴) کتاب الاغذیۃ (۵) کتاب الطبخ - (ایک نسخے میں البطح)
(۶) کتاب المغیث فی الطب (۷) کتاب الکافی فی الطب
(۸) چند طبی رسائل جو اہل اصفہان کی خاطر لکھے گئے تھے۔

ابن مقسّر المصری

مصر کا ایک مشہور طبیب جو الحاکم کا معالج خاص تھا۔ ہر خید کہ ہم تک اس کی کوئی تصنیف نہیں پہنچی اور نہ یہ معلوم ہے کہ وہ صاحب فن بھی تھا یا نہیں۔ تاہم

۱۵ الحاکم بامر اللہ (۳۸۶-۴۱۱ھ) خاندان علویہ مصریہ کا چھٹا خلیفہ۔

اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ یہ نہایت قابلیت سے علاج کرتا تھا اور اس کے ہاتھ میں شفا تھی۔

الحاکم کے بار میں زندگی کے بلند مدارج پر پہنچا اور حیب بیمار ہو گیا تو الحاکم خود عیادت کے لیے گیا اور حیب فوت ہو گیا تو الحاکم کو بہت عدمہ پہنچا اور گزشتہ تعلقات کا پاس کرتے ہوئے اس کے وراثا کو کافی دولت عنایت کی۔ ۵

ابن اللجلاج

منصور عباسی کے عہد میں ایک مشہور طبیب تھا۔ حیب منصور عباسی آخری حج (جس میں منصور کی وفات ہو گئی تھی) پر گیا۔ تو اس کے ساتھ منجموں میں سے ابوسہل بن لویخت اور اطبا میں سے ابن اللجلاج بھی تھا۔

ابن ولیم النصرانی الطیب البغدادی

بغداد کا یہ طبیب قصر شامی میں المعتضد سے پہلے اس کے بعد اور خود المعتضد کے عہد میں بہ حیثیت طبیب کام کرتا تھا۔ ۳۳ھ کے قریب بغداد میں موجود تھا اس طبیب نے ہر لحاظ سے بہت ترقی کی۔ متناصب علیہ یہ فائز ہوا۔ عمدہ شہرت حاصل کی۔ حسن علاج میں پیر طویل رکھتا تھا۔ اپنے ہنر سے بے شمار دولت کمائی۔ اور نہایت شان و شوکت سے زندگی بسر کی۔

این قلیذی المنجم الصائمی البعلبکی

بعلبک کا ایک حکیم جو الاخشید محمد بن طنج کا مصاحب تھا اس کی پیش گوئیاں عموماً غلط نکلتی تھیں۔ خاصہ دولت مند آدمی تھا۔ اور اس کی جنم پتری میں سهم الغیب بھی پڑا ہوا تھا۔

این ابی طاہر د ایک نسخے میں طاہر

بغداد کا ایک منجم و پیش گو میں کی جنم پتری میں سهم الغیب پڑا ہوا تھا۔ اور اس کی پیش گوئیاں عموماً درست نکلتی تھیں۔

این المنجم

عمدہ لوبیہ کا طبیب و منجم، علوم ادوئل کا فاضل، جو ایران، بصرہ و عراق میں مشہور و معروف تھا۔ علاج عمدہ کرتا تھا۔ اور یہی اس کا ذریعہ معاش تھا تقریباً ۳۳۰ھ میں فوت ہوا۔

این السنیدی (ایک نسخے میں السنیدی) دوسری السنیدی

مصر کا ایک عالم، فاضل و تجربہ کار منجم جو عمل اعطراللب و حرکات کو الیہ آگاہ تھا اس نے بعض آلات خود بھی ایجاد کیے۔ جن کی وضع قطع نہایت عمدہ

اور عمل بالکل صحیح تھا۔

ابن السنیدی کہتا ہے کہ حیب ^{۲۳۵} میں وزیر ابو القاسم علی بن احمد البحرانی

د ایک نسخے میں البحرانی نے اپنی وفات سے کچھ عرصہ پہلے قاضی ابو عبد اللہ القضاہی

اور ابن خلف البزاز کو حکم دیا کہ وہ کتب خانہ قاہرہ کی پڑتال کریں۔ کتابوں کی کتب

فہرست بنائیں اور بوسیدہ جلدوں کی مرمت کرائیں، تو میں بھی کتب خانے

میں بہ این غرض پہنچا کہ دیکھوں نجوم، ہندسہ و فلسفے پر کس قدر کتابیں موجود

ہیں۔ بعد از ملاحظہ ان فنون کی ۶۵ کتابیں نکلیں۔ نیرد و کرسے برآمد ہوئے۔

ایک تانبے کا جسے لطلی موس نے تیار کیا تھا۔ اور جس پر یہ عیادت لکھی ہوئی تھی۔

” یہ کُرہ امیر خالد بن یزید بن معاویہ کا عطا کردہ ہے۔“

ہم نے اس کُرے کی عمر کے متعلق حساب لگایا، تو معلوم ہوا، کہ اس کو تیار ہونے

ایک ہزار دو سو پچاس سال گزر چکے ہیں۔ دوسرا کُرہ چاندی کا تھا جس پر مرقوم تھا

” یہ کُرہ ابو المحسن الصوفی نے عضد الدولہ کے لیے تیار کیا تھا۔“

اس کا وزن تین ہزار درہم ہے۔ اور میں نے تین ہزار دینار میں

خریدا ہے۔“

بنو موسیٰ بن شاکر

۱۵

کتاب جبل بنی موسیٰ کے مصنف جن کا کچھ ذکر موسیٰ بن شاکر کے ضمن میں

آچکا ہے۔ یہاں ابنا کی فہرست میں ان کی شمولیت مناسب معلوم ہوتی تھی۔

اس لیے کچھ اور حالات درج کیے جاتے ہیں۔

یہ کل تین بھائی تھے، محمد، احمد و حسن بنو موسیٰ کے نام سے مشہور تھے۔

کی نماز باقاعدگی کے ساتھ مسجد میں ادا کرتا ہے۔ اسے شہید کا فائدہ دے کر چھوڑ دیا گیا۔ اس کے بعد اس نے توبہ کر لی اور پھر وفات ہو گئی۔

موسلی کی وفات کے بعد خلیفہ نے ان تینوں بچوں پر اسحاق بن ابراہیم المصعبی کو تالیق مقرر کر کے انھیں بیت الحکمتہ میں بھجی بن ابی منصور کے زیر نگرانی داخل

کر دیا۔ اور ان کا اس قدر خیال رکھا کرتا تھا کہ جب روم سے اسحاق کی طرف خط لکھتا ۵ تو اسحاق کو تاکید کرتا کہ ان بچوں کا خاص خیال رکھے اور ان کے حالات سے

وقتاً فوقتاً اطلاع دیتا رہے۔ اسحاق عموماً کہا کرتا تھا کہ امون نے مجھے ان بچوں کی دایہ بنا رکھا ہے۔ ان بھائیوں کی حالت قدرے خراب تھی۔ اس لیے

کہ وظیفہ تھوڑا ملتا تھا۔ لیکن یہ ایں مہر یہ سب کے سب محتسب تھے۔ سب سے بڑا ۱۰ ابو جعفر محمد علم ہندسہ، نجوم، اقلیدس اور الجیسطی کا ماہر بن گیا۔ اس نے منطق

اعداد ہندسہ اور نجوم کی بے شمار کتابیں جمع کیں۔ ملازمت سے پہلے بھی کتابیں جمع کرنے کا اسے جنون تھا۔ رفقہ رفقہ عظمائے سلطنت میں شمار ہونے لگا۔ جب

اہل خراسان کی سلطنت کو ترکوں نے تباہ کر دیا اور عراق پایہ تخت بن گیا تو ابو جعفر ۱۵ کا منصب اور بڑھ گیا اور اس کی فارغ المحالی کی یہ کیفیت تھی کہ ہر سال شاہی دربار

ایران اور دمشق سے اسے تقریباً چار لاکھ دینار موصول ہوتے تھے۔ اس کے چھوٹے ۱۵

بھائی احمد کی آمدنی ستر ہزار دینار سالانہ تھی۔ احمد، محمد سے علم میں کم دیکھنے سے حیل میں بڑھا ہوا تھا اور اس فن میں اس کی مثال متقدمین میں بھی نہیں مل سکتی۔

سب سے چھوٹا الحسن بے حد ذہین تھا۔ اس نے استاد سے اقلیدس کے عرف چھ ۲۰

مقالے پڑھے اور باقی خود مطالعہ کر کے نئے نئے نظریے قائم کیے جانے بہت اچھا تھا اور تخیل نہایت تیز۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے بعض ایسے مسائل کا استخراج ۲۰

کیا، جن تک متقدمین کا دماغ نہیں پہنچ سکا تھا۔ مثلاً زاویے کو تین مساوی اقسام

میں تقسیم کرنا اسی کی اختراع ہے۔ اسی طرح خطوط میں بھی چند چند نہیں پیدا کیں یہ ہر وقت انہی مسائل میں اُبھارتا تھا۔ اور اگر کسی محفل میں شریک ہوتا تو کسی شریک محفل کی بات اس کے کانوں تک نہ پہنچ سکتی تھی۔ اس لیے کہ یہ اپنے اندکار میں دوبارہ ہوتا تھا۔ الحسن خود بیان کرتا ہے کہ ایک دن میں اتنی دیر تک کسی مسئلے کو سوچتا رہا کہ جب ہوش آیا تو آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا اور میں یوں محسوس کرنے لگا کہ گویا بے ہوش ہو گیا ہوں یا نیند میں ہوں۔

ایک دن ماموں کے دربار میں الحسن اور المروروزی اکٹھے ہو گئے۔ موخر الذکر یوں تو اقلیدس و ایلکسیطری کا ماہر تھا۔ لیکن استنباط مسائل کی قابلیت نہیں رکھتا تھا الحسن نے کہا "تم مجھ سے کوئی علمی سوال پوچھو، اور میں تم سے" چوں کہ المروروزی بحث و مناظرے سے ہمیشہ گھبراتا تھا۔ اس لیے ماموں سے کہنے لگا "جہاں پتاہ! میں الحسن سے کیا بحث کروں، جس نے اقلیدس کے صرف چھ مقالے پڑھے ہیں۔" ماموں ایسے شخص کو ہندس ہی نہیں سمجھتا تھا، جس نے اقلیدس باقاعدہ کسی استاد سے نہ پڑھی ہوتی (ماموں نے حیرت زدہ ہو کر الحسن سے حقیقت دریافت کی تو کہنے لگا "بندہ پرور! اگر میں جھوٹ بولتا چاہوں تو اس الزام سے انکار کر سکتا ہوں۔ اقلیدس کے متعلق مجھ سے کوئی سوال پوچھا جائے۔" میں اس کا جواب دے سکتا ہوں، لیکن میں جھوٹ بولنا پسند نہیں کرتا۔ حقیقت یہ ہے کہ میں نے چھ مقالے استاد سے پڑھے تھے اور باقی تمام کتاب اپنی محنت سے حل کر لی ہے۔ اب میری حالت یہ ہے کہ اقلیدس کے علاوہ علم ہندسہ کا کوئی مسئلہ ہو اسے فوراً سمجھ لیتا ہوں۔ اور دوسری طرف المروروزی صاحب کی کیفیت یہ ہے کہ تمام اقلیدس اساتذہ سے سیکھا سیکھا پڑھی ہے لیکن علم ہندسہ کے کسی معمولی سے مسئلے کو بھی نہیں سمجھ سکتے۔" ماموں کہنے لگا کہ یہ سب کچھ درست ہے میں تمہاری قابلیت

سے انکار نہیں کرتا لیکن تمہیں معاف بھی نہیں کر سکتا۔ اقلیدس علم ہندسہ کی ایجاد ہے۔ جس طرح ایجاد کے بغیر تقریر و تحریر کا وجود نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اقلیدس پڑھے بغیر علم ہندسہ کا حصول مشکل ہے۔ اور تم نے اقلیدس کو محض کتابوں کی وجہ سے نہیں پڑھا۔

ابن رضوان المصری

پورا نام علی بن رضوان بن علی بن جعفر الطیب۔ المستنصر کے عہد میں مصر کا مشہور عالم تھا۔ پانچویں صدی کے وسط میں گزرا۔ آغاز میں عام نوٹشیوں کی طرح سڑک پر بیٹھ کر روزی کما یا کرتا تھا۔ بعد میں کچھ منطق و طب پڑھ لی۔ مغلق زبان استعمال کیا کرتا تھا، اور تحقیق و تنقید سے عاری تھا۔ یہاں ہمہ اس کے ہاں ظلیہ حصول علم کے لیے آیا کرتے تھے اور اس کی شہرت وہ دیر تک پھیلی ہوئی تھی۔ چند کتابیں بھی لکھیں۔ جن کے مضامین اوسرا و ہر سے ماخوذ تھے اور ان میں کوئی چیز طبع نادر نہ تھی۔

ابن بطلان کے حالات میں ہم ذکر کر چکے ہیں کہ ابن رضوان کے ساتھ اس کے علمی مباحثے اکثر ہوا کرتے تھے جن میں سے بعض کا ذکر ہم وہیں کر چکے ہیں۔ ابن رضوان نے ایک کتاب فی احکام النجوم لکھی جن میں بطلان موس کے بعض اقوال کی تشریح کی۔ ایک اور کتاب جالی نوس کی طبی تصانیف کی ترتیب و طریق مطالعہ پر سپرد قلم کی۔ اس میں بہت کچھ اسکندری مصنفین کے اقوال سے مدلی ہے۔

ابن المستنصر بالله (۵۲۶ھ - ۵۸۶ھ) خاندان علویہ مصر کا آٹھواں فرماں روا تھا۔

ابن رعنوان کے شاگرد و طبیب، منطق و نجوم پر استاد کے بعض ایسے اقوال نقل کرتے تھے جنہیں سن کر یہ تماشہ بہنسی آئے۔ ابن رعنوان مصر میں برسوں تعلیم و تدریس میں مصروف رہا، اور ۲۶۰ھ میں وفات پائی۔

ابن رعنوان کا خط علمائے حکما کی طرح نہایت عمدہ تھا۔ حروف کی نشست نظر فریب اور خط کھلا کھلا۔ اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک مقالہ میری نگاہ سے گزرا ہے، جو الحسن بن الحسن بن الہیثم نے "نورِ قمر" پر لکھا تھا۔ یہ مقالہ اس قدر عمدہ خط میں لکھا ہوا ہے اور صحت معنایں و عبارات کا وہ اہتمام کیا گیا ہے کہ ابن رعنوان کے کمال کا نقشہ آنکھوں کے سامنے کھینچ جاتا ہے۔ اس مقالے کے آخر میں یہ عبارت درج ہے :-

"یہ مقالہ علی بن رعنوان بن علی بن جعفر الطیب نے اپنے قلم سے لکھا۔ اور اس کی کتابت سے جمعے کے دن نصف شعبان ۲۲۲ھ میں فارغ ہوا۔"

والآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

۱۔ الحسن بن الحسن بن الہیثم ابو علی المہندس البصری تریل مصر کے حالات حروف الحما میں گزر چکے ہیں۔

اشاریہ

(۱)

اس اشاریہ کا بیشتر حصہ میرے ایک عزیز نسیم اقبال بی بی نے، ادیب فاضل نے تیار کیا ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ اگر عزیز مذکور کی ہمت اور محنت شامل حال نہ ہوتی تو شاید یہ کٹھن منزل میں تہاٹے نہ کر سکتا۔ اس عرق ریزی اور جگر کاوی کے لیے میں عزیز کا شکریہ ادا کرتا ہوں +
نوٹ (۱)، اس اشاریہ میں ویباچہ اور حواشی کے اسماء شامل نہیں۔
(۲) انگریزی ہند سے سوانح حیات کی علامت ہیں۔

اشخاص

		(الف)
ایراہیم بن سنان بن	۹۳	آدم ۲۰، ۲۵۲
ثابت بن قزو البواسلی		
ایراہیم بن صالح	۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳	ایراہیم علیہ السلام ۳۹۸، ۳۹۹
ایراہیم بن الصباح	۹۴	ایراہیم (تلمیذ جبریل) ۲۲۹، ۲۳۹
ایراہیم بن العسل	۱۹۶، ۱۹۵، ۹۲، ۷۱	ایراہیم بن بابا الدیلی ۵۴۸
ایراہیم بن عبداللہ		ایراہیم بن کوش العسلی ۶۰، ۷۳، ۱۹۳
الناقذ النصرانی	۸۷، ۷۰، ۶۹	ایراہیم بن حبیب
ایراہیم بن عثمان بن		الفزائی ۹۱
نہیک	۲۱۱، ۲۰۳	ایراہیم بن زہرون الواسحان ۱۱۹

۸۱	المیقون	ابراہیم بن عدی تب ۲۷۲
	ابن الادی محمد	ابراہیم بن فزارق ۱۱۴
381	بن الحسین	ابراہیم قویری الواسطی ۱۱۹
563	ابن ابی خیمہ	ابراہیم بن المہدی ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵
۱۵۷	ابن ابی داؤد	ابو اسحاق ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۱۲، ۲۱۳
563	ابن ابی رافع	۲۱۰، ۲۹۸، ۵۰۰، ۵۰۱
561	ابن ابی رمثہ	۵۰۴، ۵۵۹، ۵۶۰
556	ابن ابی طاہر	ابراہیم بن نصر الطیب ۲۱۱
۵۰۵	ابن اقلح اندلسی	ابراہیم بن بلال الواسطی ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۸، ۱۴۱
۲۲۳	ابن الباذیا	۱۴۲، ۱۴۵، ۲۶۹، ۲۵۴
۹۰	ابن البطرقي	۲۵۶
۳۰۳، 396	ابن بطال مختارین	ابراہیم بن محیی النقاش 92
۲۲۳، ۲۳۶، ۲۲۹، ۲۰۸	الحسن بن عبدون	المعروف ببلال الزقيل
۵۷۱		ابرخس ۲۳، ۶۲، ۱۵۸، ۱۴۷
۱۷۳، ۱۷۲	ابن یقینہ الوزير	۱۵۰، ۱۸۸
	ابن یکش (ویکیہ ابراہیم بن کوش العشاری)	ابرخس الشاعر ۱۵۸، ۱۰۹
۳۳۱	ابن بنت المتی المكفوف	ابرخس ۲۸۱
۶۸، ۶۷	ابن بمرین	ابرقلیدیس ۱۵۲
۲۶۲، ۲۳۲، ۱۸۵، ۲۷، ۲۵	ابن جلیل سلیمان بن	البسقلانوس ۱۰۲، ۱۱۲، ۲۸۱
۲۷۷، ۲۲۱، ۳۶۹، 273	حسان اندلسی	ابن الرومی ۱۱۱
383، ۲۲۵	ابن الجهم	البونوس التجار ۹۶، ۹۹، ۱۰۲، ۱۸۹

۳۸۸	ابن عمرو المغازلی	۱۷۱	ابن الجوزی
۵۲۶، ۱۰۱	ابن العمید	۹۲	ابن الحما والاندلسی
۲۳۳	ابن عیینہ	۲۹۱	ابن حمدون التمیم
(دیکھیے مسعود بن ابی محمد عرف ابن حوران نیز ابن الغضائری)	ابن الغضائری	۵۶۷	ابن خلف الدراق
		(دیکھیے حسن بن سوار)	ابن النجار
۱۷۱	ابن القادسی	۲۱۳	ابن داؤد بن مرزوقین
566	ابن قلیذی	565	ابن دلمیم
۱۰۲	ابن کاتب حلیم	۲۷۹	ابن رائق
	ابن کریم، الحسین	۲۹۵، ۲۹۶، ۳۰۳، ۳۰۴	ابن رضوان علی بن
۲۱۹، ۳۸۸، ۲۴۳، ۱۷۷، ۱۷۱	ابن اسحاق بن ابراہیم	571، ۳۰۵	رضوان بن علی مصری
	ابن زید الکاتب ابو احمد	۲۲۷	ابن الزاغونی
565	ابن اللجلاج	۵۳۰، 529، ۷۲	ابن السمعانی المنطقی
۳۶۳	ابن المسلمۃ الوزیری	۵۶۷، 566	ابن السنیدی
564	ابن مقشّر	563	ابن سیمویہ یہودی
306، ۶۸، ۶۷	ابن المقفع، عبداللہ	۳۹۱، ۳۹۰، ۳۲۰، ۸۶، ۸۵	ابن سینا، ابو علی بن سینا
۲۵۱، ۱۷۲	ابن المنجم، ابو العباس	۵۳۹، 531، ۲۳۲، ۳۹۲	
564	ابن مندویہ الاعنقانی	۵۲۸، ۵۲۶، ۵۲۲، ۵۲۱	
۳۸۵	ابن المہذب	۳۶۹	ابن شیران
۷۰	ابن ناعمہ	۱۳۷	ابن طرادہ
۵۳۱	ابن النجادی	566	ابن العجمیم
(دیکھیے محمد بن اسحاق التمیم)	ابن ندیم	۵۳۰، ۲۳۲، 431، ۳۹۱	ابن العطار، مسیحی بن ابی البقایا ابراہیم ابوالایر

۵۲۲	۵۲۳	الصائم	ابن نصر الكاتب	۵۵۲
۲۵۶		ابو بکر بن بلخ، ابن باجر	ابن المدائنی	۱۷۱
۲۳۳		ابو بکر بن الصیر	ابن ہود	۲۱۵
۳۸۲		ابو بکر	ابن وصیف الکمال	۵۰۸، ۵۶۲
		ابو تمیم القیروانی	ابن وضاح المحدثی	۳۹
		ابو جعفر بن احمد بن	ابن الیمان	۳۷۳
۵۰۹		عبداللہ ولد حبش	ابن یوسف الواسطی	۲۱۵
۵۰۹	۷۲	ابو جعفر الخازن	الطیب	
		ابو الجیش النحوی	ابو احمد المہر جانی الصوفی	۱۳۰
۵۱۹		ابو حرب الطیب	ابو اسحاق (برادر تامون)	۲۱۰
		ابو حسان	ابو اسحاق بن شہرام	۶۲
		ابو الحسن بن ابی القریظ	ابو اسحاق بن الصباح	۲۷۹
۵۵۲	۵۱۵	۱۷۲	ابو اسحاق بن الصباح	۵۲۵
		ابو الحسن بن سنان	ابو البشر الطبری	۷۲
۲۹۷	۲۹۶	ابو الحسن البیضا	ابو البشر متی بن یونس	۶۷، ۶۸، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳
		ابو الحسن بن التلمیذ		
۲۲۷		ابن الدولہ		
		ابو الحسن الجرجانی		
۵۱۹		ابو الحسن الجرجانی		
۱۷۵	۱۷۴	۱۷۳		
		ابو الحسن الدیمی		
۲۹۶		ابو الحسن بن الراغوثی		
		ابو الحسن بن دتخا		
۵۱۸		ابو الحسن بن سنان الطیب		
۵۱۰				

ابوالخیر الجرجانی 524	ابوالحسن صدیقی ۱۷۳
ابوالخیر بن محمد ۲۳۷	ابوالحسن عروضی ۵۳۶
ابوالخیر بن شترانہ الحکیم ۲۰۸	ابوالحسن القشیری اندلسی ۱۰۲
ابوالخیر المسیحی العطار (دیکھیے ابن العطار)	ابوالحسن المتکلم ۲۷۲
ابوداؤد الیہودی 524	ابوالحسن المغربي ۲۵۷
ابوالرضی ۲۱۳	ابوالحسن الدقاق ۳۷۰
ابوروح الصائبی ۷۱	ابوالحسین الرئیس ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸
ابوریحان البیرونی (دیکھیے بیرونی)	ابوالحسین الخوزی ۲۵۶
ابوزکر یا الضمیری ۳۱۲	ابوالحسین الشہلی ۵۳۷
ابوزید بلخی ۷۲	ابوالحسین الصوفی ۵۶۷
ابوسعید بن دحدوک ۵۲۲	ابوالحسین بن کشرک ایاہ
ابوسعید عماد بن الوفاء	المعروف بتمیذستان 519، ۲۱۹
525 ابوزجانی	ابوالحسین بن نفاخ الجرجانی 519
ابوسعید الارجانی 525	ابوالحکم الطیب ۵۵۳، 520، ۲۵۹
ابوسعید السیرفی النخوی ۲۱۹	ابوالحکم عبداللہ بن المنظف
ابوسعید البیہامی 525	بن عبداللہ المغربي 521، ۵۲۲
ابوسفیان ۲۳۳	ابوعنیفہ ۲۷۵
ابوسلمہ ۳۰۳	ابوحیان توحیدی ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۸
ابوسلمیٰ المنطقی ۹۱، ۹۷، ۱۳۱، ۱۳۷، ۳۱۲	۳۸۲
السجستانی 381، ۳۸۲، ۳۸۳	ابوالخیر بن ابی القویح
ابوسندی نوس 107	بن ابی الخیر 524

ابو عثمان بن يعقوب [۴۹، ۴۰، ۴۱، ۴۳، ۱۰۰]	ابو سهل اللدجاني 526
الدمشقي [۳۲۹، 527]	ابو سهل المسجي 526
ابو العرب بن معيشه ۴۱۵	ابو سهل بن نويخت [۱۴۹، 526، ۵۲۴، ۵۴۵]
ابو عصمه الصمعي ۲۱۲، ۲۱۳	ابو سهل الكوفي (ويكيه ويكن بن رستم)
ابو العلا الطيب 529	ابو الصقر القيصي ۱۰۰
ابو العلا بن اسحاق ۲۲۳	ابو الصلت امير بن [126، ۲۲۸، ۲۴۸، ۲۹۵]
ابو العلا بن كاتب اردكا ۵۰۵	عبد العزيز بن ابى الصلت [۲۹۶، ۳۲۴]
ابو علي بن ابى الخير المسجي [530، ۵۳۱]	المغربي
ابو علي بن اسحاق [530، ۵۳۱]	ابو طاهر الطيب العلوي ۲۹۶
ابو علي بن ابى قرة 527	ابو العباس بن المتعم (ويكيه ابن المتعم)
ابو علي بن الحواري ۲۹۶	ابو عبد الله بن الحجاج الشامي ۱۴۲
ابو علي بن زرعه ۴۵	ابو عبد الله التامغاني ۲۴۵
ابو علي بن السرح المنطقي (ويكيه ابن السرح)	ابو عبد الله القضاي [546]
ابو علي بن سملي 530	القاضي
ابو علي بن سينا (ويكيه ابن سينا)	ابو عبد الله بن القلانسي 528
ابو علي الغداسي النسوي ۳۱۲	ابو عبد الله بن المرزقي ۵۱۶
ابو علي بن منقله ۳۳۶	ابو عبد الله المردوسي ۵۱۲
ابو علي بن مكتبا التطرفي [۱۴۳]	ابو عبد الله المرزباني ۳۲۴
الكاتب	ابو عبد الله التاتلي ۵۳۳، ۵۳۲
ابو علي المهندي المصري 528	ابو عبيد الجوزجاني ۵۳۸، ۵۳۹
ابو علي بن الوليد [۲۴۵]	ابو عثمان ۲۲۳
بفتح المعتزلي	

ابوالقاسم بن عیاد ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰	ابو عمر ۲۳۲
ابوالقاسم القصری ۵۵۲، ۵۵۳	ابوالعینس الضمیری ۲۲۵، ۵۲۷
ابوالقاسم الکرمانی ۵۲۸	ابوعیسیٰ ۲۰۹، ۲۱۰
ابوالقاسم الوزار [۲۹۶، ۲۹۷]	ابوعیسیٰ بن المتعمم ۳۶۸
ابن الوزار [۲۹۶، ۲۹۷]	ابو غالب العطار ۵۲۳
ابو قریش عیسیٰ الصیدی ۱۵۴، ۱۵۶، ۵۵۴، ۵۵۵	ابوالعطر بن البطریق ۳۵۸
۵۵۴، ۵۵۸، ۵۵۷، ۵۵۹	ابوالفتح التوشجانی ۳۱۲
ابو ہامر ۳۲۰	ابوالفتح نجم الدین ابن [۵۵۳]
ابو محمد الاوحد ۵۲۹	السری المعروف [۵۵۳]
ابو محمد الشیرازی ۵۳۹	ابن السلاخ [۵۵۳]
ابو محمد بن عبدالباقی [۱۰۲]	ابوالفرج بن ابی الحسن [۵۱۰، ۵۸۲]
البعثادی الفرسی [۱۰۲]	بن سنان [۵۱۰، ۵۸۲]
المعروف قاضی ہمارستان [۱۰۲]	ابوالفرج عبداللہ [۳۱۱، ۴۰۸]
ابو محمد العروسی ۳۱۲	بن الطیب [۳۱۱، ۴۰۸]
ابو محمد المہلبی الوزیر ۱۷۲	ابوالفضل الخازمی ۵۵۱، ۵۵۲
ابو نخلد بن یحییٰ شوع ۵۶۰	ابوالفضل بن سنان ۵۱۱، ۵۱۲
ابو المعالی ۴۱۳	ابوالفضل بن یامین [۵۵۱، ۵۵۰]
ابو معشر الباقی [۲۶، ۲۰، ۱۰۷، ۲۲۳]	المعروف بہ الشرطی [۵۵۱، ۵۵۰]
جعفر بن محمد بن عمر [۲۲۶، ۲۳۵، ۲۴۹، ۳۰۷]	ابوالقاسم الانطاکی ۱۰۱
۳۳۲، ۳۶۰، ۳۱۸، ۳۲۸	ابوالقاسم بلخی ۳۷۲
۲۸۷، ۲۶۷، ۲۶۵	ابوالقاسم الرقی ۵۵۲

'۳۴، ۳۰، ۲۱، ۲۲، ۲۲'	ارسطو	'۱۲۸، ۱۲۹، ۳۰، ۱۳۲'	اتوان الصفا
'۵۹، ۵۸، ۵۷، ۵۴، ۵۱'		۳۳۲	
'۶۵، ۶۴، ۶۳، ۶۱، ۶۰'		'۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸'	ادریس علیہ السلام
'۸۱، ۷۶، ۷۲، ۷۱، ۷۰، ۶۶'		'۱۲۳، ۱۲۹، ۱۲۷، ۱۲۶، ۱۲۳'	
'۸۶، ۸۵، ۸۴، ۸۳، ۸۲'		۲۵۲، ۲۲۸	
'۱۲۷، ۱۰۲، ۹۵، ۹۴، ۸۷'		۱۹۱، ۱۲۹	اذریاتوس
'۱۸۷، ۱۸۵، ۱۶۶، ۱۶۵، ۱۴۹'		۹۵	اراسیس
'۲۸۲، ۲۶۷، ۲۲۶، ۲۲۲'		۵۱	اراقلیدیس
'۳۳۷، ۳۲۱، ۳۱۳، ۳۰۶'		۲۶	اراقلیطوس
'۳۵۳، ۳۵۱، ۳۵۰، ۳۲۹'		۶۵، ۶۴	اریس
'۳۸۲، ۳۷۶، ۳۷۲، ۳۶۵'		۳۶۱	ارجیبر
'۴۶۱، ۴۳۶، ۴۱۶، ۴۰۷'		۵۱	ارخوٹس
'۴۷۹، ۴۷۸، ۴۷۰، ۴۶۳'		۱۳۲، ۹۲	اردشیر
۵۴۳، ۵۲۹، ۴۹۲، ۴۸۹		۱۱۳	ارستجانس
۶۴ ارستومانس		۵۲	ارستوقلیس
ارسطون والذفلاطوک ۴۴		۱۲۵	ارسطن الثانی القیاسی
۱۰۹، ۵۳ ارسطیفس		(دیکھیے ارسطیفس)	ارسطیس
۲۸۳ ارس والیس		۱۱۵	ارسطرخس
'۱۱۳، ۱۱۲، ۱۰۵، ۱۰۴، ۹۹' ارشمیدس		۹۴	ارسطن
۲۵۷، ۲۸۰، ۲۴۱		۱۵۳، ۵۱	ارسطوس
۸۱ ارطامن			

اسرائیل (والد نکر الطیفور) ۲۴۰	ارطخ شاست
اسطانت ۱۲۵، ۴۵، ۴۳	۲۳ [(بشتاسف)
اسطیاؤس ۵۱	۲۸۸ ارفاؤس
اسقل بیاضس (دیکھیے اسقل بیوس اول)	۲۸۸ ارقلیس
اسقل بیوس الاول ۲۲، ۲۳، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲	۴۸ ارقلیس الشاعر
۳۳، ۳۴، ۳۳، ۳۴، ۳۳، ۳۱، ۱۲۱	۳۶۱ ارکتد
۱۲۳، ۱۵۴، ۱۸۴، ۱۸۹، ۲۳۴	۱۸۹، ۹۵ ار می نس
۲۵۳	۹۰ [ار می باسیوس اسکندانی
اسقل بیوس الثانی ۳۲، ۳۵، ۱۴۰، ۱۴۳، ۱۴۴	عماحبا الکنافیش
الاسکندر الاقرودی ۹۶، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲	۹۱ ار می باسیوس القواہلی
۱۰۳، ۱۰۴، ۱۸۹، ۱۸۸، ۱۸۷، ۱۸۶	۵۱ اسبوسوس
۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱	۲۶۷ اسحاق ابو یحییٰ
الاسکندر بن قلیس ۴۱، ۵۲، ۵۹، ۶۳، ۶۴	۵۶۹ اسحاق بن ابراہیم المصعفی
۸۲، ۸۴، ۸۶، ۱۱۲، ۱۳۰، ۱۳۴	۲۵۱ اسحاق بن الحسین
۱۲۸، ۱۸۵، ۱۹۰، ۲۵۳	اسحاق بن حسین بن ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰
الاسکندر بن الطیب ۸۹	۱۱۱، ۱۰۰، ۷۵، ۷۴، ۷۳
اسلاؤس ۲۸۸	۱۲۵، ۱۳۳، ۱۵۲، ۱۶۷
اسماعیل بن بلبل ۱۷۹	۱۸۰، ۱۸۹، ۱۹۲، ۱۹۷
اسماعیل الزاہد ۵۳۲	۲۲۶، ۲۲۴
اسماعیل بن محمد بن ۲۳۲	۲۵۱ اسحاق والد حسین
سعد بن ابی وقاص	۲۴۰ اسرائیل بن نکر الطیفور

۴۵، ۴۴	انطی بطرس	۶۷	الین روی
۴۶۴، ۱۱۱، ۱۱۵	انقیلاوس اسکندر کی	۱۵۳	الیانوس رومانی
۹۵	انکساغورس	۳۴۴	ام سراج
۴۸	انناقرس	۲۸۸	امارس
۴۵۲، ۳۲۵، ۱۶۱، ۲۰	انوش	۶۶	امارقیس
۵۱	اناولن	۵۱	امقلاس
۴۲	اوٹوڈیمس	۶۸، ۶۷	امیخس
۴۲	اوٹوفرک	۱۵۷	امیخون
۴۱	اوٹس	۲۸، ۲۷، ۲۲	امون
۹۴، ۷۷	اوڈی مس	۷۰، ۶۹، ۶۷	امونیوس
۱۱۴	اوری باسیوس	۴۹۰، ۲۱۴، ۲۰۹، ۱۵۵	امین حلیفہ
۱۹	اورین دوم	۱۰۶	انابو ماجن
۱۹	اورین سوم	۳۴۹	انابو مصری
۱۵۲، ۱۱۲	اوطوقیوس	۱۱۵	انبون البطریق
۱۱۳	اوطولوتس	۴۲۰، ۱۱۲	اندروماخس
۱۴۸	اوغسطس	۸۱	اندرونیس
۶۶	اولم بیوس	۱۴۷	انڈیا سیوس
۹۵	اولی طراؤس	۲۸	الانطاکی فیلسوف
۴۵	اوموطی	۱۴۷	انطیبوس
۴۸، ۲۵۱، ۱۰۹، ۱۰۸، ۱۵۵	اومیرس شاعر	۱۴۹	انطونیس
۴۲۱، ۱۲۶	اہرن القس	۱۹۱، ۱۴۷	انطونیوس

بختی شوع بن یحییٰ ۱۶۱	۹۵	یام لی خس
بدر (غلام معتقد) ۱۲۲	۳۵۲	ایدغر
براق حکیم ۱۱۱	۱۱۳، ۱۰۰	ایرن
براکہ ۲۱۲	۲۲	ایراؤس
برانیوس ۱۴۰	۲۶	ایحل
برقٹوس اسکندری ۱۵۳	۲۲۲، ۲۲۱	ایوب بن حکم لصری
برقلس دیدوش ۵۱، ۱۳۸، ۱۳۹، ۳۷۲	۲۶۰	ایوب (طیب بن عبد اللہ)
برمانیزس ۱۲۳، ۳۵، ۳۲	(ب)	
بمذجمہر ۳۵۲	۲۷۱	بابک
بسیل ۷۱	۱۵۴	بازروغوغیا
بسی لوخس ۲۲	۱۵۴	بازی نوس
بشر یودی ۲۷۱	۳۷۹، ۲۲۲، ۱۵۲، ۱۲۹	بتانی
بصری المعظم الحنفی ۲۶۹	۲۰۰	بختری
بطالسد (بطالمہ) ۵۵، ۱۲۰، ۱۲۷، ۱۲۸	۲۷۹، ۲۷۷، ۲۷۵	بحکم
بطلی موس بدلس ۱۵۳، ۳۵۱	۱۳۱	بخاری بن عباس
بطلی موس الغریب ۶۳، ۷۴، ۸۱، ۱۴۰، ۱۴۷	۲۱۸، ۱۲۸، ۱۲۷، ۱۲۲	بخت نصر
بطلی موس القلوی ۹۳، ۱۰۸، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۲۲	۱۶۱	بختی شوع
۱۴۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۵۰	۱۴۰، ۱۵۹، ۱۵۸، ۱۵۷	بختی شوع بن جبریل
۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۶۷	۳۲۵، ۲۱۲، ۲۱۱، ۲۱۰	بن بختی شوع
۱۷۸، ۱۸۱، ۲۳۷، ۲۳۸، ۳۰۲	۱۶۱، ۱۵۷، ۱۵۶، ۱۵۵	بختی شوع بن بوریس
۳۳۳، ۳۳۶، ۳۵۲، ۳۶۷	۲۶۶، ۲۲۹، ۲۱۲	
۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۷، ۳۸۹		
۵۴۶، ۵۷۱		

۲۲۳، ۳۸۵، ۱۶۲	بنوامیہ	بطلی موس لاغوس ۶۴
	بنو حارث الاصغر	بطلو باؤس فیلاذلقوس ۲۵۹
۲۷۷	بن معاویہ	بطلی ماتیوس ۲۹۴
۳۷۹	بنوزیات	بقراطین ایراقلس ۳۰، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵
۳۸۵	بنوعیاس	۱۳۱، ۱۴۵، ۹۶، ۹۵، ۸۹
۳۹۱، ۳۱۵	بنوازه	۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵
	بنوموسی امتمیم یعنی	۱۵۴، ۱۷۹، ۱۸۵، ۱۸۶
۵۶۸، ۵۶۷، ۲۴۱، ۹۷	بنوموسی بن شاکر	۱۸۹، ۲۲۶، ۲۶۵، ۳۶۹
۲۷۸	بنو ہاشم	۳۷۳، ۴۱۸، ۴۲۱، ۴۲۳
۲۱۹	بنیامین	۲۸۹، ۲۹۳، ۲۹۷
۵۲۵، ۵۱۸	بہاؤالدین عقیقہ اللہ	بقراطین تاس لوس ۱۴۵
۲۹۴	ہبلوالی	بقراطین دارقن ۱۴۵
۱۴۴	یحییٰ بن اردشیر	بقراط اول ۱۵۵
۲۲۶، ۱۴۷	یولس	بقراط ثانی ۲۵۴
۲۸	یولیدیس	بقراط ثالث ۱۵۴
۵۱۰، ۳۱۸، ۲۶۳، ۱۱۸، ۱۱۶	یویبی	بقراط رابع ۱۵۴
۵۲۹، ۵۱۸، ۵۱۱	بیرونی	بقراطون ۱۵۴
۱۴۹	بیرونی	بلاذیوس ۱۴۵
(پ)		بلی نوس (بلیس) ۱۰۲، ۲۱۰
۲۰۶	پطرس	بیس رومی ۱۵۴
		بنو اسرائیل ۱۵۲

نمبر	موضوع	نمبر	موضوع
۶۶	ثامن	(۱۷)	
166	ثاوذو سیوس	۲۹۹، ۲۹۸	تاج الدین رشتیق
167	ثاوذون	۵۲۲	تاج الملک
۱۳۵	ثاسلوس	۵۲۹	تاش فراش
۲۲	ثاوط لطس	۲۲	تال خیس
۳۵۳، 165، ۸۳، ۶۶، ۵۴	ثالیس الملطی	۵۳۱	تکین
۴۲، ۷۱، ۷۰، ۶۹، ۶۸، ۶۷	ثامسطیوس	تیمی مقدسی محمد بن	
۲۵۰، 166، ۷۶، ۷۵، ۷۴		احمد بن سعید	
۲۲۰، ۲۱۹، ۲۰۵، ۳۳۶		۲۵۲	توزون
۲۲۶	ثامسطی نوس	163	توفیق بن محمد
۲۳۸، 165، ۶۸، ۶۷، ۶۵، ۶۴	ثاوفرطس	194	توما
167، ۶۷، ۴۴، ۴۳، ۴۱	ثاؤون	۵۱	تیا تالس
194	ثراسابولوس	۳۲۷، 162، ۳۱۰	تیا ذوق
۳۲۵	ثلیتاس	161	تینکلوش باہلی
۲۸۲	ثنویہ	(۱۷)	
۲۷۷	ثور	۱۷۲، 172، 1۷۳، 1۷۴، 1۷۵	ثابت بن ابراہیم
168	ثوسیوس شاعر	۵۱۰، 1۷۶	ثعالحن
169	ثوفیل بن ثوما	119، 141، 169، 1۷۰، 1۷۱	ثابت بن سنان
۶۸	ثیافدوس	1۸۲، 1۸۳، ۳۲۵، ۵۰۸	
168	ثیناس	1۰۰، ۹۸، ۹۷، ۹۴، ۷۱، ۶۸، ۶۱	ثابت بن قرۃ
167	ثیوذوفروس	1۵۲، 153، 1۶۱، 176، 1۷۷، 1۸۰، 1۸۱	
		1۸۲، 1۸۳، 1۸۴، 194، ۲۲۳، ۲۲۴، ۵۱۱	

۲۰۴، ۲۰۳، ۲۰۲، ۲۰۱	(ج)	
۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲	۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳	جابر بن حیان
۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷	۳۴۲، ۵۴۲	جاضط
۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵	۱۱۱، ۲۴۲	جاسیوس
۲۹۴، ۲۹۵	۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵	جالینوس
جبریل درستیادہ ۱۹۹	۳۴، ۴۸، ۸۴، ۸۹، ۱۱۰	
جبریل بن عبد اللہ ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹	۱۱۱، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷	
۲۲۰، ۲۲۱	۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸	
جبریل الکمال ۲۲۲، ۲۲۳	۱۴۹، ۱۸۰، ۱۸۵، ۱۸۶	
خرشون ۲۱۵	۱۸۴، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱	
خیر طبیب ۳۴۱	۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۸	
جعفر قطاع عرف ۲۲۷	۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵	
سدید بغدادی	۲۰۴، ۲۰۵، ۲۲۲، ۲۲۳	
جعفر بن المکتفی باللہ ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸	۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴	
۵۴۳	۲۴۵، ۳۱۳، ۳۵۵، ۳۴۹	
جعفر بن محمد بن عمر (دیکھیے ابو المعشر البغلی)	۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴	
جعفر بن یحییٰ بن خالد ۲۰۰، ۲۱۲، ۳۰۱، ۳۰۲	۲۰۴، ۲۱۰، ۲۱۵، ۲۱۸	
یرکب ۳۳۲	۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴	
۲۲۲ جنان	۲۹۴، ۵۰۲، ۵۱۳، ۵۴۱	
۱۹۹ جندار	(دیکھیے ابو شامہ جیبانی)	جیبانی
جورین فیلسوف الطائیفہ ۲۲۸	۱۵۵، ۱۹۸، ۲۰۰، ۲۰۲	جبریل بن یحییٰ شوع

۳۴۷، ۱۹۷، ۱۹۲	حجاج بن یوسف	۲۳۰، ۲۲۹، ۲۰۰، ۱۵۶	جورحسین بن یحییٰ شوع
۱۰۰	[حجاج بن یوسف بن مسطر الکوفی]	۳۳۹، ۲۸۰، ۲۳۱	[جورحسین بن مریم بنت یحییٰ شوع]
۱۳۸، ۱۳۷	حریری (غلام ابن طراش)	۲۸۱	
242	[حسن بن امیر ابو علی بن نظام الملک]	۳۳۶، ۷۲	جورحسین البیروندی
		۱۰۰	جوہری
235	[حسن بن احمد بن یعقوب ابو محمد ہمدانی]	(ح)	حادث منجم
۳۱۷، ۲۴۰، ۲۳۹، ۱۰۲	[حسن بن حسن بن الہدیثم ابو علی]	۲۳۱	حادث بن اسد المجاہدی
238	حسن بن الخصب	۲۷۷	حادث اکبر
۲۳۳	حسن بن رافع الکاتب	۱۰۱	حادث خراسانی ابو حفص
۲۸۰، ۲۳۵، ۲۰۹	حسن بن سہل بن یحییٰ	232، 233، 234، 235	[حادث بن کلدرہ بن عمرو بن طلحہ الثقفی]
237	[حسن بن سوار بن ہلم ابو الخیر ابن الخمار]	۳۱۹، ۲۵۹، ۲۴۰، ۲۳۹	حاکم صاحب مصر
94	حسن بن عیاض	۵۶۵، ۵۶۴	
237	[حسن بن عبید اللہ بن سلیمان بن وہب]	۱۴۱، ۳۳، ۲۱	حام
193	[حسن بن عبید اللہ بن طغج]	۳۸۶، ۳۶۲، ۲۴۵، 244	عیش الحاسب المرزوی
242	[حسن بن محمد بن ابی نعیم ابو علی]	۱۹۲، ۱۹۳، ۱۷۷، ۱۴۶، ۶۱	جیش بن حسن الاعم
		۲۵۰، ۱۹۷، ۱۹۶، ۱۹۵	
		255	
		۱۵۱، ۷۶	حجاج بن مسطر

۵۲۲، ۵۲۰	حی بن یقظان	۲۳۷	حسن بن مصباح منجم
خ		۵۴۹، ۵۴۷، ۴۱۰، ۴۰۹، ۴۲	حسن بن موسیٰ
۲۲۷	خاتون	۵۷۰	
۲۶۲	خاقانی منجم	۲۲۲	حسن بن ابی البتواتس
۵۰۱، ۵۰۰	خالد بن صفوان	۲۵۶	حسن بن صفوان
۳۳۳، ۳۰۵	خالد بن عبدالملک	۲۸۶	حسن بن صفوان
۵۴۷	خالد بن یزید		حسین بن اسحاق بن ابراهیم (دیکھیے ابن کثیر)
۲۳۹	خجندی	۲۲۳، ۲۲۲	حسین خادم
۲۲، ۲۲	خرمیدس	۲۹۳	حسین بن عبداللہ
۲۲۰، ۲۱۹	خسروشاہ دیلمی	۱۶۰	حسین بن مخلد
۲۸۵	خسراطیس	۲۵۹	حقیر التاج
۲۲۵	خلیل بن احمد	۲۶۲، ۲۶۱، ۲۶۰، ۲۵۹	حکم
۲۵۲	خنوخ	۲۶۱	حکیمی
۳۶۲، ۲۲۲، ۱۹۲، ۱۲۶، ۱۲۵	خوارزمی محمد بن موسیٰ	۳۲۶	حماد
۳۸۸، ۳۸۵، ۳۸۲، ۳۶۷		۱۶۰	حمدون
۲۲۳		۲۴۴	حموس
۵۵۵، ۱۵۶	خیزران	۶۸، ۶۷، ۶۱، ۵۲، ۴۱، ۳۶	حسین بن اسحاق
د		۱۱۲، ۱۱۱، ۷۵، ۷۴، ۷۳، ۷۲، ۷۱	
۱۲۱	دارا	۱۹۵، ۱۹۴، ۱۹۳، ۱۵۳، ۱۵۲، ۱۲۶، ۱۲۵	
۱۲۵	دارقن	۲۲۹، ۲۲۷، ۲۲۶، ۲۴۵، ۱۹۷، ۱۹۶	
۲۷۲	دارمی	۲۵۵، ۲۵۴، ۲۵۳، ۲۵۲، ۲۵۱، ۲۵۰	
		۳۵۵، ۳۳۹، ۳۳۸، ۳۲۲، ۳۰۲، ۲۹۳	
		۲۸۹، ۳۷۱	

ذیستور فی س کحال 266	۵۰۳	دانیال
ذیوجانس 264، ۵۳	۲۲۶	داؤد بن حنین
ذیوطالین ۶۲	۵۵۶، ۲۹۵، ۲۹۲، ۲۲۶	داؤد بن سراقیون
ذیوقنطس ۳۳۸، 266	۳۵۱	داؤد الطیبی النجیب
ذیوان ۵۱، ۵۰، ۲۹، ۲۷	۳۲۲	داؤد بن علی بن خلف اعصفانی
ذیونوسیوس ۵۰، ۲۹، ۲۷، ۲۶	263	داؤد منجم
رہ	۳۸	داؤد علیہ السلام
راب ۲۶۹	۲۶۲، ۱۳۹	دقلطیانوس
رازی 368، ۳۵۳، ۳۱۹، ۶۸، ۶۷	(دیکھیے ابو عثمان بن یعقوب)	دمشقی
۳۷۰، ۳۶۹	۲۹۲	دہشک
الراضی ۲۱۹، ۳۷۶، ۲۷۵، ۱۶۹	262	دیاقرطیس
رافندی ۳۷۷	۵۱	دی مطرلوس
ربیع الطبری 269	263، ۲۶۲	دی مقرطیس
ربیع ۵۵۶، ۳۲۰، ۲۳۰، ۲۲۹	ذ	
رعمویہ ۲۸۶	266	ذروتیوس
سزق اللہ 268	۲۲	ذروتیزس
رسالہ ۲۹۹	267	ذوالنون بن ابراہیم
رشید خلیفہ ۱۹۸، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۳، ۲۰۲	263	ذومقرطیس
۲۰۵، ۲۰۸، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۲۷	ذیاستور نیروس العین	
۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴	۳۱۳، 265، ۱۲۵	ذیلبی
۳۲۱، ۳۲۷، ۳۲۷، ۳۷۶، ۲۹۰، ۲۹۳		
۵۵۹، ۵۵۸، ۵۵۷		

۱۴۵	سادری	۳۱۰، ۳۰۹	رضا (نام)
۵۰	ستائیا (شایا)	۱۱۸، ۱۱۹	الرحمنی ابوالحسن الموسوی
۵۳۰	ست شرف	۲۲۹	رعنوان بن قشش
۲۹۸	ست نسیم	۲۶۸	روشم مصری
۵۵۴	سرافیون	۲۶۷	روفس
۲۵۲	سربیس	۲۱۹	روقیل
۲۳۳، ۲۳۲، ۲۳۵	سعد	۲	زردشت
۱۶۳	سعد طیب	۲۲	زکریا الطیفوری
۱۵۵	سقاخ ابوالعباس	۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۸۰	۵۰۳
۲۲۲	سفیان ثوری	۲۵۹	زمیرہ
۳۶، ۳۵، ۳۱، ۲۶، ۲۷	سقراط	۲۲	زوس
۲۸۳، ۲۸۲، ۲۸۱، ۲۸۰		۲۳۳	زیاد
۲۸۳، ۲۸۲، ۲۸۱، ۲۸۰		۱۲۹	زید بن رفاعہ
۳۵	سقراطون	۲۳۸	زید بن روان
۲۹۱	سقلابیوس	۳۲۰، ۳۲۱	زیدان القہرمانہ
۲۲۸، ۲۹۵	سلامین رحمون ابوالخیر ہودی	(س)	
۵۲۹	سلطان الدولہ	۱۹۸، ۱۹۹	سایورین اندشیر
۱۵۱	سلم صاحب بیت الحکمتہ	۲۴۳، ۲۸۰، ۲۹۲	سایورین سہل
۲۸۶	سلمویہ (شاگرد کندی)	۲۳۰	سالم
		۱۳۱، ۳۳	سام

۲۳۱	سہل بن عبداللہ اشتر	۲۹۵، ۲۹۳، ۲۹۲	سلمویہ بن بنان
۳۷۳	سہیل بن یحییٰ		سلیمان بن حسان (دیکھیے ابن ماجہ)
۲۸۲، ۷۵	سوریانوس	۳۵۰، ۳۵	سلیمان بن داؤد
۱۹۹، ۱۸۷	سوفسطائی		سمرہ بن جندب ۹۱
۲۲	سوقطس	۵۰۲	سمعون
۲۲	سولن	۲۸۲، ۶۶	سمیس
۱۲۹	سیبویہ		سمول بن یحییٰ المغربی ۲۹۴
۵۵۴، ۵۱۹، ۴۷۳، ۳۷۷، ۳۲۲	سیف الدولہ	۲۳۳، ۲۳۲	سمیہ
۲۸۸	سیماس	۲۷۵، ۲۷۴، ۱۹۱	سنان بن ثابت بن قرة
(ش)		۲۷۹، ۲۷۸، ۲۷۷، ۲۷۶	
(دیکھیے سالیورین سہل)	شابلور	۳۵۰، ۳۲۲، ۲۸۰	
۳۳۲	شاذان بن بحر	۲۷۳	شمال بن الفتح
۲۵۷	شافاری	۲۹۱، ۱۳۵، ۷۲، ۶۷	شہابی قیوس
۳۹۲، ۳۱۹	شافعی	۲۲۷	شجر
۳۲۲، ۲۹۶	شجاع بن اسلم الیوکانل	۳۵۸	سن حاریب
۵۵۱	شرف الدولہ مستطانی	۲۲۶، ۲۲۵، ۱۸۱، ۱۰۱	سندین علی
۲۵۶، ۲۵۵، ۱۲۵، ۱۱۸، ۱۱۷، ۱۱۶	شرف الدولہ بن محمد اللہ	۲۹۲، ۲۹۱، ۲۲۲، ۲۳۷	
۵۵۰	شرف الطوسی	۲۱۰، ۳۳۳، ۳۰۵	
۲۹۶	شکج	۳۸۵، ۳۸۱، ۳۷۷، ۳۶۰	سندہ مند
۵۴۴، ۵۴۳، ۵۴۲، ۵۴۱	شمس الدولہ	۲۸۵	سہل بن بشر
۱۹۹، ۷۵	شمسلی	۲۸۲، ۲۸۱، ۲۸۰	سہل بن سالیور الکوسج

(ض)

۱۹۱

عشاہک

(ط)

۱۹۱

طاباریوس

۲۵۳

طاطی

ظاہر بن حسین ابو الطیب ۲۲۸، ۲۲۷

ظاہر بن حسین اعور ۲۸۰

ظہری ابو جعفر ۱۷۰

ظرمیس ۱۹

ظریانوس ۱۹۱، ۱۹۰

ظہرائی رازی ۳۶۰

ظوریوس ۳۰۳

طوما طیاؤس ۴۱۷

ظیفور مولیٰ الخیران ۳۰۴

ظیفوری عبداللہ ۲۲۶، ۲۲۷، ۳۰۴، ۳۰۵

۵۵۶، ۵۰۳، ۵۰۲، ۵۰۰

ظیمارخس ۶۲

ظیمالائوس ۵۱

ظیمائوس ۳۷۳، ۱۹۷، ۲۳

ظیمائوس فلسطینی ۱۲۵

ظیموخارس ۳۰۴

شہاب سہروردی ۳۹۰

شہاب طوسی ۳۳۱

شہرتانی ۲۰

شیت ۲۵۶، ۲۰

(ص)

صابین ادیس ۲۹

صابی ۵۲۶، ۱۸۲، ۱۷۷، ۷۱

صاحب ۵۲۶

صاحب الملاحم (دیکھیے موقوف)

صدقۃ الحداد العقیف ۱۷۱

صدقۃ المروزی ۲۳۳

صاعد بن الحسن الاندلسی ۳۸۱، ۳۷۹، ۳۶۸

صاعد بن سیدہ اللہ الیوبانی ۳۰۰

صاعد بن یحییٰ ۲۹۹، ۲۹۸

صالح بن بہلہ الہندی ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳

صالح بن شیخ بن عمیرہ
بن حیان بن سراقۃ الاسدی ۵۰۱، ۵۰۰

صمصام الدولہ ۳۸۲، ۳۲۲، ۱۲۸، ۲۵۵

صوریس ۳۶

صہارنجیت ۲۷۱

عبداللہ بن مرثد	۵۱۴	طینقوس بابی	304
عبداللہ بن مسرور	307	(ظ)	
عبداللہ بن متقح	306	ظاہر (دیکھیے ابن ابی طاہر)	
عبدالبناتی	۵۰۶	(ع)	
عبدالحمید بن واسع		عباس بن سعید جوہری	305 ، 333
318 [معروبہ ابن ترک		عباس بن علی بن ہمدانی	۵۵۹
عبدالرحمان بن ابی بکر	۲۳۲	عباسہ بنت ہمدانی	۳۰۳
عبدالرحمان بن اسماعیل		عباسی خلفاء	۱۷۰ ، ۲۵۹ ، ۳۰۲ ، ۳۵۶
313 [بن بدر معروف بہ			۳۶۷ ، ۳۳۲ ، ۲۷۳ ، ۲۹۰
اقلیدسی اندلسی		عبداللہ امیر	۲۶۷
عبدالرحمان بن		عبداللہ بن ماجور	308
315 [عبدالکریم السخسی		عبداللہ بن بابی	۵۲۵
314 [عبدالرحمان بن عمر بن		عبداللہ بن حسن العینی	308
محمد الصوفی ابو الحسن زانی	۳۱۵	عبداللہ بن السری	۲۶۷
عبدالرحمان بن محمد	313	عبداللہ بن سلیمان بن نو	309 ، 310
عبدالرحمن الناصر	۲۶۷ ، ۲۶۸	عبداللہ بن شاکر المعنی	311
عبدالرحمان مستظہر باللہ		عبداللہ بن طاہر	۲۶۰
321 [بن ہشام		عبداللہ بن طلیح القرظی (دیکھیے ابو القرظ)	
عبدالرحمان بن یونس	۳۱۹	عبداللہ الطیفوری (دیکھیے طیفوری عبداللہ)	
عبدالرحیم بن علی البیہقی	۲۱۳ ، ۲۱۵	عبداللہ بن رافض شیلزی	۳۸۲
عبدالرحیم بن علی بن		عبداللہ بن علی نصرانی	308
318 [ابو احمد المرزانی			

عزالدوله بختيار ۱۱۸، ۱۴۲، ۱۷۳، ۳۴۸، ۳۳۰

۲۳۵

عزیز بن معجز ۱۶۲، ۲۲۰، ۳۶۲، ۳۸۲

۳۸۵، ۲۳۵، ۲۳۵

عقداالدوله ۱۴۳، ۱۷۴، ۲۱۸، ۲۱۹

۲۲۴، ۳۱۲، ۳۲۰، ۳۲۳، ۳۲۴

۳۲۵، ۳۸۲، ۳۸۹، ۳۳۰

۲۳۸، ۵۱۷، ۵۱۹، ۵۲۲، ۵۵۲

۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۷

عطار بن محمد 342

علا والدوله ۵۲۳، ۵۲۲، ۵۲۵، ۵۲۶

۵۲۷، ۵۲۹، ۵۵۰

علوی الدیرنی 343، ۳۲۲

علویون ۱۶۲

علی بن امیر امیم بن
یشتس ابوالحسن 325

علی بن ابی طالب ۱۲۸، ۳۰۹

علی بن احمد الطاکلی
ابوالقاسم مجتبیٰ 323

علی بن احمد حیرانی
الوزیر ۵۶۷

عبدالرشید بن محمود ۵۲۰

عبدالسلام بن عبدالقادر

الحلی البغدادی 317، ۳۱۸

عبدالصمد بن علی ۲۵۹

عبدالمسبح بن ناعمہ ۷۱

عبدالمومن بن علی الکوی ۲۱۱، ۲۱۲

عبدالودود 316

عبدوس بن زید 343

عبدی شوع جالمیق ۱۷۳، ۱۷۴

عبدالله بن احمد

بن ابی طاهر ۱۷۰

عبدالله بن نجیب شوع ۱۴۰، ۱۹۰، ۲۱۵، ۲۱۸

عبدالله التیمی الکیری

المعروب بن المارستانی ۳۱۷

عبدالله بن حیرل ۲۶۲

عبدالله بن حسن الجوانق

عرف غلام رحل 312، ۳۱۳

عدة الدین ابوالنصر محمد

بن امام ناصر الدین اللہ ۳۸۹

ابوالعباس احمد

عدی بن زید ۲۲۸

323	علی بن عبداللہ بن ابی طالب	علی بن احمد بن حنظلہ
319	علی بن عبدالرحمان بن یونس	102 بن عبدالباقی
331	علی بن علی بن ابی علی السیف الادمی	321 ' 322 بن حزم
335 ' 349 ' 344 ' 312	علی بن عیسیٰ بن جراح وزیر	328 علی بن احمد بن علی
524	علی بن مامون	330 عرف ابن الہیل
534	علی بن النضر عرف ادیب	330 علی بن احمد بن علی محمد القناوی اسلمی
327	علی بن یارون زنجانی	322 ' 100 علی بن احمد عمرانی
130	علی بن مسعودان	326 علی بن اسماعیل ابوالحسن جوہری رکاب دار
349	علی بن عیسیٰ منعم	326 علی طبیب افریقی
143 ' 149	علی بن یقظان	319 علی بن اماجور
329	عمر بن احمد بن خلدون	324 ' 315 علی بن حسن عرف ابن الاظم
334	عمر بن خضر بن لمش	185 علی بن حسین مسعودی
390	عمر بن خطاب	325 ' 141 علی بن رامہ
259	عمر خیام	319 ' 349 ' 320 علی بن ربیع الطبری
334	عمر بن عبدالرحمن بن احمد الکربانی	(دیکھیے ابن رضوان) علی بن رضوان
331	عمر بن عبدالعزیز	324 علی الرقی
221		320 علی بن عباس عرف ابن الجوسی

عسائی بن ماسہ 338	عمر بن فرخان 332، ۲۲۶، ۱۵۲
عسائی بن موسیٰ ۳۱۱، ۳۱۰، ۳۲۸، ۳۲۷، ۱۴۲	عمر بن محمد بن خالد 333
عسائی التفسی 342	عمر بن عاص ۲۶۱، ۳۵۹، ۲۵۸، ۲۵۳
عسائی بن یحییٰ بن [۱۱۲، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۹۳، ۱۹۵]	عمر بن فتح ۳۵۵
ابراہیم السریانی 339، ۱۹۶، ۱۹۷	عمیرہ بن حیّان ۵۰۲، ۵۰۱، ۵۰۰
عسائی بن یوسف 342	عنازہ ۵۲۲
عرف ابن العطارہ	الحوقی ۱۳۰
(ع)	عسائی علیہ السلام (دیکھیے شیخ)
غراب الخطیب معقلی 345، ۱۶۸	عسائی عرف سوسہ 340
غزوان النعمہ محمد بن [۲۲۶، ۲۲۷، ۲۹۶، ۵۱۲، ۵۱۵]	عسائی بن اسید لقرانی 337، ۱۷۷
غزغیاس ۱۳۹، ۲۲	عسائی بن جعفر ۵۵۸، ۵۵۷، ۲۱۱
غزالی ۳۹۲	عسائی بن حکم ۵۲۰، 341، ۲۸۰، ۲۶۱، ۲۵۹
غسان بن عباد ۱۱۲	عسائی بن زرعہ ۳۳۷، 336
غلام زحل (دیکھیے عبید اللہ بن حسن)	عسائی بن شہلاقا ۳۲۰، 339، ۲۳۱، ۲۳۰، ۲۲۹
غلو قون ۲۲	عسائی بن صہار بخت 339
غوثا ذی بون ۲۰، ۱۹	عسائی الصیدلانی (دیکھیے ابو قریش)
غور حبیب ۲۲	عسائی بن علی 338
غورس ۱۲۵، ۱۲۳، ۳۵، ۳۲	عسائی بن علی بن عسائی [بن داؤد بن جراح ابو القاسم] ۳۳۶، 335، ۷۲
(ف)	عسائی بن قسطنطین 338
فاذن ۲۹۱، ۲۹۰، ۲۸۵، ۲۲	عسائی بن ماسر بن 338

(دیکھیے محمد بن ابراہیم)	فزاری	۵۲، ۶۴، ۶۸، ۶۹، ۷۰	فاریابی
۳۹۳	فساسیری	۸۵، ۸۶، ۳۷۵، ۳۷۶	
۲۵۷	فضل بن بولس ابو سعد	۳۷۷، ۳۹۱، ۴۰۰، ۵۳۶	فارخس ۱۲۲
۳۴۶، ۱۵۲، ۱۵۱، ۱۲۹، ۱۰۰	فضل بن حاتم ترمذی		فاریق طونی (لیطونی) ۲۲
۲۱۱، ۲۰۹، ۲۰۸	فضل بن ربیع		فاطمہ ۲۱۱
۳۳۲، ۳۱۰، ۳۰۹، ۲۰۷	فضل بن سهل		فانیس آمدی ۳۵۶
۲۳۰	فضل بن صالح ابو الفتح		فانیس مصری ۳۵۴
۳۲۲	فضل بن علی بن احمد البورانع	۲۷۰، ۳۰۲، ۵۲۲	فتح بن خاقان
			فتح بن نجیب ۳۴۸
۲۱۹	فضل بن فرات عزف ابن حرامہ		فخر الدین بن خطیبی ۳۳۲
			قدوس ۲۳
۳۴۶	فضل بن محمد بو بیدۃ الجلی	۱۶۲، ۳۴۷، ۴۸۸، ۴۹۰، ۴۹۱	فرات بن شحنا مایہوی
			فران ۲۸۷
۳۴۷	فضل بن نوبخت ابو سهل		فرخان شاہ بن نصیر بن فرخان شاہ فرخ نانا بن مسعود
۲۱۲	فضل بن سبئی		۳۰۸
۲۹۱	فقرطیس		فرغانی
۳۵۱	فطون	۶۷، ۶۸، ۷۱، ۷۵، ۷۶	فروریوس
۲۲۳	فلس خروس	۳۴۷، ۳۴۸، ۲۲۰	
۳۷۳، ۳۴۹	فلوطرخس		فرانیدس ۲۳

۳۲۳، ۱۲۶، ۱۲۵، ۱۲۳، ۱۲۲	قاسم بن عبید اللہ	350	قلو طرخس
۳۸۱	قاسم بن محمد بن ہاشم المدنی المعروف بالعلوی	350	قلو طین
۳۹۱	قاسم بن بنتہ الشحریری	355	قلبی عزلیوس
۵۱	قالیوس	353	قتون
۳۲۲، ۲۴۲	القاسم	(دیکھیے فیروز)	قہرود
۳۶۳	القائم	353	قورون اللذی
۱۸۹	قیاذین شالبور	۱۲۵	قولوس
۳۲۲	قیثم بن طلحہ زینبی	355	قولیس اجانیسی
۹۰	عرف ابن الانقی	۵۲، ۵۳، ۲۶، ۲۶، ۲۰، ۳۶	قیثاغورس
۷۰	قحطی	350، ۲۸۳، ۱۶۵، ۱۳۹، ۶۶	
۷۲	قدامہ	۲۲۸، ۲۰۶، ۳۵۳، ۳۵۱	
۲۲	قراطوس	۱۷۳	فیروز
۲۲	قرطن	۲۵	فیسدون
۳۵۸	قسطان لوقا	۳۶۷	فیغیر
۴۰	قسطین بن الاتہ	۲۳۷، ۲۳۸، ۸۲، ۶۳، ۲۱	فیلس (فیلقوس قلیوس)
۲۰۱	قیان	۲۵۳، ۱۹۸، ۲۵	فیلس
359	قصرانی	۶۶	فیلین
۳۵۲، ۱۲۸	قلویطرہ	۲۷	فیلولاموس
۲۱۳، ۲۵۶	قلج ارسلان	۲۲	فینادس
		(ق)	
		۵۳۸	قالیوس

۳۶۲، ۳۶۵	کننگہ الہندی	۲۹۹	قمر الدولہ
۱۲۹	کوشیار	۲۹۸	قلمی، موید وزیر
۲۱۸، ۲۱۷	کوئین	۳۵۹	قنطوان
۳۶۴	کیساں	۲۵، ۲۲	قورس (قازون)
۲۶	کیومرث	۵۱	قورسقس
(ل)		۳۱۲	قوسی
۲۲	لاخس	۲۱۹، ۷۰، ۶۸	قویری
۱۲۵	لاذن	۲۷۶	قیس بن معدی کرب
۲۷۱	لبوس	۲۲	قیوطون
۳۸	لعمان	۲۰	قیبان
۳۶۵	لوقیس	۳۵۹، ۳۵۸	قینون
۳۶۴	لشیون	(ک)	
۱۶۶	لیولیانس	۳۶۳	کتیفات
(م)		۲۹۵	کتیر برقانی
۲۳	ماتن	۵۲۱	کذابوہ
۶۳	مخادلی	۱۰۰	کراہیسی
۲۶۳، ۱۱۱	ماری نوس	۳۶۵	کرسقس
۳۲۰	مازیبا	۱۹۹، ۲۵	کسری
۲۲۳، ۲۲۲، ۴۲۱، ۱۲۶	ماسرین شاگرد تیراٹ	۳۶۳	کعب العمل
۲۹۹، ۲۲۷، ۲۲۶	ماسویہ خوزی (لوخنا کا والد)	۱۹۹، ۷۶، ۷۵، ۷۰، ۶۹، ۶۸، ۶۷	کندی
		۳۵۷، ۲۲۷، ۲۲۳، ۱۷۷، ۱۵۲، ۱۲۰، ۱۰۱	
		۲۸۴، ۲۷۸، ۲۷۷، ۴۷۵، ۳۷۵	

۵۴۱، ۵۴۰	محمد الدولہ	۵۰۳، ۵۰۲	اسویر بن یوحنا
۲۴۹، ۱۸۱، ۱۴۴، ۱۴۵	محمّد بن ابی اسیم بن بلال	424	ماتاء اللہ
425	محمّد بن عیسیٰ	۱۳۲	ماتاریس
۲۳۲، ۱۳۳، ۱۳۲، ۱۰۶، ۱۸	محمد رسول اللہ معلم	418، ۳۵	ماتھی نوس (مافنس)
۳۵۸، ۲۳۵، ۲۳۲، ۲۳۳		416	ماتسی مس
۵۶۱، ۵۰۶، ۲۶۶		۲۵، ۲۲	مالن توس
۳۶۴، 366، ۳۶۲، ۲۲۲	محمد بن ابی اسیم القزازی	۲-۹، ۱۵۵، ۱۲۲، ۶۱، ۵۹	مامون
۱۲۹، ۱۰۵، ۱۰۰، ۶۳، ۶۲، ۵۹	محمد بن اسحاق التمیم	۲۲۲، ۲۱۲، ۲۱۰	
۳۲۰، ۲۳۲، ۱۹۳، ۱۸۸، ۱۵۵		۱۲۵	ماناری سا
۲۹۱، ۲۱۹، ۳۶۹، ۳۵۴، ۳۲۴		۱۲۵	مانطیاس
380	محمد بن اسماعیل التتوخی	۲۳	مانک سالتس
387	محمد بن اکثم	383، ۱۰۰	مانانی
۵۰۴	محمد اموی امیر	۲۲۹، 428	مبارک بن شراہ
	محمد الامین (دیکھیے الامین خلیفہ)	365	مبشر بن احمد
۳۹۱	محمد بن کوش خازم شاہ	۳۶۶، 365، ۲۹۵	مبشر بن فاتک
	محمد بن جابر (دیکھیے بتانی)	۳۲۵، ۱۶۱	المنتقی
	محمد بن الجهم (دیکھیے ابن الجهم)	۲۲۶، ۱۶۰، ۱۵۹، ۱۵۸، ۱۵۵	المتوکل
	محمد بن حسین (دیکھیے ابن الادمی)	۲۹۰، ۳۲۰، ۲۵۰، ۲۲۴	
380	محمد بن خالد بن عبد الملک	۲۹۸، ۲۹۲، ۲۹۱	
	محمد بن زکریا (دیکھیے رازی)		متی بن یونس
	محمد بن سنان بن جابر (بتانی ہی کا نام ہے۔ ایک حدیث میں اس کے والد اور دوسری میں اس کے دادا کا نام جابر ہے)		مٹروڈیلوس

محمد بن علی بن الطیب	محمد بن صباح	94
395 [التکلم]	محمد بن طاہر بن بہرام	381
محمد بن عمر بن قرظان	ابو سلیمان	221
221، 384 [ابو یکر]	محمد بن طاہر بن حسین	544، 236
محمد بن عمر بن حسین	محمد بن طغج اشید	391، 390
393، 392، 391، 315 [نظر الراجی عرف]	محمد بن عبد السلام المقدسی	145، 156
ابن الخطیب	محمد بن عبد الملک الزیاتی	321
محمد بن حنیسہ	محمد بن عبد اللہ بن	389
388	ابی عامر منصور	386
محمد بن عیسیٰ بن ابی عیاض	محمد بن عبد اللہ کلوی	386
387	محمد بن عبد اللہ بن سمعان	386
محمد بن عیسیٰ ابو عبد اللہ (دیکھیے الامانی)	محمد بن عبد اللہ بن عمر	386
محمد بن عیسیٰ بن منعم	بن باز یار	384، 385
389 [العقلی]	محمد بن عبد اللہ بن محمد	389
محمد بن کثیر فرغانی	ابو عبد الرحمن العقیلی	389
386	محمد بن عبد اللہ بن مشرف	389
محمد بن لردہ	بن بنجیح	522، 219، 223
387	محمد بن عبد اللہ الجلی	254
محمد بن نبشتر	ابا طنی القرظی	329
389	محمد بن علی بن ابی	329
محمد بن محمد الجالی	منصور ذریہ	
256، 109، 53 [الحوالی]		
محمد بن محمد بن حامد بن		
آبۃ الاسفہانی ابو حامد		
محمد بن محمد السامری		
ابو الحسن		
254		
محمد بن محمد بن طرخان (دیکھیے فارابی)		

418	مرا یا بابلی	محمد بن محمد بن یحییٰ بن
۵۱۴، ۵۱۶	مرقسی ابوالقاسم موسوی	اسماعیل ابوالوفا البوزجانی
۱۱۹	مرقسی (رضی کا بھائی)	محمد بن معشر البیہقی
۶۶	مرقس (غلام)	ابو سلیمان
۲۱۹	مرادی	محمد بن ماک شاہ
۲۲۱	مروان	محمد بن موسیٰ خوارزمی (دیکھیے خوارزمی)
۲۲۰	المسترشد	محمد بن موسیٰ بن شاہر
	المستظهر بالمدینہ شام (دیکھیے عبدالرحمان المستظهر باللہ)	۲۰۹، ۱۸۱، ۱۶۸، ۱۶۶، ۶۲
۲۲۲	المستعین	۵۶۹، ۵۶۷، ۲۱۰
۵۰۸، ۵۰۱	المستعصر الاموی الحکیم	محمد بن موسیٰ منجم حلبی
	مسعود بن ابی محمد	۲۶۵، ۳۸۴
433	ابو الفرج عرف ابن	(خوارزمی نہیں)
	العصامیری ابن جویبار	محمد بن ناحیة الکاتب
	مسعود بن محمد بن	387
۵۲۹، ۵۱۹، ۱۲۹	سبکتگین	محمد بن نصر قسیرانی شاہ
	مکویہ ابو علی خازن	۱۶۳
۲۳۱، 430	مسلم بن احمد عرف	محمد بن الہذیل علاء
	المرحطی	۲۰
۲۲۲، 423	مسلم بن احمد عرف	بصری ابو یزید
	مسلم بن احمد عرف	محمد بن بلال بن محسن
۱۸۵، ۱۸۶، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲	مسبح علیہ السلام	۳۹۹، ۱۷۱
۲۰۱، ۲۲۷، ۲۲۰، ۱۹۳	مسبحی بن ابی البقا	محمد بن معلم الواسطی
	مسبحی بن ابی البقا	ابوالغنائم
	مسبحی بن ابی البقا	۵۵۱
	مسبحی بن ابی البقا	محمود (سلطان)
	مسبحی بن ابی البقا	۲۲۸، ۲۲۷
	مسبحی بن ابی البقا	محمد بن عمر بن محمد معشری
	مسبحی بن ابی البقا	۳۹۵
	مسبحی بن ابی البقا	مختار بن حسن بن عبدک (دیکھیے ابن بطلان)
	مسبحی بن ابی البقا	مخرج الضمیر
	مسبحی بن ابی البقا	435

۵۰۳، ۲۲۲	المقتفی	۲۱	مصر بن عام
(وکیبے محمد بن معشر البیتی)	مقدسی	۲۰۹	مطهر بن احمد بن موسیٰ
416	مفسر طرابلس	149	المطیع بالله
۳۶۹	المکتفی	۲۲۴، 425	منظر بن احمد عرف الیزدی
433	مکتوف	۳۲۱	منظر بن منصور
۳۶۶	الملک العادل	۲۵۹، ۲۳۵، ۲۳۳	معاویہ بن ابی سفیان
۳۳۲، ۳۳۱	الملک الکامل	۲۶۷	معاویہ بن ثور
	الملک المعظم عیسیٰ	۲۶۶	معاویہ بن حلیہ
۲۸۹	بن الملک العادل	۲۶۷	معاویہ بن حارث اکبر
۲۲۲، ۲۲۱	محمد الدولہ	۱۵۹، ۱۵۸	المعز بالله
۵۱	مناوی موسیٰ	۳۲۰، ۲۲۲، ۲۲۷، ۱۵۵	المعظم
۱۱۱	منافیس	۵۰۲، ۲۹۸، ۲۹۵، ۲۹۱	
417	منالادوس	۱۸۱، ۱۷۹، ۱۲۳، ۱۲۱، ۱۲۰	المعتمد بالله
429	منجم خارجی مصری	۵۶۵، ۲۰۹	
	المنصور خلیفہ	۲۲۳	المعتمد
۲۲۹، ۱۹۹، ۱۶۲، ۱۵۵		۲۶۶	معدی کریم بن معاویہ
۳۰۹، ۳۰۶، ۲۳۱، ۲۳۰		۲۱۶، ۱۶۳	المعز
۳۶۷، ۳۲۸، ۳۲۷، ۳۲۹		۳۶۳، ۲۹۲، ۲۱۶	مُعز الدولہ
۵۶۵، ۵۲۶، ۲۲۲، ۳۷۰		418	مفسر
۳۶۹	منصور بن خاقان	۲۶۸، ۲۶۲، ۲۱۵، ۱۶۱	المقتدر
۳۷۳	منصور بن طلحہ	۳۶۹، ۳۲۰	
۵۱۶	منصوب بن محمد بن مقداد		

۱۲۳	مونس فحل	۴۳۵، ۲۵۹	متصور بن مقشّر طیب
۲۹۷	مویذ الملک ابو علی الرحمی	۳۰۳، ۱۶۹، ۱۵۷، ۱۵۶	المہدی
۲۲۷، ۴۲۶، ۲۱۰، ۲۰۹	میتھائل بن ماسویہ	۵۵۶، ۵۵۵، ۵۵۴، ۲۷۶	
۲۹۲		۲۳۰	مہدی امام
۳۶	میادس	۳۵	مہر اللیس
	میشابن ایری (دیکھیے اشاء اللہ)	۲۵۲، ۲۰	مہلائیل
۴۱۷، ۱۰۸، ۱۰۷	میطن اسکندری	۴۱۸	مورطس
۴۱۷	میلاؤس	۲۱۱، ۴۱۵، ۳۲۸	موسیٰ بن اسحاق کوفی
۱۲۳، ۲۳، ۳۵، ۳۲	میتس	۳۱۰	موسیٰ بن جعفر
(ن)		۲۲۶	موسیٰ بن خالد حجابی
۳۶۶، ۳۱۷، ۳۰۰، ۲۹۸	الناصرین اللہ	۴۱۱	موسیٰ بن ستار ابو عمر
۲۳۱	ابوالعباس احمد	۴۰۹، ۲۲۹، ۹۷، ۶۱	موسیٰ بن شاکر
۲۳۳	نافع	۵۶۹، ۵۶۸، ۵۶۷	
۵۲۱	نجم بن السری بن الصلح	۲۲۵، ۱۱۱	موسیٰ بن عمران علیہ السلام
۴۳۷، ۱۲۵	نسطاس	۴۱۶، ۴۱۵	موسیٰ بن غیرتار
۲۶۲	نسطوس	۴۱۵، ۴۱۴، ۴۱۳، ۴۱۲، ۴۱۱	موسیٰ بن میمون ابراشی
۳۸	نصر بن ابیہم المقدسی ابوالفتح	۵۰۵	موسیٰ بن میمون قرطبی
۱۷۳	نصر بن ابیہم المقدسی ابوالفتح		موسیٰ الہادی (دیکھیے الہادی بن المہدی)
	نصر بن ابیہم المقدسی ابوالفتح	۵۲۷، ۲۲۲	الموفق

۱۹۰	دارون بن عمرو رامیہ	438	تظیف النفس
438	دارون بن علی منجم	۲۲۹	نعمان بن مند
۲۲۴، ۲۲۳، ۲۲۰، 439	بیتہ اللہ بن الحسن البحرادی	۲۸۶	نظویہ
443	بیتہ اللہ بن الحسن الاعقبانی	۲۲۸، ۱۵۳	نزد بن کوش
۲۲۳، ۲۲۲، ۲۲۱، 440، ۳۹۰	بیتہ اللہ بن صاعد	۵۲۶	نوحیت
۲۲۴، ۲۲۵، 444	بیتہ اللہ بن ملک ابو البرکاء (صاحب المعتبر)	۲۵۲، ۲۲۸، ۱۴۱، ۲۶، ۲۱	نوح علیہ السلام
455	ہرقل بن حجار	۵۳۶، ۵۳۱	نوح بن منصور
۲۱۵	ہرمزد		نور الدین علی عرف
۳۷، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۱۹	ہرمس البرامسٹر (افلک)	۲۱۳	فصل بن صلاح الدین
448، ۲۷۹	ہرمس الثانی بابلی	۵۵۳	نور الدین محمود بن زنگی
۲۵۳، 448	ہرمس ثالث مصری	۱۸۵	نیرن
۳	ہرودیس صاحب القصر		نیریزی (دیکھیے فصل بن حاتم)
454	ہلال بن ابراہیم بن ہرود	۶۶، ۶۵، ۶۴	نیقنار
۵۴۱	ہلال بن عبد بن حسنویہ	436، ۳۳۷، ۷۵	نیقولاؤس
۳۲۵، ۳۲۳، ۱۷۱، ۶۶، ۱۱۹	ہلال بن حسن بن	۸۳، ۶۵	نیقوماخس بن ارسطو
۳۹۶، ۳۳۸، ۳۳۷	ابراہیم الکاتب	437، ۱۷۹، ۶۳	نیقوماخس بن انطاؤن
۲۷۲، ۳۱۵، ۳۱۳، ۲۲۶، ۱۷۴	ہلال بن الحسن ابو الحسن	(۵)	
		۳۰۵، ۳۰۴، ۱۵۷، ۱۵۶	ہادی بن ہمدی
			ہارون رشید (دیکھیے رشید)
		۵۰۱	ہارون بن سلیمان
		439	ہارون بن صاعد

474	یحییٰ بن سهل	ہلال بن ہلال حمصی ۹۷
۴۱۴، ۴۳۳، ۴۶۷، ۴۹۹، ۷۰۰	یحییٰ بن عدی	(۹)
۴۱۷، ۴۲۷، ۴۳۷، ۴۵۷	ایوز کرما	۱۵۵، ۱۵۸، ۲۹۱، ۲۹۸
۴۸۷، ۹۱، ۱۴۵، ۲۳۷، ۲۹۲		۲۹۴
۲۳۴، ۲۲۰، ۴۷۵، ۴۷۲		۲۵۲
473، ۱۸۴	یحییٰ بن علی	دیحین بن رستم البوسہلی ۱۱۶، ۱۲۵، ۲۶۹، ۴۵۵
475	یحییٰ بن عیسیٰ بن حزلیہ	۲۵۶، ۲۵۷ (الکوی)
۳۴۴، ۴۷۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۷۳۷	یحییٰ بن نحوی	(۱۰)
۹۰، ۹۲، ۱۳۸، ۱۴۳، ۱۸۹		۲۰، ۲۵۲
۱۹۲، ۲۴۵، ۳۳۴، ۳۳۷		۲۲۲
۳۵۵، ۳۷۷، ۴۱۸، ۴۵۷		۳۳، ۱۴۱
۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۱		یحییٰ بن ابی منصور ۳۳۳، ۴۶۵، ۵۴۹
۲۲۶	یحییٰ بن ہارون	۵۰۲، ۴۶۷
۲۲۲	یحییٰ بن ہبیر وزیر	یحییٰ بن بطریق (دیکھیے ابن بطریق)
509	یزید بن ابی یزید عرف یزید پور	۵۲۳
۲۵۹	یزید بن معاویہ	یحییٰ بن تمیم البقرج
۱۶۷، ۳۸۵	یعقوب بن اسحاق (دیکھیے کنڈی)	۴۲۰، ۴۷۳
488	یعقوب بن عقیلان	۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۴، ۱۵۷، ۲۱۱
487	یعقوب بن طارق	۲۳۸، ۳۳۲
۱۶۳، ۳۸۵	یعقوب بن کلس	یحییٰ بن سعید بن ہاری ۴۶۹، ۵۲۲

یوسف بن ابراہیم	۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۵، ۲۰۷	یوسف بن ماہان	489، 488
مولیٰ ابراہیم بن ہمدانی	۳۰۵، ۳۲۱، ۵۵۷	السیرانی	
یوسف بن حکم	۲۱۳	یعقوب بن محمد	487
یوسف سامرغری		مسیعی	
القسن	۲۸۰، 503، ۵۰۴	یفظونی	۲۲
یوسف الطیب	۲۵۱، ۲۵۳، ۲۹۲، ۵۰۲	یوحنا	۱۰۱
ابوالحسن	۵۰۳	یوحنا بن بطریق	489، 194
یوسف لقوة الکیمیائی	۲۷۲	یوحنا شاگرد	
یوسف الناشی		صہار بخت	۲۷۱
اسرائیلی	۲۲۰، ۳۱۷	یوحنا بن جبیلاد	۳۷۵
یوسف مروی	503	یوحنا بن سرائیون	490، 1۷۲
یوسف بن یحییٰ منعم	۲۷۹	یوحنا بن فاعلہ	۲۵۱
یوسف بن یحییٰ بن		یوحنا بن ماسویہ	۱۹۹، ۲۱۰، ۲۲۵، ۲۵۱
اسحق الشبلی عرف	504، ۵۰۵، ۵۰۶		۲۵۲، ۲۵۳، ۲۸۰، ۲۸۱
ابن سمعون			۲۸۲، ۲۲۶، ۲۲۷، 490
یونس بن علی	۳۱۹		۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴
یونس حرانی	507، ۵۰۸		۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸
یونس حکیم	507		۲۹۹، ۵۰۰، ۵۰۳، ۵۵۶
ختم شد		یوحنا بن یوسف	489
		البطریق القسن	

اشارہ

(۲)

مقامات

رقم	مقام	رقم	مقام
۵۱	اسکبیس	۳۲۸، ۲۹۴	آذربائیجان
۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۴، ۱۰۲، ۹۴	اسکندریہ	۳۳۳، ۱۲۳	آب
۱۱۳، ۱۱۲، ۱۰۴، ۱۰۲، ۱۰۱، ۱۰۰، ۹۴		۳۳۴	ایتود
۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۴، ۱۰۲، ۹۴		۲۸۵، ۵۲، ۵۱، ۲۵، ۲۲	ایشینس
۱۱۵، ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۴، ۱۰۲، ۹۴		۳۶۱، ۵۳	ایشینیہ
۱۱۶، ۱۱۵، ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۴، ۱۰۲، ۹۴		۲۶۴	انجم
۱۱۷، ۱۱۶، ۱۱۵، ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۴، ۱۰۲، ۹۴	اسوان	۵۱	اراشرش
۱۱۸، ۱۱۷، ۱۱۶، ۱۱۵، ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۴، ۱۰۲، ۹۴	اشیلپیہ	۵۲۶، ۵۲۵	ارجان
۱۱۹، ۱۱۸، ۱۱۷، ۱۱۶، ۱۱۵، ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۴، ۱۰۲، ۹۴	اعتمہان	۲۲۰، ۱۱۲	اردون
۱۲۰، ۱۱۹، ۱۱۸، ۱۱۷، ۱۱۶، ۱۱۵، ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۴، ۱۰۲، ۹۴	اعطنادس	۸۲	ارسطوطالیسی
۱۲۱، ۱۲۰، ۱۱۹، ۱۱۸، ۱۱۷، ۱۱۶، ۱۱۵، ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۴، ۱۰۲، ۹۴	اطا طولہ	۵۳۹	ارض الجبل
۱۲۲، ۱۲۱، ۱۲۰، ۱۱۹، ۱۱۸، ۱۱۷، ۱۱۶، ۱۱۵، ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۴، ۱۰۲، ۹۴	افدیا	۵۰	ارتقادیہ
۱۲۳، ۱۲۲، ۱۲۱، ۱۲۰، ۱۱۹، ۱۱۸، ۱۱۷، ۱۱۶، ۱۱۵، ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۴، ۱۰۲، ۹۴	افریقہ	۲۰۲	ارمیناس
۱۲۴، ۱۲۳، ۱۲۲، ۱۲۱، ۱۲۰، ۱۱۹، ۱۱۸، ۱۱۷، ۱۱۶، ۱۱۵، ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۴، ۱۰۲، ۹۴	افس	۳۵۸، ۲۰۹، ۱۶۰، ۵۶	ارمینیہ
۱۲۵، ۱۲۴، ۱۲۳، ۱۲۲، ۱۲۱، ۱۲۰، ۱۱۹، ۱۱۸، ۱۱۷، ۱۱۶، ۱۱۵، ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۴، ۱۰۲، ۹۴	افشہ	۲۳۴، ۸۲، ۶۵، ۶۳، ۵۱	اسطاغیرا

۲۵۱	المیہ	۲۸	آقا ذامونیا
۱۹۱	ایل یولیولیس	۵۲، ۴۹	آقا ذامیا
۵۱	ایوس	۵۶	الان
(ب)		۵۶	الماتیہ
۵۶	باب الابواب	۳۹۸، ۳۹۷، ۲۰۲	انبار
۱۳۷	باب الطاق	۳۹۴، ۳۹۳، ۳۹۲، ۳۹۱، ۳۹۰	اندلس
۲۰، ۵۴، ۱۰۸، ۱۳۳، ۱۵۳	ایل	۳۳۴، ۳۳۳، ۳۳۲، ۳۳۱، ۳۳۰	
۱۹۱، ۳۰۲، ۳۲۸، ۳۵۵، ۳۵۹		۳۳۴، ۳۳۳، ۳۳۲، ۳۳۱، ۳۳۰	
۲۱، ۲۰	باطیون	۵۴۲، ۵۴۱	
۵۵۶	باجرمی	۱۰۳، ۱۹۰، ۱۹۸، ۲۲۸، ۳۲۳	الٹاکیہ
۵۱	بارن توس	۳۹۶، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲	
۵۳۷	باورد	۴۰۸، ۴۰۹، ۴۲۹، ۴۸۸	
۴۷۷	بحرین	۵۱	الغنی یولیس
۲۵۱، ۵۷، ۵۶	بحیرہ روم	۴۹۰	القرہ (انگورہ)
۴۱۴	بحیرہ طبریہ	۲۸۰، ۵۱۸	اسواز
۳۱۵، ۳۹۱، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳	بخارا	۵۴۹	ایذج
۵۳۷		۲۲، ۵۴، ۱۱۸، ۱۲۳	ایران
۲۷۸	بیسورا	۱۹۸، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۲۳	
۱۳۰، ۱۱۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶	بصرہ	۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶	
۴۶۹، ۴۷۸، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۲۰		۲۳۶، ۳۴۱، ۳۴۰، ۴۵۹	
۵۶۶، ۵۲۷		۵۲۵، ۵۲۶، ۵۶۶، ۵۶۹	

۵۴۹	بلاد النجیل	۵۶۶	بجل بک
۵۳۱	بلخ	۱۱۸، ۱۱۴، ۱۱۵، ۶۲، ۵۲	بغداد
۴۸۸	بلتعا	۱۴۲، ۱۶۹، ۱۵۵، ۱۲۵، ۱۲۴	
۳۱۶	بنسیہ	۲۱۵، ۱۹۹، ۱۷۶، ۱۷۴، ۱۷۳	
۴۲۵	بوالطیا	۲۲۱، ۲۲۰، ۲۱۹، ۲۱۸، ۲۱۶	
۶۳	بوشون	۲۲۹، ۲۲۷، ۲۲۶، ۲۲۲	
۳۸۸	بوزجالی	۲۲۵، ۲۲۴، ۲۲۳، ۲۲۲	
۴۲۸، ۴۲۷	بوشنج	۲۴۲، ۲۴۱، ۲۵۳، ۲۵۱، ۲۲۶	
۱۸۶، ۱۶۳، ۱۵۳، ۱۰۲، ۳۸	بیت المقدس	۳۰۵، ۳۰۰، ۲۹۸، ۲۹۶، ۲۹۲	
۲۲۲، ۲۲۰		۳۲۵، ۳۲۳، ۳۱۸، ۳۱۷، ۳۱۲	
(ش)		۳۳۵، ۳۳۱، ۳۲۹، ۳۲۸	
۳۲۶	تبریز	۳۵۶، ۳۲۸، ۳۲۰، ۳۳۶	
۳۱۸	تستر	۳۶۹، ۳۶۵، ۳۶۳، ۳۵۹	
۴۷۳، ۳۹۸	تکرت	۳۸۱، ۳۷۹، ۳۷۶، ۳۷۵	
۲۱۷	توز	۳۹۵، ۳۹۰، ۳۸۸، ۳۸۳	
(ش)		۴۳۲، ۴۲۷، ۴۱۹، ۳۹۷، ۳۹۶	
۶۲	ثامیٹا	۴۲۲، ۴۲۰، ۴۳۹، ۴۳۸، ۴۳۳	
(ج)		۴۵۶، ۴۵۵، ۴۵۲، ۴۴۵، ۴۴۴	
		۴۷۸، ۴۷۵، ۴۷۲، ۴۶۷، ۴۶۵	
۵۳۸	جاجریم	۵۱۰، ۴۹۷، ۴۹۲، ۴۹۱، ۴۸۶	
۳۲۳	جبل بوقیراط	۵۲۲، ۵۲۳، ۵۱۹، ۵۱۷، ۵۱۱	
۴۶۵	جبل قاسیوں	۵۵۱، ۵۴۱، ۵۳۰، ۵۲۶، ۵۲۵	
		۵۶۲، ۵۶۱، ۵۶۰، ۵۵۲، ۵۵۳	
		۵۶۶، ۵۶۵، ۵۶۳	

۲۱۸، ۱۰۹، ۵۳	ممص	۲۰۲	جیل رگام
۲۳۶	خمیر	۵۲۸، ۵۳۹، ۵۳۸، ۲۵۹	جریان
(خ)		۵۶	جزر
۲۱۲، ۲۴۱، ۲۴۲، ۳۱۶، ۳۳۲، ۳۳۳	خراسان	۵۵۹، ۳۹۸، ۳۹۶، ۳۳۳	جزیرہ
۳۹۱، ۳۹۲، ۳۱۹، ۵۲۶، ۵۲۶		۲۲۰	جنادل
۵۶۹		۲۰۰، ۱۹۹، ۱۹۸، ۱۵۴، ۱۵۶	جندی ساپور
۵۳۱	خرمیش	۲۹۱، ۲۳۲، ۲۳۱، ۲۲۹، ۲۱۱	
۳۲۸	خلاط	۲۹۲، ۲۹۳، ۲۲۶، ۳۳۹، ۲۹۲	
۵۱	خلقی دونا	۵۶۰	
۶۵	خلقیس	۱۱۸	جینہ
۲۳۹	خندق	۲۳۴	جراش
۵۲۴	خوارزم	(ج)	
۲۲۶، ۲۲۲، ۳۱۸، ۲۸۰	خوزستان	۳۶۱، ۳۶۰، ۵۲	چین
(د)		(ح)	
۲۰۲	دارا	۳۳۳، ۱۴۶، ۱۱۹، ۱۱۵، ۹۳	حران
۲۵۲، ۱۲۱، ۱۶۳، ۲۲۰، ۲۶۰	دمشق	۳۴۹	
۲۶۱، ۳۳۱، ۳۲۱، ۳۶۵، ۳۴۰		۲۴۶	حضرموت
۲۶۵، ۲۸۹، ۵۰۲، ۵۲۲، ۵۵۳		۳۰۰	حظیرہ
۵۶۹		۲۲۲	عمان
۳۶۶، ۳۹۰، ۳۹۱	دنیس	۱۸۴، ۳۴۴، ۳۹۶، ۳۹۸، ۲۰۰	علب
۵۲۸	دبستان	۲۰۸، ۲۰۹، ۲۲۸، ۲۲۹، ۵۰۲	
		۵۵۰، ۵۰۶، ۵۰۵	

روم (رومیہ) ۳۱، ۵۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷	۲۶۹	دویر
۲۸۶، ۳۰۲، ۱۹۱، ۱۸۹	۳۹۵، ۲۵۷، ۲۵۶	دیار کبیر
۲۵۸، ۲۵۶، ۲۱	۳۲۳، ۳۲۳	دیر اللہ ص
۳۶۵، ۳۵۹، ۳۱۳، ۲۱۹، ۲۱۸	۲۸۱	دیر المجاتلیق
۵۲۰، ۳۷۰، ۳۶۹، ۳۶۸	۳۰۲	دیر ستمخان
(س)	۲۱۹	دیر قنہ
۵۲۵ سالورخواست	۲۱۰	دیر مار سرجس
۵۰۵، ۵۰۲، ۳۲۹	۲۹۲	دیر النساء
۳۱۹، ۲۶۹	۲۲۳، ۲۱۹، ۲۱۶	دیر سلیم
۳۱۵	(ر)	
۳۳۲	۲۰۲	راس العین
۳۸۹، ۳۲۵، ۶۲، ۲۹، ۲۸	۳۲۱	رامیب
۲۱۷	۳۶۶	ریاط خالونی سلجوقی
۲۲	۰۳۹۸	رحبہ
۲۰۳	۲۵۱	رشید
۵۳۷	۵۵۹، ۵۵۳، ۳۷۹، ۱۷۶	رقہ
۳۹۸	۱۶۳	رملہ
۲۵۹، ۱۱۲	۱۰۷، ۹۵، ۹۲، ۶۳، ۶۲، ۶۱، ۶۰	روم
۵۱	۱۷۶، ۱۵۳، ۱۳۹، ۱۳۸، ۱۳۷، ۱۳۰، ۱۱۱	
۲۱۱	۲۰۷، ۲۰۶، ۲۰۵، ۲۰۴، ۲۰۲، ۱۹۸	
۵۵۹	۲۹۱، ۲۸۲، ۲۶۶، ۲۵۳، ۲۳۹، ۲۱۰	
	۲۱۳، ۲۰۹، ۲۰۲، ۲۰۰، ۳۶۱، ۳۵۶	
	۵۶۹، ۴۹۰، ۴۶۵، ۴۵۹، ۴۱۶	

ش	طیب	ش	شام
۲۶۹	(ع)	۹۸'۹۵'۹۳'۵۶'۵۴'۳۸	
۲۶۳'۱۷۷'۱۷۴'۱۱۷'۱۱۶	عراق	۳۲۹'۲۸۲'۲۶۵'۱۰۹'۱۰۰	
۳۳۱'۳۲۹'۳۱۶'۳۱۱'۲۶۹		۵۰۵'۴۲۵'۴۲۱'۳۵۶'۳۵۱	
۲۲۸'۲۲۵'۳۸۹'۳۸۸'۳۶۳		۲۷۲	شفطینا
۵۱۷'۵۰۵'۴۵۵'۴۴۷'۴۴۴		۵۳۷	شقان
۵۶۹'۵۶۶'۵۲۲'۵۲۱		۱۱۸	شونیزیہ
۴۷۷'۴۷۶'۲۳۲	عرب	۵۲۸'۵۲۹'۴۱۸'۴۱۷	خیراز
۴۱۲'۹۷	عسقلان	(ص)	
۲۷۱	عسکر کرمہ	۱۴۳	متعلب
۳۲۲	عیبہ	۱۸۶'۴۸'۴۷	مقلتہ
۲۱۵	عکبرا	۴۲۹'۳۲۹'۹۹'۹۸	صور
۴۹۳'۴۹۲	فلت	۲۵۱	میدلان
۴۰۰	عمم	(ط)	
۴۸۸	عمان	۵۲۳	طارم
۴۹۶'۴۹۰	عموریہ	۵۱	طابن طینی
۲۶۵	میں زریہ	۲۳۲	طالت
(ع)		۵۲۴	طبران
۵۱۹	غزنی	۳۶۹'۳۱۹'۲۶۹	طبرستان
(ف)		۳۸۱'۳۱۴	مقلیطانہ
۳۷۵'۵۲	فاراب	۵۳۷'۲۰۸'۲۰۱	طوس

۵۲۸	القصر	۲۱۷	قارن
۳۸۰	قصر الحین	۵۰۲	قاس
۳۹۳	قصر صافہ	۵۲۲	قردجان
۲۱۶	قصر فرج	۱۸۵	قرقاموس
۳۵۹	قصران	۵۳۷، ۳۱۲	قسا
۲۲۷، ۲۷۰	قطر میل	۲۵۳، ۲۱۲	قسطاط
۳۲۲	قنط	۳۰۳، ۱۹۱	قسطین
۱۰۹، ۵۳	قورینا	۵۰	قلیوس
۵۱	قوزی قوس	۲۱۷	قورنت
۱۲۳	قوس (قولوس)	۱۲۱	قیرود
۳۲۳	قوس	(ق)	
۳۹۹	قویق	۵۶۷، ۱۶۲	قاہرہ
(ک)		۱۸۸، ۱۰۶	قبرس
۱۰۸	کالدیہ	۲۸۸	قدس شریف
۵۱۲، ۲۷۵، ۳۹۶، ۳۳۱	کرخ	۲۲۷	قراج ظفر
۵۳۷، ۵۳۲	کرکاج	۳۶۱	قرطبہ
۲۱۶	کرمان	۵۲۶	قرمی سین
۲۲۸	کلواڈا	۲۰۳	قرۃ
۲۷۶	کنده	۵۲۱	قرودین
۲۷۶، ۲۳۱	کوفہ	۲۰۱، ۱۹۸، ۱۸۵، ۶۳، ۶۰	قسطین
		۲۹۶	

		(د)	
۲۵۹	انگہ	۲۳۶، ۲۰۲، ۱۳۹	لاذقیہ
۲۵۲، ۲۱۷، ۱۹	مٹھ	۵۱	لساقوس
۱۱۳	بهران	۱۸۸	لمنوس (جزیرہ)
۳۹۴، ۳۴۶، ۳۲۹، ۳۲۸، ۱۰۰	موصل	(م)	
۳۹۸، ۳۳۱، ۲۵۹، ۲۷۲		۳۹۰	اردین
۲۲۲، ۲۲۱	میافارقین	۳۹۱، ۳۷۵، ۵۲	اورامالتر
(ک)		۲۲	ماقلما
۳۲۱	نبیہ	۵۹	مقدونیہ
۳۶۶، ۳۴۰	نصیبین	۲۹۸	مدائن
۲۲۲	نقیہ	۲۹۵	مراقہ
۵۵۶	تھرصر	۲۷۷	مشقر
۲۲۷، ۲۸	نہروالی		مصر
۱۸۸، ۱۹۷	نویہ	۱۲۳، ۱۲۶، ۱۰۲، ۱۰۲، ۲۶، ۲۱، ۱۹	
۳۲۶	نیریز	۲۲۸، ۲۲۰، ۲۰۲، ۱۹۸، ۱۶۵، ۱۶۴	
۵۷، ۵۱	بیطین	۲۹۵، ۲۶۸، ۲۵۹، ۲۴۰، ۲۳۹	
(و)		۲۹۶، ۳۰۳، ۳۱۹، ۳۲۷، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲	
۲۲۵، ۲۲۵	واسط	۳۸۲، ۳۶۵، ۳۶۴، ۳۵۳، ۳۵۱، ۳۴۳	
(ح)		۳۹۶، ۳۰۳، ۳۰۲، ۳۰۱، ۳۰۱، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷	
۳۹۳، ۳۹۲	ہرات	۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶	
۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۲، ۵۲۱	ہمالی	۲۵۸، ۲۵۴، ۲۵۳، ۲۵۲، ۲۵۱، ۲۵۰	
۵۵۰		۵۷۱، ۵۶۴، ۵۲۸، ۵۰۵، ۵۰۴	

لوان ۲۹، ۳۷، ۴۰، ۴۵، ۵۲، ۵۴، ۵۷، ۵۸

۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶

۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵

۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳

۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱

۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹

۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶

ہندوستان (منہ) ۵۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹

۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹

۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳

(ی)

۳۷۷

یامہ

۱۲۳، ۱۵۸، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹

عین

۳۲۹

تتم مشر



شیخ نیاز احمد پرنٹر و پبلشر نے اپنے علمی پرہنگ پر سیس ہسپتال روڈ لاہور سے
چھپوا کر کشمیری بازار لاہور سے شائع کیا

کتاب منزل لاہور

کی

سوانح و تاریخ پر گراں قدر مطبوعات

قیمت	مختصر تفصیل	نام کتاب
۱۶/-	انسائیکلو پیڈیا تاریخ عالم کی پہلی جلد جس میں شروع سے آج تک کی پوری تاریخ اسلام کا انسائیکلو پیڈیا درج ہے۔ سائز ۵ x ۱۰، صفحات ۲۵۰، نقشے و شجرے سے مزین۔	انسائیکلو پیڈیا تاریخ عالم پہلی جلد تاریخ اسلام مرتبہ ولیم ایل لینگر ترجمہ حواشی: غلام رسول قمر
۱۲/-	ابتداء سے عہد نپولین تک جس میں انقلاب فرانس بھی شامل ہے۔ مع مزوری حواشی، نقشہ جات و شجرے تقطیع ۵ x ۱۰، صفحات ۵۱۰، نقشے ۸، شجرے ۱۰	انسائیکلو پیڈیا تاریخ عالم جلد دوم تاریخ عمومی مرتبہ ولیم ایل لینگر ترجمہ حواشی: غلام رسول قمر
۱۳/-	جس میں انقلاب فرانس سے لے کر اب تک کے حالات درج ہیں۔ تقطیع ۵ x ۱۰، صفحات ۵۰۰، نقشے ۹، شجرے ۱۰	انسائیکلو پیڈیا تاریخ عالم جلد سوم تاریخ عمومی مرتبہ ولیم ایل لینگر ترجمہ حواشی: غلام رسول قمر
۱۵/-	سائز ۱۰ x ۱۰، صفحات ۹۲۵، کتابت و طباعت اعلیٰ	بیتا احمد شہید مولانا غلام رسول قمر

شیخ غلام علی بایندہ سمنو نیشنل ڈائجسٹ کتب کشمیری بازار لاہور۔ بسند روڈ کراچی

قیمت	مختصر تفصیل	تمام کتاب
	سید احمد شہید کی جماعت کے تنظیمی حالات اور ان کے اکابر رفقہ کے سوانح	جماعت مجاہدین مولانا غلام رسول مہر
۴/-	سائز ۱۰" x ۶" صفحات ۳۲۵، کتابت طبعات اعلیٰ	سرگزشت مجاہدین
۱۲/-	سید احمد شہید کے سلسلہ کی چوتھی اور آخری جلد سائز ۱۰" x ۶" صفحات ۶۸، کتابت طبعات لطیف	مولانا غلام رسول مہر بہادر شاہ ظفر اور ان کا عہد
۲۰/-	۱۸۵۷ء کی عالم آشوب تحریک انقلاب کی مکمل مستند اور مفصل انسائیکلو پیڈیا (دوسرا ایڈیشن) سائز ۱۰" x ۶" صفحات ۱۳۶۲، ۱۳ رنگین تصاویر تصاویر کے ساتھ۔	سید رئیس احمد جعفری
۱۲/۸	عہد و احد علی شاہ کی مکمل، مستند انسائیکلو پیڈیا سائز ۱۰" x ۶" صفحات ۷۲۲ اور متعدد تصاویر	واجد علی شاہ اور ان کا عہد سید رئیس احمد جعفری
۶/-	بعض ہر لبتہ رموز کے انکشافات کے ساتھ سائز ۵" x ۶" صفحات ۶۰۰۔	سیرت محمد علی سید رئیس احمد جعفری
۲/۱۲	دنیا میں کمال آتا ترک کی سوانح اس سے اچھے پیرائے میں کسی زبان میں نہیں لکھی گئی۔	کمال آتا ترک استاذ محمد محمد توفیق مصری
۲/۱۲	سائز ۵" x ۶" صفحات ۳۶۸ (سائلوں ایڈیشن)	ترجمہ: کریم الہی خاموش
۲/۱۲	مقبول عام سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین جلدوں میں۔	رحمۃ للعالمین
۶/۸	سائز ۱۰" x ۶" صفحات ۳۸۰، جلد دوم	مولانا قاضی محمد سلیمان سلمان
۶/۸	۴۷۸، جلد سوم ۴۸۸ صفحات، کتابت طبعات نفیس	منصور پوری

بیخ غلام علی اینڈ سنز ناشران و تاجران کتب کشمیری بازار لاہور پتہ بند روڈ کراچی

قیمت	مختصر تفصیل	نام کتاب
۲/۸	سیرت فاروق پر مستند و معتمد کتاب سائزہ ۵ x ۱۰، ضخامت ۵۴۴ صفحات	الفاروق مولانا شبلی نعمانی
۱۰/-	ہندوگان دین کی سیرت و کردار کا انسائیکلو پیڈیا (تیسرا ایڈیشن) سائزہ ۱۰ x ۱۰، ضخامت ۶۰۰ صفحات	الوار اولیاء رئیس احمد جعفری (مدنی)
۳/-	حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے مکمل دستند سوانح سائزہ ۵ x ۹، ضخامت ۲۰۰ صفحات	خواجہ عزیز لواری ادارہ تصنیف و تالیف
۱۲/-	تاتاریوں کی مکمل سرگزشت، لدلیم کی شہرہ آفاق کتاب تاتاریوں کی مکمل سرگزشت، لدلیم کی شہرہ آفاق کتاب تصنیف: لدلیم THE MARCH OF THE BARBARIAN کا مکمل اور مستند اردو ترجمہ سائزہ ۱۰ x ۱۰، ضخامت ۲۰۰ صفحات	تاتاریوں کی بلخار ترجمہ: عزیز احمد
۲/-	سیرت امام حسین نفسیاتی زاویہ نگاہ سے سائزہ ۱۰ x ۸، ضخامت ۱۰۸ صفحات	حسین ابن علی پروفیسر کیمت شاہ جہان پوری
۲/۸	قائد اعظم کی ناقابل فراموش خدمات پر تبصرہ سائزہ ۵ x ۱۰، ضخامت ۲۲۰ صفحات	ہمارا قائد زید، اے، سلیری
۴/۸	زندہ جاوید ہستیوں کا بے نظیر مرقع سائزہ ۵ x ۱۰، ضخامت ۵۷۶ صفحات	دید و شنید رئیس احمد جعفری
۳/-	شیخ فرید الدین عطار کی مشہور کتاب اردو ترجمہ جس میں تمام اولیاء اللہ کے حالات زندگی نہایت عام فہم زبان و انداز میں لکھے گئے ہیں	تذکرۃ الاولیاء سائزہ ۱۰ x ۱۰
۷/۸	حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ کے مفصل، مکمل دستند سوانح حیات، سائزہ ۵ x ۹، ضخامت ۶۲۰ صفحات	سیرۃ ائمہ اربعہ شیدائیں احمد جعفری

پیش فلام کی اینڈ سنز انٹرنیشنل ڈیپارٹمنٹ کتب کشمیری بازار لاہور۔ بند روڈ کراچی

قیمت	مختصر تفصیل	نام کتاب
۲/۸	سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہایت اعلیٰ پای کی کتاب اور مکمل کتاب، سائز ۵" x ۷" ۱/۲، ضخامت ۳۳۸ صفحات	سرورِ عالم مولانا غلام رسول تھر
۱۰/۶	انبیاءِ کرام کے حالاتِ زندگی، جن کا ذکر قرآن کریم اور احادیث صحیحہ، یائیل و دیگر تاریخی کتب میں آیا ہے۔ سائز ۷" x ۱۰"، ضخامت ۲۵۶ صفحات، طباعت آفست	انوارِ انبیاء ادارہ تصنیف و تالیف
۱۶/۸	سیرت و کردار کی تعمیر کے لیے عملی نمونے سائز ۵" x ۷" ۱/۲، ضخامت ۱۲۲ صفحات	زندگی کے نمونے ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی
۶/۸	مولانا سید غوث علی شاہ پانی پتی کے حالات، ملفوظات، لطیفیات سائز ۷" x ۹"، ضخامت ۵۰۰ صفحات، آفست طباعت	تذکرہ غوثیہ مولوی شاہ گل حسن
۳/۱۲	ذریعہ اولاد علی گیلانی (ہندوستان میں انگریزی حکومت کا خول آشام دور۔ سائز ۵" x ۷" ۱/۲، ضخامت ۳۸۶ صفحات	وارن ہیسٹنگز اور انگریزی راج
۳/۲	سیدۃ النساء العالمین کے حالاتِ زندگی سائز ۵" x ۹"، ضخامت ۲۲۰ صفحات	فاطمہ بنت محمد سید رئیس احمد جعفری
۲/۲	ڈھاکہ کی ناقابل فراموش مصوٰر تاریخ سائز ۵" x ۷" ۱/۲، ضخامت ۱۸۲ صفحات	ڈھاکہ سچاس برس پہلے حکیم حبیب الرحمن شروائی
۱۲/۸	ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک اسلامی دنیا کی مکمل و مفصل تاریخ۔ پانچواں نوٹریمیم ایڈیشن سائز ۷" x ۱۰"، ضخامت ۱۰۸۰ صفحات	تاریخ اسلام عبدالحکیم نشتر جانڈیری
۳/۲	جدید انداز میں اسلامی تصوف کی تاریخ سائز ۵" x ۷" ۱/۲، ضخامت ۳۳۶ صفحات	تاریخ تصوف اسلام سید رئیس احمد جعفری

شیخ غلام علی اینڈ سنز ناظران و ناظران کتب شہری بازار لاہور۔ ہندو لاہور

علم و معرفت

کے تلاشی اور نتائج

کے لیے مستند اور قابل اعتماد مطبوعات

۲/۰	قرآنی دستوریات	۹/۰	اصلاحات کبریٰ		برہان الہی
۲/۲	تعمیری انقلاب اور	۱۲/۰	تلخیص البخاری	۲۵/۰	اردو ترجمہ
۱۵/۰	قرآنی دستوریات	۵/۰	حرفِ مسرمانہ		حجۃ اللہ البالغہ
۲۵/۰	مشکوٰۃ شریف	۵/۰	ایک اسلام	۶/۰	کشف المحجوب
۲۵/۰	تفسیر بیان القرآن	۳/۸	دو اسلام	۱۶/۰	فتاویٰ رضویہ
۲۵/۰	تفسیر حقیقی	۲/۸	دو قرآن	۸/۰	عماد الدین
۱۲/۰	تفسیر موضح القرآن	۳/۰	جهان نو	۳/۰	اسلامی حقوق و فرائض
۱۶/۰	رحمۃ اللعالمین	۲/۰	اللہ کی عبادت	۱۵/۰	اشرفی ہشتی زیور
۱۰/۰	انوار انبیاء	۵/۰	بھائی بھائی	۳۲/۰	بہار شریعت کامل (بدو و بدس میں)
۱۰/۰	انوار اولیاء	۶/۸	اسلام کا نظام حیات	۱۲/۰	کیسے سعادت
۱۰/۰	انوار اصفیاء	۲/۲	مرد مومن		مذاق العارین (اردو ترجمہ)
۳/۸	الفاروق	۱/۲	قرآنی اخلاق	۲۰/۰	احیاء علوم الدین
۲/۰	خواجہ غریب نواز	۲/۰	تذکرہ حسینی	۵۰/۰	مظاہر حق (اردو ترجمہ)
۲/۰	حسین ابن علی	۳/۰	اسلام کے عالمگیر اصول		مشکوٰۃ شریف
۶/۸	سیرت ائمہ اربعہ	۱/۸	اسلام میں امانت کا تصور		نبی البتلا
۲/۸	سرور عالم	۳/۸	قرآنی دعوتِ انقلاب	۲۵/۰	اردو ترجمہ سے متن
۲/۲	تاریخ تصوف اسلام	۵/۰	اسلام کا تمدنی و سیاسی نظام	۱۰۲/۰	مفتاح العلوم کامل
۱۲/۰	تاریخ اسلام	۲/۰	موازنہ صلیب و ہلال		شرح
	مختصر تاریخ اسلام	۳/۸	مقالات قرآنی	۱۲/۰	شعوی مولانا روم
	مکمل نامہ	۲/۰	اسلام کا معاشرتی نظام	۸/۰	صحیفہ کاملہ
	امام ابوحنیفہ	۲/۸	خطبات بدر	۱/۱۲	صحیفہ علویہ
					مقبول دعائیں

کتاب منسٹریل پبلسٹرز
بندر راولپنڈی

شیخ غلام علی اینڈ سنز پرنٹرز و پبلسٹرز